ان من الشعر لحکمة وان من البیان لسحرا

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ دیوان فصاحت نشان بلاغت عنوان مسمیٰ بافسون افسانۂ عشق بہ سوم

صنم خانۂ عشق

نتیجۂ فکر فلک سیر استاد الاساتذہ ملک الشعرا جناب منشی امیر احمد صاحب امیر

سلمہم اللہ القدیر استاد نواب خلد آشیان والی دار الریاست رامپور

مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد قادر علیخان صوفی چھپا

طریقِ عشق مین گم ہو کے پہنچے منزل پر
نیا یہ راستہ سوجھا ہمین رسائی کا

رہِ طلب مین ادب ہی سے سرفرازی ہے
مزہ کلیم سے پوچھو برہنہ پائی کا

خدا خدا جو کرے اور خودی کا دم بھی بھرے
بڑا فریبی ہے جھوٹا ہے وہ خدائی کا

جو بندہ ہے تو مزہ بندگی مین پیدا کر
نہین وہ بندہ جسے ذوق ہو رہائی کا

بشر سے حمدِ الٰہی اسیر کیا ممکن
پہاڑ اُٹھا سکے کہان حوصلہ یہ رائی کا

سکہ رائج جب سے دینِ مصطفےٰ کا ہو گیا
غلغلہ سا ہی خدائی مین خدا کا ہو گیا

جب سے دل دیوانہ محبوبِ خدا کا ہو گیا
مصطفےٰ اسکے ہوئے وہ مصطفےٰ کا ہو گیا

حشر مین پہنچے لواے حمد کے پائی جگہ
ظلِ رحمت سایہ اُس زلفِ رسا کا ہو گیا

چارہ سازی حقیقت کی تو نام پاک نے
نام اطبا کا ہوا شہرہ دوا کا ہو گیا

اول بعثت مین ختم الانبیا پایا لقب
رتبہ حاصل ابتدا مین انتہا کا ہو گیا

جب سے گلگشت باغون مین مدینے کی چلی
پھولونکی ڈالی وہین دامن صبا کا ہو گیا

یاد لب مین جب سے دی وصل کی لذت مجھے
زہر قاتل مین اثر آبِ بقا کا ہو گیا

موم پتھر کو یہ اُس فخر سلیمان نے کیا
حلقۂ خاتم نگینِ نقشِ پا کا ہو گیا

شربت دیدار سے اچھی ہو دادی وقت نزع
توبہ بیڑا پار اس درد آشنا

طوقِ دینِ مصطفےٰ کا جسکی گردن مین پڑا
قید سے آزاد وہ بست

جزوِ ایمان کسکے کیا رتبہ بڑھایا آپ نے
چشمہ حیوان جہان

چار بالش پر حکومت کی کیا جس دن جلوس
حاکم آب و آتش و خاک

چودھوین کا چاند دکھلا کر یہ کہتا ہے فلک
لو شبیہ پاک کا تیار

رحمتِ حق کیون نہو نازل محب پر آپ کے
آشنا سے آشنا جو آ

روح نے جلوہ جو دیکھا آپ کا قندیلِ عرش
آشیانہ اُس کرفت

قدم تیرا جہان پڑتا ہے بو مہندی کی آتی ہے
ترے نقش قدم مین رنگ ہے پا ہی حنائیکا

شب وصلت نزاکت انکی شوق وصل سے بولی
ترس کہا مجہپہ ظالم وقت ہے بیعت و پائیکا

وفا نقلو اسکو بہی نہین ہے اسکی فرقت مین
سبق پڑہنے چلی ہے عمر اس سے بیوفائیکا

نہین تم آئنہ خانے مین ہو بیجا ہو نظر وت دیکھیہ
کہوجی اب بہی کچہ ارمان نکلا خودنمائیکا

لپٹ کر سیکڑون کالی بلائین یہ لیتی ہین
انہین باتون سے منہ کالا ہے شبہای جدائیکا

سر اُنکے پاون پر رکہے بنائے ہین یہ بت جسنے
مزہ ہے خاک تیرہ پا سے بت پر جبہہ سائیکا

بہت ہی بہر گیا ہے عمر کا پیمانہ اب چہلکا
چراغ اک جہلملاتا سا ہے بزم آشنائیکا

قفس مین ہون مگر سارا چمن آنکہونکی آگے ہے
رہائی کے برابر اب تصور ہے رہائی کا

نہین ممکن ہے سونا ہجر مین نیند آنہین سکتی
طلایہ پہر رہا ہے آنکہہ مین طوق طلائیکا

امیر خستہ جان آفت مین ہے یا حیدر صفدر
کرو امداد اسکی وقت ہے مشکل کشائیکا

ترے بندون سے کرتے ہین یہ بت دعوی خدائیکا
تماشا دیکہتا ہون تیری شان کبریائیکا

دکہایا مہ نے جلوہ جوان کو خودنمائیکا
تو بولے چور ہے تو بہی مرے تہب طلائیکا

لچکتی ہے جو شاخ گل مین اس غیرت سے مرتا ہون
کہان دیکہا لچکنا اسنے اس نازک کلائیکا

نہین بیچ اسنے مقتل مین دکہائی تیغ جانون کو
لگایا بانکپن پر داغ استرہ کج ادائی کا

نیا افسانہ کہہ واعظ تو شاید گرم ہو مجلس
قیامت تو پرانا حال ہے روز جدائیکا

نہ پہنچے ہاتہ سے بے بال و پری سے شاخ گل تک بہی
چمن سے لیچلے ہم پہول داغ نارسائیکا

خدا کی شان ہے ترسا کرین ہم دیکہنے والے
مزہ آئینہ لوٹے یار تیری خودنمائی کا

رلایا حسرت پابوس مین مجہکو لہو برسون
تصور رنگ لایا کیا ترے پاے حنائیکا

نزاکت دیکہنا رنگ حنا سے وہ یہ کہتا ہے
کہ تجہپر خون ہے ظالم مری نازک کلائیکا

کہا جب وصل مین مین نے کہ آنکہون سے لڑین آنکہین
تو بولے ہان ابہی ارمان باقی ہے لڑائیکا

میرے ہی میخانے کا چھوٹا سا اک پیمانہ تھا

آنکھوں میں نور تیرا دل میں سرور تیرا
دروازے سے ہے کہہ تک سارا ظہور تیرا

جنت میں بھی سب سے چرچا ہے رشکِ حور تیرا
شہرہ ہے اللہ اللہ اب دور دور تیرا

تو مہر ہے ترے آگے سب قطرہاے شبنم
انکا کہاں ٹھکانا جب ہو ظہور تیرا

اے چشم شوق وہ تو ہر رنگ میں ہے ظاہر
اب بھی جو تو نہ دیکھے تو ہے قصور تیرا

میں آئنہ ہوں تیرا تو آئنہ ہے میرا
تجھ میں ظہور میرا مجھ میں ظہور تیرا

مدہوشِ عشق ہوکر جا بزمِ معرفت میں
پردہ نہ بیچ میں ہو غافل شعور تیرا

ہے بیخودی ہی جس سے ہوتا ہے قرب حاصل
غائب جو آپ سے ہو پاے حضور تیرا

خورشید و ماہ سب میں جلوے ترے ہیں لیکن
ایسی کہاں ہیں آنکھیں دیکھیں جو نور تیرا

اے دل جو اسکے غم کو تجھ میں جگہ ملی ہے
رکھا ہے نام ہمنے دار السرور تیرا

نادان امیرؔ ناحق امیدوار ہے تو
دل لیکے پھیر دے گا وہ اب ضرور تیرا

نہ شوقِ وصل کا موقع نہ ذوق آشنائی کا
میں اک ناچیز بندہ اور اسے دعویٰ خدائی کا

پڑا حسرت کا جو داغ اپنے سینے میں جدائی کا
ستارہ بنگیا آخر وہ صبح آشنائی کا

درازی دھیان میں آتی ہے کب روزِ قیامت کی
کہ اک پیوند ہے پیراہنِ روزِ جدائی کا

بنے جو موج الجھے تو نہیں حلقہ اے قاتل
الٰہی ہو وہ چھلا تیری انگشتِ حنائی کا

نوید وصل عاشق کے لیے ہے صدمۂ فرقت
ابھرنا بیٹھ جاتا ہے محیطِ آشنائی کا

جلاتا کون ہے اے دل تجھے شوقِ وصل بھڑکا کر
ارے اس آگ سے تو پھونک دے پردہ جدائی کا

الٰہی کون سے مجرم کی آمد ہے قیامت میں
ہوا ہے حکم رحمت کو یہ کس کی پیشوائی کا

ہدف دل کو بناتے ہیں جو کچھ کہیے تو کہتے ہیں
سکھاتے ہیں چلن تیروں کو اپنے دلربائی کا

پہنچا یار تک بیخود ہوے پہنچے نہ مطلب کو
رسائی نے دیا کیا داغ ہمکو نارسائی کا

ترقی پر ہے کیسی شوخیان ہین حیہ ہوا اب
حیا کی جان کا دشمن ہے لپکا خود نمائی کا

حیا کو چھیڑتی ہین شوخیان چپاتی ہے عصمت
کہ اب اُٹھتا ہے اب اُٹھتا ہے پردہ پارسائی کا

عروس مرگ آئی مجھسے ہم آغوش ہونے کو
ہوا مشاطگی پیشہ مری شام جدائی کا

پڑی ہین حسرتین مردہ جلا دے انکو اے عیسی
ذرا ہم بھی تو دیکھین کھیل قدرت آزمائی کا

بہار آتی ہے اب عصمت کا پردہ فاش ہوتا ہے
جنون کا ہاتھ ہے آج اور دامن پارسائی کا

کرے سجدہ مین جب چوکھٹ پر اُسکی چوم لی چوکھٹ
بڑھا یا لیکے بوسے ہمنے رتبہ جبہہ سائی کا

مجھے اے سیمتن یہ ضعف سے چکر نہین آتا
نگاہین طوف کرتی ہین ترے طوق طلائی کا

یہ کس بیدرد نے دست نگارین خواب مین چوما
کہ فریادی ہے اب تک نیل اُس نازک کلائی کا

امیر اس خرقہ وعمامہ کو تم رہن مے کر دو
ابھی تم پر نہین پھبتا ہے جامہ پارسائی کا

ان شوخ حسینون پہ جو مائل نہین ہوتا
کچھ اور بلا ہوتی ہے وہ دل نہین ہوتا

کچھ وصل کے وعدے ہی سے حاصل نہین ہوتا
خوش ہو تو خوشی سے کبھی مادل نہین ہوتا

گردن تن بسمل سے جدا ہو گئی کب کی
گردن سے جدا خنجر قاتل نہین ہوتا

دنیا مین پری زاد دیے خلد مین حورین
بندون سے وہ اپنے کبھی غافل نہین ہوتا

بسمل تو ہوئے سیکڑون ہی سر تڑپ کر
ٹھنڈا مرے قاتل کا مگر دل نہین ہوتا

دھبا نہین دیتا ہے لہو حسرت دل کا
اس خون سے تر دامن قاتل نہین ہوتا

دل مجھسے لیا ہے تو ذرا بولیے ہنسیے
چٹکی مین مسلنے کے لئے دل نہین ہوتا

دیوانہ ہے دنیا مین جو دیوانہ نہین ہے
عاقل وہی ہوتا ہے جو عاقل نہین ہوتا

کہتے ہین ہم آئینے مین حسن اپنا نہ دیکھین
اچھی کہی معشوقون کے کیا دل نہین ہوتا

تمکو تو مین کہتا نہین کچھ حضرت ناصح
پر جسکو ہو پاس ایسی وہ عاقل نہین ہوتا

پہلو مین اُنہین غیر کے جیپ ہی کر دے
اتنا بھی تو مجھسے تپش دل نہین ہوتا

کیا رسوا اے عالم حجب کے پردے مین مجھ تو نے
تری عصمت کے سر پر خون ہے میری پارسائی کا

کہین کالا توا خورشید محشر بھی نہو جاے
بجھا ہے پھیل کر کاجل مری شام جدائی کا

اُسے دیکھا جو آتے نزع مین امید بول اُٹھی
کہ دیکھو روکنے والا وہ آیا میری آئی کا

ہزار آئینے آئین ، وہ رو آنکھین نہ کھولین ہم
پسند آتا نہین ہم کو یہ شیوہ خودنمائی کا

کف ہمت سے مثل مہ دل ہے بادشاہ اپنا
ہلال آسا تہ ناخن نہین کاسہ گدائی کا

یہ کودک طبع کیا جانین کہ مین جوہر معلم ہون
پڑا ہے چہرۂ نیکی پہ پردہ بدنمائی کا

سیہ بختی نے پہنچایا ہے مجکو اہل بینش تک
گزر آنکھون مین سرمے کی بدولت ہے سلائی کا

ہوا ظاہر یہ ہندو کی جبین پر دیکھکر ٹیکا
کہ ہے کافر کو بھی داغ اُسکے در کی جبہ سائی کا

امیر اک بات بھی واعظ نہین کہتا خدا لگتی
خدا جانے بکا کرتا ہے کیا جھوٹا خدائی کا

لئے ہے آفتاب شب بھی کاسہ گدائی کا
ستارہ خوب ہی چمکا ترے رنگ حنائی کا

یہ شکوہ بیوفائی کا یہ رونا کج ادائی کا
مزا ہے دل لگانیکی مزہ ہے آشنائی کا

بُرا ہو ہوسے اس عہد وان کی بدنمائی کا
نہ راتین وصل کی دیکھین نہ دن ہمنے جدائی کا

خدا نے ان بتونکو کچھ نئی طینت عنایت کی
خمیر انکا بنا ہے کھچکے جوہر بیوفائی کا

کہ تر اک اسکے تاج ہوا ہے سلاطین نے
کوئی ٹکڑا جو ہاتھ آیا مری دلق گدائی کا

ہوا تیغ ادا سے دل دو نیم اپنا تو سمجھے ہم
دو ورقہ ہاتھ آیا یہ کتاب آشنائی کا

کرے کوئی جہان مین مجھسے جبکہ بندگی تیری
تعجب کیا ہے اسے بت کارخانہ ہے خدائی کا

بخوبی جانچ کرلے جنس کی بازار ہستی مین
فریب ان جو فروشون سے نہ کھا گندم نمائی کا

پھنسا کر حلقۂ گیسو مین میرے دل کو کہتے ہین
اسی زندان مین رہتا ہے گنہگار آشنائی کا

دیا بے مانگے بوسہ مین نے پھر مانگا تو وہ بولے
نہین چھٹتا ہے پڑ جاتا ہے جب لپکا گدائی کا

اکیلا ہمکو تکئے مین سُلا کر چلدیے یارو
بڑا ہمکو بھروسا تھا تمھاری آشنائی کا

راحت کا نکلتا نہین اسکے کوئی پہلو
مایوس بھی کمبخت مرا دل نہین ہوتا

اُڑتا بھی ہوا سے ہی تو اُٹھتا ہے اُدہر بھی
لیلی سے الگ پردہ محمل نہین ہوتا

دریاے محبت سے جو پار اُترین وہ جانین
ہوتا ہے خدا جانے کہ ساحل نہین ہوتا

تیر اُسنے لگایا وہ پڑا آکے جگر پر
بچپن ہے وہ کیا جانے ادہر دل نہین ہوتا

جو لطف ہے آزارِ محبت مین وہ مجھکو
عیسی بھی کرے پیار تو حاصل نہین ہوتا

بولے یہ خضر پار اُترنے کو جو پوچھا
دریاے محبت کا تو ساحل نہین ہوتا

وہ ہم ہین کہ زندہ ہین اور اُس کوچے مین پہنچے
بے موت کوئی خلد مین داخل نہین ہوتا

جب دردِ محبت مین یہ لذت ہے تو یارب
ہر عضو مین ہر جوڑ مین کیون دل نہین ہوتا

شرم اُسکی مجھے مانع دیدار نہین ہے
نازک سا یہ پردہ ہے کہ حائل نہین ہوتا

ٹکڑے بھی ہے گل خون مین ڈوبا بھی ہے لیکن
اب بھی دلِ عاشق کے مقابل نہین ہوتا

حسرت سے اِدھر اور اُدھر دیکھ رہا ہے
بھوکا ترے دیدار کا سائل نہین ہوتا

تم اور کوئی کام امیر اسکو سکھاؤ
تڑپانے تڑپنے کے لئے دل نہین ہوتا

غم نہین جی تن سے نکلا دل گیا
مل گئے تم مجکو سب کچھ مل گیا

بولے وہ سینے پہ میرے رکھکے ہاتھ
کہیے اب تو اضطراب دل گیا

اے نگاہِ یاس تیرا ہو بُرا
گھر تلک روتا ہوا قاتل گیا

تیغ قاتل ہے اسے بادِ بہار
جب چلی وہ غنچۂ دل کھل گیا

کوچۂ گیسو نہ ہاتھ آیا مجھے
کاٹے کوسون سیکڑون منزل گیا

مٹ گیا کاجل کا تِل اصلاح مین
مصحفِ عارض کا نقطہ حل گیا

آبنی دم پر جہان بگڑے حضور
لب ہلاے آپنے دل ہل گیا

مرحلے طے کنج عزلت مین کئے
بیٹھے بیٹھے سیکڑون منزل گیا

گم گشتگیوں نے وہ مزہ مجھکو دیا ہے
اب منہ بھی کبھی جانب منزل نہین ہوتا

عاشق کے بہل جانے کو اتنا بھی ہے کافی
غم دل کا تو ہوتا ہے اگر دل نہین ہوتا

کہتے ہین دم ذبح وہ رک رک کوئی پوچھے
اس ناز سے ناراض تو بسمل نہین ہوتا

فریاد کرین دل کے ستانیکی اسی سے
راضی مگر اس پر بھی مرا دل نہین ہوتا

اٹھنے کو کہے کوئی تو بنجاتی ہے جی پر
اس بزم مین جانا مجھے مشکل نہین ہوتا

فریاد بھی کرتا ہون تو اللہ سے اپنے
اس در کے سوا مین کہین سائل نہین ہوتا

انداز کسی کان کی بجلی کا اڑا لے
یہ حسن تڑپ مین تری اے دل نہین ہوتا

مرنے کی بتون پر یہ ہوس عشق کہ مرنا
سب کہتے ہین مشکل مجھے مشکل نہین ہوتا

دلداریوں کو آئین حسین چار طرف سے
پر ہائے ستم ایک طرف دل نہین ہوتا

جس بزم مین وہ رخ سے اٹھا دیتے ہین پردہ
پروانہ وہان شمع پہ مائل نہین ہوتا

کہتے ہین کہ دل دیکھے تڑپتے ہین جو عاشق
ہوتا ہے کہان درد اگر دل نہین ہوتا

یہ شعر وہ فن ہے کہ **امیر** اسکو جو برتو
حاصل یہی ہوتا ہے کہ حاصل نہین ہوتا

خضر رہ مقصود اگر دل نہین ہوتا
منزل کا پتا سیکڑون منزل نہین ہوتا

برسون سے تڑپتا ہون مین بسمل نہین ہوتا
اتنا سا مرا کام بھی قاتل نہین ہوتا

جھٹکے دیے موباف کے کوڑے بھی لگائے
گیسو سے کسیطرح جدا دل نہین ہوتا

زخمون کی ہنسی پر بھی نہین آتی ہے غیرت
پورا کوئی وار اے مرے قاتل نہین ہوتا

آتا ہے جو کچھ منہ مین وہ کہہ جاتا ہے واعظ
اور اس پہ یہ طرہ ہے کہ قائل نہین ہوتا

کیا سحر ہے اس بت کی نظر مین بھی الٰہی
جب تک وہ ادہر آئے یہان دل نہین ہوتا

رک رک کے تو خود پھیرتے ہین حلق پہ خنجر
اور مجھسے شکایت ہے کہ بسمل نہین ہوتا

آئینے کو بھی روک دیا ہے کہ نہ آئے
اب آپ بھی وہ اپنے مقابل نہین ہوتا

گو کسریٰ و فریدون پہ جو پہنچون پوچھون
تم یہان سوتے ہو کیا حال ہے ایوانون کا

اُنکے حکمون کی ہو تعمیل کہان تک مجھسے
ڈھیر شقون کا ہے انبار ہے پروانون کا

کون گل چہرۂ رنگین کا نہین دیوانہ
باغ غنچہ ہے ترے چاک گریبانون کا

قحط روزی یہ جہان مین ہے کہ کہتے ہین ہنود
رمضان خوب مہینا ہے مسلمانون کا

کیا لکھین یار کو نامہ کہ نقاہت سے یہان
فاصلہ خامہ و کاغذ مین ہے میدانون کا

دل یہ سمجھا جو ترے بالون کا جوڑا دیکھا
ہے شکنجے مین یہ مجموعہ پریشانون کا

مانع بادہ کشی مجکو ہین ناحق واعظ
خرچ کیا ہوتا ہے ان حلق کے دربانونکا

سبزہ خط نے گھٹا دی ترے عارض کی بہار
تھا جو لالے کا چمن کھیت ہے اب دھانونکا

حشر مین قفل بھی رضوان نے نہ کھولا تھا ابھی
جا پڑا خلد مین ڈاکا مرے ارمانون کا

موجین دریا مین جو اُٹھتی ہوئی دیکھین سمجھا
یہ بھی مجمع ہے ترے چاک گریبانون کا

سُننے والون کے نہ کسطرح پھنسین طایر دل
دام صیاد کا لچھا ہے تری تانون کا

عرصۂ ہستی و طول شب گور و محشر
بعد ہے بندۂ و رب مین ابھی میدانون کا

تیر پر تیر لگاتا ہے کماندار فلک
خانۂ دل مین ہجوم آج ہے مہمانون کا

دہ جانان سے نکلکر مین پھنسا زندان مین
گرد حلقہ پے انعام ہے دربانون کا

عشق رخسار مین اقبال سکندر پایا
آئنہ دست نگر ہے ترے حیرانون کا

لال سو باف صنم گیسوے شبگون مین نڈال
خون ہو جائیگا دو چار مسلمانون کا

توڑ کر بال دیا اُسکے جو بنایا ہے جنور
ہے ہوا خواہ ہمارا ترے مگس رانون کا

بسملون کی دم رخصت ہے مدارات ضرور
یار بیڑا تری تلوار مین ہو پانون کا

آنکھ قاتل کی نہ کیونکر مرے زخمون پہ پڑے
زہرہ پانی ہوا جاتا ہے نمکدانون کا

آدمی غیرون کی اغوا نے نہ رکھا انکو
کہین سارا ہے بگاڑا انہین شیطانون کا

بیخودی آٹھ پہر گم یہ مجھے رکھتی ہے
دن کو شب رات کو ہون خواب نگہبانون کا

برہمن کو بت ہے مجھے تو اسے صنم
جمع ہین سینے مین پیکان تیر کے

جسنے جو مانگا خدا سے مل گیا
سیکڑون دل ہین اگر اک دل گیا

حل مرے مشکلکشا نے کی امیر
لیکے کیسی ہی کوئی مشکل گیا

داغ غم روز ازل ہی مل گیا
تن مین جان آنے سے پہلے دل گیا

کوچۂ قاتل مین اپنا دل گیا
خاک مین ملنے کا رستہ مل گیا

خواب مین آنکھین جو تلوون سے ملین
بولے اُف اف پاؤن میرا چھل گیا

اُٹھکے جا بیٹھا جو اُنکے پاس مین
بولے کچھ مل بیٹھنے سے مل گیا

مسکرانے مین کھلا کیا وہ دہن
غنچۂ تصویر گویا کھل گیا

ہڈیون کی چاٹ پاتے ہی ہما
کیا سگِ محبوب سے ہل مل گیا

آئی جب صحرا مین خوش چشمونکی یاد
سامنے نرگس کا تختہ کھل گیا

پھونکدیتی کیون نہ پروانے کو شمع
پیار کرنے کو سرِ محفل گیا

مانگنے پر بوسے کے کاٹی زبان
اب دعا دینے سے بھی سائل گیا

اُس کا رخ پھرتے ہی آنکھین پھیر دین
لو اِدھر قاتل اِدھر بسمل گیا

کیا ملا مجھکو ملا کر خاک مین
ہان لقب عاشق کشی کا مل گیا

وای قسمت غافل آیا مین امیر
عمر بھر غافل رہا غافل گیا

دامنون کا نہ پتا ہے نہ گریبانون کا
حشر کہتے ہین جسے شہر ہے عریانون کا

گھر ہے اللہ کا گھر بے سروسامانون کا
پاسبانون کا یہان کام نہ دربانون کا

خاطر رنج و غم و درد سے فرصت ہی نہین
میزبان ہو کے ہوا مین انہین مہمانون کا

کب کسی اور کی جم سکتی ہے اس پر پٹری
توسن ناز ہے خوگر وہ تری رانون کا

بے سبب زلزلہ عالم مین نہین آتا ہے
کوئی بیتاب تہ خاک تڑپتا ہوگا

ہجر ساقی مین ہے دل چور کرون کیا گلگشت
سبزہ زیر کف پا ریزۂ مینا ہوگا

دیکھ اے درد جدا ہو نہ دل محزون سے
اور اولجھے گا یہ بیمار جو تنہا ہوگا

جوش سودا کی گھٹانے کی نہ کر فکر اے قیس
بڑھکے آخر کو بھی طرۂ لیلے ہوگا

وہ جہان اوج پر آیا یہ چمک اُٹھتے ہین
مہر ذرون کے مقدر کا ستارا ہوگا

گنج قارون بھی ملا مجکو جو اے حرص تو کیا
عمر مفلس کی طرح صفر تمنا ہوگا

عشق اُسکے لب شیرین سے مین رکھتا ہون امیر
درد بھی ہوگا مرے دل مین تو میٹھا ہوگا

سر دآہین جب کسی نے کین وطن یاد آگیا
چار جھونکے جب چلے ٹھنڈے چمن یاد آگیا

جس جگہ دوگز زمین پائی کھُدی سمجھا مین گور
جب نئی دو چادرین دیکھین کفن یاد آگیا

تن سے باہر آکے دھیان آیا عدم کا روح کو
قید سے چھٹ کر مسافر کو وطن یاد آگیا

نزع مین سنگین دلی کا حال شیرین پر کھُلا
موت کی سختی اُٹھائی کوہکن یاد آگیا

گو رمین بھی ہم نہ بھولے صحبت احباب کو
گوشۂ خلوت مین لطف انجمن یاد آگیا

کھینچکر چادر جو بہر تربت پہ میری ڈالدی
سچ بتا کیا تجکو اے دزد کفن یاد آگیا

جامۂ صد پارۂ گل جب نظر آیا مجھے
سو جگہ سے چاک اپنا پیرہن یاد آگیا

رہ گیا اپنے گلے مین ڈالکر پا نین غریب
عید کے دن جسکو غربت مین وطن یاد آگیا

شاعرون مین تھی سخن سازی بہت پرا اے امیر
رہگئے مُنہ کھول کر جب وہ دہن یاد آگیا

روبرو آئینے کے تو جو مری جان ہوگا
آئنہ ایک طرف عکس بھی حیران ہوگا

آشنا جام سے جسدن لب جانان ہوگا
ساقیا روح پہ جمشید کی احسان ہوگا

رنگ اخفائے محبت جو نمایان ہوگا
درد پہلو کیطرح داغ بھی پنہان ہوگا

میرے اعضا نے بنایا یا ہے عصیان مین | شکوہ آنکھون کا کردن یا مین گلہ کانون کا

قدردان چاہیئے دیوان ہمارا ہے امیر
منتخب مصحفی و میر کے دیوانون کا

تابع دین کبھی دولت پہ نہ شیدا ہوگا
پیرو شیر خدا کیا سگ دنیا ہوگا

یہی کاہش ہے تو کیسا تن لاغر کا پتا
آج ہے موئے کمر کل پہ عنقا ہوگا

معرفت کے لئے ہے ترک تعلق لازم
خوب سمجھے گا وہ تنہا کو جو تنہا ہوگا

مرگ کے بعد ہے بیدار دلون کو آرام
نیند بھر کر وہی سوئے گا جو جاگا ہوگا

ٹکڑے ٹکڑے نہین بیوجہ مرا دل ساقی
کوئی شیشہ کسی مینا نے مین ٹوٹا ہوگا

ہمنے اندیشہ پیری مین جوانی کاٹی
رات بھر خوف رہا صبح کو اب کیا ہوگا

دل کو آغاز محبت مین نہ سمجھو تھوڑا
بڑھتے بڑھتے یہی قطرہ کبھی دریا ہوگا

بیوفائی سے تمہاری یہی ہر دم ہے خیال
تم جو اپنے نہوئے کون کسیکا ہوگا

یہ نہوگا کہ جگہ دوست کی خالی دیکھون
دل بھر آئے گا چھاتی مین جو بینا ہوگا

شہر کو چھوڑ کے کیون دشت مین وحشی جائین
خاک اڑاتے جدھر آجائین گے صحرا ہوگا

کیا ہوا لاش پہ میری جو وہ ہنستا آیا
چھپکے اغیار سے تنہائی مین رویا ہوگا

عشق مژگان مین کہان صورت آرام امیر
نیند اڑ جائیگی بستر پہ جو کانٹا ہوگا

کی جو کچھ عشق نے تاثیر تماشا ہوگا
تیری صورت پہ مری شکل کا دہوکا ہوگا

یہی ساقی کی کدورت ہے جو میری دل ہے
جام مے درد سے لبریز یہ مینا ہوگا

جانے دے قتل مجھے کرکے نہ غم کر قاتل
تھا جو ہونا وہ ہوا رونے سے اب کیا ہوگا

تو ہی مجھ گم شدہ سے چھٹ کے نہوگا نالان
اے جرس قافلے کا قافلہ روتا ہوگا

قیس لیلے کے تصور مین ہے لیلے کیسی
اپنے ہی دل کا سویدا کبھی دیکھا ہوگا

نہین پوچھتا ہے مجکو کوئی پھول اِس چمن مین
دل داغدار ہوتا تو گلے کا ہار ہوتا

وہ مزہ دیا تڑپ نے کہ یہ آرزو ہے یارب
مرے دونون پہلوؤن مین دلِ بیقرار ہوتا

دمِ نزع بھی جو وہ بت مجھے آکے مُنہ دکھاتا
تو خدا کے مُنہ سے اتنا نہ مین شرمسار ہوتا

نہ ملک سوال کرتے نہ لحد فشار دیتی
سرِ راہِ کوے قاتل جو مرا مزار ہوتا

جو نگاہ کی تھی ظالم تو پھر آنکھ کیون چرائی
وہی تیر کیون نہ مارا جو جگر کے پار ہوتا

مین زبان سے تمکو سچا کہو لاکھ بار کہدون
اسے کیا کرون کہ دل کو نہین اعتبار ہوتا

مری خاک بھی لحد مین نہ رہی **امیر** باقی
اُنھین مرنے ہی کا ابتک نہین اعتبار ہوتا

نئی چوٹین چلتین قاتل جو کبھی دوچار ہوتا
کہ اُدہر سے وار ہوتا تو اِدھر سے پیار ہوتا

ترے عکس کا جو قاتل کبھی تجھپہ وار ہوتا
تو نثار ہونے والا بھی جان نثار ہوتا

رہی آرزو کہ دو دو ترے تیر ساتھ چلتے
کوئی دل کو پیار کرتا کوئی دل کے پار ہوتا

اثر اسقدر تو ہوتا مرے لوٹنے کا اُن پر
کہ وہ کروٹین ہی لیتے جو مین بیقرار ہوتا

ترے ناوکِ ادا سے کبھی ہارتا نہ ہمت
جگر اُس سے آگے ہوتا جو جگر کے پار ہوتا

مرے دل کو یون مٹایا کہ نشان تک نہ رکھا
مین لپٹ کے رو تو لیتا جو کہین مزار ہوتا

ترے تیر کی خطا کیا مری حسرتون نے روکا
نہ لپٹتین یہ بلائین تو وہ دل کے پار ہوتا

مین جیون تو کسکا ہوکر نہین کوئی دوست میرا
یہ جو دل ہے دشمنِ جان یہی دوستدار ہوتا

مرے پہلوؤن مین جو آتے تو نئے وہ گل کھلاتے
کہ کلائیون مین گجرے تو گلے مین ہار ہوتا

ترے ننھے دل کو کیونکر مری جان مین دکھاتا
وہ دھڑکنے کیا نہ لگتا جو مین بیقرار ہوتا

مرا دل جگر جو دیکھا تو ادا سے ناز بولا
یہ ترا شکار ہوتا وہ مرا شکار ہوتا

سرِ قبر آتے ہو تم جو بڑھا کے اپنا گہنا
کوئی پھول چھین لیتا جو گلے مین ہار ہوتا

دمِ رخصت اُنکا کہنا کہ یہ کاہے کا ہے رونا
تمھین میری قسمون کا بھی نہین اعتبار ہوتا

ہون وہ دیوانہ مرے ہاتھ مین روزِ محشر
عوضِ نامۂ اعمال گریبان ہوگا

غنچۂ گل کو تو سو بار شگفتہ دیکھا
غنچۂ دل بھی الٰہی کبھی خندان ہوگا

اے جوانی یہ ترے دم کے ہین سارے جھگڑے
تو نہ ہوگی تو نہ یہ دل نہ یہ ارمان ہوگا

خواہشِ وصل تو کیونکر کہون لیکن ناصح
دیکھ لینے کا تو حضرت کو بھی ارمان ہوگا

اک پری رو نے ہماری یہ بنائی صورت
سیکڑون پریون مین کیا حال سلیمان ہوگا

دستِ وحشت تو سلامت ہے رفو ہونے دو
ایک جھٹکے مین نہ دامن نہ گریبان ہوگا

زلف شانے سے یہ کہتی ہے نہ سر چڑھ اتنا
پیچ کچھ ایسے پڑینگے کہ پریشان ہوگا

آگ دل مین جو لگی تھی وہ بجھائی نہ گئی
اور کیا تجھسے بھرا دیدۂ گریان ہوگا

جان دیکر جو ملے بوسۂ جانان تو ہے مفت
دل نہین ہے کسی عاشق کا جو ارزان ہوگا

اے اجل دور کہ غربت مین پڑا ہون تنہا
اسطرح کا ہی کو خالی کبھی میدان ہوگا

میرے اور غیر کے مقتل مین کھلینگے جوہر
امتحانِ عشق و ہوس کا سرِ میدان ہوگا

رات دن گیسوے محبوب کا رہتا ہی خیال
خواب آنکھون مین مری آکے پریشان ہوگا

ہین دمِ ذبح جو انداز یہ جلادی کے
ملک الموت کو بھی موت کا ارمان ہوگا

اور بڑھ جائے گا دیدار سے ذوقِ دیدار
یہ وہ نعمت ہے کہ سیر اس سے نہ مہمان ہوگا

اپنے مرنے کا تو کچھ غم نہین یہ غم ہے امیر
چارہ گر مفت مین بیچارہ پشیمان ہوگا

مرے بس مین یا تو یارب وہ ستم شعار ہوتا
یہ نہ تھا تو کاش دلبر مجھے اختیار ہوتا

پسِ مرگ کاش یون ہی مجھے وصلِ یار ہوتا
وہ سرِ مزار ہوتا مین تہِ مزار ہوتا

ترا میکدہ سلامت ترے خم کی خیر ساقی
مرا نشہ کیون اترتا مجھے کیون خمار ہوتا

مرے اتقا کا باعث تو ہے میری ناتوانی
جو مین توبہ توڑ سکتا تو شراب خوار ہوتا

مین ہون نامراد ایسا کہ بلک کے یاس روتی
کہین پا کے آسرا کچھ جو امیدوار ہوتا

یارب مٹے نہ دل سی کبھی داغ آرزو
ٹھنڈا نہو چراغ شبِ انتظار کا

شاخون سے برگِ گل نہین جھڑتی ہین باغ مین
زیور اُتر رہا ہے عروسِ بہار کا

شیشون نی ہچکیونکی جھڑائی ہی ڈاک کیون
میخانے کو ارادہ ہے کس بادہ خوار کا

میری لگی بجھانے کو آتا ہے بار بار
ممنون ہون مین گریۂ بے اختیار کا

ہر گل سے لالہ زار مین یہ پوچھتا ہون مین
تو ہی پتا بتا دے دلِ داغدار کا

اِس پیار سے فشار دیا گورِ تنگ نے
یاد آگیا مزہ مجھے آغوشِ یار کا

آنسو اِدہر روان ہین اُدہر پھُنک رہا ہے دل
نالہ مرا دہوان ہے سمندر کے پار کا

گردون نے لیکے اُسکو ستارون مین رکھ لیا
اونچا ہوا جو ذرہ ہمارے غبار کا

بلتی نہین ہوا سے چمن مین یہ ڈالیان
مُنہ چومتے ہین پھول عروسِ بہار کا

پھولون سے فرشِ خاک پہ تارے چھٹک گئے
دھاگا کبھی جو ٹوٹ گیا اُنکے ہار کا

آئینہ دیکھتے ہی وہ خود لوٹ ہوگئے
آخر پڑا ہی صبر دلِ بیقرار کا

لپٹا مین خواب مین بھی تو بولی الگ الگ
مرجھا نہ جائے پھول کوئی میرے ہار کا

اُٹھتا ہے نزع مین وہ سرہانے سے ای **امیر**
مٹتا ہے آسرا دلِ امیدوار کا

جمال یار کو کہتے ہو تم کہ ہان دیکھا
کلیم ہوش مین آؤ ابھی کہان دیکھا

وہی چراغ وہی گل وہی قمر وہی برق
نئے لباس مین دیکھا اُسے جہان دیکھا

دکھائی آئنے نے اُنکو عکس کی تصویر
تو ہنسکے بولے کہ تو نے مجھے کہان دیکھا

نہین ہے دخترِ رز سا بھی کوئی حُسن پرست
ٹپک پڑی یہ جہان کوئی نوجوان دیکھا

کہین تو دیکھ چکے ہین یقین ہے دل کو
مگر یہ یاد نہین ہے تمہین کہان دیکھا

فنا ہے حسن کو دولت کو زندگانی کو
جہان مین نہ کوئی باغ بے خزان دیکھا

پھنسی جو دام مین بلبل تو کن نگاہون سے
کبھی چمن کو کبھی سوے آشیان دیکھا

یون نشانہ تجھپہ ہوتا تو رقیب جان کھوتا ۔ مین ترا شکار ہوتا وہ مرا شکار ہوتا

شب وصل تو جو بیخود نہوا **امیر** جو کا
ترے آنے کا کبھی تو اُسے انتظار رہتا

سو باف کھل گیا ہے کسی گلعذار کا ۔ آنچل لٹک رہا ہے عروسِ بہار کا

کچھہ تو سبب ہے گردشِ لیل و نہار کا ۔ اس پر پڑا ہے صبر کسی بیقرار کا

کیا دل جلا رہا ہے پسِ مرگ ہے دعا ۔ ٹھنڈا رہے چراغ الٰہی مزار کا

جنکو ملا کے خاک مین خوش ہو رہے ہے تم ۔ تکیون مین دیکھو رقص بھی اُنکے غبار کا

گرد نظر سے ہو نہ کہین اُلٹ نقاب ۔ غافل غبار ہے یہ رہِ انتظار کا

پھولون کا قافلہ ہے کہ اُتری ہے یہ برات ۔ ہر شاخِ گل ہے پاؤن عروسِ بہار کا

آئین وہ یا نہ آئین ترس کھائین یا نہ کھائین ۔ کیا اختیار گریۂ بے اختیار کا

پھر بیٹھے بیٹھے وعدۂ وصل اُسنے کر لیا ۔ پھر اُٹھ کھڑا ہوا وہی روگ انتظار کا

دلسوز بیکسی سا نہین کوئی بعد مرگ ۔ پروانہ ہوگئی مرے شمع مزار کا

رودن تو اُنکو آتی ہے بیساختہ ہنسی ۔ اچھا ہے جوڑ گریۂ بے اختیار کا

ایسا مزہ ملا ہے تڑپ مین کہ ہے دعا ۔ بڑھ جائے اور طول شبِ انتظار کا

پر لگ گئے چمن کے تم آئے جو سیر کو ۔ کیا اُڑ چلا ہے رنگ عروسِ بہار کا

وہ شوخ اپنی راہ ہے یہ اپنی راہ ہے ۔ قابو کا دلربا ہے نہ دل اختیار کا

ساقی کے ہاتھہ سے جو گرا جام کہہ اُٹھا ۔ ٹوٹا وہ دل کہین کسی امیدوار کا

ہمراہ ہے جو حسرت و ارمان کی بھیڑ بھاڑ
تابوت اُٹھا **امیر** غریب الدیار کا

جھونکا ادھر نہ آئے نسیمِ بہار کا ۔ نازک بہت ہے پھول چراغِ مزار کا

عالم وہی ہے سن سے اُتر کر بھی یار کا ۔ جوبن خزان نے چھین لیا ہے بہار کا

دشت جنون مین اب وہ کہان جوش نقش پا
سوتے ہین دونون پاؤن ہم آغوش نقش پا

وہ تیزرو ہے زار تن و توش نقش پا
ڈر ہے کہ پس نہ جائے کہین دوش نقش پا

رکھدین وہ آکے پاؤن سر دوش نقش پا
اس شوق مین کشادہ ہے آغوش نقش پا

نسبت ہے راہ عشق سے راہ حرم کو کیا
یان کثرت سجود سے ہان جوش نقش پا

اے مست ناز دیکھکے رکھ راہ مین قدم
چھلکے کہین نہ بادۂ سرجوش نقش پا

رفعت ہے تیرے خاک نشینون کو کام کیا
افسر طلب نہین سر مدہوش نقش پا

بیٹھا ہے راستے مین ہدایت کیواسطے
کیا رہنما ہے پیر صفا کوش نقش پا

رفتار ناز ہے کس مست حسن کا
ساغر بکف ہے دست قدح نوش نقش پا

یہ تو کہان نصیب کہ ہاتھ آئین وہ قدم
آغوش حور ہے مجھے آغوش نقش پا

وحدت کی جلوہ گاہ ہے یہ دشت خاک امیر
ہین ایک چشم و گوش و بر و دوش نقش پا

پہلو سے تو اٹھا تھا کہ مین سرد ہوگیا
بیدرد میر یجان کو تو درد ہوگیا

ہنگامۂ جفائے فلک گرد ہوگیا
نالے جو گرم مین نے کئے سرد ہوگیا

کترا جو اپنے دست نگارین سے یار نے
کاغذ کا پھول برگ گل ورد ہوگیا

ہنگام سیر باغ جو وہ شوخ ہنس پڑا
اتنا سا ہوکے غنچے کا منہ زرد ہوگیا

دل کو ہمارے اب کسی پہلو نہین قرار
یہ درد آشنا ہمہ تن درد ہوگیا

سر اٹھا کے ہاتھ ہوا سرفراز مین
دنیا پہ لات مار کے پا مرد ہوگیا

یکتائی جمال کا لکھا جو مین نے وصف
دیوان کا ہر ایک ورق فرد ہوگیا

مجھسا کہان ہے کوی زمانے مین خاکسار
رخ سے مرے جو رنگ اڑا گرد ہوگیا

عالم کی سیر آٹھ پہر ہے نصیب امیر
خلوت مین بیٹھکر مین جہان گرد ہوگیا

شبِ وصال وہ سامان وہ روشنی وہ نشاط
ہوئی جو صبح تو اُجڑا ہوا مکان دیکھا

بہار مین جو نکالا ہمین تو کیسا پایا
خزان مین حالِ چمن تو نے باغبان دیکھا

ترے وصال کی فرقت مین ہمکو یاد آئی
لٹا ہوا جو کہین کوئی کاروان دیکھا

کمین کے وقت ملاقات اُن سے آئی بات
جو کچھ سُنا تھا وہ آنکھون سے مہربان دیکھا

دکھائی ترکِ تعلق نے شانِ بے رنگی
بڑھے ہے مکان سے آگے تو لامکان دیکھا

نکیلی چتونین آنکھون مین کیا جگر مین چبھین
امیر آج عجب نوک کا جوان دیکھا

وہ پاؤن تجھے جو شاہدِ آغوشِ نقشِ پا
افسوس اب ہین خوابِ فراموشِ نقشِ پا

سر کے وہ پاؤن ہو کے جو ہمدوشِ نقشِ پا
فریاد کر اُٹھے لبِ خاموشِ نقشِ پا

کیا جانے آئی شہرِ خموشان سے کیا خبر
ابتک اُسیطرف ہین لگے گوشِ نقشِ پا

بیدرد جانے والو ٹھہر جاؤ دم تو لو
کچھ تمسے کہتے ہین لبِ خاموشِ نقشِ پا

حیرت کی ہے نگاہ نہ سننا نہ بولنا
آنکھین کھلی ہین بند لب و گوشِ نقشِ پا

ہم بے زبان خاک نشینون کا عیش کیا
تھا اک تبسمِ لبِ خاموشِ نقشِ پا

کیا راہ چلنے والون کا غربت مین آسرا
جب نقشِ پا کو چھوڑ گئے ہوشِ نقشِ پا

اے دل چل اُسکے ساتھ دبے پاؤن اسطرح
آوازِ پا ذرا نہ سُنے گوشِ نقشِ پا

ڈرتے ہین پاؤن رکھتے کہ ایسا نہو کہین
چپکے سے چوم لین لبِ خاموشِ نقشِ پا

نازک بہت ہین پاون نہ رکھ اسطرح قدم
چھالے نہ ڈالے گرمیِ آغوشِ نقشِ پا

کیا چین سے ہین خواب مین آسودگانِ خاک
دیتے ہین یہ خبر لبِ خاموشِ نقشِ پا

اُس گرم رو کے شوخیِ رفتار سے امیر
اُڑتے ہین رنگِ رُخ کیطرح ہوشِ نقشِ پا

کیونکر رہے نہ زار تن و توشِ نقشِ پا
جز خاک کچھ نہین ہے خور و نوشِ نقشِ پا

کیا جانیئے آ جائے گا کس روز وہ جلاد — انسان کو معلوم نہین وقت قضا کا
بازو پہ ہین اپنے دلِ بیمار کے باندھون — تعویذ جو ہاتھ آئے مزار شہدا کا
اللہ ہی اُس ابرو و مژگان سے بچائے — یہ قہر کی تلوار وہ ناوک ہے بلا کا

مشتاق امیر اُٹھ گئے دنیا سے ہزارون
پردہ رُخِ محبوب سے اُٹھا نہ حیا کا

ایک دل ہمدم مرے پہلو سے کیا جاتا رہا — سب تڑپنے تلملانے کا مزا جاتا رہا
سب کرشمے تھے جوانی کے جوانی کیا گئی — وہ اُمنگین مٹ گئین وہ ولولا جاتا رہا
درد باقی غم سلامت ہے مگر اب دل کہان — ہاے وہ غم دوست وہ درد آشنا جاتا رہا
آنے والا جانے والا بیکسی مین کون تھا — ہان مگر اک دم غریب آتا رہا جاتا رہا
آنکھ کیا ہے وہ نہی ہے سحر ہے اعجاز ہے — اک نگاہِ لطف مین سارا گلا جاتا رہا
مر گیا مین جب تو ظالم نے کہا افسوس آج — ہاے ظالم ہاے ظالم کا مزا جاتا رہا
درد باقی داغ باقی دل ہی پہلو مین نہین — رہ گئے ناآشنا سب آشنا جاتا رہا
چھوٹے وعدون سے وہ راحت کا سہارا ہی گیا — واے قسمت یاس کا بھی آسرا جاتا رہا
بے تکلف نشۂ مے نے تو اُن کو کر دیا — پر وہ شرمیلی نگاہون کا مزا جاتا رہا
شربتِ دیدار سے تسکین سی کچھ ہو گئی — دیکھ لینے سے دوا کے درد کیا جاتا رہا
آیت لاتقنطوا اُتری تو عاصی بول اُٹھے — آج سب اندیشۂ روزِ جزا جاتا رہا
مجھکو گلیون مین جو دیکھا چھیڑ کر کہنے لگے — کیون میان کیا ڈھونڈتے پھرتے ہو کیا جاتا رہا
نیند بھی فرقت مین کھا بیٹھی ہے آنے کی قسم — خواب مین بھی دیکھنے کا آسرا جاتا رہا
جب تلک تم تھے کشیدہ دل تھا شکوون سے بھرا — تم گلے سے مل گئے سارا گلا جاتا رہا
مر گئے دشمن بکفِ افسوس تم ملتے تو ہو — پھر ملو گے ہاتھ لو رنگِ حنا جاتا رہا
شیخ جی ہین اور شب بھر دخترِ رز سے اختلاط — وہ تقدس ہو چکا وہ اتقا جاتا رہا

آنکھ اُسنے نہ کھولی جسے سفاک نے تاکا — مُنہ دیکھکے اُٹھی تھی قضا کسکی ادا کا

نادان ہو جو ہُو کا ہے تمھین زلف رسا کا — سایہ ہے بتو سر پہ تمھارے یہ خدا کا

غازہ ہی نہین لوٹ ہے گالون پہ تمھارے — ہاتھون پہ بھی لوٹا ہوا ہے رنگ حنا کا

میمہ مست کو گلشن کی ہوا راس نہ آئی ہے — آنکھین نکل آئین کوئی انگور جو تاکا

ایسا تری رحمت پہ بھروسا ہے کہ مجھسے — احسان اُٹھایا نہین جاتا ہے دعا کا

اللہ ری شب غم کی سیاہی کہ سحر بھی — پڑھتی ہوئی آتی ہے عمل رد بلا کا

کیا جانیئے کیا ہے ترے بیمار کی حالت — عیسیٰ بھی یہ کہتے ہین کہ ہے وقت دعا کا

گلزار مین چھو لو نہ بہت لالہ و گل پر ہے — مرغان چمن یہ کوئی جھونکا ہے ہوا کا

کیا خوف ہے آندھی کی طرح آئے جو دولت — رو یان بھی نہ میلا ہو گلیم فقرا کا

وعدہ جو کیا وصل کا آئے وہ پئے قتل — ہے حُسن کے مشرب مین وفا نام جفا کا

کی آڑ سے مژگان کی نگہ خنجر ہو یارب — غمزے نے جھروکے سے مجھے جھانک کے تاکا

دم توڑ رہا ہے ترا بیمار محبت — یہ کوسنے کا وقت ہے ظالم کہ دعا کا

ماتم مین جو کھلجاتا ہے اُس شوخ کا جُوڑا — اُڑ چلتا ہے رنگ اور مری بزم عزا کا

پرسش کو نکیرین کی جا آئینگی حورین — کُشتہ ہون نہین اِک صاحب عصمت کی حیا کا

خوش ہون کہ ترے کوچے کی مین خاک ہوا ہون — بے مانگے ملا کرتا ہے بوسہ کف پا کا

کیا کیا ہے شب وصل نگہبانی عصمت — چوکی ہے نزاکت کی تو پہرا ہے حیا کا

دل چھلنی کیئے دیتے ہین موئے مژۂ یار — اِن ننھے سے تیرون مین بھی ہے توڑ بلا کا

کچھ نیند نے کچھ نشے نے شوخی کی کمک کی — مشکل سے شب وصل اُٹھا پردہ حیا کا

رونے دے تڑپنے دے مجھے بیخودی شوق — کیون ساتھ چھڑاتی ہے قدیمی رفقا کا

اللہ رے اُس گل کی کلائی کی نزاکت — بل کھا گئی جب بوجھ پڑا رنگ حنا کا

مشتاقون سے اپنے جو کیا کرتی ہے غمزہ — کیا سیکھی ہے انداز قضا تری ادا کا

مرے استخوان کیون ہما لیگیا

پرسش کو مری کون مرے گھر نہین آتا
تیور نہین آتے ہین کہ چکر نہین آتا

تم لاکھ قسم کھاتے ہو ملنے کی عدو سے
ایمان سے کہدون مجھے باور نہین آتا

قاتل ہی کے کھنچنے کی شکایت نہین ہمدم
خنجر بھی تو پہلو کے برابر نہین آتا

مین واسطے دیتا ہون وہ خط لے نہین جاتا
قاصد کو ذرا خوفِ پیمبر نہین آتا

ڈرتا ہے کہین آپ نہ پڑ جاے بلا مین
کوچے مین ترے فتنۂ محشر نہین آتا

غیرون نے برا مجکو کہا ہو تو کہا ہو
باور اُنھین آیا ہو یہ باور نہین آتا

ناوک کی خطا ہے نہ کماندار کی تقصیر
اے طائرِ دل وقت برابر نہین آتا

جو مجھپہ گزرتی ہے کبھی دیکھ لے ظالم
پھر دیکھون کہ رونا تجھے کیونکر نہین آتا

پھول اُسنے کھلائے کہ تُو یہ نہ کہو تم
اللہ کے گھر سے ہمین زیور نہین آتا

دو دانون پہ اشکون ہی کے دون فاتحۂ دل
افسوس ہے اتنا بھی میسر نہین آتا

کہتے ہین یہ اچھی ہے تڑپ دل کی تمھارے
سینے سے تڑپکر کبھی باہر نہین آتا

بنجاتی ہین چلمن رخِ روشن کی شعاعین
آتا بھی ہے باہر تو وہ باہر نہین آتا

سلجھاتے ہین جب زلف تو اُلجھاتے ہین اکدل
فرق اسمین کبھی بال برابر نہین آتا

چوٹ اُس نگہِ ناز کی کھاتا نہین ناصح
یہ صید کبھی تیر کے زد پر نہین آتا

دشمن کو بھی ہوتی ہے مرے حال پہ رقت
پر دل یہ ترا ہے کہ کبھی بھر نہین آتا

غیرون سے اشارے مرے آگے سرِ محفل
پھر آپ کہین گے کہ مجھے شر نہین آتا

کب آنکھ اُٹھاتا ہون کہ آتے نہین تیور
کب بیٹھکے اُٹھتا ہون کہ چکر نہین آتا

غربتکدۂ دہر مین صدمے سے ہین صدمے
اسپر بھی کبھی یاد ہمین گھر نہین آتا

ہم جسکی ہوس مین ہین امیر آپ سے باہر
وہ پردہ نشین گھر سے بھی باھر نہین آتا

شوخیان رگ رگ مین ہین جمنا وہان کسکا ہو رنگ
آتے آتے ہاتھہ مین رنگ حنا جاتا رہا

ہاے وہ صبح شب وصل انکا کہنا شرم سے
اب تو میری بیوفائی کا گلا جاتا رہا

بیخودی کا ہو برا محروم رکہا وصل سے
آپ جب آئے تو دل سے مدعا جاتا رہا

دل وہی آنکھین وہی لیکن جوانی وہ کہان
ہاے اب وہ تاکنا وہ جہانکنا جاتا رہا

تیرے دشمن سوگ دشمن کا کرین جانی بھی ہے
بوالہوس بدنام کن اچھا ہوا جاتا رہا

سینے چہاتی سے لگا کر جسکو رکہا عمر بہر
ہاے وہ نازون کا پالا دل مرا جاتا رہا

گھورتے دیکھا جو مجھے چشمو نمین جہنجھلا کر کہا
کیا لحاظ آنکھونکا بھی او بحیا جاتا رہا

کیا بری شے ہے جوانی رات دن ہے تاک جہانک
ڈر بتون کا اک طرف خوف خدا جاتا رہا

کھو گیا دل کھو گیا رہتا تو کیا ہوتا امیر
جانے دو اک بیوفا جاتا رہا جاتا رہا

غنی ساتھ دنیا سے کیا لیگیا
مگر جو کسیکو دیا لیگیا

بڑی پیچ در پیچ تھی راہ دیر
خدا ہمکو لایا خدا لیگیا

تری آنکھ کا تل وہ بادی ہے چور
اشارون مین دل کو اڑا لیگیا

عجب ترک غمزہ بھی چالاک تھا
لگاوٹ سے ہمکو لگا لیگیا

کیا غم نے تاراج جب صبر کو
کہا دل نے وہ رے گیا لیگیا

گیا سامنے یار کے مین تو یون
کہ ہاتھون سے دل کو سنبھالے گیا

گیا دل تو طاقت بھی جاتی رہی
تڑپنے کا بھی وہ مزا لے گیا

بظاہر رہا مجھسے غافل مگر
کنکھیون سے وہ دیکھے بھالے گیا

بہت تھے اسیران زندان ہوش
جنون آ کے سبکو چھڑا لے گیا

وہ جب تک رہا مجھپہ برسا کیا
بخار اپنے دل کا نکالے گیا

سنگ یار تھا مستحق اے امیر

دل بتون سے اٹھا نہین سکتا
شکر کرتا ہون ناتوانی کا
منتظر حشر مین ہے دامن تر
مہر محشر کی مہربانی کا
رہگیا ہے فراق مین مجکو
آسرا مرگ ناگھانی کا
دل تو مین نذر کر چکا اے جان
اب سبب کیا ہے مہربانی کا

زیست کا اعتبار کیا ہے امیر
آدمی بلبلا ہے پانی کا

گھر مین تمہارے غیر سے جایا نہ جائیگا
آغوش نور مین کبھی سایا نہ جائیگا
دل گیسوؤن مین ہم سے پھنسایا نہ جائیگا
اس چاند کو یہ داغ لگایا نہ جائیگا
یہ خود نہ کر وصال مین اے جلوہ صنم
ہون ناتوان پھر آپ مین آیا نہ جائیگا
کہتا ہے دل چھپاؤن گا مین خوب راز عشق
آنکھین یہ کہتی ہین کہ چھپایا نہ جائیگا
تلوار اُن سے کچھ نہین سکتی نہ کچھ سکے
کیا سرمہ آنکھ مین بھی لگایا نہ جائیگا
جب دیکھ لوگے یاس بھری میری شکل تم
پھر تمسے میرے دل کو دُکھایا نہ جائیگا
لاکھون کو خاک مین تو ملا دیگا آسمان
ظالم سے دو دلون کو ملایا نہ جائیگا
چہرہ چھپا لین آنکھ چرالین حیا سے وہ
جوبن اُبھار پر ہے چھپایا نہ جائیگا
لاؤن مین اُن سے دل مین کدورت محال ہے
یہ لعل خاک مین تو ملایا نہ جائیگا
پہنائے جنکو پھولون کے ہار اُنسے بعد مرگ
دو پھولون سے کفن بھی بسایا نہ جائیگا
ترک ادب ہے دل سے مٹاؤن جو داغ عشق
مسجد کا ہے چراغ بجھایا نہ جائیگا

وہ غنچہ اس چمن مین مرا دل ہے اے امیر
باد بہار سے بھی کھلایا نہ جائیگا

دل مین خیال اُن آنکھون کا لایا نہ جائیگا
میخانہ گھر خدا کا بنایا نہ جائیگا
آہون سے سوز عشق مٹایا نہ جائیگا
آندھی سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

کچھہ ٹھکانا ہے ناتوانی کا — نہ اُٹھا بوجھ زندگانی کا

داغ دل مین جو ہے جوانی کا — گل ہے یہ شمع زندگانی کا

جانتا ہون کہ خودنما ہو تم — پردہ کب تک یہ لن ترانی کا

اور اے پیر چرخ کیا کوسون — صبر تجھپر مری جوانی کا

راہ مین وہ مجھے ملے تو ہوا — سامنا مرگِ ناگھانی کا

حلقۂ چشم وقت نزع نہین — ہے یہ چھلا تری نشانی کا

جوش فصل بہار مین اے گل — رنگ ہے تیری نوجوانی کا

ناز اُنکے بھی اُٹھ نہین سکتے — زور ہے اب یہ ناتوانی کا

استفسر بھی نگاہ لطف کبھی — صدقہ اے نوجوان جوانی کا

مرگ جسکو جہان مین کہتے ہین — نام ہے میری زندگانی کا

مثل شبنم ہماری قسمت مین — ایک دانہ ہے وہ بھی پانی کا

رخ ترا کسطرح مین دیکھہ سکون — زلف ہے لام لن ترانی کا

اے غم یار مین نہین مٹتا — نام مٹتا ہے ناتوانی کا

چھلا آیا مجھے تو مین سمجھا — اُسنے چھلا دیا نشانی کا

بحر نام سکندر آئینہ — چشمہ ہے آب زندگی کا

پُر چکین بانکپن کو دیتا ہے — جوبن اُبھرا ہوا جوانی کا

گھلکے سمجھا یہ مین کہ دیدۂ تر — چور ہے شمع زندگانی کا

چودہوین کا بھی چاند صدقے تھا — ہائے عالم تری جوانی کا

نہ اُٹھا مفلسی مین دست سوال — ہے یہ احسان ناتوانی کا

پورا پورا شبیہ یوسف مین — رنگ ہے تیری نوجوانی کا

کیون نہ پیری مین داغ دل ہو عزیز — پھول ہے باغ نوجوانی کا

تیرِ نگہِ یار نے بھی رخ نہ کیا ہا ہے
اُجڑے ہوے دل کا کوئی خواہان نہین دیکھا

وہ دل تھا ہمارا کہ تری تیغِ نظر نے
تلوار کے مُنہ پر بھی ہراسان نہین دیکھا

ہے محفلِ دنیا بھی عجب درد کی محفل
وہ آنکھ نہ دیکھی جسے گریان نہین دیکھا

دیکھا تو مرے حال کو سو مرتبہ تم نے
پر دیکھنے کیطرح مرے جان نہین دیکھا

جان آنکھون سے دم تن سے نکلتے ہوئے دیکھے
پر دل سے نکلتے ہوئے ارمان نہین دیکھا

آنکھون نے جو دیکھا اُسے تو دل یہ پکارا
مین نے ابھی اسے جلوۂ جانان نہین دیکھا

افسردہ امیر اپنی تباہی سے ہو تو کیون
کیا حوصلۂ کلب علی خان نہین دیکھا

مین کبھی وقت پہ مقتل سے نہ ٹل جاؤنگا
کچھ زمانہ نہین کروٹ جو بدل جاؤنگا

لاکھ دنیا مین پھنسون چال وہ چل جاؤنگا
کہ مین اِس بھول بھلیان سے نکل جاؤنگا

اس سرا مین مین مسافر نہین رہنے آیا
رہ گیا تھک کے اگر آج تو کل جاؤنگا

خبر آئی کہ وہ آتا ہے عیادت کے لئے
اب کچھ امید پڑی ہے کہ سنبھل جاؤنگا

سوچتا ہے مری تپ دیکھکے فرقت مین طبیب
نبض کو ہاتھ لگاؤنگا تو جل جاؤنگا

ہون سبک روح کرے گا مجھے کیا قید کوئی
مثلِ آواز سلاسل سے نکل جاؤنگا

مستی اُن آنکھون مین آتی ہے تو کہتا ہے حجاب
دیکھ تو آئی تو مین گھر سے نکل جاؤنگا

باغِ عالم مین ہون گویا شجرِ آتشباز
اور بھی پھولون پھلون گا جو مین جل جاؤنگا

سامنے سے جو وہ سرکین گے تو ہوگی یہ تڑپ
عکسِ آئنہ صفت گھر سے نکل جاؤنگا

دیکھنے دے مجھے رخسار ترا ہرج ہے کیا
دو گھڑی دیکھکے پھولون کو بہل جاؤنگا

مر کے بھی دل سے مٹے گا نہ حسینون کا خیال
ساتھ لیکر مین یہی حُسنِ عمل جاؤنگا

جوشِ وحشت مین مجھے قیدیِ زندان نکرو
سیل ہون توڑ کے دیوار نکل جاؤنگا

آتشِ عشق مجھے ہو گئی گلزارِ خلیل
دل مین سمجھا تھا وہ کافر کہ مین جل جاؤنگا

یہ تیرہ شامِ غم ہے کہ کہتا ہی سایہ بھی
اب مجھسے پاس آپکے آیا نجائیگا

گر ہین یہی جفائین تو ظالم جزا کے دن
آڑے مری وفا سے بھی آیا نہ جائیگا

کیون یاس توڑتی ہے مرے دل کا آسرا
یہ گھر اُجڑ گیا تو بسایا نجائیگا

وحشت مین تنگ کے مجھسے یہ ہمزاد نی کہا
مجھسے تو ساتھ آپکے آیا نجائیگا

چُلّو ہی سے پلاوے مجھے ساقیا شراب
ہون ناتوان جام اُٹھایا نجائیگا

دکھلا کے سب کو دستِ حنائی وہ کہتے ہین
عاشق کا یہ لہو ہے چھپایا نجائیگا

روؤنگا دردِ دل سے کبھی مین جو باغ مین
پھولون کو پھر صبا سے ہنسایا نجائیگا

دوزخ نے مجکو دیکھکے مالک سے یہ کہا
مجھسے تو یہ غریب جلایا نجائیگا

سو غمگسار آکہہ ہون غمخوار آس پاس
دل مین جو درد ہے وہ بٹایا نجائیگا

مجھ روسیہ کو قبر مین ہنسی دے ای کریم
یہ منہ کسیکو مجھسے دکھایا نجائیگا

تیرے ہزار غمزے مین قاتل اُٹھاؤنگا
خنجر کا تیرے ناز اُٹھایا نجائیگا

دیدار یار کا نہ اُٹھے گا مزہ امیر
جب تک دوئی کا پردہ اُٹھایا نجائیگا

کھولے ہوئے جوڑا تجھے ایجان نہین دیکھا
اِس باغ مین سنبل کو پریشان نہین دیکھا

وہ خار ہون جسنے کبھی دامان نہین دیکھا
وہ پھول ہون مین جسنے گریبان نہین دیکھا

کیا کہتے ہو بس دیکھ لیا حال تمھارا
دیکھوگے ابھی تمنے مریجان نہین دیکھا

ہان دستِ جنون دیکھین تو ہمنے کبھی ابتک
آغوش مین دامن کے گریبان نہین دیکھا

بیفائدہ تم کھینچتے ہو تیر کو دل سے
اِس گھر سے نکلتے ہوے مہمان نہین دیکھا

برباد کیا مجکو ہوا آپ بھی برباد
نادان کوئی تجھ سا دلِ نادان نہین دیکھا

کیا شوق ہے دکھلا کے وہ رخ پوچھین جو مجھسے
اَب بھی نہین دیکھا تو کہون ہان نہین دیکھا

دل لینے مین ہر طفل حسین ہوتا ہے اُستاد
اِس فن مین تو نادان کو بھی نادان نہین دیکھا

نگہ ناز سے غمزے نے کہا تڑپا کر — یون اُڑا دیتے ہین اُستاد نشانا دل کا

ہر نگہ وصل مین اُس شوخ کی کہتی ہے امیر
ہو جسے حکم اُڑا دے وہ نشانا دل کا

کیا مین اسے پردہ نشین قتل کا خواہان ہوتا — شرم آتی تجھے خنجر بھی جو عریان ہوتا

رونے والا کوئی ہوتا تو کچھ آنسو پچھتے — ابر ہی آکے مری خاک پہ گریان ہوتا

داغ ہی دینے کو لیتا کوئی لیتا تو سہی — کوئی بے رحم ہی دل کا مرے خواہان ہوتا

درد ہی تھا دل بیمار کا غمخوار قدیم — اب یہ صورت ہے کہ وہ بھی نہین پرسان ہوتا

حلقۂ زلف مین وہ رخ جو جھلک دکھلاتا — جلوہ گر کفر کی آغوش مین ایمان ہوتا

لطف تھا دست درازی کا جب ای وحشت دل — بڑھکے دامن سے ہم آغوش گریبان ہوتا

دیکھتے چاہ سی تم پیار سے ہم تو شب وصل — دل مین جو کچھ تھا سب آنکھون سے نمایان ہوتا

پیکے واعظ مئے گلگون مرے دشمن پچتائین — تیرے کہنے سے نہ پیتا تو پشیمان ہوتا

بوسہ کیا مجکو دیا ہے کہ خریدا ہے غلام — اس سے احسان نہ کرتے وہ تو احسان ہوتا

کھلکے زخمون نے مزہ کچھ نہ دیا خوب ہوا — مفت ان اوچھون کا شرمندۂ احسان ہوتا

ایسے ہنگامے بہت دیکھے ہین اُس کوچے مین — حشر کیا فتنہ ہے جس سے مین پریشان ہوتا

جب وہی حور نہین خلد مین تو داور حشر — جھونک دیتا مجھے دوزخ مین تو احسان ہوتا

ایک ارمان نکلتا ہے تو سو آتے ہین — دل عجب گھر ہے کہ ہرگز نہین ویران ہوتا

پھوٹ پڑتی نہ اگر شیخ و برہمن مین یہان — تو نہ کافر کوئی ہوتا نہ مسلمان ہوتا

کہہ اُٹھا اس لیئے منصور انا الحق کہ وہ شوخ — خون ناحق سے پس قتل پشیمان ہوتا

کیا مزہ دیتی ہے رہ رہکے کھٹک اسکی امیر
دل کے بدلے بھی مرے سینے مین پیکان ہوتا

ہمسے دل درد محبت کا دکھایا نہ گیا — زخم کھایا کیئے ٹانکا کبھی کھایا نہ گیا

اِسنے دیکھا اُسے اور اُسنے اِسے دیکھ لیا
اب تو دشوار ہے پہلو مین چھپانا دل کا

آج اس شوق سے پیکان مرے دل مین آیا
آگیا یاد کسی شوخ پہ آنا دل کا

ہاے وہ پہلی ملاقات مین میرا رُکنا
اور اُس کا وہ لگاوٹ سے بڑہانا دل کا

عشق مین صبر کہان ضبط کہان تاب کہان
جان جانا نہین ہمدم یہ ہے جانا دل کا

نچلے بیٹھے رہو قدمون پہ پڑا رہنے دو
دیکھو اچھا نہین ایجان اُٹھانا دل کا

قیس کم ظرف تھا فرہاد تنک حوصلہ تھا
دل لگی ہمتو سمجھتے ہین لگانا دل کا

سینہ چھلنی کیے دیتی ہین نگاہین اُنکی
ڈھونڈتے پھرتے ہین یہ تیر ٹھکانا دل کا

یون نہ ہاتھ آئیگا یہ مال کبھی دزدِ حنا
سیکھ دزدیدہ نگاہی سے چُرانا دل کا

متصل آہ کی پہلو سے صدا آتی ہے
اَب وہ ہے درد کا گھر تھا جو ٹھکانا دل کا

نگہ ناز سے کہتے ہین اُڑادے اسکو
سامنے آہی گیا اب تو نشانا دل کا

جی لگے آپکا ایسا کہ کبھی جی نہ بھر
دل لگا کر جو سنین آپ فسانا دل کا

حسرت و درد کا اللہ رے فرقت مین ہجوم
کہ نہین اَب کسی گوشے مین ٹھکانا دل کا

دل مرا لیکے دکہادی مجھے مٹھی خالی
پھر کہا دیکھ لیا ہاتھ سے جانا دل کا

ہاے وہ دیکھکے اُبھرا ہوا جوبن اُن کا
دونون ہاتھون سے مرا تھامکے دبانا دل کا

مشرب عشق مین کیسی ہین یہ اُلٹی باتین
دل لگے جانے کو یہ کیون کہتے ہین آنا دل کا

تیر پر تیر لگا کر وہ کہا کرتے ہین
کیون جی تم کھیل سمجھتے تھے لگانا دل کا

دل جو دین اُنسے تو ایجان یہ کہا پردہ
اور روا رکھتے ہو پردے مین بھی آنا دل کا

کسی پہلو پہ وہ آئین مگر آئین تو سہی
نہ سنین بات مری سن لین فسانا دل کا

گرمیان کرنے کا ہے خوب سلیقہ اُنکو
سیکھو آنکھونکی شرارت سے جلانا دلکا

پھیر کر منہ مجھے ترپاتے ہین اور کہتے ہین
رُخ بدل کر ہم اُڑاتے ہین نشانا دل کا

جتنے ارمان تھے جی بھر کے نکالی ایجان
وصل مین لوٹ لیا تمنے خزانا دل کا

شوق ہوتا مرے قاتل کو جو گلبازی کا
مین نے سر کاٹ کے مقتل مین اُچھالا ہوتا

ہاتھ سے یار کے مے پیتے تو ہوتا نہ گناہ
کور سے بچ جاتے اچھوتا جو پیالا ہوتا

حُسن بے پردہ سرِ طور بکار آ کر
چھپتے جب ہم کہ کوئی دیکھنے والا ہوتا

دلِ بیتاب پہ بجلی کسطرح گرتی تھی
شرم نے وصل مین شوخی کو سنبھالا ہوتا

فکرین دوڑین مجھے کھانے مین عدم کو بہا کا
لاکھ مُنہ ایک مین کس کس کا نوالا ہوتا

پھول صفت جنکے مرے زخمِ جگر بنجاتے
کوئی خوش ہو کے اگر دیکھنے والا ہوتا

وادیِ گرمِ محبت مین ہین کانٹے پیاسے
کاش اک چھوٹی سی چھاگل لیے چھالا ہوتا

او بت اللہ تو ہے آپ رگِ گردن مین
ہاتھ ہی تو نے گلے مین مرے ڈالا ہوتا

رگِ جان آپ ہی گر ڈوب کے اُچھلی تو کہا
اُسکے ڈوبے ہوے نشتر کو اُچھالا ہوتا

پیاس سے حلق مین بسمل کی پڑی ہین کانٹے
چھیڑتے خنجرِ قاتل مین جو چھالا ہوتا

کیا بلا جھوم کے گھنگھور گھٹا آئی ہے
ہاے اسوقت مرا گیسوؤن والا ہوتا

لذتِ داغِ محبت سے جو ہوتا آگاہ
ہوتی ہر پھول کو حسرت کہ مین لالا ہوتا

لطفِ حسرت کی نگاہونکا تو جب تھا کہ امیر
اِن نگاہون کا کوئی دیکھنے والا ہوتا ❊

اُٹھکے اُس محفل سے گھبراہٹ کا احسان رہگیا
زانو سے جانان کے نیچے دب کے دامان رہگیا

قافلہ منزل پہ پہنچا ہاے اے واماندگی
مین پریشان صورتِ گردِ بیابان رہگیا

یون تو رکھا سیکڑون نے تیرے مقتل مین قدم
رہگیا جو کھیت اُسکے ہاتھ میدان رہگیا

بوسے کی لذت مین بھولے شکوہ و دشنام یار
عیبِ منعم پردۂ ہمت مین پنہان رہگیا

جانتے ہین گل اُسیکو ہم اسیرانِ قفس
دل مین جو داغِ تماشاے گلستان رہگیا

قالبِ بے روح کی کیا خاک ہو عالم مین قدر
کوچ یوسف نے کیا خالی یہ زندان رہگیا

دیدۂ بسمل پہ حیرانی نے پٹی باندھ دی
مرتے دم نظارۂ قاتل کا ارمان رہگیا

نبض کی چال سکھائی تپشِ دل نے مجھے
عمر چلتے ہوئے گزری کہین آیا نہ گیا

کتنا نازک تھا دلِ زار کہ پژمردہ رہا
رنگ کا بوجھ بھی اس گل سے اُٹھایا نہ گیا

کبھی کاجل کبھی آنکھون مین لگایا سُرمہ
رات تھا کون سا جادو کہ جگایا نہ گیا

یہ مرا دل ہے کہ ہے اسمین نہان الفتِ زلف
دیکھو آئینے سے اک بال چھپایا نہ گیا

کبک و طاؤس نے ہر گام پہ کھائی ٹھوکر
تیری رفتار کا انداز اُڑایا نہ گیا

دُختِ رز شوخ تھی مستون ہی کی صحبت مین رہی
چار دن پردے مین ساقی سے بٹھایا نہ گیا

قیس کی خاک اُڑانے کو ہوا آندہی تھی
پردۂ محمل لیلےٰ کو اُٹھایا نہ گیا

جام مے فرقتِ جانان مین پلانا کیسا
قدح زہر بھی ساقی سے پلایا نہ گیا

لاش بے گور و کفن وادیِ غربت مین رہی
مر کے بھی غیر کا احسان اُٹھایا نہ گیا

بزمِ غم مین مجھے قسمت نے بنایا ہے چراغ
کسکا مہمان ہوا مین کہ جلایا نہ گیا

چرخِ ممسک نے مٹانے مین بہت کوشش کی
نامِ حاتم تھا مگر مین کہ مٹایا نہ گیا

تیغ قاتل بھی ہے کیا چشمۂ بے فیض امیر
کوئی قطرہ کسی پیاسے کو پلایا نہ گیا

دردِ الفت نے دہان سے بھی نکالا ہوتا
قید اگر عرش کی زنجیر مین نالا ہوتا

کان مین بجلیون سے حُسن دو بالا ہوتا
اشہبِ ناز کو چمکا کے نکالا ہوتا

طور پر ہمسا اگر دیکھنے والا ہوتا
دیکھتے برقِ تجلی کو سنبھالا ہوتا

جب مین کہتا ہون نہ جھگڑا سر و گردن کا مٹا
تیغ کہتی ہے مجھے بیچ مین ڈالا ہوتا

اور سامان جنون مین ہمین درکار نہین
کوئی نشتر کوئی کانٹا کوئی چھالا ہوتا

ناتوانون کو گرایا تو فلک کیا پایا
کسی گرتے ہوئے بیکس کو سنبھالا ہوتا

منحصر ساغرِ جم ہی پہ نہین بادہ کشی
ٹوٹا پھوٹا کوئی مٹی کا پیالا ہوتا

مجھپر آنکھین جو نکالین تو ہوا کیا حاصل
کوئی ارمان مرے دل کا نکالا ہوتا

مزہ وصل کی شب کا یون بڑھگیا ۔ کہ کچھ دن چڑھے تک وہ سویا کیا

بہ پس مرگ مٹّی بھی اُسنے نہ دی
امیر آبرو مفت کھویا کیا

ہر جام مین ہے جلوۂ مستانہ کسی کا ۔ میخانہ ہمارا ہے جلوخانہ کسی کا

جس آنکھ کو دیکھا ہے جلوخانہ کسی کا ۔ جس دل پہ نظر کی وہ ہے کاشانہ کسی کا

جب دیکھتے ہین ابر سیہ کہتے ہین ہم مست ۔ جاتا ہے یہ اُڑتا ہوا میخانہ کسی کا

بو زلف کی لائی جو صبا سینے پہ جاتا ۔ دل لینے کو آیا ہے یہ بیعانہ کسی کا

بدلی ہے کہ میخانہ ہے بجلی ہے کہ مے ہے ۔ یہ رعد ہے یا نعرۂ مستانہ کسی کا

لیچل مجھے اُس قاتلِ عالم کی گلی مین ۔ کچھ کام کرا اے ہمتِ مردانہ کسی کا

ساقی نہ دکھا بھر بھرا ساغر خالی ۔ لبریز ہوا جاتا ہے پیمانہ کسی کا

یہ حسن کے بازار مین کیا لوٹ پڑی ہے ۔ سو دیتے ہین پھرتا نہین بیعانہ کسی کا

اے طالع بیدار مین سوتا ہون خبردار ۔ پہلو سے مرے ہو نہ جدا شانہ کسی کا

کیا تمسے کہون دل کی خرابی کا مین احوال ۔ برباد ہوا اللہ گھر ایسا نہ کسی کا

ساقی ہے حیا موجۂ مے ہی نگہِ شرم ۔ وہ جھپی ہوئی آنکھ ہے پیمانہ کسی کا

فرہاد پہ کیا گزری جو مجھپر نہین گزری ۔ مین اپنے سوا کیون کہون افسانہ کسی کا

کچھ اور بڑھا دیتی ہے اُس حسن کی مستی ۔ یہ آرسی چھوٹا سا ہے پیمانہ کسی کا

آواز پری صور کی آواز کو سمجھا ۔ محشر مین ہے مست اور بھی دیوانہ کسی کا

نادان سمجھتے ہین کہ بڑ مار رہا ہے ۔ کیا جانئے کس دُھن مین ہے دیوانہ کسی کا

مستو نہین کسی کے دلِ بدمست کو ڈھونڈو ۔ ہوگا نہین دیوانون مین دیوانہ کسی کا

ہوتی ہے جگہ گنج کی ویرانہ ہمیشہ ۔ جو دل ہے شکستہ وہ ہے کاشانہ کسی کا

نکلا ہے کسی شمع جہانسوز کی دُھن مین ۔ خورشید قیامت بھی ہے پروانہ کسی کا

پردہ پوشی تو بہت کی زخم دامن دار نے
خنجر قاتل مگر عریان کا عریان رہگیا

پردہ اٹھا رخ سے اسنے سبکو دکھلایا جمال
رہ گیا تو اک مری آنکھون سے پنہان رہگیا

شکر کی جا ہے پڑی سینہ شگافی کی امید
جذب دل سے ٹوٹ کر قاتل کا پیکان رہگیا

واے حسرت مار ڈالا مجھکو شوق قتل نے
ذبح کرنے کا مرے قاتل کو ارمان رہگیا

پردۂ وحشت ہوا افراط نقاہت سے نہ فاش
ہاتھ دامن سے جو پہنچا تا گریبان رہگیا

ساتھ ہی گیسو کے آیا مصحف رخ کا خیال
خیر گزری جا چکا تھا آج ایمان رہگیا

دل جو میرا بہ گیا ہو کر لہو تو بہ گیا
شکر ہے اسکی جگہ پہلو مین پیکان رہگیا

کوچ ہے درپیش سبکو ہو گدا یا بادشاہ
آگیا اس گھر مین جو دو روز مہمان رہگیا

آ کے بیٹھے اٹھ گئے کتنے حسین لیکن امیر
شکل آئینہ مین اس محفل مین حیران رہگیا

تصور مین زلفون کی رویا کیا
مین بالون مین موتی پرویا کیا

وہ ہنس ہنس کے نشتر چبھویا کیا
مین رو رو کے دامن بھگویا کیا

دہان و کمر کو دکھا کر وہ بت
مجھے دونون عالم سے کھویا کیا

عجب قدرت حق کے اے بت ہین کھیل
کہ مٹی کے پتلے کو گویا کیا

برا خواب غفلت کا ہو وقت کوچ
گئے میرے ساتھی مین سویا کیا

ہوا جب سے وہ گل طرفدار غیر
مرے حق مین کانٹے ہی بویا کیا

تصور مژہ کا تری رات بھر
رگ جان مین نشتر چبھویا کیا

تڑپنے کی بسمل کے دیکھی نہ سیر
لہو سے وہ تلوار دھویا کیا

رہا خواب مین ان سے شب بھر وصال
مرے بخت جاگے مین سویا کیا

خط سبز کے غم نے غوطے دیے
خضر میری کشتی ڈبویا کیا

جوانی مین بھی یان نہ آئی ہنسی ہو
مین اپنے لڑکپن کو رویا کیا

صدمۂ فرقت نے یہ صورت بدل دی ہی مری / بھیجدون تو مُنہ تکین اہلِ وطن تصویر کا

حُسن کھلتا ہے حسینون کا جسے جتنی نگاہ / جسقدر دیکھو اُبھرتا ہے بدن تصویر کا

فکر رنگین کب ہوا کرتی ہی پیری مین ضعیف / خشک ہوتا ہے کہین نخلِ کُہن تصویر کا

دیکھہ جو کچھ سامنے آجای مُنہ سی کچھ نہ بول / آنکھ آئینے کی پیدا کر دہن تصویر کا

اور سب حُسن اِن گلونمین ہین وفا لیکن نہین / رنگ لاکھون بُو نہین رکھتا چمن تصویر کا

صانعِ قدرت کی ہی عالم مین صنعت سے نمود / بانکپن نقاش کا ہے بانکپن تصویر کا

غیر ممکن ہے کہ فیضِ اصل آئے نقل مین / نافہ کرتا ہے کہان پیدا ہرن تصویر کا

کم نگاہی سے وہ دیکھے جس پہ پردی کی شبیہ / ایک کاغذ بھر اُتر جاے بدن تصویر کا

جلوہ گاہ یار مین ہر اِک ہے حیرت سے دوچار / کرتی ہے نظارہ ساری انجمن تصویر کا

کشتۂ حیرت ہون مجھہ مین دم نہین ای تیغِ ناز / زخم کھاکر کیا لہو دے گا بدن تصویر کا

جب سے چھولا ایک بھی گل اسکا مرجھایا نہین / کیا دل پُرداغ میرا ہے چمن تصویر کا

ہون وہ وحشی کھینچتا ہے جب مرا نقشہ امیر
چاک کر دیتا ہے مانی پیرہن تصویر کا

شوق خلوت مین بھی ہے انجمن آرائی کا / آئنہ خانہ ہے گوشہ مری تنہائی کا

پاؤن پر تیرے جو سر ہے ترے شیدائی کا / بوسہ مقصود ہے پردہ ہی جبین سائی کا

پاؤن صحرا مین لگا کب ترے سودائی کا / دل مین لالے کے رہا داغ ہی تنہائی کا

خاک پر خون جو ٹپکا ترے سودائی کا / داغ اُچھل کر وہ ہوا لالۂ صحرائی کا

ہم ترے حسن کے بازار سے پھر جائین کہان / طور ٹھیکا ہو جو موسے سے تماشائی کا

بے ثباتیِ چمن حیرتِ نرگس سے کھلی / ملگیا کور سے سرمہ ہمین بینائی کا

شفق شام نہین ہی یہ مرے ماتم مین / مُنہ کو آیا ہے کلیجا شبِ تنہائی کا

لامکان پر طلب احمد کو خدا نے بھی کیا / متحمل ہو بشر کیا غمِ تنہائی کا

کیونکر نہ سنین شوق سے گل کان لگاکر
مرغانِ چمن کہتے ہین افسانہ کسی کا

وہ حسن ہے اللہ کی قدرت کا تماشا
رنگ اور بتون سے ہی جداگانہ کسی کا

بیکار امیر اپنے دل و دیدہ نہین ہین
آئینہ کسی کا ہے یہ وہ شانہ کسی کا

حیا بولی اُبھرا جو جوبن کسی کا
مٹا دونگی مین چلبلاپن کسی کا

کہا مینے حاضر ہے دل تو وہ بولے
کہ احسان لین میرے دشمن کسی کا

خرامان ہوے وہ تو بولی نزاکت
کہ مجھسے نہ سنبھلے گا دامن کسی کا

مہِ چاردہ ہو کہ خورشیدِ محشر
کسی سے دبے گا نہ جوبن کسی کا

رقیبون سے وہ خوش رقیب اُنسے راضی
بُرا کہکے مین کیون ہون دشمن کسی کا

چمکتی نہین ابر سے برقِ تابان
لٹکتا ہے پردے سے دامن کسی کا

نہین پہلوے گل مین دلتنگ غنچہ
جوانی سے روٹھا ہے جوبن کسی کا

اِدھر بھی کرم اے نسیمِ بہاری
ترستا ہے پھولونکو مدفن کسی کا

نظر جاتے ڈرتی ہے چین جبین سے
یہ چلمن چھپائے ہے جوبن کسی کا

نہ کر خشک اے سوزِ غم خون میرا
مجھے اِس سے رنگنا ہے دامن کسی کا

وہ کیا جانے ہوتی ہے کیسی جوانی
ابھی کھیلتا ہے لڑکپن کسی کا

کچھ اِس درد سے عشق مین کوئی رویا
اثر چیخ اُٹھا سنکے شیون کسی کا

جوانی کی آمد ہے ہوتا ہے رخصت
وہ نازون کا پالا لڑکپن کسی کا

شباب آچکا اب کسے دیکھتا ہے
امیر اُٹھ کے ہر بار جوبن کسی کا

تابِ گویائی نہین رکھتا دہن تصویر کا
خامشی کہتے ہین جسکو ہے سخن تصویر کا

ساتھ جائیگا عدم تک پیرہن تصویر کا
پیرہن تصویر کا ہوگا کفن تصویر کا

دل مرا سینے مین کیا اب تو دو عالم مین نہین
چلدیا بنکے خیال اُس بت ہرجائی کا

تجھکو بھی جلوہ گہِ ناز مین روکا تھا ما
حوصلہ دیکھ لیا اپنے تماشائی کا

پھرتی ہے حسرتِ پابوس دو عالم مین تباہ
اک جگہ پاؤن ٹھہرتا نہین ہرجائی کا

اپنے جلوے کو وہ خود دیکھکے کہہ اُٹھتے ہین
واہ کیا آنکھ ہے کیا دل ہے تماشائی کا

دشت مین لالہ ہے گلزار مین گل بزم مین شمع
ہر جگہ رنگ نیا ہے مرے ہرجائی کا

دوڑکر برق تجلّی نے سنبھالا اُسکو
لڑکھڑایا جو قدم تیرے تماشائی کا

سر شب و روز جو وحشت سے ہے چکر مین امیر
یہ بھی شاید ہے قدم اُس بت ہرجائی کا

ہو توف بیخودی یہ ہے جلوہ حبیب کا
اپنی خودی یہ ہے مجھے دہوکا رقیب کا

صیاد دیکھ تو پاس ہے لازم غریب کا
لٹکا دے شاخِ گل سے قفس عندلیب کا

اللہ رے پاس عشق مین مجکو حبیب کا
آنسو ٹپک پڑے جو دُکھا دل رقیب کا

ہون وہ مریضِ غم کہ بدلتا ہے روز رنگ
ٹھہرا مرا مزاج بھی نسخہ طبیب کا

عشاق کی خزان سے ہے معشوق کی بہار
غازہ ہے روے گل کو لہو عندلیب کا

کسنے دہن یہ غنچے کو یارب کیا دیا
اتنا سا ہوگیا ہے جو مُنہ اس غریب کا

سمجھے جسے تجلیِ نورِ خدا کلیم
در پردہ تھا جمال خدا کے حبیب کا

ہر سرو پر نثار ہون ہر گل پہ سینہ چاک
قمری کا دل ملا ہے جگر عندلیب کا

مارے خوشی کے جامے سے باہر ترا مُنہ
مُنہ دیکھکر اُٹھا تھا یہ کس خوش نصیب کا

تار ایک ہی ہے سبحہ و زُنّار کا امیر
اسلام و کفر مین بھی ہے رشتہ قریب کا

شبنم و گل کو جو ہنسنے ترے ہوتی دیکھا
تو اسے چاک گریبان اُسے روتی دیکھا

کبھی موتی نہوے یار کے دانتون سے سفید
آبرو مفت مین جھوٹون کو ڈبوتے دیکھا

رو سفیدی مجھے حاصل ہے سیہ کاری مین
مین بھی کیا خطِ عمل ہون کسی سودائی کا

شوق دیدار مین اُٹھتی ہی جو ہر وقت نگاہ
ناتوان مین اُنھین شبہہ ہے توانائی کا

دلِ کفار اُسی سے کئے اللہ نے خلق
بچ رہا کچھ جو اندھیرا شبِ تنہائی کا

اُس رخِ صاف کو دیکھون تو بڑھی اور فروغ
سرمہ ہو گرد نظر کہ بینائی کا

ٹال جاتے ہین مجھے دیکھکے وہ خُلق کمان
رنگ ہے مفلس و منعم کی شناسائی کا

دست گستاخ سے کر دامن یوسف کو نہ چاک
اے زلیخا ہے یہ کوچہ تری رسوائی کا

کوئی آتا نہین مجھہ تک جو بجز یاد خدا
لامکان گوشہ ہے شاید مری تنہائی کا

تیغ مژگان کا غضب ہاتھہ لگایا تمنے
کٹ گیا پاے نگہ چشم تماشائی کا

عین سجدے مین میسر ہے نظارہ اُسکا
چشم بینا ہے کہ داغ اپنی جبین سائی کا

صحبتِ مردم بحیس مین بہلتا نہین دل
لاکھہ تصویرین ہون پر رنج ہی تنہائی کا

شوق سے تیغ لگاؤ مجھے لیکن ہے یہ ڈر
خندۂ زخم ڈھنڈورا نہو رسوائی کا

پیاس اِسکی جو بجھے گی تو مے کوثر سے
ظرف عالی ہے امیرِ احمدِ مینائی کا

داغ دیگا تجھے یہ شوق خود آرائی کا
دیکھہ آئینہ ہے دشمن تری یکتائی کا

جسنے دیکھا ہے تجھے دیکھتے ہین سب اُسکو
خلق سے جمع تماشا ہے تماشائی کا

آئنہ دیکھکے آئے ہین مزے مین ایسے
خود وہ مُنہ چومتے ہین اپنے تماشائی کا

راستی قلزم الفت مین رہی ہمکو پسند
جب کیا قصد کیا شیر کی پیرائی کا

جو رہے پھولونکے اُٹھا جی تہ چُرا اے بلبل
گھر مین صیاد کے ہے محکمہ گیرائی کا

تو بھی آئے تو نہ وہ آنکھہ اُٹھا کر دیکھے
اور ہی رنگ ہے اب تیری تماشائی کا

چیخ اُٹھا لوٹ گیا تو نے اُٹھادی جو نقاب
آج جی چھوٹ گیا تیرے تماشائی کا

اے اجل جلد خبر لے کہ ڈراتا ہی مجھے
دیو بن بن کے اندھیرا شبِ تنہائی کا

گھبرا کے چلے آئے مرے گھر وہ امیر آج
احسان ہوا مجھپہ مری بے خبری کا

عمر برق و شرار ہے دُنیا
کتنی بے اعتبار ہے دُنیا

داغ سے کوئی دل نہین خالی
کیا کوئی لالہ زار ہے دُنیا

ھر جگہ جنگ ہر جگہ ہے نزاع
عرصۂ کارزار ہے دُنیا

نشۂ عیش یان نصیب کسے
کہ سراپا خمار ہے دُنیا

یارباشی کا شوق ہے اسکو
یار لوگون کی یار ہے دُنیا

اہل رغبت سے کرتی ہے نفرت
بڑی پرہیزگار ہے دُنیا

آنے جانے پہ سانس کے ہے مدار
سخت ناپائدار ہے دُنیا

اپنے مستون سے بھاگتی ہے مدام
کسقدر ہوشیار ہے دُنیا

ایک جھونکے مین ہے اِدھر سے اُدھر
چارون کی بہار ہے دُنیا

کوی کافر کوی مسلمان ہے
مجمعِ نور و نار ہے دُنیا

بدتر اِسکو سمجھ خزان سے امیر
دیکھنے کو بہار ہے دُنیا

جی ہی لے گا غمِ جانان میرا
مجھکو کھا جائیگا مہمان میرا

ملک الموت جسے کہتے ہین
زندگی بھر ہے نگہبان میرا

تجھسے دامن ہے ترا چین پہ چین
تنگ ہے مجھسے گریبان میرا

شرم کی بات ہے اے دُزدِ کفن
گور دیکھے تنِ عریان میرا

چھیڑ ہے یہ بھی پریزادون کی
نام رکھا ہے سلیمان میرا

ہون وہ غم دوست جلو نین بے آگ
گُھن کے دانہ ہو جو خندان میرا

رنگ لائی ہے یہ خونباریِ چشم
دامنِ گل سے گریبان میرا

گھر مرا گورِ غریبان سے بھی بڑھکر ہے خراب
گل کو ہنستے نہ یہان شمع کو روتے دیکھا

بن پڑی کیسی کہ غفلت مین لیا بوسۂ رخ
جاگ اُٹھے بخت مرے اُسکو جو سوتے دیکھا

عیش مین سوختہ بختونکو ہے اندوہ نصیب
شمع کو محفلِ شادی مین بھی روتے دیکھا

دل ترے عاشقِ حیران کا شگفتہ کیا ہو
کسنے گل غنچۂ تصویر کو ہوتے دیکھا

فتنہ ہے سارے زمانے کا ترا دانۂ خال
سیکڑون محفلونمین بس اسے بوتے دیکھا

ہون وہ عاشق کہ جلا وہمِ رقابت سے جگر
شمع کو اشک سے دامن جو بھگوتے دیکھا

کیا برا عشق کا کوچہ ہے کہ اس مین سبکو
جان کو مال کو ایمان کو کھوتے دیکھا

ہے مرض تمکو تو رونے کا ہمیشہ سے امیر
یون ہی رومال یہ رومال بھگوتے دیکھا

تھا دھیان مین نقشہ جو تری جلوہ گری کا
منہ پھیر لیا دیکھکے رخ ہمنے پری کا

آخر ہو نہین عالم ہے چراغِ سحری کا
لو جلد خبر وقت نہین بے خبری کا

ہر صبح کو یہ شور ہے مرغِ سحری کا
چونکو کہ زمانہ نہ رہا بے خبری کا

وقفہ نہین اب بزم سے ہوتا ہی یہ رخصت
منہ دیکھ رہا ہون مین چراغِ سحری کا

دیتا ہے خبر یہ خبر احباب کا اٹھنا
پردہ نہین اُٹھتا ہے مگر بیخبری کا

مستی مین کہین دیکھ لی اُس ماہ کی رفتار
بھٹکا ہوا پڑتا ہے قدم کبکِ دری کا

اللہ کی قدرت کا تماشا وہ صنم ہے
چہرہ ہے اگر حور کا جوبن ہے پری کا

میخانے مین دورِ مئے گلرنگ نہین ہے
اندر کے اکھاڑے مین یہی رقص پری کا

یاد آتا ہے گلزار مین اُس گل کا وہ سونا
آمادہ دبے پاون نسیمِ سحری کا

ڈر ہے یہ خبر اُڑکے نہ صیاد کو پہنچے
اچھا نہین چرچا مری بے بال و پری کا

کچھ روزون ابھی صبر کرے پنجۂ وحشت
بے موسمِ گل لطف نہین جامہ دری کا

احباب دمِ نزع مجھے دیکھ رہے ہین
منہ تکتے ہین پروانے چراغِ سحری کا

زرق برق آپ کی بیوجہ نہین
درد دل کو مرے چمکائیے گا

ہاتھ سینے جو بڑھایا تو کہا
بس بہت پاؤن نہ پھیلائیے گا

زہر کھانے کو کہا تو بولے
ہم جلا لینگے جو مر جائیے گا

حسرتین نزع مین بولین مجھ سے
چھوڑ کر ہم کو کہان جائیے گا

رنگ گل ہو کے چمن مین رہیئے
بوئے گل ہو کے نہ اڑ جائیے گا

دل مرا ئے تو چکے ہین سرکار
کہین ناز اس سے نہ اٹھوائیے گا

آپ سنیئے تو کہانی دل کی
نیند آجائیگی سو جائیے گا

آنکھ مین تیل نہ جائے کاجل
دیکھیئے بنکے بگڑ جائیے گا

جسطرح عمر گزرتی ہے امیر
آپ بھی یونہین گزر جائیے گا

ہو چکا وعدہ کہ کل آئیے گا
دیکھیئے اب نہ بدلجائیے گا

آئنہ دیکھکے پچتائیے گا
دیکھیئے دیکھیئے شرمائیے گا

رنگ اے حضرت دل لائیے گا
کسی منہدی مین جو پس جائیے گا

وعدہ آنے کا جو فرمائیے گا
جیسے آج آئے تھے کل آئیے گا

دل کو قابو مین اگر لائیے گا
شوخ ہے خوب اسے تڑپائیے گا

اتنی گھر جانے کی جلدی کیا ہے
بیٹھیے جائیے گا جائیے گا

داغ پر داغ وہ دے کر بولے
دل کو ان پھولون سے بہلائیے گا

داور حشر سے مین ڈرتا ہون
وہ زبردست ہے چھن جائیے گا

کہتے ہین کہہ تو دیا آئینگے
اب یہ کیا چڑ ہے کہ کب آئیے گا

ڈبڈبائے مرے آنسو تو کہا
روئیے گا تو ہنسے جائیے گا

ہائے کیا دیکھکے دل دے کوئی
آنکھ کی طرح بدلجائیے گا

دفتر دہر پریشان ہوا بھی
دل جو ہو جائے پریشان میرا

بیت ابرو کے لکھے ہین مضمون
دفتر حُسن ہے دیوان میرا

چار آنسو جو ندامت سے بہے
دھو گیا نامۂ عصیان میرا

پھر کہان مین غم محبوب کہان
اور دو دن ہے یہ مہمان میرا

ضعف سے ہون صفت تار نظر
کیا کرے گی صف مژگان میرا

رحم کر رحم کر اے دست جنون
پاؤن پڑتا ہے گریبان میرا

کیون اُٹھا دو مرے پہلو سے
کیون خفا مجھسے ہے مہمان میرا

کیا دو رنگی ہے زمانے کی اسیر
مین حزین زخم ہے خندان میرا

میرے دل مین اگر آپ آئیے گا
درد کی طرح چمک جائیے گا

میری تربت پہ اگر آئیے گا
عُمر رفتہ کو بھی بلوائیے گا

سبکی نظرون مین نہ چڑھیے اتنا
دیکھیے دل سے اُتر جائیے گا

آپ کے در سے مین اُٹھنے کا نہین
کیا جنازہ ہے جو اُٹھوائیے گا

دیر کو چلیے ابھی حضرت دل
کبھی کعبے کو بھی ہو آئیے گا

مین تو ہون حضرت ناصح مدہوش
کون سمجھے گا جو سمجھائیے گا

زندگی مین تو نہ آے اک دن
آپ مرقد پہ ضرور آئیے گا

شیخ تاکین تو کہے دختر رز
کیا مین شربت ہون جو پی جائیے گا

اسقدر کیون ہے دل زار سے ناز
بوجھ بیمار سے اُٹھوائیے گا

کہتے ہو شمع بجھا دو شب وصل
کیا اندھیرے مین نہ گھبرائیے گا

آئیے نزع مین بالین پہ مری
کوئی دم بیٹھ کے اُٹھ جائیے گا

وصل مین بوسۂ لب دیکے کہا
مُنہ سے کچھ اور نہ فرمائیے گا

تڑپ رہے ہیں اُسکو جو ناوک کی اُسکو پیکان کی
پڑی نگاہ جو دلبر تو حسرتون نے کہا
جرس پکار رہا ہے کہ خیر ہو یارب
مین کاروان مین لٹاؤنگا نکویوسف سے
وہ دن کہان ہین جو رہتا تہا دل سے شکوہ یار
لگا کے یار کی تصویر اپنے سینے سے
عجب بہار جنون خیز ہے کہ غنچے بھی
نہ سیر عرش ہے مشکل نہ قطع راہ عدم
تعلیان دل سوزان کی عشق مین دیکھو
یہ جھک کے کہتی ہین کانو مین بجلیان اُنکی

وہ شعلہ ہے جگر کا یہ شعلہ دل کا
کہ تیر بھر کا ہے ولبر سے فاصلہ دل کا
چلا ہے راہ محبت مین قافلہ دل کا
جرس سے نالون مین ہوگا مقابلہ دل کا
اب اُس سے جا کے مین کرونگا گلہ دل کا
نکال لیتے ہین فرقت مین حوصلہ دل کا
چٹک چٹک کے دکہاتے ہین ولولہ دل کا
خدا کرے کہین سطے ہو یہ مرحلہ دل کا
بنا ہے عرش کی قندیل آبلہ دل کا
تڑپ مین ہوگا نہ ہمسے مقابلہ دل کا

امیر بھول بھلیان ہے کوچہ گیسو
تباہ کیون نہ ہو پھر اس مین قافلہ دل کا

پرتو نہین کب اسمین کسی خوش جمال کا
ہر ذرہ آفتاب سے کرتا ہے ہمسری
سمجھے ہین جسکو اہل زمین چرخ آبگون
روشن دلون کا عیب بھی ہے شبہہ ہنر
اے چشم یار بھاگ نہ ہمسے تیرہ بخت سے
تیر نگہ جب اُسکا چلا ہے سو فلک
کس زلف مشکفام کا عکس اسمین پڑگیا
ہل ہل کے ایسی دامن گیسو نے دی ہوا
کیا کام آئیگی تری گردش بہرا سے فلک

بزم پری ہے آئینہ اپنے خیال کا
اللہ رے دماغ ترے پایمال کا
اک شیشہ ہے مرے عرق انفعال کا
کیونکر نہ ٹرھکے بدر ہو ناخن ہلال کا
ہمراہ ہے غزال کے سایہ غزال کا
چلہ اُڑا دیا ہے کمان ہلال کا
عالم ہے آرسی مین جو ناف غزال کا
شعلہ بھڑک گیا ترے حسن وجمال کا
فرقت کی شب سے روز بدلدے وصال کا

لاکھ پردون مین وہ ہین حضرتِ دل
کہین دہوکا نہ کوئی کھائیے گا

ہے شبِ وصل حیا شام سے کیون
جانِ من صبح کو شرمائیے گا

گھر سے پہلے مرے تابوت کے ساتھ
کہین کترا کے نکل جائیے گا

بولے وہ آئینہ دکھلانے پر
کیا مجھی سے مجھے لڑوائیے گا

بیخودی کہتی ہے عشق مین مجھ سے
آپ مین اب نہ کبھی آئیے گا

رات اپنی ہے ٹھہرئے تو ذرا
آئیے بیٹھئے گھر جائیے گا

کہتے ہین ہجر کا رونا کیا ہے
مین نہ آؤن گا تو آپ آئیے گا

گرمیان دیکھئے کہتی ہے وہ تیغ
ٹھنڈے ہو لیجئے پھر جائیے گا

گرمیِ شوق یہی ہے تو امیر
آپ اِسی آگ مین جل جائیے گا

کہا مژہ نے ہوا جب مقابلہ دل کا
کہ اتنے نیشتر اور ایک آبلہ دل کا

اُٹھو گلے سے لگا لو مٹے گلہ دل کا
ذرا سی بات مین ہوتا ہے فیصلہ دل کا

دم آکے آنکھون مین اٹکے تو کچھ نہین کھٹکا
اٹک نجائے الٰہی معاملہ دل کا

مری بغل مین وہ بیٹھا تو غیر کو لیکر
دبا کے توڑ دیا اُسنے آبلہ دل کا

کڑی نگاہ کی او سنگدل اُٹھیگی نہ چوٹ
کہ شیشے سے کہین نازک ہے آبلہ دل کا

تمھارے غمزون نے کھوئے ہین ہوش و صبر و قرار
اِنھین لُٹیرون نے لوٹا ہے قافلہ دل کا

خدا ہی ہے جو کڑی چتونون سے جان بچے
ہے آج دلشکنون سے مقابلہ دل کا

تم اپنی اُٹھتی جوانی کی شوخیان دیکھو
اُبھر اُبھر کے بڑہاتی ہے ولولہ دل کا

لپٹ گئے مرے سینے سے اُٹھکے وصل کی شب
اُنھین بھی آج مزہ دیگیا گلہ دل کا

بدل کے یار نے چتون مٹا دیئے جھگڑے
نہ مین رہا نہ رہا دل نہ وہ گلہ دل کا

ہوئی رسائی تو ظالم نے کھولدی چوٹی
کہان پہنچکے ہوا قطع سلسلہ دل کا

پوچھی امیر سے کل مین نے جو دل کی حالت
سینے پہ ہاتھ رکھکر بے اختیار رو یا

یہ گرم اپنا داغِ جگر ہو گیا
پسینے مین خورشید تر ہو گیا

سفر میرے حق مین حضر ہو گیا
جہان تھک کے بیٹھا مین گھر ہو گیا

غضب اشکباری سے عقدی پڑے
کہ کوتاہ تارِ نظر ہو گیا

ملے ہین شرر کے مجھے بال و پر
اُڑا اور بے بال و پر ہو گیا

دکھائی مرے عشق نے شانِ حُسن
تنِ زار موے کمر ہو گیا

غضب ہین تری چٹکیان اے فلک
کلیجا گلِ نیلوفر ہو گیا

دیا مژدۂ آبرو اشک کو
جو پانی کا قطرہ گُہر ہو گیا

گیا اُڑ کے اُس شوخ کے ہاتھ تک
مرا نامہ خود نامہ بر ہو گیا

کہان ہم کہان در ترا شاہِ حُسن
فقیرانہ یان بھی گزر ہو گیا

وہان پُرزے پُرزے ہوا خط امیر
یہان چاک میرا جگر ہو گیا

موقوف جُرم ہی پہ کرم کا ظہور تھا
بندے اگر قصور نہ کرتے قصور تھا

میرے سیاہ خانے مین شکوہ وہ حور تھا
پُتلی کی طرح پردۂ ظلمت مین نور تھا

اے برقِ حُسن یار یہ اچھا ظہور تھا
دیدار کو کلیم سے جلنے کو طور تھا

واعظ دبی زبان سے کرتا تھا ذکر حور
اِتنا لحاظ دخترِ رز کا ظہور تھا

بانٹا تمام خلق کو اللہ نے وہی
جو کچھ بجا ہوا تری خلقت سے نور تھا

اے شور حشر قہر کیا کیون جگا دیا
گوشہ مزار کا مجھے آغوشِ حور تھا

ہم کیا کہ میکدے مین ترے جامِ چشم سے
جو شیشہ تھا وہ نشۂ مستی سے چور تھا

آیا بڑا مزہ مجھے مجلس مین وعظ کی
واعظ تھا مست ذکر شراب طہور تھا

مجھ تک کب آسکیگی سیاہِ سزاے جرم
دریا ہے بیچ مین عرقِ انفعال کا

احمد جو تھے بجسم نہ تھا سایہ اسلیے
دل پس نجاسے زیرِ قدم پائمال کا

شوقِ جوابِ خط ہے دمِ نزع بھی امیر
ہون منتظر مین قاصدِ فرخندہ فال کا

گو رمین ستمنے جو لاشے کو اُٹھایا ہوتا
اے بت تو خاتمہ بالخیر ہمارا ہوتا

رُخِ جانان کا میسر جو نظارا ہوتا
مہرِ تابان مری قسمت کا ستارا ہوتا

دیکھتے چہرے کو اپنے اگر آئینے مین
حال جو کچھ ہے ہمارا وہ تمھارا ہوتا

دل کو اُس زلف کا لازم تھا تصور اتنا
کہ دھوان آہ کا بھی عنبرِ سارا ہوتا

ہم وہ بیکس ہین کہ ہے اپنی نگاہون مین اثر
سر کے بھل دوڑتے شیشے جو اشارا ہوتا

وعدۂ قتل مین منظور تھا ایسا جو خلاف
ہاتھ پر ہاتھ نہ جلاد نے مارا ہوتا

چاہی فرعون نے موسیٰ سے مدد جو کہ گیا
غرق ہوتا نہ اگر تمکو پکارا ہوتا

کیا نگہ بھی نہین اُٹھ سکتی تھی خنجر کی طرح
تاک کر تمنے کوئی تیر ہی مارا ہوتا

نزع کے وقت چھپانی تھی نہ تمکو پلکین
ڈوبتے وقت تو تنکے کا سہارا ہوتا

خط مرا لیکے کبوتر جو پہنچتا اُس تک
نسرِ طائر مرے طالع کا ستارا ہوتا

غیر کے ساتھ پلاتے تو نہ پیتا مین شراب
ننگ کیونکر یہ مرے دل کو گوارا ہوتا

برخلاف ایسی ہوا باغِ جہان کی ہے امیر
پھول کو ہاتھ لگاتا تو شرارا ہوتا

میری طرح نہ اک دن ابرِ بہار رو دیا
وہ ایک بار رویا مین لاکھ بار رو دیا

مجنون سے مین نے پوچھا کل حال بیکسی کا
کچھ کہہ سکا نہ منہ سے پر زار زار رو دیا

کیا بیکسی کا عالم میرے مزار پر ہے
جو آگیا وہ بنکر شمعِ مزار رو دیا

آواز دے رہے ہین مقتل مین زخمِ بسمل
خندان ہوا جو پہلے انجامِ کار رو دیا

آغاز عشق ہی سے سب آثار تھے بُرے
پہلے ہی تجھسے صبر دلِ ناصبور تھا

شکوہ کسی سے دل شکنی کا کرون مین کیا
یہ شیشہ چوٹ کھانے سے پہلے ہی چور تھا

اُس حور نے نقاب اُٹھا کر دکھا دیا
ستر ہزار پردون مین پنہان جو نور تھا

وہ شوخ آنکھ شوخ نگہ شوخ تھی مگر
سب کا جواب ایک دلِ ناصبور تھا

ہمزاد کا پتا تو کہان دشتِ عشق مین
سایہ بھی میرا مجھسے بہت دور دور تھا

اِک نیمجان کا کام نہ پورا ہوا امیر
قاتل کو تیغِ ناز پہ ناحق غرور تھا

پہلو مین میرے بیٹھکے بھی مجھسے دور تھا
تصویر کیطرح وہ سراپا غرور تھا

جنت تہا جسم روح مین اندازِ حور تھا
سمجھے نہ ہم یہ فہم کا اپنے قصور تھا

اُس حور نے جو ہاتھ سے اپنے پلا دیا
پانی مین بھی سرورِ شرابِ طہور تھا

جتنی تھی عاجزی وہ مجھی کو عطا ہوئی
بخشا خدا نے آپ کو جتنا غرور تھا

ہو حق تمام وعظ کی مجلس مین مچ گئی
جو کچھ بھی شراب ذکر شرابِ طہور تھا

سمجھے تھے جسکو مردمکِ چشمِ یار ہم
دست پری مین دامنِ گیسوے حور تھا

شاہون سے پوچھتی ہے یہ خاک عاجزی
کیسی یہ تمکنت تھی یہ کیسا غرور تھا

وحدت مین قرب و بُعد کی گنجایشین کہان
کیونکر کہون قریب کہ وہ مجھسے دور تھا

صبح شبِ وصال وہ بولے کہ واہ واہ
کیا سستے چھوٹے کہکے کہ میرا قصور تھا

جب تک وہ آئین آئین تڑپ کر یہ چلدیا
کیا جلد باز ہاے دلِ ناصبور تھا

اُسکی کڑی نظر کی اُٹھای گئی نہ چوٹ
لگتے ہی ٹھیس شیشۂ دل چور چور تھا

کیا کہیے تھا وصال مین کس کس کو اضطراب
رگ رگ مین میری رنگِ دلِ ناصبور تھا

تھے خال رُخ پہ رُخ تہا تہ گیسوے سیاہ
ظلمت وہ نور مین تھی یہ ظلمت مین نور تھا

پہلو مین وہ جو آے تو کیسا ٹھہر گیا
بگڑا ہوا مجھی سے دلِ ناصبور تھا

آجاے بس مین وہ تو کہو نہین شبِ وصال
وہ شوخیان کہان گئین جنپر غرور تھا

عجز و نیاز اِدھر تو اُدھر تھا غرور و ناز
جتنے تھے ہم قریب وہ اُتنا ہی دور تھا

میرے عمل تو قابل دوزخ ہی تھے مگر
کرتا جو وہ نہ رحم تو رحمت سے دور تھا

لپٹا مین بوسہ لیکے تو بولے کہ دیکھئے
یہ دوسری خطا ہے وہ پہلا قصور تھا

کس کس کو روکتا شبِ فرقت کہ مین تو ایک
اور جان بیقرار تھی دلِ ناصبور تھا

تھا اُنکی شوخیونسے مقابل جگر بھی کچھ
پورا مگر جواب دلِ ناصبور تھا

نیچی رقیب سے نہوی آنکھ عمر بھر
جُھکتا مین کیا نظر مین تمہارا غرور تھا

فرقت مین کیون نہ تھا کسی کروٹ مجھے قرار
کیا دونون پہلوؤنمین دلِ ناصبور تھا

کیا بات امیر جوشش نشاطِ شباب کی
غم آتے آتے دل مین ہمارے سرور تھا

اُستاد میل جول مین اُسکا ظہور تھا
پریون مین تھا پری تو وہ حورونمین حور تھا

جب تک کہ چشمِ شوق مین وحدت کا نور تھا
جس بام پر نگاہ پڑی کوہِ طور تھا

ہمسے گناہگار جو محروم رہگئے
ساقی مگر یہ جام شرابِ طہور تھا

صورت تری دکھاکے کہونگا یہ روزِ حشر
آنکھون کا کچھ گناہ نہ دل کا قصور تھا

قاتل نہ چھوڑتا تھا غریبون کو نیمجان
ایک آدھ ہاتھ اور لگانا ضرور تھا

وہ لطفِ انتظار وہ سامانِ وصل ہاے
دل کو غمِ فراق مین بھی کیا سرور تھا

مہمان ایک آن کی تھی آن حُسن کی
اتنی سی بات پر تمہین اتنا غرور تھا

پیتے تھے ہم ادب سے وضو کرکے جند بوند
ہر ایک جام جامِ شرابِ طہور تھا

اس شان سے وہ آے کہ ہم کر سکے نہ بات
آنکھین تھین مست ناز نظر مین غرور تھا

دشمن مرے بُرائی کرین اور تم سنو
اُن سے نہ تھا بعید مگر تم سے دور تھا

تڑپا جو وقت ذبح تو میری تھی یہ خطا
خنجر کیا نہ تیز یہ کسکا قصور تھا

ہائے بیدرد کیا مزہ ہوتا
تیرے پہلو مین دل سرا نہوا

یار ثابت قدم تہا شوق وصال
کہ شب ہجر بھی جدا نہوا

دھوم تھی اُن کی لن ترانی کی ہو
کیا کہین ہم سے سامنا نہوا

ہائے رے شرم اُس پریرو کی
آئنہ صورت آشنا نہوا

خامشی مین بھی کیا حلاوت ہے
کہ کبھی لب سے لب جدا نہوا

تیس دِن مے پلائی ساقی نے
ایک روزہ مرا قضا نہوا

فتنے کہتے ہین اُن نگاہون سے
چشم بد دور تم سے کیا نہوا

کیون نہ منصور دار پر کہچتا
راز داری کا حق ادا نہوا

داغ دلسوز تو ہوا اے درد
تو کسی درد کی دوا نہوا

آئنہ دل کا بے مثال رہا
کسی صورت سے آشنا نہوا

شکر کر اس نمک فشانی کا
مُنہ تو زخمون کا بے مزا نہوا

کہیت لاکہون سے ہے مگر قاتل
سبزہ شمشیر کا ہرا نہوا

پُتلیان بھی بدل گئین دم نزع
وقت پر کوئی آشنا نہوا

شرم عصیان سے جو بہا آنسو
اُسکی رحمت کو اک بہانہ ہوا

مجہکو درد آشنا کیا لیکن
درد خود درد آشنا نہوا

اسنے سو سو طرح گلا گھونٹا
خوف سے دم مرا خفا نہوا

دل ہوا خون پر وفا ہے وہی
رنگ اِس پھول سے جدا نہوا

بیوفائی کو تیری لگتا داغ
وعدہ اچھا ہوا وفا نہوا

کہتے ہین اب تو رٹ ہی شکوون کی
رنج ہمارے ہوئی گلا نہوا

کوئی دم رکہدے ہاتھ سی خود بین
آرسی ٹھہری آئنا نہوا

کنگھی کیسی جو پہول کنگھی کا
چہو لیا اُسنے درد شانہ ہوا

آئی جو شام وعدہ تو منہدی طلب ہوئی
مطلب کیو قت دیکھیے کیا شعور تھا

بجلی چمک گئی تو یہ عشاق سے کہا
تم مین سے یہ کسی کا دلِ ناصبور تھا

سو شعر ایک جلسے مین کہتے تھے ہم امیر
جب تک نہ شعر کہنے مین ہمکو شعور تھا

غیر تو زندہ ہے پھر غم ہے مرے جان کسکا
سوگ رکھے ہوے ہے زلفِ پریشان کسکا

عمر گزری مجھے اُس بزم مین لیکن نہ کھلا
میزبان کون ہے میرا مین ہون مہمان کسکا

وصل مین بھی جو نکلتا نہین دل سے باہر
مُنہ چھپاے ہوے بیٹھا ہے یہ ارمان کسکا

دیکھکر مجکو وہ انداز و ادا سے بولے
کہ اسے کسنے بُلایا یہ ہے مہمان کسکا

مُنہ ترا چومتی ہے روز شکایت کسکی
ذکر رہتا ہے بدی سے یہ مریجان کسکا

مین بھی ہون تم بھی ہو آئینہ بھی ہو محفل مین
دیکھو پھر حال زیادہ ہے پریشان کسکا

رو رہا ہون مین یہ کس پردہ نشین کے غم مین
ڈھونڈنے نکلے ہین آنسو مرے دامان کسکا

یان تو ہے دل مین کھٹک اور وہ فرماتی ہین
سچ کہو تم یہ چُرا لاے ہو پیکان کسکا

خون مین بھر کے جو نکلا مرے دل سے تو کہا
لپٹ آیا یہ مرے تیر سے ارمان کسکا

جب کہا روز نمک زخم پہ چھڑکے کوئی
بولے وہ مفت کا ایسا ہے نمکدان کسکا

بوسہ جوڑے کو دیا مین نے تو ہنسکر بولے
آگیا کفر کی مُٹھی مین یہ ایمان کسکا

لُٹ گیا وصل مین جوبن تو یہ غمزے سے کہا
ہٹ مرے پاس سے اب تو ہی نگہبان کسکا

سوچ تو کسکے نکلنے کی یہ حسرت ہے امیر
بیمروت یہ ترے دل مین ہے ارمان کسکا

پردہ اُس چہرے سے جدا نہوا
ہاے دم بھی مرا ہوا نہوا

جب ہوا وعدہ اور وفا نہوا
ہوگیا ایک سب ہوا نہوا

کام جان حسبِ مدعا نہوا
دلِ بسا تو مگر حنا نہوا

دختِ رز کو لاتی ہے ستون کے پاس
گرتی ہے در پردہ دلاّلی گھٹا

رات دن لُٹتے ہین ہوتی ہر طرف
کیا تری سرکار ہے عالی گھٹا

ایسی ہے سرکار ساقی کی بلند
رعد سے گھڑیال گھڑیالی گھٹا

مست تجکو دیکھکر پیتے ہین مَے
ہے بڑی تیری خوش اقبالی گھٹا

جان کو مستون کی تھی توبہ عذاب
یہ بُری تو نے بلا ٹالی گھٹا

ولپہ غم چھایا ہے بدلی کی طرح
اے مرے موئے مری والی گھٹا

آگئین پھر واعظون کی شامتین
آج پھر آئی وہ کل والی گھٹا

ساقیا کرتی ہے مستون کو نہال
تیری پھلواری کی ہے مالی گھٹا

تاک مین تیری ہوا میخوار مست
کس سے ہوگی تیری رکھوالی گھٹا

آپ اچھے وقت پر آئے امیر
خوب میخانے پہ جب چھائی گھٹا

نکا کرتی ہے چاند سا مُنہ کسی کا
ستارہ ہے چمکا ہوا آرسی کا

ہنسی آنے مین کیون لجائین نہ آنکھین
تبسم یہ مُنہ چوستا ہے کسی کا

لڑاتی ہے آنکھ اُس سے ڈرتی نہین ہے
ذرا دیدہ دیکھے کوئی آرسی کا

یہ کیا ہے کہ جب مانگیے ان سے بوسہ
تو مُنہ دیکھنے لگتے ہین آرسی کا

دبا ہے تو لاکھا ہی شاید دبا ہے
بہت شوخ ہے رنگ اُنکی مسی کا

چڑاتی ہے مُنہ جب وہ ملتے ہین مسی
مین پاؤن تو مُنہ توڑ دون آرسی کا

دم رقص ہاتھون کو اتنا نہ پیسو
کہین یار دل پس نہ جائے کسی کا

ہنسا عکس ہنسنے پر اُنکے تو بولے
کہ میرے ترے واسطہ کیا ہنسی کا

نہ غیرون کی حسرت بر آئی نہ میری
کبھی کام تمسے نہ نکلا کسی کا

جھلک اُسکے ہونٹون پہ دکھلا کے چلدی
بھانا ذرا کوئی دیکھے ہنسی کا

صورت لالہ اِس چمن مین امیر
داغ دل سے مرے جدا نہوا

اے فلک یہ رُت یہ متوالی گھٹا
اب تو راتین ہجر کی کالی گھٹا

لاے ساقی کو بھی متوالی گھٹا
کچہ مزہ دیتی نہین خالی گھٹا

تم بھی جوڑا کھولدو وہ آگئی ہے
بال کھولے گیسوون والی گھٹا

گل نہین پھولے چمن مین لائی ہے
میکشون کی نذر کو ڈالی گھٹا

پھونکدینگی اسکی ٹھنڈی گرمیان
جیت لے گی برق سے بالی گھٹا

پان کی لالی پہ ہے بجلی نثار
مسی پر قربان ہی کالی گھٹا

جان پر توبہ کی ٹوٹین بجلیان
خوب برسی بجلیون والی گھٹا

حلقۂ گیسو نہین پہرتی ہے گرد
دیکھکر اُس کان کی بالی گھٹا

پھول چلکر باغ مین مستو پیو
آئی ہے لینے کو متوالی گھٹا

رنگ پھیکا آے بجلی کا نظر
دیکھ لے اُس لب کی گرلالی گھٹا

ہے سیہ مستون سے ایسا میل جول
رعد نہین گھُرکے تو دے گالی گھٹا

کچہ تو ہو اے چرخ برسے یا کھُلے
کیسی ہے اسال جنجالی گھٹا

کیا گلے ملتی ہے متوالون سی آج
کھول کر آغوش متوالی گھٹا

ہجر ساقی مین برستی یہ نہین
کرتی ہے رو رو کے دل خالی گھٹا

ساقیا مے چھان کر اس مین پلا
چھاننے کو لائی ہے جالی گھٹا

گورے گورے گال تیری بجلیان
کالی کالی کاکلین کالی گھٹا

لوٹتے ہین سانپ سینے پر امیر
دیکھکر فرقت کی شب کالی گھٹا

دیکھے اُن کانون کی گر بالی گھٹا
اپنی بجلی پھینکدے کالی گھٹا

نہ منہدی ملین وہ نہ لاکھا جمائین
وہان رنگ جمتا نہین ہی کسی کا

ترے لب جو نازک ہین ڈرتی ہی آتے
جھجکتی ہے پڑتا نہین منہ ہنسی کا

گھٹا کالی کالی جو آئی مین سمجھا
کھلا ہوگا اسوقت جوڑا کسی کا

تبسم ہے غنچون مین پہولونمین خندہ
چمن مین کوی رنگ دیکھی ہنسی کا

مٹا ہے ارمان دل سے نہ نکلے
اکیلے مین گھبرا ہے گا غم کسی کا

لب زخم مقتل مین کیسا تبسم
بھلا یہ بھی موقع ہے کوی ہنسی کا

یہ بے چھیڑے ہی رو دے دیتی ہی ساقی
مزہ دختر رز سے کیا ہے ہنسی کا

ترس کھا کے کی اسنے بیکس نوازی
مرے سر پہ احسان ہے بیکسی کا

بندھی ہے حنا ہاتھون پاؤن مین انکے
ابھی چھیڑ لون وقت ہے بے بسی کا

شب غم اجل کو بلایا تو بولی
مجھے دل دکھانا نہین بیکسی کا

بناوٹ سمجھتے ہو رونے کو میرے
مجھے تو ہے ایجان رونا اسی کا

شب غم کہو درد اٹھے آہ نکلے
مزہ آج جی بھر کے ہو بیکسی کا

وہ کہتے ہین دو اور مجھکو دعائین
یہ سب گالیان ہین نتیجہ اسی کا

دکھا کر اسے روز محشر کہون گا
کہ سرکار مین نالشی ہون اسی کا

نہ بہولون گا جب تک مرے دم مین دم ہے
دم نزع بھی دم بھرونگا اسی کا

غنی ہے مرا دل یہ کیا کم ہے دولت
گلہ میرے دشمن کرین مفلسی کا

نگہ پر چھپیان غمزہ چھریان لگا ہے
مرا ایک دل ہو گیا وہ اسی کا

شب غم نہ دیگا کوی ساتھ میرا
امیر آسرا ہے تو کچھ بیکسی کا

دھیان آیا جو دل مین اس ہنسی کا
غم کو موقع ملا خوشی کا

ان ہونٹون مین کھیلنا ہنسی کا
کھلنا وکھلا گیا کلی کا

قضا نے کچھ اس ناز سے جان مانگی
کہ یاد آگیا مجھکو غمزہ کسی کا

کبھی اسکے لب پر کبھی اُسکے لب پر
ٹھہرتا نہین پاؤن چنچل ہنسی کا

کیا دل نے یہ کہکے سینے کو خالی
کہ ارمان اب اسمین رہے گا کسی کا

یہ اوچھا پن اے زخم اچھا نہین ہے
کہ رونا ہے انجام ایسی ہنسی کا

مجھے موت آئی تو حسرت پکاری
کہ دنیا سے وارث اُٹھا بیکسی کا

یہی ہے نزاکت جو اُٹھی تو اے دل
کبھی وقت آجائے گا بے بسی کا

یہ گورِ غریبان مین کہتی ہے حسرت
کہ اصلی وطن ہے یہی بیکسی کا

کوئی انکو چھیڑے نہ ہے بدگمانی
وہ کہتے ہین یہ کام تو ہے اُسی کا

مرے ساتھ تربت مین حسرت تو آئی
ہوا حال کیا جانے کیا بیکسی کا

نہالِ محبت مرا رنگ لایا
وہ پھولون مین آئی پھل ہی اُسی کا

کوئی بوسہ مانگے کوئی وصل چاہے
وہ کہتے ہین لو ہو گیا مین اسی کا

نہ پلٹا کبوتر نہ قاصد ہی آیا
وہان جو گیا ہو رہا وہ اُسی کا

امیر اک مرقع ہے یہ دارِ فانی
غم و کلفت و حسرت و بیکسی کا

مرے پھولون مین کیا ہی موقع ہنسی کا
نہ اتنا بھی بے درد ہو دل کسی کا

اُٹھانے کو رکھا ہے لاشہ کسی کا
یہ کیا وقت ہے آئینے آرسی کا

نہین وصل و ہجر اک مرقع کھچا ہے
تری بے بسی کا مری بیکسی کا

دکھاتی ہے ہر صبح اُنکو وہ عالم
کہ مُنہ چوم لیتے ہین وہ آرسی کا

وہ کہتے ہین ہونٹون کا بوسہ نہ دونگا
اُتر جائے گا رنگ میری مسی کا

مری چشم حیران مین دیکھ اپنا جلوہ
ترے پاس کیا کام ہے آرسی کا

بہم ملتی جلتی ہے دونون کی رنگت
سلامت رہے جوڑ سرمے مسی کا

اُس رشکِ مہر کو ہے خود آرائیون کا شوق
اِن روزن آئینے کا ہے چمکا ہوا نصیب

وہ دل مجھے خدا نے دیا ہی کہ عشق مین
آیا یہان جو غم تو پُکارا خوشا نصیب

چاہِ ذقن سے چھٹ کے پھنسا گیسوؤن مین دل
دیکھے نہین زمانے مین ایسے بلا نصیب

دکھا نہ ایک رنگ جہانِ دو رنگ مین
اچھا کسی کا ہے تو کسی کا بُرا نصیب

مقتل مین دیکھکر مجھے بیکس ہوا وہ نرم
اُس جنگجو سے صلح ہوی لڑ گیا نصیب

وہ داغ ہون نہین ہے جو مرہم سے آشنا
وہ درد ہون مین جسکو نہین ہے دوا نصیب

جا ہی چکا تھا گھر مین مین دیوانہ وار کر
دربانِ یار جاگ اُٹھا سو گیا نصیب

ساقی نے دست کے جام لبِ عشرہ دارین
مجھسے کہا کہ لے مگر آ گیا ترا نصیب

گزرا صیام وہی پھر ہے میکشی
دروازے میکدون کے کھلے کھل گیا نصیب

پہنچے ہین منتون سے دربار تک امیر
دیکھین اب آگے ہمکو دکھاتا ہے کیا نصیب

حالِ فنا سے دہر سے غافل نہین حباب
ہر دم کو جانتا ہے دمِ واپسین حباب

اعلیٰ پہ اسفلون کو ہے بحرِ جہان مین فوق
دریا مین موتیون سے ہے بالا نشین حباب

دیتا ہے بے ثباتی افلاک کی خبر
جامِ جہان نما سے نہین کم نہین حباب

تقلید میرے دیدۂ تر کی اگر کرے
کر لے تمام بحر کو زیرِ نگین حباب

پہچانتے ہین خوب جو ہین معنی آشنا
دنیا ہے نقشِ آب سپہرِ برین حباب

ساحل پہ بہرِ غسل اُتارو نہ پیرہن
دیکھے نہ تمکو آنکھ بچا کر کہین حباب

دروازہ روے خلق پہ گھر کا کیا ہے بند
رکھتا ہے طرفہ دیدۂ انجام بین حباب

چشمِ غضب سے تم کبھی دیکھو تو کیا عجب
گھبرا کے پاے موج پہ رکھدے جبین حباب

ہے پانی پانی آنکھ اُٹھاتا نہین امیر
کیا میری چشمِ تر سے ہوا شرمگین حباب

گھورا جو اُنھیں بہت تو بولے
کچھ تو حق چھوڑو آرسی کا

کین دست درازیان صبا نے
اُسکا جو بن کلی کلی کا

مرنے نہین دیتی مجکو یہ کوفت
وارث نہین کوئی بیکسی کا

ڈورے نشے کے دخترِ رز سے
در پردہ ہین رشتہ دل لگی کا

جان بخش لبونپہ اِن ہتو نکلے
مرنے مین مزہ ہے زندگی کا

تھا عکس حریف کیون نہ روکا
کیا مُنہ ٹوٹا تھا آرسی کا

ہے تازہ طلسم رُخ پہ وہ زلف
اِک حور پہ سایہ ہے پری کا

گلگیر ہون مین وہ شمع محفل
رہتا ہے مزہ جلی کٹی کا

بجلی کی پڑے نقاب اسپر
نقشہ جو کھچے تری ہنسی کا

کاجل یہ نہین ہے انکھڑیون مین
اُٹھا ہے دھوان تری مسی کا

ہنس ہنس کے چمن مین میرے گل نے
عقدہ کھولا کلی کلی کا

بجلی چمکی تو مین یہ سمجھا
آنچل لٹکا کسی پری کا

بجلی شبِ مہ مین ہین وہ آنکھین
جل جائے نہ کھیت چاندنی کا

تکیون مین مٹی ہوئی بھی قبرین
دیتی ہین پتا کسی کسی کا

آجائے اِدھر بھی دور کرتا
ساغر کسی چشم نرگسی کا

آتی ہے صدا یہ درد چھن کر
سینہ چھلنی ہے بانسلی کا

کیا ساتھ دیا امیر میرا
قائل ہون مین وضع بیکسی کا

ردیف بای موحدہ

پوری مراد دل ہو کہ چھوٹے مرا نصیب
چلتا ہون اب تو کوچۂ قاتل کو یا نصیب

سختی سے دن اُس گل کی جدائی مین ہوا ختم — کانٹے کی طرح آبلہ دل مین گڑی دہوپ

کیا نور ہے فراش نے اُس مہر کے گھر مین — جب فرش کو جھاڑا عوض گرد جھڑی دہوپ

برسات مین دکھلاؤ کبھی رُخ کبھی گیسو — دو چار گھڑی سایہ ہو دو چار گھڑی دہوپ

اُس گھر مین امیر آئی ہی لیکر مجھے تقدیر
ہے شب کو جہان اُوس بڑی دن کو کڑی دہوپ

میری تربت پر کھُلے بالون اگر آئین گے آپ — حشر تک خواب پریشان مجکو دکھلائین گے آپ

چُن کے افشان چاند سا چہرہ جو دکھلائین گے آپ — چاندنی چھٹکے گی خود تارے نکل آئین گے آپ

کہدو رضوان سے یہی پہول سبزہ وان بھی ہے — اور کیا جنت مین رکہا ہے جو دکھلائین گے آپ

دیکھکر زلف اُن سے کہتے ہین ہوا خواہان عشق — کیا اِسی دامن سے دل کی آگ بھڑکائین گے آپ

وصل مین جب رنگ چہرے کا ہے زرد آنکہین ہین سرخ — حضرتِ دل ہجر مین کیا رنگ دکھلائین گے آپ

کیا ندامت کی ہی حاجت مین ہون مجرم تو کریم — دیکھکر دریا تری رحمت کے لہرائین گے آپ

مجھسے ہمچشمون مین تو سرکار کا یہ حال ہے — جب نہو گا کوی تو کسطرح پیش آئین گے آپ

حضرتِ غم دل مرا گھر آپ کا ہے آئیے — پر مین بے سامان بہت ہون آکر کیا پائین گے آپ

کوی ایذا آج ہی چھوڑی نہین بہرِ امیر
کل جو وہ آئے گا تو کسطرح تڑپائین گے آپ

محبکو کیا جسکو جب ملین گے آپ — وہ یہ پوچھے گا کب ملین گے آپ

آنے پائے جو بزم عیش مین ہم — مثلِ سازِ طرب ملین گے آپ

ہاتھ پھیلا کے لی جو انگڑائی — مین یہ سمجھا کہ اب ملین گے آپ

ہوش عاشق کے کہو کے وصل کی شب — مثلِ بنت العنب ملین گے آپ

خاک مین بھی ملا چکے ہم کو — نہ ملے اَب تو کب ملین گے آپ

حرفِ مدغم کی طرح وصل کی شب — نہ جدا ہونگے جب ملین گے آپ

عشق بُت سے بھی تھا خدا مطلب
اور واللہ کچھ نہ تھا مطلب

ایک دیدار ہے مرا مطلب
دوسرا ہے نہ تیسرا مطلب

ماننے کو تو مین نہین کہتا
جانِ من سن تو لو ذرا مطلب

خط مرا کچھ اِدھر اُدھر سے پڑھا
بیچ سے وہ اُڑا گیا مطلب

وصل کے نام پر کہا کیا خوب
جو مری جڑ وہ آپ کا مطلب

اُس سے آنکھوں مین ہوگئین باتین
بے عبارت ادا ہوا مطلب

ایک جان اور حسرتین لاکھون
ایک دل اور ہزارہا مطلب

مُنہ لگے کون روز ناصح کے
بات سمجھے نہ بات کا مطلب

کیون ملائین وہ آنکھ اب ہمسے
لے چکے دل نکل گیا مطلب

یہ ادب کا لحاظ تھا شبِ وصل
دِل سے لب تک نہ آسکا مطلب

عیش ہو اور امیر کا آقا
ہے یہ بندے کا یا خدا مطلب

ردیف باے فارسی

کہتا ہون یہین سو رہو دیکھو ہے بڑی دہوپ
اِسوقت کہان جاؤگے پڑتی ہے کڑی دہوپ

ہو جاے گا اے شیخ مرادا مین تر خشک
میدانِ قیامت مین پڑے گی جو کڑی دہوپ

دونون کو بڑھا عشق یہ اُس گیسو و رُخ کا
آپس مین رقابت ہوی سایے سے لڑی دہوپ

اے دل نہ شبِ وصل کی آمد مین ہو بیتاب
ہے شام قریب اور رہے دو چار گھڑی دہوپ

موقوف کرو قصد سفر آسنے دو چار طرے
گرمی کا یہ موسم ہے بڑے دن مین بڑی دہوپ

اے ابر کرم باغ مین ہو سایہ فگن جلد
نرگس نہ کہین غش ہو کہ کھاتی ہے کھڑی دہوپ

اللہ بچاے جو حلیم آے غضب مین
ظاہر ہے کہ برسات مین ہوتی ہے کڑی دہوپ

نالون سے ہوا گرم یہ گلشن جو ہلے نخل
شبنم کے عوض رات کو تیون سی جھڑی دہوپ

شکر صد شکر کہ ہے وصل میں دن رات

اُسے میرے گھر تک نہ لائے گی رات / قیامت تک آئے گی جائے گی رات

بلا ہجر جانان مین لائے گی رات / سیاہی کی صورت دبائے گی رات

سپیدی سے ہے انجام موے سیاہ / سحر ایک دن ہوگی جائے گی رات

یقین ہے وہ چھپ کر چلے آئین گے / مرے کام بگڑے بنائے گی رات

کمان کہکشان تیر تیرِ شہاب / یہ کسکو نشانہ بنائے گی رات

چلو مل کے بیٹھو غنیمت ہے وصل / نہ دن ہوگا ایسا نہ آئے گی رات

تڑپتے تڑپتے ہوا دن تمام / خدا جانے اب کیا دکھائے گی رات

نہ آئین گے فرقت مین تارے نظر / غریبون سے آنکھین چُرائے گی رات

مداوائے غم ہوگا فرقت مین غم / اُڑا دین گے نالے جو آئے گی رات

جو فرقت مین ہے تیرہ روزی یہی / تو دن کو بھی گھیرے بنائے گی رات

رُلاتی ہے ہمکو سرِ شام ہجر / جو بھیگی تو طوفان لائے گی رات

وہ گیسو جو افشان کے طالب ہوئے / ستارے ابھی توڑ لائے گی رات

ازل سے ہے یان تیرہ بختی امیر / بھلا ہم کو کیا آزمائے گی رات

خدا دکھائے کسی گلعذار کی صورت / شگفتہ دل ہو گل نوبہار کی صورت

کہان ہے دارِ فنا مین قرار کی صورت / نمود عمر سے ہے برق و شرار کی صورت

برنگ سرو ہین آزاد باغ عالم مین / ہے ایک اپنی خزان و بہار کی صورت

ہزار حیف کہ منزل پہ قافلہ پہنچا / مین پھر رہا ہون پریشان غبار کی صورت

شریک درد نہ کوئی تمام عمر ہوا / جلا کیا مین چراغِ مزار کی صورت

کیا نحیف یہ غم نے مجھے کہ ایک ہوئی / تری کمر کی مرے جسمِ زار کی صورت

ہے تعلّی مزاج عالی مین
ق
اور خوبون مین کب ملین گے آپ

رفتہ رفتہ جناب یوسف سے
جا کے مثل نسب ملین گے آپ

خاصہ آپ مین ہے دولت کا
بخت چمکین گے جب ملین گے آپ

جان دینے کا تب ملے گا مزہ
دل کے مانند جب ملین گے آپ

آئیے دونون وقت ملتے ہین
رک رہے اب تو کب ملین گے آپ

ہجر ہے کون آپ مین آئے
مل رہون گا مین جب ملین گے آپ

آنکھ سے آنکھ دل سے دل ملجائے
کہیے اسطرح کب ملین گے آپ

تپشِ دل کا میرے ہوگا علاج
نبض کیطرح جب ملین گے آپ

ڈھونڈتا ہے عبث **امیر** سبب
ایک دن بے سبب ملین گے آپ

ردیف تاے قرشت

ہین ترے عارض و گیسوے معنبر دن رات
پر یہ حیرت ہے کہ یکجا ہوی کیونکر دن رات

تیری شمشیر ادا سے ہی زمانہ بھی دو نیم
ہین اسیوجہ سے دو ٹکڑے برابر دن رات

یہ بھی شاید تری بیداد کے فریادی ہین
ماہ و خورشید جو پھرتے ہین کھلے سر دن رات

میری آہون کے دھوئین سے یہ زمانہ ہی سیاہ
کہ نظر آتے ہین اب چرخ پہ اختر دن رات

منزلِ کوچۂ جانان کی ہے کیا انکو تلاش
ہے فلک پر جو مہ و مہر کو چکر دن رات

یون مرے دل کو ہی عشق رخ و گیسو یکسان
جیسے نوروز مین ہوتے ہین برابر دن رات

اک زمانہ اُنہین کرتا ہے رقم نامۂ شوق
بیٹھے رہتے ہین لب بام کبوتر دن رات

کیا سپید و سیہ دہر سے ہے کام اُنہین
ہین مے عشق سے بیخود جو قلندر دن رات

کم نہین صور سرافیل سے نالے میرے
اُسکے کوچے مین ہے ہنگامۂ محشر دن رات

سوتے ہین دن کو عوض شب کے ملاقات کہان
رات دن ہے اُنہین اے واے مقدر دن رات

مہربان یار ہے اب ہجر کا کیا ذکر **امیر**

کہتی ہے امیر اُسکی ادا تیغ قضا سے
دعویٰ ہے پھکیتی کا تو لے روک مری چوٹ

لچک گئی کمر اُسکی تو دل نے کھائی چوٹ — دوتا جو زلف ہوئی چوٹ پر لگائی چوٹ
کمر کے عشق مین ہمنے جگر پہ کھائی چوٹ — یہی سبب ہے جو دیتی نہین دکھائی چوٹ
مقابل آئنہ آیا تو مُنہ کو پھیر لیا — کڑی نگاہ جو دیکھی تو کیا بچائی چوٹ
بڑھا کے رتبہ گھٹایا غضب کیا قاتل — جھکا کے سر کو کمر کی عبث لگائی چوٹ
فسردہ دل ہون مگر فصل گُل تو آنے دو — اُبھر ہی آئے گی پچھلی دبی دبائی چوٹ
[illegible] کیا ہو کسی سے کہ اس زمانے مین — ملاپ جوڑ ہے یارو نگی آشنائی چوٹ
[illegible]ان زخم ہوا بوجھ ناتوانی سے — زمین سے اُٹھ نہ سکے ہم اگر اُٹھائی چوٹ
[illegible]قت قتل اُٹھا ہاتھ کھل گئی وہ گات — اُبھر کے غنچے کی مانند مُسکرائی چوٹ

امیر دردِ دلِ سنگ کوہکن سمجھا
لگا کے سر پہ جو تیشے کی آزمائی چوٹ

کسی پہ زخم پڑا یان جگر پہ آئی چوٹ — بہلا ہو رحم کا اپنی ہوئی پرائی چوٹ
رقیب پر اگر اُس ترک نے لگائی چوٹ — ہوا یہ رشک مجھے پہلے مین نے کھائی چوٹ
پڑا ہون رنج مین مین اپنے رحم کے ہاتھون — چپیٹ دیتی ہے دل کو مرے پرائی چوٹ
یہ مجھسے کہتی ہے غیرت کہ ہاے مر نہ گیا — خفیف اُسکو کیا تو نے کیون بچائی چوٹ
مصیبتین تہِ خنجر ہزار ہا جھیلین — نہ کی زبان سے اُف دل نے لاکھ کھائی چوٹ
ضرور کیا تھا کسی سنگدل کو دل دینا — جگر پہ بیٹھے بٹھاے عبث اُٹھائی چوٹ
جو پھول پھینک کے اُسنے رقیب کو مارا — ہوا یہ صدمہ کہ پتھر کی ہمنے کھائی چوٹ
مٹا نہ دید کا لپکا نہ تاک جھانک گئی — ہزار بار اُٹھائی زک اور کھائی چوٹ
عیان ہو زخم جو گل کیطرح ہے دل مجبور — سمٹ کے غنچے کی صورت بہت چھپائی چوٹ

ہماری آنکھ ہے یارب کہ چشم قربانی
مرے پہ بھی ہے وہی انتظار کی صورت

نہ راستی کا نشان سرو مین نہ گل مین ہی بو
بدل گئی چمنِ روزگار کی صورت

اِس اشتیاق مین ہاتھو نپہ ہمنے کہائی ہین گل
پڑین کسی کے گلے مین یہ ہار کی صورت

فراقِ یار نے مردہ بنا دیا ایسا
مکان بھی نظر آیا مزار کی صورت

نہ چھیڑا ہے دل اُنھین گالیان ہین مُنہ پہ دھری
برس پڑین گے وہ ابرِ بہار کی صورت

شگفتہ کیون نہون بارش کا تار دیکھکے مست
بندہی تو ہے لطمے کے نشکار کی صورت

خوشا امیر وہ منعم کہ ہو کے دولتمند
جھکاے سر شجرِ میوہ دار کی صورت

ردیف تاے ثقیلہ

ہے سیل جو آغاز مین کب سے یہ نئی چوٹ
ہے یہ تو کہلاڑی تری مدت کی بندہی چوٹ

چین اب کسی پہلو کسی کروٹ نہین آتا
سچ ہے کہ لگی دل کی بھی ہوتی ہے بُری چوٹ

کیا اُس نگہِ ناز کی چوٹون مین مزہ تھا
دیکھا کیے آنکھون سے بچائی نہ گئی چوٹ

اللہ ری محبت مین نزاکت مرے دل کی
دیکھا جو کڑی آنکھ سے اُسنے تو پڑی چوٹ

تم ناز سے چلتے ہو چمن مین مجھے ڈر ہے
کہا جاے نہ ٹھوکر سے کہین کبک دری چوٹ

آیا یہ کس اُبھرے ہوے جوبن کا تصور
گھونسا مری چھاتی پہ لگا دل پہ لگی چوٹ

آسان نہین صدمۂ الفت کا تحمل
دل تھا یہ ہمارا ہی کہ ہمنے یہ سہی چوٹ

اللہ ہمارے دلِ نازک کو بچاے
آتی ہے لگا لے کو تری عشوہ گری چوٹ

مر کر بھی محبت کی کسک دل سے نہ نکلی
بیٹھے مرے پہلو مین تو کیا خوب جمی چوٹ

کیا درد محبت کا مزہ تجھکو بتا دون
کھائی نہین بیدرد ترے دل نے کبھی چوٹ

مجروح ہوا جلوۂ دیدار سے عاشق
مارا نگہِ ناز نے چتون نے بھی کی چوٹ

نکلی دم مرے پہ بھی گئی قبر مین ہمراہ
پڑ کر دلِ عاشق پہ مصیبت مین پڑی چوٹ

سرمے سے کام اب نہین چشم سیاہِ یار کو
پیسکے ہمارے اُستخوان ہوگئے سرمہ سا عبث

عقدۂ دل مرا کھلے اسکی امید ہی نہین
ناخن سعی خلق ہیچ فکر گرہ کشا عبث

مال تلف ہوا ہوا تم نہ بہاؤ اشک امیرؔ
خاک مین اب ملاتے ہو گوہر بے بہا عبث

ردیف جیم تازی

اس شان سے وہ برق وش آتا ہی ادہر آج
گلنار دوپٹے سے بھی اڑتے ہین شرر آج

ہوتا ہی تو ہے فیصلۂ گردن و سر آج
وہ قتل پہ ہین مرگ پہ باندھے ہون کمر آج

غیرون سے کبھی ہے کبھی مجھسے ہے لگاوٹ
بھٹکی ہوی پھرتی ہے محبت کی نظر آج

گو جاتے ہین آہستہ نزاکت سے وہ لیکن
دوڑی ہوی جاتی ہے خوشی غیر کے گھر آج

گلزار مین بیکش ہوی بے شبہہ بہشتی
بیعت انہین ساقی سے ہوی زیر شجر آج

ڈر ڈر کے ملک بھی ہوے کاندہون سے گریزان
اب ہجر مین کوئی نہ ادھر ہے نہ اُدھر آج

غربت مین مین آیا تو اُڑی خاک وطن مین
اُڑتی ہوی دی ہے یہ بگولون نے خبر آج

باران نہین تھمتی ہی گرا کشت پہ میری
اے ابر کرم خواہ غضب کچھ تو ادھر آج

گذرے گی شب ہجر نہ تا روز قیامت
بے پر کی اُڑاتا ہے عبث مرغ سحر آج

جنت مین کریمون سے کہین گے یہ فرشتے
بوئے تھے جو کل نخل ملے اُن کے ثمر آج

کس شان سے بیٹھے ہین سر بزم وہ آکر
ذرون مین ہین خورشید چکورون مین قمر آج

شیشے کیطرح جوش مئ عشق سے ہے دل مین
ہو مُہر دہن مُنہ کو کہین آکے جگر آج

عالم مین رواج اب یہ ہوا بے ہنری کا
ہم عیب کے مانند چھپاتے ہین ہنر آج

بیگانے ہوے نزع مین جتنے تھے یگانے
آنکھین جو پھرین پھر گئی عالم کی نظر آج

شاید کسی دلبر پہ امیرؔ آہی گیا دل
کیون ہاتھون سے تھامے ہوی پھرتے ہو جگر آج

جہان مین کوئی نہین اُس صنم سا سنگین دل | کہ دل لگانے کے بدلے کڑی لگائی چوٹ

یہ کس کے سامنے فریاد کر رہا ہے امیرؔ
کسی کے دل کو لگی ہے کہین پرائی چوٹ

ردیف ثائے مثلثہ

ہجر مین ہے فضا عبث ابر عبث ہوا عبث | بادۂ جانفزا عبث نغمۂ دلکشا عبث
پوچھو نہ لاغری کی حد لقمۂ مور ہے جسد | کھولے ہوئے ہے منہ لحد صورت اژدہا عبث
قافلہ سب ہے پیش و پس پر نہین کوئی ہمنفس | کون ترا ہے ؛ اور بس چیخ نہ اے درا عبث
آئی نہ اپنے کام عمر غم مین کٹی مدام عمر | تن کے چمنے تمام عمر صورت گہربا عبث
دل بھی خدا کا ہے مکان کیون نہین آتی ہے یہان | ہوتی ہے عرش کو روان روز مری دعا عبث
ہوتے ہین لاکھ ہم ملول کب ہے وہان دعا قبول | گریۂ بے اثر فضول نالۂ نارسا عبث
منزل سیل ہے جہان ہو گئے کتنے بے نشان | بیٹھے ہین جم کے ہم یہان صورت نقش پا عبث
ہوتی ہین حاجتین روا کس سے کریم کے سوا | کرتے ہین حرص آشنا غیر سے التجا عبث

طرفہ امیرؔ غم ہوئے پھر نہ کبھی بہم ہوئے
اُس گل تر سے ہم ہوئے صورت بو جدا عبث

سبزہ مرے مزار پر بعد فنا اُگا عبث | عمر کی جب خزان ہوئی باغ مین ہے فضا عبث
رہتے ہین میرے چارہ ساز فکر مین مبتلا عبث | مجکو مزہ ہے درد کا کرتے ہین یہ دوا عبث
زار ہوا ہون اسقدر جسم نہان ہے مثل جان | آتی ہے روز ڈھونڈنے مجکو مری قضا عبث
عیش کا دہر مین نشان دیگا کبھی نہ آسمان | گرگ سے ماہ مصر کا پوچھتے ہو پتا عبث
دولت دہر کی نہین زخمیون کو کچھ آرزو | صرف کیے ہین تیر مین تمنے پر ہما عبث
قوت فہم اگر نہین علم پہ تکیہ ہے فضول | مثل مین جو پائے راہرو ہاتھ مین ہے عصا عبث
گوش کریم تک کبھی چاہیئے یہ سمٹ کے جائے | پھیل رہی ہے شہر مین سائلون کی صدا عبث

کچھ کچھ جو شریک آنسوؤن مین خونِ جگر ہی
یاقوت سے رنگت مین نکلتے ہین گہر آج
کس غیرتِ خورشید سے ہوتی ہے جدائی
اوڑہے ہوے کیون شام کی کملی ہے سحر آج

بیٹھا ہے امیر اُسکی بغل مین مرا دشمن
رہ رہ کے جو اُٹھتا ہے مرا درد جگر آج

جو تجھسے رُخ ملائین چاند سورج
ابھی تو مُنہ کی کھائین چاند سورج
سحر کو شام کو بھی یاد رکھین
نہ اتنا سر اُٹھائین چاند سورج
ترے رخسارون مین ایسی چمک ہے
کہ لیتے ہین بلائین چاند سورج
گزر اِن کا جو تیری راہ مین ہو
ابھی آنکھین بچھائین چاند سورج
ترے نقشِ قدم کا پائین رتبہ
یہ کرتے ہین دعائین چاند سورج
فروغ اپنا جو اِس سے بڑھکے چاہین
تری چوٹی مین آئین چاند سورج
ترے چہرے سے اُٹھ جاے جو گیسو
گہن مین مُنہ چھپائین چاند سورج
وہ غازہ ملتے ہین اب مُنہ پہ کہدو
کہ خیر اپنی منائین چاند سورج
سپید و زرد ہین اُس رُخ کے آگے
زرا آنکھین ملائین چاند سورج
خدا کے نور ہین سبطین احمدؐ
کہان یہ نور پائین چاند سورج

امیر اُس عارضِ روشن کے آگے
بگڑ کر کیا بنائین چاند سورج

ردیف جیم فارسی

عاشقِ ابرو کی یون تصویر کھینچ
اے مصور حلق پر شمشیر کھینچ
اُس کمر سے ہو قلم مانی بنا
ناتوان ہون یون مری تصویر کھینچ
مدعا اے دل ہے ترکِ مدعا
جتنی آہین کھینچ بے تاثیر کھینچ
مین کہان عشقِ اُسکی مژگان کا کہان
دیکھ کانٹون مین نہ اے تقدیر کھینچ

پردے سے جو اُس حور نے دیکھا ادھر آج — آنکھوں کو مری چومتی ہے میری نظر آج
شوخی سے ہی بے چین وہ بجلی سی نظر آج — کہتی ہے حیا دیکھیے گرتی ہے کدھر آج
اللہ ری حیا وصل میں اُٹھتی ہی نہیں آنکھ — کیا بنکے دُلہن بیٹھی ہے پردے میں نظر آج
اُس ماہ سے ہی وصل تو اندھیر یہ دیکھو — شام آئی ہے لیتی ہوی ساتھ اپنے سحر آج
کس لطف سے جھنجلا کے وہ کہتے ہیں شبِ وصل — ظالم تری آنکھوں سے گئی نیند کدھر آج
دیدار طلب تو بھی ہے اور میں بھی ہوں زاہد — لیکن ترے گھر کل ہے وہ دن اور مرے گھر آج
سب اچھے بُرے حشر میں ہیں حاضرِ دربار — دیکھیں نظرِ لطف و عنایت ہو کدھر آج
یاد آتی ہے رہ رہ کے یہ کسکی مرے دل میں — اُٹھ اُٹھ کے بجھاتا ہے کسے دردِ جگر آج
قاصد کمرِ یار کے مضمون ہیں خط میں — ڈرتا ہوں کہ تیری بھی نہ غائب ہو کمر آج
آنکھیں مری لکھنے سے نہیں سُرخ ہیں زاہد — کچھ کچھ جھلک آیا ہے ادھر خونِ جگر آج
اے طولِ جدائی یہ نیا ہے ترا اندھیر — دن سارے زمانے میں ہی اور شب مری گھر آج
دوزخ کے بھی جنت کے بھی دروازے کھلے ہیں — اے شانِ کرم تجکو ہے کیا مدِّ نظر آج
کہتی ہے قضا طولِ امل دیکھکے مجھسے — سامان توکل زادِ سفر کا ہے سفر آج
اِک عمر ہوی ہم ہیں تری یاد سے بیہوش — اے بیخبری تجکو ہوی ہے یہ خبر آج
مانگی ہے دعا کسنے الٰہی کہ کھلا ہے — آغوشِ تمنّا کی طرح بابِ اثر آج
پریاں بھی ہیں دیوانی اُسی رشکِ پری کی — آئی ہے پرستان سے اُڑکر یہ خبر آج
کل کوچ ہے کچھ لیتے ہوے بن نہ پڑیگی — لینا ہے مسافر کو تو لے زادِ سفر آج
تھی یاس جن امیدوں سے بر آنے لگی ہیں — ٹوٹی ہوی شاخیں مجھے دیتی ہیں ثمر آج
رہ رہ کے دکھاتے ہیں وہ تیرِ نگہِ ناز — ڈرتا ہوں کہ مُنہ سے نکل آئے نہ جگر آج
خورشید قیامت کا بہت گرم ہے بازار — دے اسکو بھی چھینٹا کوی اے دامنِ تر آج
ہوتے ہیں وہ رخصت میں یہاں رہ کے کروں کیا — ساتھ اپنے لیے چل مجھے اے شمعِ سحر آج

ایک دن تیری بھی یون ہی کھال کھینچی جائیگی
پوست آہو کا نہ اے صیاد آہو گیر کھینچ

ہاتھ مین اُس مست کے تلوار دے پھر سیر دیکھ
چشم میگون مین زرا سرمے کی بھی تحریر کھینچ

سبزۂ خط اُسکا دکھلا کر نہ دیوانہ بنا
بیگنہ ہون مجکو کانٹون مین نہ اے تقدیر کھینچ

بادہ خوارون پر عنایت چاہیئے پیر مغان
اِن مریدون کو بھی اپنے رنگ مین ای پیر کھینچ

بندگی ہو اُسکی یکسو ہو کے کرنا چاہیئے
اے مصلی ہاتھ دنیا سے دم تکبیر کھینچ

ماتھ گیسو کی درازی کا ٹھکانا ہے کہین
اِس کشش سے اب تو ہاتھ اے کاتب تقدیر کھینچ

جھیل کڑیان سلسلہ گیسو سے رکھنا ہے اگر
قید زندان سے نہ گھبرا صدمۂ زنجیر کھینچ

تیر ٹوٹے ہین جگر پر برچھیان دل پر مرے
بار بار آہین نہ اے قاصد دم تحریر کھینچ

کشتۂ مژگان ہون مانی ہاتھ سے رکھدے قلم
کھچ سکے تو نوک خنجر سے مری تصویر کھینچ

ساتھ پیکان کے لپٹ کر دل نہ کھچ آئے کہین
دیکھ اے ظالم زرا آہستگی سے تیر کھینچ

روئے اپنے حال پر جاتی جوانی مین امیر
رات تھوڑی رہگئی ہے نالۂ شبگیر کھینچ

ردیف حاے حطی

چلتے ہی گزری ہمین دم کی طرح
ٹھہرے کہان نقش قدم کی طرح

حفظ لسان سے ہون مین مشہور خلق
نطق خموشی ہے قلم کی طرح

قصد سفر اُن کا ہوا مجکو مرگ
گھر سے وہ نکلے مرے دم کی طرح

زار ہے اے ترک ہون مین سخت جان
خون نکلتا نہین دم کی طرح

دیکھیے جب میکدے مین ہے بلند
دست سبو دست کرم کی طرح

عشق مین مر کر سری ہوگی نمود
نام نکل جائے گا دم کی طرح

سر ہی غم عشق مین پیٹا کیے
ہاتھ رہا سر پہ علم کی طرح

ہون وہ سیہ روز چلون جسطرف
شام رہے ساتھ قلم کی طرح

قید مین اے دل کہان تک ضبطِ غم
تو بھی نالے صورتِ زنجیر کھینچ

اُس عرق آلودہ رُخ کے لکھ صفات
اے قلم عطرِ گلِ تصویر کھینچ

بڑھکے آئے ہاتھ مین اے دل وہ زُلف
اب بکے ایسا نالۂ رستگیر کھینچ

اُس دہان تنگ پر عاشق نہ کر
یون شکنجے مین نہ اے تقدیر کھینچ

جلوہ گر مانی ہو رنگِ اتحاد
میری اُسکی ایک جا تصویر کھینچ

عاشقِ احباب ہون بہزاد مین
رنگ صحبت سے مری تصویر کھینچ

راہ پا کر زخم سے نکلے نہ جور
پھر نمک قاتل جو دل سے تیر کھینچ

اے مصور جب وہ دیکھے آئنہ
پا کے موقع عکس کی تصویر کھینچ

قتل کی حسرت ہوا اے دستِ شوق
اک زرا بڑھ دامنِ شمشیر کھینچ

اے مصور ہے ترقی پردہ حُسن
کھینچنی ذلت جو ہو تصویر کھینچ

کیا حیا ہے کہتے ہین مانی سے وہ
کھینچ پردہ رُخ پہ جب تصویر کھینچ

دولتِ عقبےٰ اگر چاہے امیر
دستِ دل سے دامنِ شبیر کھینچ

منتِ قاتل نہ احسانِ کمان و تیر کھینچ
ہاتھ سے اپنے گلے پر آپ ہی شمشیر کھینچ

تیر کھا کر شکر کرنا لے نہ او نخچیر کھینچ
سر جھکا کر نازِ قاتل کے تہِ شمشیر کھینچ

مجھکو ہو تیرا تصور تجھکو ہو میرا خیال
مین تری تصویر کھینچون تو مری تصویر کھینچ

جان نثارون مین سے ہے سچا کون جھوٹا کون ہے
یار ابھی کھل جائین گے جوہر زرا شمشیر کھینچ

سامنا بیدرد سے ہے دیکھنا خفت نہو
اے دلِ پُر درد جب کھینچ آہ پُر تاثیر کھینچ

ہو کے پابندِ محبت بند غم سے چھوٹ جا
ہاتھ دنیا سے پہنکر پاؤن مین زنجیر کھینچ

قتل گہ مین کچھ مرے قاتل سی بن پڑتا نہین
روکتی ہے شرم کہتی ہے ادا شمشیر کھینچ

چارہ گر تدبیر دردِ عشق تجھسے سوچنا
خط آر د تو پہلے بالا سے خط تقدیر کھینچ

آتا ہے مرے پاس تو اُسنے دو نہ روکو — دو چار گھڑی بیٹھ کے اُٹھ جائے گا ناصح

پہلے اُسے دیکھ آسے یہ کہنا مرا مانے — پھر میرے سر آنکھون پہ جو فرمائے گا ناصح

کہدو کہ نہ باتون مین مری شاخ نکالے — کہدون گا پتے کی مین تو پچتائے گا ناصح

سنکر مین نصیحت نہین لاتا جو حرارہ — اتنا ہے مجھے دھیان کہ جل جائے گا ناصح

رونا جو مین چھوڑدون گا تو تڑپون گا مقرر — بیکار تو مجھسے نہ رہا جائے گا ناصح

آیا ہے اگر صحبت رندان مین تو بیٹھے
گھبرا کے امیر آپ ہی اُٹھ جائے گا ناصح

ردیف خائے معجمہ

ہے جسقدر کہ وہ صنم شوخ و شنگ شوخ — ایسے کبھی نہ ہونگے بتان فرنگ شوخ

آئینہ دیکھو جاتے ہو کیا سیر باغ کو — پھیکا گلون کا رنگ تمھارا ہی رنگ شوخ

مانگا جو بوسہ مین نے جلیسون سے یہ کہا — دیکھو تو کسقدر ہے یہ بے نام و ننگ شوخ

ساقی شراب سُرخ وہ مجھ مست کو پلا — یاقوت آبدار سے جسکا ہو رنگ شوخ

مضمون جو سوجھنے لگے اُڑنے لگا قلم — میدان پاکے اور ہوا یہ سُرنگ شوخ

گھر والون پر بھی ہوتی ہین ہر وقت پھبتیان — کتنا ترا مزاج ہے اے خانہ جنگ شوخ

ہے رنگ باندھنا تو ڈبو اسمین اُنگلیان — مہندی سے تیری میری لہو کا ہی رنگ شوخ

معشوق وہ ہی جسکی طبیعت بھی شوخ ہو — کیا فائدہ فقط ہو جو چہرے کا رنگ شوخ

بینش پہ ناز شیخ کو عینک سی ہے عبث — کیا وصف ہے جو مرکب تیمور لنگ شوخ

کہنے کی یہ غزل تو نہ تھی لیکن اے امیر
مین کیا کرون ہے میری طبیعت کا رنگ شوخ

ردیف دال مہملہ

عاقلون کو ہے آبادی کا شانہ پسند — ہم ہین وحشی ہمین سنسان ہے ویرانہ پسند

ضعف ہے ایسا کہ زمین گیر ہے
سایہ مرا نقش قدم کی طرح

دیر مین ٹھہرو تم اگر دم کے دم
صاحب حرمت ہو حرم کی طرح

پان بھی بھیجے ہین تو غیرون کے ہاتھ
لطف وہ کرتے ہین ستم کی طرح

ہون مین وہ غم دوست ہے جسکو عزیز
برق غضب ابر کرم کی طرح

راہ ہے کعبے کی رہ کوے یار
سجدہ کنان چلیے قدم کی طرح

حیف کہ رستے مین مجھے ہمسفر
چھوڑ گئے نقش قدم کی طرح

زندہ محبت سے ہون مین ناتوان
ہے یہ ہوا سینے مین دم کی طرح

بیٹھے امیر اُسکی گلی مین جو ہم
مٹ کے اُٹھے نقش قدم کی طرح

مژہ بھی کرتی ہے بل ابروے بتان کی طرح
ستم ہے تیر بھی کھینچنے لگے کمان کی طرح

مزہ یہ ذوق شہادت کا ہے کہ اے قاتل
زبان تیغ کو چوسون تری زبان کی طرح

یہ لطف مقتل الفت مین ہے شہادت کا
تڑپ بھی ساتھ ہے چلے عمر جاودان کی طرح

نوید وصل سناتی ہے دل کے داغون کو
بہار لوٹتی ہے باغ کو خزان کی طرح

یہ میکدہ ہے کہ کوئی طلسم ہے ساقی
جو آئے پیر کی صورت گئے جوان کی طرح

فراق یار مین رویا جو مین تو غم اُس کا
لپٹ گیا دہن معشوق مہربان کی طرح

بل ابروون یہ ہے اللہ آبرو رکھ لے
کھچے ہین خود بھی وہ شمشیر امتحان کی طرح

جو تیز رو تھے مسافر وہ پہنچے منزل پر
مین اُٹھ کے بیٹھ گیا گرد کاروان کی طرح

گلا یہ ضبط نے گھونٹا کہ تنگ آ کے امیر
نکل گیا مرے سینے سے دم فغان کی طرح

ہے دل مین ٹھنی اب کہ اگر آئے گا ناصح
سمجھاؤن گا ایسا کہ سمجھ جائے گا ناصح

مین اُسکی نہ مانون گا تو نقصان مرا کیا
میری جو نہ مانے گا تو پچھتائے گا ناصح

آجائے جسپہ دل ہے وہی جان سے عزیز
یعقوب کو ہے جامۂ یوسف کی بو پسند

کھلکر کہو کہ بوسۂ گیسو نہ دینگے ہم
یہ الجھی الجھی ہمکو نہین گفتگو پسند

بلبل نثار گل پہ ہے پروانہ شمع پر
ذرّے کو مہر ہمکو ہے وہ ماہرو پسند

پیدا کیا ہے حسن نے دولت کا خاصّہ
وہ کون ہے جہان مین نہین جسکو تو پسند

سب آفتون سے چھوٹ گیا کرکے ترک حرص
کیونکر نہو مجھے دلِ بے آرزو پسند

دن رات ذکر شعر و سخن سے ہی کام امیر
باتین یہی پسند یہی گفتگو پسند

جس دن سے اُس غریب کو آیا ہی تو پسند
ہے کس غضب مین جان دلِ آرزو پسند

ساقی ہے دخترِ رز سے زیادہ عروس کون
کیا چھینی چھینی اُسکی ہے مستون کو بو پسند

عاشق کو ذبح کرکے وہ خنجر ہو کیون نہ مست
خونخوار کو ہے مے سے زیادہ لہو پسند

منہ دیکھنے کا ہے اُنس فقط شکلِ آئنہ
کرتے ہین دل عرادہ مرے روبرو پسند

یہ جھک پڑا جہان وہین دریا بہا دیا
ساقی مجھے ہے ہمتِ دستِ سبو پسند

کہتے ہو کوئی جم کے نہ بیٹھے ہمارے پاس
اُکھڑی ہوئی یہ ہمکو نہین گفتگو پسند

کیا مجکو سبز باغ دکھاتا ہے آسمان
مشتاق مے ہون مین نہین خالی سبو پسند

دل ہے ترا جگر ہے ترا جان ہے تری
ہرگز نہین دریغ کرے جسکو تو پسند

بحرِ جہان مین گوہرِ یکتا ہے میری ذات
اس تھوڑی سی بساط پہ ہے آبرو پسند

اللہ رے پاس خاطرِ اغیار یار کو
لایا ہے قتلِ دوست کو خنجر عدو پسند

اے دل خدا کیواسطے اب میری جان چھوڑ
تجکو نہ مین پسند نہ مجکو ہے تو پسند

ہم چاہین دل ملے وہ ملاتے نہین ہین آنکھ
وان جام سے دریغ یہان ہی سبو پسند

سو آفتین ہزار بلائین قبول ہین
منہ پاس کا نہ دیکھے دلِ آرزو پسند

ہم بے زبان یار ہمارا زبان دراز
یان خامشی پسند ہے وان گفتگو پسند

قصہ گو یون سے جو سن لی ہے کہانی میری
جان دی شمع پہ پروانون نے گرگر سر بزم
مر گیا مین تو حسینون نے بھی کی زینت ترک
مسجد و ظرف وضو تجھکو مبارک زاھد
سنگ سے سامنے اُس شوخ کے جتنے تھے حسین
دل کو کیا لطف جو معشوق نہو گرما گرم
آبلے پاؤن کے کافی ہین مجھے وحشت مین
دو نون ٹھر اُسکے ہین تمیز کہان وحدت مین
آئنہ جا کے زانو پہ جگہ دی اُسنے

انگلیان کانون مین اب دیتے ہین افسانہ پسند
ایسی آتی ہے ہمین ہمت مردانہ پسند
رخ کو آئینہ نہ اب زلف کو ہے شانہ پسند
ہمکو ہے بزم مے و شیشہ و پیمانہ پسند
حسن پریون کا کرے اب کوئی دیوانہ پسند
شمع خاموش کو کرتا نہین پروانہ پسند
تاج سلطان کو ہے گوھر یکدانہ پسند
ہمکو کعبے ہی کی مانند ہے بتخانہ پسند
جانتا دل جو مرا تو کبھی کرتا نہ پسند

اپنے مضمون تو پسند آتے ہین عالم کو امیر
ہے وہ شاعر جو کرے معنی بیگانہ پسند

سچ کہہ بلند کسکی ہے اے خوبرو پسند
سب کو تری پسند ہے لے ماہرو پسند
اللہ رے جوش ناز و ادا بزم یار مین
خنجر دکھا کے کہتے ہین وہ بات بات پر
آ جو میرے قتل کو اشارے ہے لحاظ
رحمت ہی رحمت اُسکی ہے کرلے اگر قبول
دیکھون کہ میرے یار کے کیونکر نباہ ہو
زینت کے وقت بھی ہے جو انجام کا خیال
احسان کسی کا کب ہے گوارا برنگ گل
زاہد نگاہ کم سے کسی رند کو نہ دیکھ

تجھکو عدو پسند ہے مجھکو ہے تو پسند
عالم پسند وہ ہے کرے جسکو تو پسند
پس پس گیا ہے آج دل آرزو پسند
ہمکو تو اس زبان سے ہے گفتگو پسند
ناوک جگر پسند ہو خنجر گلو پسند
میری نماز اُسے ہے نہ میرا وضو پسند
وہ دشمن آبرو کا ہے مین آبرو پسند
مٹی کے عطر کی ہمین آتی ہے بو پسند
ہے چاک پیرہن نہین لیکن رفو پسند
کیا جانے اُس کریم کو وہ ہے کہ تو پسند

یارب پڑی ہے کس رُخِ پُرنور پر نظر
ہوتے نہین جو دیدۂ خورشید و ماہ بند

اچھا بندھا نہ ایک بھی مضمون زلف کا
لکھکر کیے قلم نے ہزارون سیاہ بند

اے چشم تر ٹھہر بھی کہ خط یار کو لکھون
بارش مین نامہ بر کی ہی پہرون سی راہ بند

راہی ہین صبح و شام مسافرِ سوے عدم
ہوتی نہین ہے شب کو بھی یہ شاہراہ بند

اُس شاہ حسن کا کوئی دربار کیا کرے
جب جا کے دیکھیے ہے در بارگاہ بند

بادِ بہار نے یہ لپیٹے ہین برگِ گل
رنگین تری قبا کے ہین کیا واہ واہ بند

زاہد بھی میکدے کیطرف کیا چلے گئے
مدت سے ہے امیر درِ خانقاہ بند

مشاطہ کیا ہے آئنے کا بھی سلام بند
سرکارِ حُسن کا نظر آتا ہے کام بند

کرتا ہے غیر یار سے بدگوئیان مری
کچھ دون تو مُنہ حریص کا ہو لا کلام بند

گھبرا کے رند جانبِ دوزخ چلے گئے
پایا جو باب روضۂ دار السلام بند

وہ در شود کشادہ اگر بستہ شد درے
رہتا نہین کسیکا زمانے مین کام بند

مسجد مین جا کے بیٹھ رہا مَیفروش کیا
کیا وجہ کیون دُکان ہے مَی کی مدام بند

چھوٹے جو ایک غم سے پھنسے اور غم مین ہم
جیسے قفس مین ہوتے ہین مرغان دام بند

لازم ہے بہرِ گریہ بھی دل کی کشادگی
آے عرق کہان سے اگر ہون مسام بند

ساقی کے ہجر مین ہے اذیت خمار کی
دل کیا کہ ٹوٹتے ہین بدن کے تمام بند

اے ابرِ چشم کچھ تو برسنے مین کر کمی ہو
ہے کاروبارِ خلق خدا کا تمام بند

ساقی یہ بزم عیش ہی سن لے امیر کی
ہو شام سے نہ صبح تلک دورِ جام بند

ردیف دال ثقیلہ

چھو کے اُس ابرو کو ہی مجکو بھی شایان گھمنڈ
کرتے ہین شمشیر زن جیت کے میدان گھمنڈ

بے ذوقِ عشق دیدہ و دل دونون ہیچ ہین
خالی قدح پسند نہ خالی سبو پسند

زاہد کو گر یہ وقت عبادت ضرور ہے
اللہ کو نماز نہین بے وضو پسند

ق

جھکیے جو پیشِ یار تو آنسو بہائیے
ہے اِس نماز کے لیئے ایسا وضو پسند

ہے لکھنو کی جانؑ تو کلکتے مین امیر
خاک آسے میری آنکھ کو اَب لکھنؤ پسند

میرا کلام صاف ہو کیونکر عدو پسند
آئینے کو کرے نہ کبھی زشت رو پسند

نکلے اُمید جس سے وہ ہی گفتگو پسند
مجھکو ہے وردِ آیۂ لاتقنطو پسند

کرتا ہون پیار غیر کو بھی مین تری طرح
وہ بھی پسند مجھکو ہے جسکو ہی تو پسند

آنکھون کو میری مدِ نظر ہے تو، وے یار
کانون کو میرے ہے تو وہی گفتگو پسند

افشا ہو رازِ عشق تو کاٹین زبان ہم
مستون کی طرح ہمکو نہین ہاؤ ہو پسند

چھوٹے بڑے پہ کچھ نہین موقوف ساقیا
میکش ہون مجھکو خم کیطرح ہے سبو پسند

دو ہاتھ مین کرے گا وہ کیا خاک فیصلہ
ہے جسکو طول قصۂ تیغ و گلو پسند

خاکِ لحد ہے ریگِ روان کیطرح روان
مرنے کے بعد بھی ہے تری جستجو پسند

شکرِ خدا کہ اَب ہوی اُمید قتل کی
مہندی کے بدلے اُنکو ہی میرا لہو پسند

ہے تو ہی شرق و غرب و جنوب و شمال مین
کیون سجدہ مثلِ کعبہ نہو چارسو پسند

میکش وہ ہین کہ اور ہے اپنا دل و دماغ
ساغر ہے مہر کا نہ فلک کا سبو پسند

دون مین دلِ شکستہ تو رک کر کہے وہ مست
ٹوٹا ہوا کسیکو نہین ہے سبو پسند

نادان ہے قیس سے جو ہین دی مناسبت
لیلیٰ اُسے پسند ہے ہمکو ہے تو پسند

تعریف دوستون کی نہین معتبر امیر
اچھا ہے وہ کلام کرے جو عدو پسند

چاہِ ذقن مین دل کو کیا بیگناہ بند
اُلٹی سُنو کہ ہوتے ہین وان دادخواہ بند

ملون نہ آنکھون سے کیون اُسکے خط کو ای قاصد
یہ ہے مرے مرضِ انتظار کا تعویذ

پیون جو مین مرضِ غم ہو دور ای ساقی
کہ خط جام ہو میرے خمار کا تعویذ

اثر دکھائے گی الفت پسِ فنا تو ضرور
ملین گے آنکھون سے میرے مزار کا تعویذ

کبھی تو فاتحہ پڑہنے ادھر بھی وہ آجائینگا
اثر دکھائے الٰہی مزار کا تعویذ

چمن مین جاؤ تو نرگس لگائے آنکھون سے
تمہاری چوٹی مین ہے کس بہار کا تعویذ

خط اُن کا آیا ہے رکھلون مین اپنے سینے پر
کہ ہے یہ میرے دلِ بیقرار کا تعویذ

گیا جو یہ تو بلا سے **امیر** وہ تو ملا
رہے گا دل کی جگہ دستِ یار کا تعویذ

ردیف راے مہملہ

تیر کھانے کی ہوس ہے تو جگر پیدا کر
سرفروشی کی تمنا ہے تو سر پیدا کر

کوہکن کو ہکنی شیوۂ عشاق نہین
ہے جو عاشق دل معشوق مین گھر پیدا کر

رنگ چاہے اگر اس باغ مین آزادی کا
نکہتِ گُل کی طرح شوقِ سفر پیدا کر

قطرۂ اشک سے بنے گوہرِ گوش جانان
آبرو اتنی تو اے دیدۂ تر پیدا کر

اُڑ چلے گا ابھی اے یار زرا بال تو کھول
تجکو بننا ہے پریزاد تو پر پیدا کر

کونسی جا ہے جہان جلوۂ معشوق نہین
شوقِ دیدار اگر ہے تو نظر پیدا کر

میرے ہی دل پہ گرے کاش یہ بجلی بنکر
اے فلک آہ مین اتنا ہی اثر پیدا کر

آخرت مین عملِ نیک ہی کام آئین گے
پیش ہے تجکو سفر زادِ سفر پیدا کر

عشقِ حُسنِ نمکین کا جو اُٹھانا ہے مزہ
پہلے کچھ ذائقۂ زخمِ جگر پیدا کر

اپنی گردش پہ بہت ہے تجھے اے چرخ گھمنڈ
جب مین جانون کہ شبِ غم کی سحر پیدا کر

صدمے الفت کے اُٹھانے ہین الٰہی مشکل
دل اگر ایک دیا لاکھ جگر پیدا کر

عشقبازی کا اگر حوصلہ رکھتا ہے **امیر**

تو ہے سلامت تو کیا صبح قیامت کا ڈر
تیری درازی پہ ہے اے شب ہجران گھمنڈ

کہتے ہین آئینے مین دیکھکے زلفون کا بل
ہمسے بھی کرتے ہین اب گیسوے پیچان گھمنڈ

مہر کو بھی ہے کسوف ماہ کو بھی ہے خسوف
حُسن پہ زیبا نہین اے بُت نادان گھمنڈ

عشق فسون گر سے ہے آج ترا سامنا
پڑھ لے جس افسون پہ ہو تجکو پریخوان گھمنڈ

ایک ہین کس کس کے ناز حشر کے دن اٹھ سکین
کہتی ہے مجھسے صراط کرتی ہے میزان گھمنڈ

نوک کی ہم سب سے لین جائین جو گلزار کو
گل سے گریبان کرے خار سے دامان گھمنڈ

وحشیون کے غول ابھی آنکھ سے گزرے نہین
کرتا ہے وسعت پہ کیا حشر کا میدان گھمنڈ

ہے جو امیر اسقدر حشر کے دن بے خطر
تیری حمایت پہ ہے اے شہ مردان گھمنڈ

ردیف ذال

چشم بد دور کھُلا خوب ہی سر کا تعویذ
باندھ دون لکھکے مین بازو پہ نظر کا تعویذ

مہر و مہ چاہتے ہین دیکھکے بازو تیرے
ایک اِدھر کا تو ہے ایک اُدھر کا تعویذ

داغ دینا کسے منظورِ نظر ہے صاحب
ہاتھ مین کیون ہے یہ طاوس کے پر کا تعویذ

چاند کہتے ہین کسے عقد ثریا کیا ہے
یہ گلے کی ترے ہیکل ہے وہ سر کا تعویذ

آنکھ دکھلاتے ہین وہ دیکھکے مجکو بیتاب
یہ نکالا ہے نیا دردِ جگر کا تعویذ

پھر بلائی گئی مشاطہ کہ باندھے کسکر
اِک ذرا بھی کہین بازو سے جو سرکا تعویذ

چشم بد دور ترقی پہ ہے جوبن اُن کا
چاہیے روز نیا ایک نظر کا تعویذ

مر گئے عشق مین ہر رنج سے راحت پائی
داغِ دل بڑھ کے ہوا دردِ جگر کا تعویذ

جتنی تاثیر ہے انسان کے دل مین ہے امیر
نقش کامل ہے نہ کوئی نہ اثر کا تعویذ

نہین ہے غنچہ یہ دستِ بہار کا تعویذ
یہ کھُل پڑا ہے کسی گلعذار کا تعویذ

کیون نہ کہیے شاہ پتّے تاج ہین شاخین ہین تخت	ہے نگین لالہ تو تا فرمان ہی فرمانِ بہار
برگِ گل سے قطرۂ شبنم گراتی ہے صبا	کیون نہ لوٹے دل جو دیکھے دُرِ غلطانِ بہار

جوشِ گل سے ہے یہ ارزان نرخ بازار اے امیر
کوڑی کوڑی بک رہے ہین ماہِ کنعانِ بہار

تن و دل فدا ہے صاحبِ قِرانِ رامپور	سب ہے رامپور جسم وہ ہے جانِ رامپور
بالا ہے قاف سے بھی کہین شانِ رامپور	زلفِ پری ہے سایۂ ایوانِ رامپور
غازہ بنائین لے کے جو پائین بُتان جبین	رنگِ شکستہ چمنستانِ رام پور
محوِ خرامِ ناز نسیم و صبا نہین	گلگشت کر رہے ہین حسینانِ رامپور
گلیان یہان کی باغِ ارم کی ہین کیاریان	رضوان ہے باغبانِ گلستانِ رامپور
نرگس کے پھول کر دیے انگور کے نہین	ہین دُخترِ رز کی تاک مین مستانِ رامپور
آشفتگی یہان کی ہے طُرّۂ بہار پر	زلفِ بتان ہے خوابِ پریشانِ رامپور
کونین کے مزے ہین بشر کو یہان نصیب	دونون جہان سے سیر ہین مہمانِ رامپور
اہلِ نظر کو ملتی ہے آنکھون مین یان جگہ	اللہ چشمِ بد سے نگہبانِ رامپور
چکر مین بے سبب نہین دن رات آسمان	کرتا ہے مہر و ماہ کو قربانِ رامپور
شہنا کی بام سے نہین آتی ہے یہ صدا	زُہرہ ہے آسمان پہ ثناخوانِ رامپور
سائے پہ فرطِ نور سے عالم ہے دھوپ کا	ہے آفتاب شمسۂ ایوانِ رامپور
بھولین گے خلد مین بھی نہ اُنکے ادا و ناز	یاد آئین گے وہان بھی حسینانِ رامپور
لاتے نہین خیال مین شاہانِ دہر کو	حضّارِ بارگاہ سلیمانِ رامپور

حصہ امیر کو بھی ملے خوانِ جود سے
مہمان نواز یہ بھی ہے مہمانِ رامپور

بادۂ گلرنگ پیون ساغر و مینا بھر کر	موسمِ گل مین کرون کیا مین خزینا بھر کر

دل جو لوہے کا تو پتھر کا جگر پیدا کر

جو دل ہے حلقۂ بزم شراب سے باہر
وہ ذرہ ہے عمل آفتاب سے باہر

سوال کرنے نکیرین شوق سے آئین
وہ ڈھ ہین مین نہین تلو کے جواب سے باہر

خدا کو دل ہی مین ڈھونڈو ادھر ادھر نہ پھرو
نہین کتاب کا مطلب کتاب سے باہر

شریک ہو کے رہے یا الگ بنا کے گھر
کسیطرح نہین دریا حباب سے باہر

جو بوسے دے کے حسین پھیر لین تو دونی ہون
یہ لین دین تو ہے ہر حساب سے باہر

یہی ہے اشک کا طوفان تو مثل قصر حباب
محال ہے کہ مرا گھر ہو آب سے باہر

ڈرے حساب کے دن سے تو تو ڈرے مجھے کیا
مرے گناہ ہین زاہد حساب سے باہر

تڑپ ہی جائین وہ گھر مین کردن جو آہ امیر
نکل کھڑے ہوں ابھی اضطراب سے باہر

کونسا گل ہے نہین جو زیب دامان بہار
کونسا غنچہ نہین گو سے گریبان بہار

کسقدر روشن ہے پھولون سے شبستان بہار
شاخ ہر گلبن کی ہے سرو چراغان بہار

قاضی و مفتی و زاہد سب گھرون مین چھپ رہے
ایک دیوانہ ہے تیرا مرد میدان بہار

نشئے کے ڈورے جو ہین ای مست آنکھو نین تری
ہے بجا انکو اگر کہیے رگ جان بہار

دونون عاشق ہین مگر ہے عشق مین البتہ فرق
مین نثار حسن ہون بلبل ہے قربان بہار

ابر پر آسان حکومت سہل تسخیر ہوا
داغ ہر لالے کا ہے مہر سلیمان بہار

تازگی ہر رخ پہ ہے جاتی رہی افسردگی
پتے پتے بوٹے بوٹے پر ہے احسان بہار

زلف سنبل سرو قد غنچہ دہن عارض سمن
چشم نرگس گوش گل کانٹے ہین خرگان بہار

گوہر شہوار شبنم نذر دیتی ہے صبا
تخت گل پر رونق افزا ہے جو سلطان بہار

مے فروشون سے کہو کھینچین وہ انگوری شراب
کو بلبین پھوٹین ہوا گلشن مین سامان بہار

باغبان کانٹون کو سکھلا رکھ کہ ہنگام خزان
کوچ مین ڈالین خلل الجھائین دامان بہار

چھو جاے ہوا بھی تو تنِ صاف ہو میلا
ہے قطع یہ جامہ تری نازک بدنی پر

فرہاد نے کچھہ لطف نہ محنت کا اُٹھایا
پتھر کے تلے ہاتھہ رہا کوہکنی پر

صیاد نہ دے رنج اسیرانِ قفس کو
کر رحم غریبون کی غریب الوطنی پر

کیا خط کا جواب اُسنے تعلی سے دیا واہ
بھیجا سرِ قاصد مجھے نیزے کی انی پر

کیا رتبہ امیر اُسکو ملا عرش پہ پہونچا
سر جسکا جھکا پاے رسولِ مدنی پر

تعجب ہے جو سرکش ہین یہ زردار
کہ ہے سر برزمین شاخِ ثمر دار

مین جس قاصد کو دون اپنا خطِ شوق
ابھی وہ صورتِ طائر ہو پردار

نبا ہا قول کھینچکر دار پر بھی
کہین منصور سے ہوتے ہین سردار

مٹاتے ہو مجھے اتنا تو کہدو
کہان پاؤ گے ایسا ناز بردار

جہان مین وجہ شادی ہے تو دولت
نہ ہنستے گُل اگر ہوتے نہ زردار

کہان تک سوزشِ بیہودہ اے دل
کوئی نالہ تو پیدا کر اثردار

قدِ گیسو کا ہے عاشق سے ایما
رسن پر یان رسن ہی دار پر دار

امیر اُس قامتِ موزون کے آگے
چمن مین سرو آتا ہے نظر دار

دلِ ابرو پہ فدا ہو مفت کا الزام دلبر پر
گلا شمشیر کا کٹے خون ہو جلاد کے سر پر

خرابِ عشق لاکھون تاک مین ہین چشمِ ساقی کی
زمانے کے شرابی آگرے ہین ایک ساغر پر

دکھا کر آنکھ قاصد کو صنم نے کر لیا بندہ
خدا کی شان دیکھو چل گیا جادو پیمبر پر

دلِ بیتاب عاشق جا کے ٹھہرا کوے قاتل مین
سپاہی نے کمر کھولی پہنچکر اپنے بستر پر

نہین یہ گرمیِ مے سے لبِ جانان پہ تبخالے
اُلٹ کر رکھدیے ساقی نے ساغر حوضِ کوثر پر

شہیدِ تیغِ قدِ یار ہو کر اسقدر تڑپا
کہ اُڑکر خون کی چھینٹین پڑین دامانِ محشر پر

دل پہ ہے بحر محبت مین ہجوم غم و یاس
خوف ہے بیٹھ نہ جائے یہ سفینا بھر کر

باندھ دین عشق کے بازو پہ یہ آپہی ہے صلاح
دل کے تعویذ مین ہم نقش رضینا بھر کر

فصل گرمی کی ہے رکھنا نہ کمر مین قاصد
حرف مکتوب نہ بہہ جائین پسینا بھر کر

حُسن کی نذر کو چھولون کی لگا ہی ڈالی
عشق نے داغِ الم سے مرا سینا بھر کر

ساقیا ہم سے بے بادہ مجھے گزرے ہین
چند روز اور بھی خالی کا مہینا بھر کر

حال کیا پوچھتے ہو میرے دلِ پرخون کا
دیکھ لو بادۂ گلرنگ سے مینا بھر کر

محضر خون پہ مرے اسلئے کرتے ہین وہ مُہر
لعل ہو خون مین پتھر کا نگینا بھر کر

نشۂ دولتِ دنیا ہے خمار عقبےٰ
مست منعم ہین عبث زر سے خزینا بھر کر

عطر تحفے مین نہ بھیجو مجھے بھیجو کسی دن
شیشیون مین گلِ عارض کا پسینا بھر کر

مست میخانۂ غم کب نہین رہتا ہین اسیر
خون چُلّو مین ہمیشہ ہے مجھے پینا بھر کر

آمادہ وہ مژگان سے ہین ناوک فگنی پر
مِنہ تیرون کا برسے گا غزالِ ختنی پر

ناصح نہ زبان کھول مری طعنہ زنی پر
عاشق ہے خدا بھی تو رسول مدنی پر

ہر آیۂ قرآن سے فصیحون کو ہے حیرت
حیران ہون کہ ایسا سخن اس بیدہنی پر

گلشن مین بہار آکے کرے گرم تو بازار
رندان تلے بیٹھے ہین توبہ شکنی پر

اب قافلۂ صبر و تحمل کا خدا ہے
باندھی ترے غمزے نے کمر راہزنی پر

ساتھ اپنے جو لیجائین مجھے بھی وہ سفر مین
قربان وطن ایسی غریب الوطنی پر

مارا مجھے اُسنے ترے لب یاد دلاکر
ثابت ہے مرا خون عقیق یمنی پر

آیا ہے شہیدون کیطرف دیکھیے اب خلق
کیا باندھنو باندھے تری گل پیرہنی پر

یون اور حسین دیکھ رہے ہین ترے رُخ کو
محتاج کی جسطرح پڑے آنکھ غنی پر

چھینی فلکِ دون نے جو محتاج کی چادر
ڈالے گا یہ کمبخت مگر قبر غنی پر

جو آبادی ہے ویرانی ہے آخر
کہین جاتا ہے دل سے عشقِ مژگان
خلفت آدم کے ہم خلد ارثِ آدم
فراقِ یار مین نفرت ہے موسے
کہان آیا ہے میرے پاس شیشہ

ق

ہوے جنگل بھرا وون شہر اجڑ کر
نکلتی ہی نہین یہ پھانس گڑ کر
کبھی لیلین گے رضوان سے جھگڑ کر
الگ بیٹھا ہون ساقی سے بگڑ کر
نکالو بھی اسے گردن پکڑ کر

امیر اک شہر نا پرسان ہے وہ بزم
وھان تم کیا بناؤگے بگڑ کر

ساقیا ابر ابھی آیا نہین میخانے پر
وہ حسین تو ہے کہ پریون کو بھی ہے پاس ترا
شکل حیوان کی نہین صورتِ انسان کیسی
کیون مرے سر پہ ہو لغزشِ پا کا احسان
جی مین ہے شیخ و برہمن کو دکھاؤن دریا
ہے عجب حال یہان کوئی سمجھتا نہین کچھ
فردِ تقسیم کی ہے مزرعِ آفاق نہین
طالبِ دل ہین وہ عشاق سے اپنے اسطرح
ہمسے کہتا ہے کہ گیسو نہ چھوو اُس بُت کے
دل خدا دے جسے وہ داغ محبت کے سوا
آتشِ غم مین جو ہم جلتے ہین پروا نہین کیا
ہون مین وہ بلبلِ غمناک کہ گلزار مین گل
ہے وہی دوست جسے جس سے محبت ہو جاے

کیون قدح نوش گرے پڑتے ہین پیمانے پر
سایہ کرتی ہین پرون سے ترے دیوانے پر
کچھ عجب عالم ہوا ہے مرے ویرانے پر
ہاتھ پڑ جاے جو بیساختہ اُس شانے پر
ناز کعبے پہ اسے ہے اُسے بتخانے پر
لاکھ اپنون کو کہون رکھکے مین بیگانے پر
نام ہر ایک کا لکھا ہے ہر اک دانے پر
جیسے حاکم کی نظر رہتی ہے نذرانے پر
مار اللہ کی ناصح ترے سمجھانے پر
عشقِ بلبل پہ ہے موقوف نہ پروانے پر
رحم آتا ہے کہان شمع کو پروانے پر
چاک کرتے ہین گریبان مرے افسانے پر
نہ یہ اپنے پہ ہے موقوف نہ بیگانے پر

مجھسے رخصت جو ہوا یار شبِ وصل امیر
—

یہ شوق نامہ بر ہے انتظارِ خطِ جانان مین
پھڑک جاتا ہے دم آوازِ پروازِ کبوتر پر

گڑے مردے اکھیڑے جائین گے پھر دہائی کو
زمانے بھر کے جھگڑے اٹھ رہے ہین روزِ محشر پر

سیہ کاری سے جی بھرتا نہین پر شرم آتی ہے
کہان تک بوجھ رکھیے کاتبِ اعمال کے سر پر

نہین بے وجہ جو ہے مشابہ بخیے کے ٹانکے
دہانِ زخم کا پھر دانت ہے قاتل کے خنجر پر

مجھے بھی کوئی بوسہ دے لبِ شیرین کا اے ساقی
جہان سیراب مین پیاسا کھڑا ہون نہرِ کوثر پر

جو اُس بلقیس وش سے لیکے نامے کا جواب آئے
تصدق کرکے چھوڑون سیکڑون ہدہد کبوتر پر

لگائے گا وہ سرمہ آنکھ مین کسکے دکھانیکو
ہمارے دم تلک رکھتا ہے قاتل باڑھ خنجر پر

وہ مست آئے تو پیکش کیا ہین جیسے مست ہو جائین
صراحی پر صراحی خم پہ خم ساغر ہو ساغر پر

ریاضِ دہر مین ہم سا کہان ہے طائرِ وحشی
کہ اپنا آشیانہ نجد مین ہے قیس کے سر پر

امیر اب دوسرے کو اس جہان مین کیا توقع ہو
برادر کو نہ آیا رحم یوسف سے برادر پر

وہ بگڑے جب لیا بوسہ جھگڑ کر
شکست فاش دی قسمت نے لڑ کر

گئے وہ ہم سے بیماری مین لڑ کر
طبیعت اب نہ سنبھلے گی بگڑ کر

اجل نے سارے جھگڑون سے چھڑایا
فراغت مل گئی تربت مین گڑ کر

وہ کشتہ ہون جو قاتل نے کیا قتل
ہزارون پینترے بدلے اکڑ کر

حیا آتی ہے کیا منزل پہ جاؤن
کہ کانٹے روکتے ہین پاؤن پڑ کر

یہ جنگ زرگری در پردہ ہے صلح
ملا دیتی ہے دل کو آنکھ لڑ کر

وہ مجرم ہین نہ رضوان بھی اُٹھائے
در جنت پہ ہم بیٹھین جو اڑ کر

جدا سر ہو تو اپنا دردِ سر جائے
کرین کیا دردِ سر صندل رگڑ کر

کنوین کیا کیا نہ الفت نے جھکائے
ہوئے ناسور دل مین داغ پڑ کر

نکیرین آئے ہین تربت مین ناحق
ملے گا کچھ نہ مفلس سے جھگڑ کر

بڑا ہی فخر قاصد کو ہوا خط پا کے ڈرتا ہون
فلک پر اُڑ نہ جائے یہ کہین روح الامین ہوکر

تصور ہے وہی پیش نظر ہر دم حسینون کا
تماشا ہے رہے محفل مین ہم خلوت نشین ہوکر

کمر ہے بال سی اے گلبدن لچکی نہ چلنے مین
نہ اتنا چاہیئے موباف بھاری نازنین ہوکر

بتا دے اے فلک تو ہی تعجب ہمکو آتا ہے
کہ خوش ہوتا ہے پھر کیونکر کوئی اندوہگین ہوکر

بہار لالہ و گل پھر کبھی کاہے کو دیکھین گے
چلے ہین اس چمن سے ہم نگاہ واپسین ہوکر

ملون جبدم مین آنکھین اُنکے ساعد سی دم رخصت
تو رہجانا وہین اے پردہ چشم آستین ہوکر

جو دل بھی مہربان ہو کب زبان ہی اُنکی قابو مین
جو لب تک ہان بھی آتی ہی نکلتی ہے نہین ہوکر

لگایا تو گلے سے پر لگائی تیغ بھی اُسنے
ملا تو عید کے دن وہ مگر چین بر جبین ہوکر

خدا مومن کی صورت رزق کافر کو بھی دیتا ہے
کسیکو بھول جائے کیا وہ رب العالمین ہوکر

جگہ پکڑی ہے کیون سینے مین دل نی اس سی کیا حاصل
کسی انگشتری مین اسکو رہنا تھا نگین ہوکر

تصور بندھ گیا جس شام کو اُس حور طلعت کا
تو آیا خواب آنکھون مین پری بنکر حسین ہوکر

امیر اک آئینہ خانہ تھا دنیا جسکو کہتے ہین
وہی صورت رہی پیش نظر نکلی کہین ہوکر

کیونکر نظر مین آئے کہ ہے بے نشان کمر
آنکھون سے مثل تار نظر ہے نہان کمر

زانو مین اور شکم مین صفائی کی بحث ہے
دونون ہین پر خموش کہ ہے درمیان کمر

جسطرح خود ہے عالم ہستی مین بے نشان
اکدن کرے گی یون ہی مجھے بے نشان کمر

جب قصد کرتی ہے کہ مرے دل کو باندھ لے
زلف دراز بڑھ کے یہ کہتی ہے ہان کمر

ہم خوب جانتے ہین کہ ہے جادۂ عدم
سمجھے ہوے ہے جسکو یہ سارا جہان کمر

لاکھون ہین سر فروش ہزارون ہین سر بکف
اک روز باندھیئے تو پڑے امتحان ہوکر

کھلتا نہین کہ خاک مین عاشق تو مل چکے
ابتک ستم یہ باندھے ہے کیون آسمان کمر

تصویر کیا کھنچے گی مصور سے آپ کی
معدوم اگر دہن ہے تو ہے بے نشان کمر

چھا گئی کیسی اُداسی مرے کاشانے پر

دیکھو زبان نہ تیز کرو بات بات پر
قینچی چلے کسی کے نہ رحمتِ حیات پر

بوسہ ملا جو اُس لبِ شیرین کا مر گئے
دی جان ہم نے چشمۂ آبِ حیات پر

پائی ہے برہمن نے جو در پر ترے جگہ
بیٹھا ہے لات مار کے عزے ولات پر

آرام سے ہون فقر کے بستر پہ مین گدا
تکیہ ہے جب سے رازقِ مطلق کی ذات پر

سُنتا ہون محتسب نے کیا میکدے کو قرق
بُھلا دیا یزید نے پھر افرات پر

رحم آئے جب مزاج مین تب ہون وہ مہربان
موقوف وصلِ یار ہے دن پر نہ رات پر

جھڑتے ہین بوستان مین جو دو چار برگ گل
گر جاتے ہین قفس مین مرے پانچ سات پر

لکھتے ہین ہم جو مدحتِ چشم سیاہ یار
آنکھین نثار کرتے ہین آہو دوات پر

شیشے مین ہم پری کو اُتارین گے دیکھنا
چڑھ جائینگے کسی نہ کسی دن وہ گھات پر

کو وک مزاج چاہنے والے نہین ترے
کھیلین گے جان پر اگر آئین گے بات پر

منعم ہے شکر فرض جو سائل ہون تیرے گرد
فانوس چاہیے کوئی شمع حیات پر

پردہ یہ کسکے عارضِ روشن سے اُٹھ گیا
دن کا گمان ہے سارے زمانے کو رات پر

سمجھے یہ خطِ پشتِ لبِ یار دیکھکر
لکھا ہوا ہے حاشیہ عین الحیات پر

درکار ہے بہانہ پے مغفرت امیر
تقوے پہ منحصر ہے نہ صوم و صلوٰت پر

ملا نامِ خدا وہ مرتبہ تجھکو حسین ہوکر
بچیگی آبرو دنیا مین تو عزلت نشین ہوکر
فلک کرتا ہے مجرا تیری چوکھٹ کو زمین ہوکر
صدف مین بیٹھ رہنا چاہیے دُرِّ ثمین ہوکر

خراشِ غم نے کیسا میرے دل کا رنگ چمکایا
زیادہ ہوگیا قیمت مین کندہ یہ نگین ہوکر

کلیجا تختہ سوسن کا بنا ہے نیلے داغون سے
غضب کی لی ہین دل مین چٹکیان پہلو نشین ہوکر

کمر کو بال جب مین نے کہا جھنجھلا کے فرمایا
نہ سمجھے آپ موٹی بات بھی باریک بین ہوکر

تری موج تبسم نے چمن کا رنگ چمکایا
ہوا اک اور کوڑا توسن باد بہاری پر

شرارہ ہے یہ گویا نالۂ پر سوز مجنون کا
چمکتا ہے کلس زرین جو لیلی کی عماری پر

وہ پیاسا ہون غنیمت ہے مجھے اک بوند بھی پانی
گلا خود جا کے رکھدیتا ہون بوندی کی کٹاری پر

فقیر اللہ کے ہین بوریا ہے فقر ہے بستر
توکل بر نظر تکیہ ہے اپنا ذات باری پر

خدا ہے عشق ابرو مین جو اپنی جان بچ جاے
رہا کرتا ہے خوف غرق کشتی کی سواری پر

کنوین سے جوش کھا کھا کر نکل آتا ہے جو پارہ
تڑپتا ہے دل اسکا بھی ہماری بیقراری پر

چھپایا گل نے پر یہ بلبل کشتہ کا خون اچھلا
پڑین اڑ اڑ کے چھینٹین دامن ابر بہاری پر

امیر ایسی بھی شب ہوتی کہ وہ میرے گھر آتا
ترحم کچھ تو کرتا آسمان اختر شماری پر

نوجوانی سے ہے نہ پوچھو رخ جانان کی بہار
کچھ عجب موسم گل مین ہے گلستان کی بہار

ہے جہان جلوۂ معشوق وہی شہر ہے خوب
ساتھ یوسف کے گئی مصر مین کنعان کی بہار

جوش گل باغ مین ہے جوش جنون لازم ہے
پرزے پرزے ہوہی اب ہے گریبان کی بہار

کسطرح میکدے والون کو یقین ہو واعظ
دیکھ آیا نہین تو روضۂ رضوان کی بہار

رنگ محفل کا تو جمگھٹ سی حسینون ہی کے ہے
گل جو کھلتے ہین تو ہوتی ہے گلستان کی بہار

پرتو گیسوِ جانان نہین آئینے مین
ہے لب نہر چمن سنبل ریحان کی بہار

باغبان سے کہو چھوے نہ بہت پھولون پر
چار دن ہے یہ گل و لالہ و ریحان کی بہار

سیکڑون لالہ رخ و سرو قد و غنچہ دہن ہو
دیدنی ہے چمن عالم امکان کی بہار

اب مدینے کیطرف قصد مصمم ہے امیر
دیکھیے چلکے زرا گلشن ایمان کی بہار

مرے پھولون مین یون آؤ چمن صدقے ہو جوبن پر
ملو ہاتھون مین مہندی خون ہے سب کا میری گردن پر

برابر رحم اہل درد کو ہے دوست دشمن پر
کہ جل جاتا ہون مین گرتی ہے بجلی جسکے خرمن پر

کاہے کو پھر امیر سا پاؤگے یادتا
باندھو نہ اُسکے قتل پہ اے جان جان کمر

گلشن فردوس مین ہے رخسار یار
آب کوثر شربت دیدار یار

ہین جو آنکھین طالب دیدار یار
کاش ہوتین روزن دیوار یار

خُلد مین ٹھہرے تہ طوبےٰ جو ہم
یاد آیا سایۂ دیوار یار

زندے مردے مردے زندہ ہو چلے
حشر برپا کر چلی رفتار یار

برق چمکی تھی جو کوہ طور پر
وہ بھی تھا اک پرتو رخسار یار

آنکھ اُسے کہیے جو دیکھے وہ جمال
کان وہ ہے جو سُنے گفتار یار

اسقدر غالب نہوا ہے خواب مرگ
آچکا ہے وعدۂ دیدار یار

باغ مین نازان ہین کیا طاؤس و کبک
ٹھوکرین کھلوائیگی رفتار یار

عین صحت ہے مرض کیسا مرض
ہے مسیحا یار ہم بیمار یار

قتل ہوتا ہے دم تزئین جہان
آئنہ ہے تیغ جوہر دار یار

اپنی آنکھین بھی غضب طرار ہین
لوٹ لائین دولت دیدار یار

آنکھ کھولو خواب غفلت سے امیر
گرم محشر مین ہو دربار یار

اُٹھاتے تھے جو قرآن کل تلک پرہیزگاری پر
مصلّے تک گرو ہین آج اُنکی بادہ خواری پر

اُٹھایا زخم کاری میرے دل نے زخم کاری پر
لگائی تیغ ابرو اُسنے مژگان کی کٹاری پر

تفوق ہو ترے گلگون کو جب باد بہاری پر
یقین نکہت گل کیون نہو گرد سواری پر

بھر آئی اُس صنم کی آنکھ بھی اللہ کی قدرت
ہوا پتھر کا دل پانی ہماری اشکباری پر

کہو اشجار سے اکدن خزان بھی آنیوالی ہے
اُٹھائین سر نہ اتنا باغبان کی آبیاری پر

نہین یہ خندۂ دندان نما تلوار کا قاتل
چھڑکتی ہے نمک ظالم ہمارے زخم کاری پر

کسی گل پیرہن کی جامہ زیبی رنگ لائی ہے | گریبان آجکل ٹوٹا ہوا ہے میرے دامن پر
مجاور گر نہین کوئی تو مجھکو کچھ نہین پروا | اُتر بیٹھین گے کاندھون کے فرشتے میری مدفن پر
یہ عالم ہے عطش کا وادی گرم محبت مین | کہ چشم خضر بھی رہتی ہے آب تیغ رہزن پر
عجب لذت بھری تلوار سے قاتل نے مارا ہے | مرا خون اُسکے سر پر اُسکا احسان میری گردن پر
نہ سمجھا تھا کہ اِن طوقون مین پھر مجکو پھنساؤ گے | کرو گے چوڑیان ٹھنڈی تم آکر میرے مدفن پر
گلا کٹوا مزے لے لے کے پھر اے دل کہان یہ دن | کبھی گردن ہو خنجر پر کبھی خنجر ہو گردن پر
کرو نگا اسطرح بدنام اِن پردہ نشینون کو | لہو چھڑکون گا اپنا جا کے مین ایک ایک چلمن پر
وبالِ معصیت سے پاک ہین دل صاف ہے جنکا | عذاب میکشی ہوتا نہین شیشے کی گردن پر
عبث شیخ ہے دخت رز پہ تہمت تر دامنی واعظ | نمازین پڑھتی ہین آ آ کے حورین اُسکے دامن پر
نگاہ یاس نے خنجر کی پُرسش پر بھی سبقت کی | چلی اُلٹی چھری مقتول کی قاتل کی گردن پر
مرے ہم لُٹ کے غربت مین رہی لیکن وہی تلخی | خضر نے بھی دیا تو فاتحہ چلوا کے رہزن پر
تصور ایک دم بھی اُسکی پلکون کا نہین مٹتا | ہمیشہ آنکھ رہتی ہے نظر بازون کی چلمن پر
پھری ای ترک جس سے آنکھ تیری ہو گیا بسمل | قضا کی بھی نظر رہتی ہے ہر دم تیری چتون پر
ترحم غیر کے آگے نہ مجھ پہ چاہیے تمکو | کہ دل دُکھتا ہے میرا چوٹ پڑتی ہے جو دشمن پر
مین جب کہتا ہون اُس سے مجکو تیری شرم نے مارا | تو شوخی سے حیا الزام رکھدیتی ہے چتون پر
چلے تیغ نگہ اغیار پر مین ایڑیان رگڑون گا | مرے ہوتے غضب ہے ہاتھ اُٹھائین آپ دشمن پر
نہین ہین قطرۂ شبنم یہ مستی دیکھکر تیری | گھڑے پانی کے غیرت سے پڑے گلہائے سوسن پر
امیر اُسکی ادا سے ایک عالم کی قضا آئی | پڑھے گا فاتحہ اب کون آکر کسکے مدفن پر
اثر یہ ہے جو دی ہے جان اُسکے روی روشن پر | کہ آنکھین مانگنے آتے ہین اندھے میرے مدفن پر
اندھیر اچھا گیا لے یار ایسا رو سے گلشن پر | زبان مار کا عالم نظر آتا ہے سوسن پر
اگر قابل رفو کرنے کے چاک جیب گل ہوتا | تو ناخنک چشم بلبل سے مین کرتا آب سوزن پر

ہجوم ایسا لگا ہوں کا ہوا ہے اُنکی چلمن پر
کہ دُہرے پردے جالی کے پڑے ہین روزنِ در پر

الٰہی وہ بھی دن آئے کہ میرا ہاتھ محشر مین
کبھی جیبِ کفن پر ہو کبھی قاتل کے دامن پر

وہ بیکس ہون کہ مستی مین ذرا بھی گر قدم پھسلے
بطِ مَی اُڑ کے میرا ہاتھ رکھلے اپنی گردن پر

دو رنگی سے نہین خالی ہے کوئی بات اُس بُت کی
پیامِ صلح لب پر جنگ کے آثار چتون پر

تڑپتا ہے دلِ بسمل کہین ایذا نہو تمکو
قدم رکھو تو بسم اللہ کہکر میرے مدفن پر

ادا نے ہاتھ تھاما لی نزاکت نے رکاب آکر
ارادہ جب کیا چڑہنے کا اُسنے پشتِ توسن پر

شرارِ آتشِ دل ہین کہ قطرے اشکِ خونین کے
نظر آتی ہین کچھ چنگاریان سی جیب و دامن پر

اسیرانِ ازل کو قیدِ بارِ دل نہین ہوتی
گرانی طوق کرتا ہے کہان قمری کی گردن پر

شہیدِ ستون کو کیا خوفِ بلائے آسمانی سے
کفِ افسوس ملکر رہگئی برق اپنے خرمن پر

کدورت کب جگہ پاتی ہے دل مین صاف طینت کے
نہ دیکھا گرد کو جمتے کبھی دریا کے دامن پر

وہی ہے تیرہ بختی بعد جل بجھنے کے بھی باقی
دہوین کا جیسے رہجائے نشان دیوارِ گلخن پر

نہ ہے عبرت چلے تو لُٹ کے پُہنچے تا سرِ منزل
پھرے تو فاتحہ پڑہتے ہم آئے قبرِ رہزن پر

نہ کرتا مَے سے توبہ تو ابھی حشر تک نہ مین مرتا
جو سچ پوچھو تو میرا خون ہے قاضی کی گردن پر

سبکروحی سے مین وحشی ہوا ہی دشتِ وحشت ہون
پشیمان ہون جو ڈالین ہاتھ کانٹے میرے دامن پر

لگی ہے آگ دل مین بلبلون کے کیا مزہ ہوتا
کوئی پھول اُڑ کے پڑجاتا اگر گلچین کے دامن پر

گلِ خورشید بھی آندہی ہے میرے جی جلانے کو
چمک کر دہوپ بجلی بنگئی شاخِ نشیمن پر

امیر ایسا کیا ویران اجل نے قصرِ شاہی کو
کہ آنکھین رکھکے روئی بیکسی ایک ایک روزن پر

مری آہون کے شعلے اسطرح ہین میرے مدفن پر
چراغِ زیرِ دامن کا ہو جیسے نور دامن پر

گئی ہے جان اک پردہ نشینِ پاک دامن پر
عجب کیا پنجۂ مریم ہو پیدا میرے مدفن پر

وہ بسمل ہون نگاہِ گرم سے دیکھے جو قاتل کو
اُچھل کر خون میرا جا پڑے قاضی کی گردن پر

پھرا ہوا دیکھتی ہین جسدم سیاہ بختون سے رُخ تمہارا
نباہ کرتی ہین حال کیا کیا وہ کاکلین سر پٹک پٹک کر

جب آئی گردش مین چشم ساقی اُڑا دیئے ہوش میکشون کے
نکل پڑے میکدے سے باہر ہزارون میکش بہک بہک کر

جو مین نے آنکھون سے پوچھے آنسو اُبل پڑی اور اشک خونین
لہو کی دو بوتلین بھری تھین لگا جو ہاتھ آ رہین ڈہلک کر

جو تیری احسان ہین ضعف پیری مین شکر اُسکا ادا کرون کیا
دعائین دیتی ہے ہڈی ہڈی مری بدن کی چٹک چٹک کر

ہماری مستی تو دیکھ زاہد کہ بتکدے مین شراب اگر پی
ہوئی یہ نشے مین لغزش پا حرم مین ہم جا گرے بہک کر

وہ بام پر بار بار آکر اُڑاتے ہین صبر و ہوش میرے
زمین پہ تڑپا رہی ہے مجکو فلک پہ بجلی چمک چمک کر

مین وہ ہون نازک مزاج بلبل نہین مجھے تاب نکہت گل
دماغ کرتی ہین کیون پریشان چمن مین کلیان چٹک چٹک کر

ہے آرزو پھلنے پھولنے کی تو کہنہ تکلف سے شعر خالی
ثمر وہی نخل فکر کا ہے امیر جو آ گرے ٹپک کر

ردیف را سے ثقیلہ

جو باغ مین میری پہنچیگی بو تو اُلجھکے نہ زلف دوتا سی بگڑ
یہ قصور نسیم و صبا کا سمجھ جو بگڑ تو نسیم و صبا سی بگڑ

تجھے شمع جمال خدا نے کیا مجھے عہدہ پتنگ کا اُسنے دیا
سر بزم پھر دن مین جو گرد ترے نہ خفا ہو نہ شرم و حیا سی بگڑ

وہ ہی کون سی شی جو عزیز نہین سبھے رحم و ستم مین تمیز نہین
وہی ناز و کرشمہ غضب مین نہ ہے جو بگڑ بھی کبھی تو ادا سی بگڑ

تب عشق مین اور دوا ہو مخل جو طبیب مرا ہو وہ خود ہو مجل
یہ مزاج کو مشورہ دیتا ہے دل کہ دوا جو تری ہو دوا سی بگڑ

کبھی کعبے مین صرف سجود ہو سر کبھی دیر مین جا کی حرم سی ٹھہر
رہے دین مین کفر بھی مد نظر نہ صنم سی بگڑ نہ خدا سی بگڑ

مری سر مین جو پائی ہے اپنی ہوا تو وہ کہتی ہین کیا کہ ہوس مین آ
تری بخت مین ہی جو بگاڑ لکھا مری گیسو و خط کی بلا سی بگڑ

کوئی سختی ہو کوئی ہو تجھپہ بلا کبھی حرف گلے کا زبان پہ نہ لا
نہین راست طریق سوائے رضا نہ قدر سی بگڑ نہ قضا سی بگڑ

سگ یار طفیلی کا کام ہی کیا یہ تو حق ہی ترا یہ تو حق سے ہے ترا
مری ہڈی کو تو ہی ٹھکانے لگا رُخ ادھر جو کری تو ہما سی بگڑ

جو نگاہون سے یار گرائے گا تو کبھی پھر اسی زندہ نہ پائے گا تو
تری در کا فقیر غریب ہی یہ نہ امیر کبے سر و پا سے بگڑ

ردیف زا سے معجمہ

وہ کشتہ ہین ہمارا خونبہا قاتل سے جو مانگے
اُتر کر سر سے قاتل کے چڑھے ہے خون اُسکی گردن پر

محبت پیشہ عاشق آفتون کو دوست رکھتے ہین
مین اپنے سر پہ لیون جو بلا نازل ہو دشمن پر

کرون مین عذر خواہی دل جو کافر کا بھی ہو میلا
جو ٹوٹے ہاتھ سے بُت گر پڑون پاسے برہمن پر

گلے پر خط بھی میری سخت جانی سے نہین پڑتا
رگڑتا ہون چھُری رکھہ رکھکے پھرون اپنی گردن پر

پس مُردن مری دیوانگی کیا رنگ لائی ہے
کہ منت ماننے آتی ہین پریان میرے مدفن پر

نکلتی حسرت پابوس کیونکر دل سے بسمل کے
یہ جب تک لوٹ کر پہنچے وہ پہنچا پشت توسن پر

کرے غنچہ اگر اُسکے دہانِ تنگ سے دعویٰ
سر اُسکا کاٹ کر رکھدون سنان برگ سوسن پر

نئی صورت کا اگر دیر مین زنّار پہنا یا
جنیو کا لگا یا ہاتھ اُس بُت نے برہمن پر

مین وہ افسردہ دل ہون سرد ہو ہنگامۂ آتش
مری صورت جو کوئی کھینچدے دیوارِ گلخن پر

نظر اپنی پہنچتی ہے شعاعِ مہر کی صورت
بھروسا آپ ناحق کرتے ہین پردے کا چلمن پر

اذیت سے نہین روتا ہون مین مظلوم دنیا مین
بھر آتے ہین مرے آنسو مآلِ کارِ دشمن پر

اُتر کر اُسنے مقتل مین جو کھینچا میان سے خنجر
قضا میدان سے بھاگی بیٹھکر قاتل کے توسن پر

نگاہ گرم سے اُبھرے ہوے سینے کو جب دیکھا
تو وہ بولے کہ دیکھو آنچ آجائے نہ جوبن پر

امیر انسان کا دل جلنا گوارا مجھکو ہو کیونکر
مرے آنسو نکل آتے ہین اکثر حالِ گلخن پر

کھلے ہین یان دیدۂ بصیرت وہ برقِ حسن آئی تو جھجک کر
یہ دیکھنے کی نہین ہین آنکھین کہ بند ہو جاینگی جھپک کر

مرا تو کیا ذکر سایے سے بھی وہ شوخ کہتا ہے یہ جھجک کر
یہ کیا قرینہ ہے بیٹھنے کا ادب سے بیٹھو ذرا سرک کر

یہ ضعف سے اب کہ ہاتھ اپنا کبھی گریبان تک نہ پہنچا
ہزار مشکل سے گر اُٹھایا تو رہ گیا راستے مین تھک کر

اُٹھاتے ہو غیر کا جنازہ تو رنگ شوخی کا بھی دکھاؤ
شہاب کے دو نہ اُسپہ چھاپے اُٹھاؤ میرا لہو چھڑک کر

بلا مین وہ پڑ گئے اُٹھا کر نقاب اپنے رُخِ حسین سے
بلائین لین گیسوؤن نے اتنی کہ رہ گئے دونون ہاتھ تھک کر

مین اس ادا کا ہون تیری کشتہ مین اس نزاکت کا تیری بسمل
لگائی تلوار جب چمک کر تو کھا گئی بل کمر لچک کر

نارسا قسمت نے کب جانے دیا دلبر کے پاس
گر پڑی دیوار پہنچے بھی جو اُسکے در کے پاس

کس لب و قامت کا کشتہ تھا کہ مجکو خلد مین
گھر ملا طوبے کے نیچے چشمۂ کوثر کے پاس

کیا مری تحریر کی اُس ست نے کی قدر واہ
ہے لفافہ ذات شیشے کی تو خط ساغر کے پاس

ذبح ہوکر پیاس کم ہو تشنۂ دیدار کی
اسقدر پانی کہان قاتل ترے خنجر کے پاس

یون عیان ہین ضعف سے پہلو مین میرے اُستخوان
جیسے صفحے پر خطِ مسطر خطِ مسطر کے پاس

دل کو کر دیتی ہے روشن صحبتِ اہلِ کمال
آئینے مین زنگ کب رہتا ہے روشنگر کے پاس

مست آنکھین جلوہ گر اُسکی ترا بر د نہین
میفروشون کی دُکانین ہین خدا کے گھر کے پاس

عاشق و معشوق مین مرکر بھی فرقت ٹھہر ہے
گورِ نوشابہ ہے لازم قبرِ اسکندر کے پاس

شرم آتی ہے مجھے زاہد بتاؤن کیا بتا
شہر مین رہتا ہون مین پیرِ مغان کے گھر کے پاس

آے کس مُنہ سے وہ تیرے حُسن کے بازار مین
اِک درم ہے داغ کا کھوٹا مہِ انور کے پاس

ہے امیر اپنی دعا آسے مدینے مین اجل
دفن ہون مین روضۂ پرنور پیغمبر کے پاس

چمکا کرین چمکے جو چمن مین پرِ طاؤس
یان داغ سے ہر عضو ہے تن مین پرِ طاؤس

کاہیدہ ہون یہ داغِ عزیزان سے پسِ مرگ
مجھ زار کا مُردہ ہے کفن مین پرِ طاؤس

رُخ سے دلِ پر داغ مرا زلف مین پہنچا ہو
گُلشن سے گیا اُڑ کے ختن مین پرِ طاؤس

بیوجہ نہین ابرِ بہاری کا یہ رونا ہو
دکھلاتا ہے داغ اپنے چمن مین پرِ طاؤس

نیرنگ ہے کیا روے نگارین کی صفت کا
گویا ہے زبان اپنے دہن مین پرِ طاؤس

غُربت نے جو کچھ داغ دیے ہین وہ لکھون کیا
بھیجون عوضِ نامہ وطن مین پرِ طاؤس

کیا خوف جو برسات کی راتین ہین اندھیری
داغون سے چراغان ہین چمن مین پرِ طاؤس

سوزِ دلِ پُر داغ سے مین جلکے ہوا خاک
لازم ہے نشانے کو کفن مین پرِ طاؤس

رو رو کے امیر ابرِ بہاری سے نے دیا غسل

یون ہے خطِ سبز سے رنگِ رخِ دلدار سبز
کرتی ہے جیسے زمین کو خضر کی رفتار سبز

وضعدارون کا بدلتا ہے کہین دنیا مین رنگ
برسون ٹھہرے ہو نہ آبِ گوہرِ شہوار سبز

کیا چمن مین پڑ گیا عکسِ بتانِ سبزہ رنگ
خاک سے سبزہ اُگا پہنے ہوئے زُنّار سبز

ہنس کے حق مین یہ قحط آیا یسار آئی نہین
ہو گئے مثلِ زمرد گوہرِ شہوار سبز

باغ مین سبزی ہی سبزی ہے جو آئی ہے بہار
خاک پر سبزہ تو کانٹے ہین سرِ دیوار سبز

میکشو کچھ کم نہین صحنِ چمن سے میکدہ
سُرخیِ گل ہین جام شیشے صورتِ اشجار سبز

چہرۂ شفافِ جانان پر ہوا آغازِ خط
خوف ہے کر دے نہ اِس آئینے کو زنگار سبز

مست تیرے پی کے سبزی سے گو نکلین اگر
کیون نظر آئے نہ پھر بازار کا بازار سبز

مردہ امیدون مین رونے ہی سے جان آجائیگی
کھیت کر دے گا برس کر ابرِ دریا بار سبز

سبزہ رنگون نے کیا ہی گھر جو آنکھون مین امیر
اب دکھائے دیتے ہین سارے در و دیوار سبز

زلفون سے خالِ رخ ہے مجھے بیشتر عزیز
پریون سے ہے زیادہ یہ زنگی پسر عزیز

جان ایک بھی بچا نہین سکتا ہے نزع مین
کیا فائدہ جو دوست اُدہر ہین اِدہر عزیز

رستے مین خطِ شوق ہمارا نہ گر پڑے
رکھنا زیادہ جان سے اسے نامہ بر عزیز

اہلِ جہان کو دولتِ دنیا سے یون ہے اُنس
جسطرح مُور و مار کو شیر و شکر عزیز

ہو خاک جاہلون کو ہمارے سخن کی قدر
پتھر کو لعل ہے نہ صدف کو گہر عزیز

چھوٹون نہ پھر کسی نے کیا یاد ایک دن
کیا ہمکو دفن کر کے ہوئے بیخبر عزیز

دل سے زیادہ ہمکو غنیمت ہے داغِ دل
بڑھکر کہین جگر سے ہے زخمِ جگر عزیز

قصدِ سفر ہے جلد وطن سے امیر کا
کھدر دکہ دشمنی پہ نہ باندہین کمر عزیز

ردیف سین مہملہ

کر تو ہی رحم اب ای قضا تڑپے یہ بیکس تا کجا
قاتل خفا خنجر کھنچا کوی نہین بسمل کے پاس

جب قیس غش کہا کر گرا لیلی نے رو رو کر کہا
اے ناتوان مجنون مری آیا تہا کیون محمل کے پاس

دونا قبول خلق سے ہے غربت مین دیوانہ ترا
منزل کہے چل دور ہو جا اے اگر منزل کے پاس

جسکی طرف کی اک نظر وہ ٹکڑے تہا اُسکا جگر
کیا برق دم چلتی ہوی شمشیر ہی قاتل کے پاس

اس کشمکش مین نزع کی کب تک رہون مین سخت جان
اے اضطراب دل زرا تو دوڑ جا قاتل کے پاس

مین نے کہا بیکس ہون مین بولے ہمین دیتے ہو تم
حسرت ہماری ہے ابہی باقی تمہارے دل کے پاس

تیر نگاہ ناز نے تاکا کبہی دل کو اگر
جان امیر ناتوان پہنچی تڑپ کر دل کے پاس

ردیف شین معجمہ

جو لپٹ بہی جاے وہ گلبدن تو نہون مین ہجر کے ڈر سے خوش
وہ کلیم تہے ہوی طور پر جو نمود برق تجہ سے خوش

نہ پتنگ والہ شمع ہون کہ وہ خوش ہی شام سی صبح تک
نہ مین ذرہ طالب مہر ہون کہ وہ شام تک ہی سحر سے خوش

کبہی خط وطن کو رقم کرون تو صبا کو بہی یہ گلہ لکہون
کبہی تو نے بہی نہ کیا مجہے مری دوستون کی خبر سے خوش

نہ اُڑوان گا گلشن دہر مین نہ پہنسون گا آفت دام مین
مین وہ مُرغ بے پر و بال ہون جو ہی اپنی ریزش پر سے خوش

کسی دن جو خواہش دخت رز کسی سیفروش سی مین نے کی
مجہے تاکنے لگی محتسب کہ یہ بادہ خوار ہی گہر سے خوش

نہ زمین سے مجکو فراغ ہی نہ فلک سے مجکو پناہ ہے
یہ ہے فتنہ زادہ ہی حیلہ گر نہ ادہر سی خوش اُدہر سی خوش

یہ مصاحبت کا سرور ہی کہ سزا ابہی پاینکا غم نہین
جو لٹک کے دوش سی خوش کمان تو ہی تیغ بند ہکے کمر سے خوش

مُجہے کب ہی پاس دل و جگر غرض اوس پری کی رضا سے ہے
جو وہ دل سی خوش تو مین دل سی خوش وہ جگر سی خوش تو جگر سی خوش

عجب انقلاب زمانہ ہی کہ ہے اقربا مین بہی تفرقہ
نہ پدر ہی کوی پسر سے خوش نہ پسر ہی کوی پدر سی خوش

ہوی سرد آگ جحیم کی وہ سیاہکار مین رند ہون
کہ تمام مردم حشر ہین مری ایک دامن تر سی خوش

کہو کس صنم پہ نظر پڑی کہو کس حسین نے کیا کرم
بہت ای امیر وطن کو تم جو پہرے ہو ابکی سفر سے خوش

ٹوٹا ہوا پایا جو چمن مین پرِ طاؤس

وان چشم و ابرو ہمنشین اور یہان جگر ہی دل کے پاس
قاتل وہ قاتل کے قرین بسمل ہے یہ بسمل کے پاس

ٹھنڈک پڑی اُس شوخ کا پہلو سے جب پہلو ملا
گویا کسی نے رکھدیا صندل کا پھاہا دل کے پاس

رونے پہ میرے دلربا ہو خندۂ دندان نما
موتی محل اسدم نیا تیار ہو ساحل کے پاس

تھا عرش پر جو منتخب گنجینۂ اسرار رب
کچھ دفن کعبے مین ہے اب کچھ ہی وہ میرے دل کے پاس

ہوش و خرد ذہن و ذکا ہون نزع مین کیونکر بجا
ہوجاتے ہین ساتھی جدا آتے ہین جب منزل کے پاس

آئینہ ہے پیشِ نظر عبرت سے دیکھ اسے بیخبر
بزمِ خموشان بھی اُدھر ہی عیش کی محفل کے پاس

کیون بسملون کو بھا گئی لاکھون گلے کٹوا گئی
یارب کہان سے آگئی چھوٹی چھری قاتل کے پاس

مجنون تامّل کی ہے جا دہوکے کا ہے یہ قافلا
شبہے مین لیلی کے نہ جا ہر صاحبِ محمل کے پاس

کانٹے چبھے ہر گام پر چھالے پڑے کانپا جگر
منزل کی کڑیان جھیل کر پہنچے ہین ہم منزل کے پاس

راہ عدم کی سیر سے کب رنج اُٹھائی خیر سے
پہنچے ہین یانے غیر سے سوتے ہوئے منزل کے پاس

گھبرا نہ قیسِ ناتوان لیلی خود آئے گی یہان
اُلجھے گا ناحق ساربان جاتا ہی کیون محمل کے پاس

ساقی کو حیرت ہوگئی مطرب کو وحشت ہوگئی
برباد صحبت ہوگئی پہنچا جو مین محفل کے پاس

جائے گا جب سوے جنان حورون کو دیگا ارمغان
زخمون کی ہین جو بدھیان قاتل ترے بسمل کے پاس

ہوتی امیر انجام پر کچھ بھی اگر اُنکو نظر
آنکھون سے جاتے دوڑ کر حاجت روا سائل کے پاس

ٹھہرا گیا کب تیر سا ای ترک میرے دل کے پاس
خنجر بھی تڑپا دیر تک آیا جو مجھ بسمل کے پاس

گردش جو ہو تقدیر مین کچھ سعی کام آتی نہین
منزل کچھ آگے بڑھ گئی پہنچا جو مین منزل کے پاس

تاثیرِ الفت دیکھنا جب قیس نے فریاد کی
گھبرا کے لیلی بول اُٹھی یہ کون ہے محمل کے پاس

زاہد تو کیا شیخ حرم آآکے چلے کھینچتا
ملتی جو تھوڑی سی جگہ میخوارون کی محفل کے پاس

دولہا بنایا ہے اُسے کیا تیری تیغِ ناز نے
بیٹھی ہین شرمائی ہوئی حورین ترے بسمل کے پاس

حُسن کہتا ہے سرِ بزم ہو جلوے کا ظہور
شرم کہتی ہے نہ پردے سے ہو باہر عارض

آنکھین لڑ سکتی ہین اب کسکی کہ نکلا خطِ سبز
لیکے آیا ہے یہ سادات کا لشکر عارض

دہر مین جلوہ گہِ مہر ہے ہر ایک مکان
میرے دل مین مری آنکھون مین کرے گھر عارض

دیکھیے جسکو وہ ہے حُسن مین یکتائے جہان
لب دہن چشم مژہ زلفِ معنبر عارض

اُسکو دیکھا تو کیا ہمنے تماشائے چمن
زُلف سنبل ہے دہن غنچہ گُلِ تر عارض

غل ہوا شہر مین خورشید گہن مین آیا
چھپ گیا جب تہِ گیسوے معنبر عارض

پھر آئینہ تو ہے وجہِ صفا خاکستر
کیون مرے گرد نظر سے ہے مکدر عارض

آج ہے ہجر تو ہو جائے گا کل وصل امیر
ایسے انسان کو مرض ہوتے ہین اکثر عارض

ہمکو وزیر سے نہ کسی شاہ سے غرض
اللہ کے فقیر ہین اللہ سے غرض

جلوہ پسند آپ کا عاشق ہون آپ کا
خورشید سے غرض نہ مجھے ماہ سے غرض

اُٹھوائیے نہ میرے جنازے کو دھوم سے
مرنے کے بعد کیا حشم و جاہ سے غرض

یہ بوجھ اُنکے سر پہ رہے ہین جو اغنیا
کیا مجھ گدا کو خیمہ و خرگاہ سے غرض

کیون مومنون کی جانبِ مہدی نہو رجوع
سارے براتیون کو ہے نوشاہ سے غرض

روزینہ ہے جو بوسون کا جاری رہے مدام
پھر کچھ ہو نہ ہو ہمین تو ہے تنخواہ سے غرض

اے سامعین ہین شعر مرے دل کا مرثیہ
کرتے ہو واہ کیا ہے مجھے آہ سے غرض

گردش امیر کوچہ بکوچہ ہے اسلیے
نکلے کسی طریق کسی راہ سے غرض

ہوتا ہے روز مجھکو جو عارض نیا مرض
اللہ کیا ہے میرے مرض کی دوا مرض

اِسکو غمِ وصال ہے اُسکو تپِ فراق
دل کو جدا مرض ہے جگر کو جدا مرض

جھنجھلا کے بولے اُن سے جو لپٹا مین بار بار
پیدا ہوا ہے آج یہ تمکو نیا مرض

کٹ بھی چکے کہین کہ ہے یان سر وبالِ دوش
قاتل کو بھی ہے تیغ دو پیکر وبالِ دوش

اے تیغ یار جلد سبکدوش کر کہین
ناطاقتی سے ہے مجھے اب سر وبالِ دوش

نازک جو لوگ ہین کہین اُٹھتا ہے اُن سے بوجھ
ہو کیون وہان نہ زلفِ معنبر وبالِ دوش

پی جاؤن ایک سانس مین دے مجکو میفروش
کب تک سبو سے بادۂ احمر وبالِ دوش

تنکا سا بعدِ مرگ جو ہوا اپنا جسمِ زار
یارون کو پھر جنازہ ہو کیونکر وبالِ دوش

ساقی مجھی کو دے مین سر آنکھون پہ لون اُسے
ایسی اگر ہے تاک کی دُختر وبالِ دوش

ہنگامِ شب جو پھینک گیا میری قبر پر
شاید تھی ماہتاب کو چادر وبالِ دوش

کب تک اُٹھاؤن بوجھ فرشتون کا اے امیر
ہے ابتدائے سن سے یہ لنگر وبالِ دوش

ردیف صاد مہملہ

آبرو کھوتی ہے پھر بھی رکھتی ہے ناکام حرص
دشمنِ عزت ہے جسکا ہے جہان مین نام حرص

شدتِ اندوہ انسان کو بھلا دیتی ہے بھوک
خاک دانے کی کرین مرغانِ زیرِ دام حرص

صاحبِ حاجت رہین امیدوارِ انقلاب
ہین غنی ہمکو نہین اے گردشِ ایام حرص

جانتے ہین اور بھی دُنیا مین کچھ اہلِ طمع
رات سے دن تک تمنا صبح سے تا شام حرص

آرزو شیشے کو ہے آئے وہ تیری بزم مین
بوسۂ لب کا ترے رکھتا ہی ہے جام حرص

عاقبت مجکو دہانِ گور نے لقمہ کیا
وہ کبابِ گور کی اب کیا ہوئی بہرام حرص

حرص سے خالی ہین خاص و عام کمتر اے امیر
خاص استغنا سرائے دہر مین ہے عام حرص

ردیف ضاد معجمہ

کیون نہ کہیے ہین مہ و مہر سے بڑھکر عارض
وہ کم و بیش چمک مین ہین برابر عارض

ردیف ظاے معجمہ

آتا ہو میکدے سے مین تو دن کو آسے واعظ
دروازہ کون کھولے شب کو پرا سے واعظ

ساقی وہ رند ہون مین گر دُرد تہ نشین ہو
غوطہ لگا کے مجھکو خود ڈہونڈ لاے واعظ

کیا فرق نیک و بد مین رحمت ہے عام اُسکی
رندون کا بھی وہی ہے جو ہے خداے واعظ

فردوس میکدہ ہے میکش بلا رہے ہین
اب بھی اگر نہ آے دوزخ مین جاے واعظ

کچھ وعظ سے نہین کم ہمکو صداے کو کو
کسریٰ کے طاق پر ہے قمری بجاے واعظ

پہلے اُسی سے ہونگے سارے سوالِ محشر
خود بھی ڈرے نہ تنہا ہمکو ڈراے واعظ

مجلس مین وعظ کے ہین کچھ رند آج وارد
تاکی ہے مفلسون نے شاید رداے واعظ

وہ رند ہون کہ گاڑون پیرِ مغان کا جھنڈا
عمامہ کر کے پرزے لیکر عصاے واعظ

اس کان جب مین سنکر اُس کان وعظ اُڑادون
بے پر کی میرے آگے پھر کیا اُڑاے واعظ

بیٹھے ہین صبر کر کے میخوار میکدون مین
محشر پہ اُٹھ رہے ہین ہنگامہ ہاے واعظ

دیتے ہین بادہ کش کب پرہیز کا جو ہون
بھاری عمامہ رکھکر اُنکو دباے واعظ

کہتا ہے میکدے کا رستہ ہے راہ دوزخ
چلتا ہے چال اُلٹی ٹھوکر نہ کھاے واعظ

مین رند پارسا وہ ضد ہو گئی ہے باہم
سیدھی کہون تو اُلٹی مجکو سناے واعظ

خم مین ہو قید جیسے یہ صورت فلاطون
تجویز کی یہ مین نے ساقی سزاے واعظ

آخر مین آدمی ہون بادام کچھ نہین ہون
بک بک کے مغز میرا کہدو نہ کھاے واعظ

کانون مین بھر گئی ہے میناے مے کی قلقل
ہم بادہ کش سُنین اب کیونکر صداے واعظ

مسجد مین رند بھی ہین ارباب زہد بھی ہین
دیکھین امیر آسے کس پر بلاے واعظ

ردیف عین مہملہ

میری طرح جہان مین ہے گرم شتاب شمع
ہر بزم مین لگن سے ہے پادر رکاب شمع

آیا ہے وہ مسیح مین بیخود ہون ہمدمو
مجھکو نہین تمیز بڑہا یا گھٹا مرض

ہر وقت اوڑہنا ہی بچھونا ہے شاعری
سچ ہے امیر تمکو ہوا یہ بڑا مرض

ردیف حاے حطی

پڑہا جاتا نہین اسے دلربا خط
جزاک اللہ لکھا ہے نیا خط

اثر تھا یہ مری اُفتادگی کا
کمر سے نامہ بر کی گر گیا خط

کہا قاصد سے میرے کہو کے نامہ
یہ کہہ دے جا کے لکھین دوسرا خط

نشان ملتا نہین اُنکے مکان کا
لیے پھرتا ہے قاصد جا بجا خط

لگا لی تیغ پر اُس ترک نے تیغ
نہ سطر سطح سخت جانی سے پڑا خط

تمھارا کون ہے غیرون کی ہیڑ اک
امیر اُسکو سمجھ کر بھیجنا خط

ہے روے کتابی پر کیا خوب تمہارا خط
کچھ سات خطون سے بھی ہے بڑھکے یہ پیارا خط

بھیجا جو کبھی ہمنے دیکھا بھی نہ سارا خط
عینک کی طرح اُسنے نظرون سے اتارا خط

اک نامہ جو لکھا تھا اب تک نہ جواب آیا
کس مُنہ سے لکھون اُسکو قاصد مین دوبارا خط

قسمت کا لکھا دیکھو بھیجا بھی اگر قاصد
اِک حرف نہ سمجھے وہ گو پڑھ گئے سارا خط

لیجاے گا تُربت مین وہ زیر کفن رکھکر
جنت کا قبالہ ہے عاشق کو تمھارا خط

احباب دم آخر یٰسین سناتے ہین
جی جاؤن جو اسدم بھی آجاے تمھارا خط

اوُن گا قفس سے مین خود اڑکے سوے گلشن
صیاد کو لکھتا ہے ناحق چمن آرا خط

یان مشق رہی برسون اِکدن نہ کہا اُسنے
لکھوائین گے کچھ ہم بھی دیکھین تو تمہارا خط

اندھا ہون جو وہ خط ہو نظرون سے امیر اوجھل
جس روز سے آیا ہے آنکھون کا ہے تارا خط

شتاقِ مرگ ہین شبِ فرقت مین آپ ہم
ناحق دکھا رہی ہے زبان مثلِ مار شمع

پروانون کی ہین لاشین لگن مین پڑی ہوی
رو رو کے کیون نہ دل کا نکالے بخار شمع

آیا نہین جو بزم مین اب تک وہ سرو قد
پروانے کی نظر مین ہے مانندِ دار شمع

اُس شمع رو کے وصف جو کچھ بھی رقم کرے
بنجاے صاف کلکِ وقائع نگار شمع

ممکن نہین کہ سر نہو گلگیر سے قلم
فانوس کو امیر نہ سمجھے حصار شمع

ردیف غین معجمہ

کر رہا ہے خوب تقلیدِ رُخ و کاکل چراغ
ہو کے گل کرتا ہے پیدا دود سے سنبل چراغ

یون نہ مٹ جاے شبِ وصلت ہمارا داغِ دل
کوئی جل سکتا ہے پیشِ افعیِ کاکل چراغ

شب کو آندھی چل گئی ایسی ہماری آہ کی
ہو گئے خاموش سارے شہر کے بالکل چراغ

ہو غلافون سے اگر تاریک ہے کُنجِ قفس
داغِ دل کا ساتھ اپنے لائی ہے بلبل چراغ

منحصر داغِ محبت پر ہے دل کی روشنی
کیون نہ گھر تاریک ہو جاے اگر ہو گُل چراغ

یکسون کو وقتِ شب کیا روشنی کی احتیاج
شیشۂ مے شمع روشن ہے تو جامِ مُل چراغ

یا عجب عشاق مین بھی ہو جو باہم لاگ ڈانٹ
گُل کو لے بھاگین پتنگے لے اُڑی بلبل چراغ

ب تلک روشن تھا پروانون کا اِک انبوہ تھا
بُلبلین تربت پر آئین ہو گیا جب گل چراغ

شب کو آمد کسکی دریا پر ہوی جو اے امیر
ناخداون نے کئے روشن کنارِ پل چراغ

شبِ تاریکِ فرقت مین جلائین ہم چراغ
گُل کرے چلکر ہواے آہ جب پیہم چراغ

ِ حسرت ہے ترے غمناک کے سینے مین یون
جسطرح کوئی جلاتا ہے شبِ ماتم چراغ

ے گا میرے سیہ خانے مین آکر کیا فروغ
کرمکِ شبتاب سے بھی نور مین ہے کم چراغ

د پیری مین کرین کیا زیست پر ہم اعتماد
ہو چکی ہے صبح اب ہے اور کوئی دم چراغ

دل مین کرے خیال جو اُس گلعذار کا
آنکھون سے جاے اشک بہای گلاب شمع

کیا بات تیرے ساغر و مینا کی ساقیا
بیمثل یہ چراغ ہے وہ لاجواب شمع

پردے مین نور اُس رُخ روشن کا کیا چھپے
فانوس کے حجاب مین ہے بے نقاب شمع

جلکر ابھی تو گرمی عارض سے ہوگی خاک
آے ترے حضور جو کہتی ہے تاب شمع

روشن ہے اسیہ خانہ محفل کا صبح تک
یہ وجہ ہے کہ رکھتی ہے چشم پر آب شمع

موزون کیا ہے کیا کسی بوٹے سے قد کا وصف
ہے مصرعِ بلند ترا انتخاب شمع

لاے کہان سے اُس رُخ روشن کی آب و تاب
بیجا نہین جو شرم سے ہے آب آب شمع

یون گل ہے روبرو ترے عارض کی بے فروغ
جیسے حضورِ تقمۂ آفتاب شمع

ہے فاتحے کا قصد نہین چھپ کے رات کو
آے نہ میری قبر پہ خانہ خراب شمع

درکار ہو اگر تری محفل کو روشنی
فانوس آسمان بنے ماہتاب شمع

پروانون کو جلانے کا انجام ہے بُرا
لیتی ہے اپنے سر پہ عبث یہ عذاب شمع

واقف نہین ہے اپنا سیہ خانہ نور سے
معدوم ہے امیر ہماری حساب شمع

ممکن نہین کہ رُخ سے ترے ہو دوچار شمع
چہرے کی آب و تاب دکھاے ہزار شمع

کیون صبح تک ہے شام سے شب زندہ دار شمع
ہے کسکے شوق مین ہمہ تن انتظار شمع

آتی ہے اُسکے کوچۂ گیسو سے کیا ہوا
بُجھ جاتی ہے یہ بزم مین کیون بار بار شمع

ہر شب کو ناحق آنے مین کرتی ہے عذر لنگ
کیا جانتی نہین ہے ہمارا مزار شمع

قصہ جو سوز دل کا سنا مجھ سے شام کو
تا وقت صبح شب کو رہی اشکبار شمع

ہے باعث شگفتگی بزم روے زرد
دکھلاتی ہے خزان مین بھی رنگ بہار شمع

آے سیاہ خانے مین میرے تو خوف سے
جلدے ہوا کے گھوڑے پہ ہو کر سوار شمع

دولت وہ کون ہے نہین جسکی کسی کو تاک
ہے ساتھ چور بھی ہے اگر تاجدار شمع

ساقی یہ ہجر یار مین دل سے کیا ہی عہد
دیکھون نہ آنکھ اُٹھا کے مے و جام کی طرف

وہ بدنصیب ہون جو شکایت کرون کبھی
تقدیر یو سے گردشِ ایام کی طرف

دھیان آگیا کہ باغ کو بھی دیکھتا چلون
آیا تھا ایک سروِ گُل اندام کی طرف

اُس آنکھ کے جو دیکھنے والے ہین باغبان
کب دیکھتے ہین نرگس و بادام کی طرف

اپنے **امیر** مست کا کیا پوچھتے ہو حال
جامی کی قبر پر وہ گیا جام کی طرف

ہے چھلاوا اُس پری پیکر کے بل کھانے سے زلف
آتی ہے قبضے مین کسکے ہاتھ دوڑانے سے زلف

کیا اُلجھنے پر تلی ہی اپنے بیگانے سے زلف
ہے بڑی کج بحث سیدھی ہو تو ہو شانے سے زلف

حق اُسی کا ہے سلاسل پاس حق ہی فرض عین
ہی یہ حق پوشی چھپاتے ہو جو دیوانے سے زلف

سو بلائین ہونگی نازل ایک سے اب تک بلا
کھولیے باھر نکل آئینہ خانے سے زلف

تھی شبِ دیجور افشان سے شبِ مہتاب ہے
کیسی اے مشاطہ چمکی ترے چمکانے سے زلف

اب ٹھہرتا ہون کہین مسجد مین مین وحشی مزاج
دختر رز نے دکھائی مجکو میخانے سے زلف

ہٹ سرک اے شانہ آنے دے دلِ صد چاک کو
غیر ممکن ہے کہ سلجھے ترے سلجھانے سے زلف

طور آرائش کا کیا جانین ابھی کم سن ہین وہ
رُخ ہے آئینے سے غافل بیخبر شانے سے زلف

چشم بد دور اُن کا ہر انداز ہے سب سے جدا
حُسن مین اِک بانکپن ہے کم نہین بانے سے زلف

دیکھیے اہلِ عدم پر اب ہو نازل کیا بلا
شانہ کیسا تا کمر پہنچی ہے لٹکانے سے زلف

آدمی کیا اتو کرتی ہے فرشتون کو بھی مست
موج آئی کیا کہ چھلکی اپنے پیمانے سے زلف

اے دل صد چاک شانہ بنکے جا پر یاد رکھ
ہے مزاج اُلٹا اُلجھ پڑتی ہے سلجھانے سی زلف

دردِ دل کہنے کو جادو تم تو سمجھے ہو **امیر**
پر نہ ہاتھ آئیگی افسون سے نہ افسانے سے زلف

عارض ترے اے گلبدن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
گویا کھلے ہین دو چمن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

ہو تمہیں ایسے کہ ہم بے مہربان ہوتے نہیں
ہمدم بلبل ہے گل پروانے کا محرم چراغ

بے ثباتی بزم عالم کی نظر آتی ہے صاف
ہے نگاہ چشم آخر بین مین جام جسم چراغ

مر کے بھی محتاج ہوتا ہے کسی کا کب سخی
گور حاتم پر ہے نام روشن حاتم چراغ

ہین مریض عشق عارض کی دوا بیتابیان
لاکھ کرتا ہے دعا سے نور پڑھکر دم چراغ

میرے آگے جتنے شاعر ہین وہ ٹھنڈے ہین امیر
کیا چلے تارون کا پیش نیر اعظم چراغ

کھاے یہ الفت بت غنچہ دہن مین داغ
طاؤس کی طرح ہین سراپا بدن مین داغ

گریان وہ ہون کہ کچھ نہین پروا ہے بعد مرگ
دہو دیگی چشم تر جو لگے گا کفن مین داغ

اے ترک دیکھ تو کوئی گولی سے اڑ نہ جاے
بندوق اسطرح نہ بھری انجمن مین داغ

کافور کے صبح غریبی سے سمجھے دن
ہے میرے ہجر سے ہر دل اہل وطن مین داغ

سنیے مری نہ سمجھیے بوسہ رقیب کو
ایسا نہو لگے کہین سیب ذقن مین داغ

دیکھا ہے جب سے باغ مین گورا بدن ترا
لالے کی طرح ہے جگر یاسمن مین داغ

مشتاق سجود حق مین بھی دشمن کو رشک ہے
ہے شیخ کی جبین کا دل برہمن مین داغ

ظاہر مین اور رنگ ہے باطن مین اور رنگ
بوٹے قبا مین ہین تو ہمارے بدن مین داغ

دیکھ آے لالہ زار کو ہم جا کے کوہ پر
ایک ایک کا جگر ہے غم کوہکن مین داغ

جب سے سنا امیر کہ ہین داغ دردمند
لاکھون پڑے ہین سینۂ اہل سخن مین داغ

ردیف فا

دوڑا دل اسکی زلف سیہ فام کی طرف
یہ صید آپ کھنچکے گیا دام کی طرف

دل دیجیے تو ڈھونڈ کے معشوق باوفا
آغاز مین نظر رہے انجام کی طرف

درپیش ہے وطن سے سفر چھوٹتا ہے گھر
حسرت سے دیکھتا ہون در و بام کی طرف

چو رنگ ابروسے جگر دل بسملِ تیغِ نظر
گویا ہین دو گلگون کفن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

رخسار نازک ہین تو ہون آج ایک مانون گا نہ مین
دو بوسے لونگا جان مین ایک اِسطرف ایک اُسطرف

شیخین دامانِ عبا تھامے ہوئے ہین حشر مین
ہین بیچ مین شاہِ زمن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

زلفین امیر اُس حور کی ہین چہرۂ پُر نور پر
اِک چاند ہے اور دو گہن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

تھہرے ہر مژگانِ چشمِ جادوے دلبر کی صف
ایک جنبش مین اُلٹ دیتی ہے یہ لشکر کی صف

دیکھنے آیا جو وہ سفاک روز باز پرس
گردنین جُھک جُھک گئین بچھ بچھ گئی محشر کی صف

رند میخانے کے کیا بیباک ہین طرار ہین
دخل اگر پائین تو لیجائین خدا کے گھر کی صف

ناگہان چمکی جو مثلِ برق وہ تیغِ جمال
کیا تہ و بالا ہوئی مژگانِ چشمِ تر کی صف

ہے صدف کہنا بجا اُسکے دہانِ تنگ کو
سمجھے ہین جسکو صفِ دندان وہ ہے گوہر کی صف

ہون وہ دیوانہ جو مسجد مین گیا وقتِ نماز
ڈر گئے سب لوگ اندر ہو گئی باہر کی صف

کیا خرامِ ناز سے نکلے جو وہ دامن کشان
زلزلہ آیا تہ و بالا ہوئی محشر کی صف

کیا زمانہ ہے ہوے مقتول خاصانِ خدا
مسجدِ کوفہ مین بچھی ماتمِ حیدرؑ کی صف

مسجدِ اقصےٰ مین ختمِ الانبیا تھے پیش امام
پیچھے اُن کے مرسلانِ خالقِ اکبر کی صف

مومنون کو کیا رہے اندیشۂ یاجوجِ کفر
سدِ اسکندر ہوی اسلام کے لشکر کی صف

شعر ہین ہر صفحۂ دیوان پہ میرے یون امیر
جسطرح گلزار مین اشجار بار آور کی صف

ردیف قاف

کتنی ہو دور قطع سے ہے دم بھر مین راہِ شوق
صرصر کے بادبان رکھتی ہے اپنی نگاہِ شوق

طوفانِ غم مین دل کی خدا ہی مدد کرے
مضطر ہے ناخداے جہازِ تباہِ شوق

شیدا ہون اُسکے چہرے کا عاشق ہون زلف کا
سب سے ہے مری نظر مین سپید و سیاہ شوق

پڑتا ہے اُن پلکون سے رن ایک اسطرف ایک اُسطرف
مردہ جو ہین زیر زمین زندہ ہین بالاے زمین
تو زم مین جلوہ نما عکس آئینے مین ہی ترا
وہ قامت و گیسو نہین تشبیہ ہے یہ دلنشین
پیری مین اے زاہد نہین یہ تیرے گیسوے سفید
کیونکر بچے گی دل کی جان آنکھون سے اُس سفاک کی
ہین بیچ مین وہ جلوہ گر مین ہون اِدہر اور غیر اُدہر
ترکانِ چشم اُس شوخ کے ابرو کی تلوارین لیے
جلتا ہے الفت سے جو دل پھکتا ہے فرقت سے جگر
افلاس و دولت دونون سے دنیا مین ہوتا ہے ضرر
ظاہر گل و بلبل سے ہے نیرنگ گلزارِ جہان
ہین آفتین دل پر کہی چینِ جبین پر بھی تری
خالی مصیبت سے نہین انسان کو ہستی و عدم
چو رنگ ہو کیونکر نہ دل آنکھون بھوؤن کو دیکھکر
آو ہی سفید آو ہی سیہ ہر اِک پہ وحشت کی نگہ
بازو پہ گر اُسکے بند ہین ہو جائین جوشِ حسن سے
کیا کاتبِ اعمال سے پوچھون کہ تم لکھتے ہو کیا
دل سے جگر سے عشق مین کاٹے سے غم کٹتا نہین
کیا دن تھے دہلی لکھنؤ تھے میر و مرزا سے چمن
ہین زیر و بالا تیرے لب جان بخشیون مین منتخب
تلوار اُدہر پھیرے ہے مُنہ بسمل اِدہر پھیرے ہے رخ

دو پلٹنین ہین صف شکن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
آراستہ ہے انجمن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
بیٹھے ہین دو غنچہ دہن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
ہے دار سے لٹکی رسن ایک اسطرف ایک اُسطرف
ہین دوش پر یہ دو کفن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
مین تاک مین دو راہزن ایک اسطرف ایک اُسطرف
اِک بت ہے اور دو برہمن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
دکھلا رہے ہین بانکپن ایک اسطرف ایک اُسطرف
آفت ہین وہ داغِ کہن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
اِس سامنے ہین دو دہن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
یہ نوحہ گر وہ خندہ زن ایک اسطرف ایک اُسطرف
طرہ ہے زلف پر شکن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
ہین سنر لین دو کٹھن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
آفت ہین دونون تیغ زن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
آنکھین ہین دو ابلق ہرن ایک اسطرف ایک اُسطرف
اِسکے چمک مین نور تن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
کاندہو نپہ ہین دو سیمتن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
اِک کوہ ہے دو کوہکن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
یہ دونون تھے یکتاے فن ایک اسطرف ایک اُسطرف
دو ہین مسیحا ہے زمن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
روٹھے ہین یہ دو طاد لمن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

مرتے مرتے نہ اُٹھا پردۂ رخسارۂ عشق

غم سے بجا ہین بیتاب عاشق
آتش ہے فرقت سیماب عاشق

خرمن کا میرے اب کیا ٹھکانا
بجلی ہے شیداسیلاب عاشق

قسمت کی گردش جاتی ہے کوئی
دریا ہے اُلفت گرداب عاشق

وہ گُل ہے پیاسا میرے لہو کا
سرخاب پر ہے سرخاب عاشق

انسان کیسے چہرے پہ تیرے
ہے مہر قربان مہتاب عاشق

معشوق و عاشق کیونکر جدا ہون
قاتل ہے اِن پر خود ڈاب عاشق

دور آسے ایسا کوئی امیر اب
احباب پر ہون احباب عاشق

ردیف کاف تازی

وصل حاصل ہے مگر ہی غم ہجران ابتک
جمع ساماں ہے پر دل ہے پریشان ابتک

تھک چکے پر ہے سر سیر بیابان ابتک
وہی کانٹے ہین وہی گوشۂ دامان ابتک

تیغ اُس ترک نے گو کھول کے رکھدی ہی مگر
رُعب باندہے ہوے ہی شہر مین میدان ابتک

قید سے دشت مین آے ہوے مدت گزری
شوق مین میرے کھلا ہے در زندان ابتک

پیری آئی ہوے سب موے سیہ سر پہ سپید
صبح ہوتی نہین لیکن شب ہجران ابتک

دل جگر سینہ و سر سب ہوے چھلنی لیکن
تیر پر تیر لگاتی ہے وہ مژگان ابتک

کتنے بدبخت تھے جو چھوڑ گئے رسم ستم
مرچکے پھر بھی لکھے جاتے ہین عصیان ابتک

عمر گزری ہے کہ ہون منتظر روز وصال
نہین آتا ہے وہ اسے گردش دوران ابتک

کیا رفوگر کی ندامت کی ہے اُسکو بھی خبر
ہنس رہا ہے جو مرا چاک گریبان ابتک

عمر گزری ہے الٰہی اجل آتی ہے نہ یار
کوئی مشکل مری ہوتی نہین آسان ابتک

شعرا اُٹھ گئے دنیا سے مگر دیکھ امیر

تم پاک ہو ڈرو نہ قیامت کے روز سے — اے چشم و دل ہے جرم تمنا گناہِ شوق

ہے سیرِ باغِ حسن کا طالب ہمیشہ دل — اُگتی ہے اِس زمین سے مردم گیاہِ شوق

آمد ہے قصرِ دل مین یہ کس شاہِ حُسن کی — پروے ہماری آنکھون کے ہین فرشِ راہِ شوق

چلتی ہے تیغ معرکۂ حسن مین تو کیا — رکھا ادہر بڑھکے پاون زرا اے نگاہِ شوق

بوڑھا بنا دیا ہے ترے رُعبِ حسن نے — ہے دستِ رعشہ دار ہماری نگاہِ شوق

نکلے نہالِ حسن مین پتے ہرے ہرے — برسایا جھوم جھوم کے ابرِ سیاہِ شوق

پردا ہے کیا نقاب جو اُس رُخ کی ہو سپر — توڑے گی تیر بنکے ہماری نگاہِ شوق

جتنا اُدہر کھنچا تری چوٹی کا فتح پیچ — بڑھتی گئی ادہر بھی شکستِ کلاہِ شوق

مثلِ کمند لای حسینون کو کھینچکر
نکلی امیر منہ سے ہمارے جو آہِ شوق

زندہ یا رب ہون جو مردہ ہین یہ آوارۂ عشق — پھونکدے صور کہین شورشِ نقارۂ عشق

دل بھی میرا مری مانند ہے آوارۂ عشق — آسمانِ عشق کا مین ہون تو یہ سیارۂ عشق

گردنِ چرخ جھکے بوجھ سے جب مثلِ ہلال — کیا اُٹھے پھر کسی مزدور سے پشتارۂ عشق

سرو آزاد یہ جھوٹے ہوے بندی ہین وہی — عاشقِ قد نے دیا تھا کبھی کفارۂ عشق

پھکے کرامین ہین گئے حضرتِ موسیٰ سرِ طور — کیون نہ منزل پہ وہ پہنچین جو ہون آوارۂ عشق

ہے یہ مطلب دلِ صد چاک کا پیشِ رُخِ یار — اسی قرآن مین ملجاے یہ سیپارۂ عشق

برق کو مین علمِ شوق کا پرچم سمجھا — رعد پر مجھکو ہوا شبہۂ نقارۂ عشق

قدِ آدم عوضِ آب اُچھلتا ہے لہو — حلقِ بسمل ہے جسے کہتے ہین فوارۂ عشق

نور تارون مین جواہر مین چمک پھولون مین رنگ — لاکھ آئینون مین ہے پرتوِ رخسارۂ عشق

کچھ بھی ہوتا جو زمانے مین محبت کا رواج — حسن کرتا نگہِ شوق سے نظارۂ عشق

ہمنے اخفا یہ کیا رازِ محبت کو امیر

میں وہ دل سوختہ ہوں اس چمن میں
جلے بجلی جو آئے آشیاں تک

نہیں کچھ تیغ قاتل ہی کشیدہ
خفا ہے مجھ سے مرگ ناگہاں تک

نہ پائی گرد نالوں نے اثر کی
زمیں سے خاک چھانی آسماں تک

جو یوں آنے نہ دے اُسکی گلی میں
تو پہنچوں خواب بنکر پاسباں تک

تڑپنے سے مرے تنگ آکے بولے
تسلی دے کوئی تجکو کہاں تک

کہاں ہم اے امیر اب اور کہاں داغ
یہ جلسے ہو چکے خلد آشیاں تک

ڈھونڈا کیے ہمکو نہ ملا یار کا گھر تک
پہنچی نہ کسیطرح دعا باب اثر تک

کھلتا نہیں کون آکے بیاباں میں یہ رویا
اک تختہ سے ہے پانی کا ادھر سے جو ادھر تک

فریاد ہے عالم میں ترے دست ستم کی
سر کھولے ہوئے پھرتے ہیں خورشید و قمر تک

بیکس تھا زمانے میں مرا اسکو ہے ماتم
اک شمع لحد شام سے روتی ہی سحر تک

گھر تک شب فرقت میں اُسے کھینچکے لاؤں
پہنچے جو مرا ہاتھ گریبان سحر تک

پائی یہ کماندار ترے تیر میں لذت
سینے میں وہ بیٹھا نہ ہوئی ہمکو خبر تک

کیا باڑھ پر آب دم شمشیر ہی قاتل
تھا تیری کمر تک مگر اب ہی مری سر تک

جو حد سے ہو باہر اُسے کیونکر کوئی دیکھے
روشن ہے کہ جاتی ہی نظر حد نظر تک

چھوٹا نہ امیر اُن سے کوئی شہر کا کوچہ
آنے میں رہا عذر ہمیشہ مرے گھر تک

ردیف کاف فارسی

باغ میں آکر وہ گل رو تازہ دکھلاتا ہی رنگ
گل یہ شرماتے ہیں اک آتا ہی اک جاتا ہی رنگ

ہمتو اُڑکر جا نہیں سکتے قفس سے باغ تک
گل جو یاد آتے ہیں تو چہرے کا اُڑ جاتا ہی رنگ

جانتا ہوں ہے بڑا بہروپیا پیر فلک
صورتیں تازہ نئے ہر روز دکھلاتا ہی رنگ

اچھے شعرون کا زمانہ ہے ثنا خوان ابتک

عشق مین ہین لب خشک و مژۂ تر تر و خشک
اپنے قبضے مین بھی ہے مثل سکندر تر و خشک

ساقیا ہمکو مے ناب ملے خواہ کباب
نوش کرتے ہین جو دیتا ہے مقدر تر و خشک

قطع رہ کرتا ہے دریا مین بھی صحرا کی طرح
سالک راہ خدا کو ہے برابر تر و خشک

خشکی زاہد و تر دامنی رند کا حال
پوچھ لو ہم سے کہ دیکھا ہے سراسر تر و خشک

اغنیا نعمت الوان پہ کرین ناز امیر
شام تک ہمکو بھی ہوتا ہے میسر تر و خشک

نہین ممکن رسائی لامکان تک
نشان کسطرح پہنچے بے نشان تک

تری سفاکیان پہنچین یہان تک
کہ ڈرتی ہے حیات جاودان تک

کرون ضبط نفس ہمدم کہان تک
لگی ہے آگ اک دل سے زبان تک

پہنچ جائے اگر مجھ سخت جان تک
تو مانگے موت مرگ ناگہان تک

مین ہون وہ ناتوان جب آہ کھینچی
تو ٹھہری سو جگہ دل سے زبان تک

کڑی ہے اسقدر منزل عدم کی
کہ مر مر کر پہنچتے ہین وہان تک

بہار آخر ہے اور مین بے پر و بال
قفس سے اڑ کے بیٹھے آشیان تک

مین ہون اس انجمن مین شمع تصویر
کہ سوز دل نہین آتا زبان تک

ہزارون حسرتون کا ہو گیا خون
کہان تک پاس رسوائی کہان تک

مری واماندگی کہتی ہے مجھسے
پہنچنا ہو چکا اب کاروان تک

غش آیا زاہد و مسجد مین بے مے
چلو لیکر مجھے پیر مغان تک

ترے قربان اے بیتابی دل
مجھے پہنچا دے اسکے آستان تک

مکان یار تک قاصد نہ پہنچا
گئے کیسے پیمبر لامکان تک

بہت ہی زور پر ہے وصل کا شوق
نزاکت آڑ پڑے آئیگی کہان تک

آشیانے سے کہو سر نہ نکالے بلبل

واہ کیا خوب پر و بال نکالے بلبل
اُڑتے ہی پڑ گئی صیاد کے پالے بلبل

باغبان رحم سے واقف نہین گلچین بے درد
ایک ہم ہین ترے پہچاننے والے بلبل

یہی رونا ہے تو پھولون کا خدا حافظ ہے
آنسوون سے ترے سب بھر گئے تھالے بلبل

نہ جلا تجھسے قفس مین نے چمن پھونک دیا
دیکھے ہین گرم ترے یا مرے نالے بلبل

پھول گلشن مین نہ آئے تھے کہ صیاد آیا
دل کے ارمان کہو کیا خاک نکالے بلبل

ذبح صیاد کرے گا تجھے کل ہے یہ خبر
آج جو کچھ ہو سنانا وہ سنالے بلبل

ہنس رہا ہے ابھی صیاد نہین واقف ہے
چٹکیان لین گے جگر مین ترے نالے بلبل

باغبان کا جو شب و روز جلانا ہے یہی
آشیان برق کو کر دے گی حوالے بلبل

ہاتھ گلچین کے کیے باغ مین کانٹون نے فگار
خوب ہی پھوٹے ترے دل کے بھی چھالے بلبل

پھول پھولے ہوے بیٹھے ہین چمن مین تجھسے
چہچہے کر کے زرا اِن کو سنالے بلبل

تجھسے ہنستے ہین کبھی کرتے ہین گلچین سے مذاق
اِن گلون کے ہین کچھ انداز نرالے بلبل

دم اُلٹ جائے نہ صیاد کا سنتے سنتے
دردانگیز نہ کر ایسے تو نالے بلبل

اِکدن آئیگی خزان دون کی کیسی یہ امیر
چار دن باغ مین بے پر کی اُڑا لے بلبل

انھین درکار ہے اِک چلبلا دل
یہ سنتا تھا کہ بجلی بن گیا دل

اُسے دیکھا تصدق کر دیا دل
کسیکو کیا مری آنکھین مرا دل

دُہائی بادشاہِ حسن کی ہے
ادائین چھینے لیتی ہین مرا دل

اُٹھا کر درد نے اور اُسکو پٹکا
جہان راہ محبت مین گرا دل

تری صحبت مین جا کر بن گیا ہے
تری شوخی کا خاکا چلبلا دل

تڑپ جاتا ہون مین اُٹھتا ہے جب یہ
الٰہی درد ہے پہلو مین یا دل

کیا خدا کی شان ہے پانی کرے کار ہوا
آتشِ رخسار کو غازے کا بھڑکاتا ہے رنگ

زاہدونکو چھپ کے دیر آتے ہوے پیرِ مغان
اور ہی کچھ اب تمہارا اے سخی وآتا ہے رنگ

چہرۂ دل بنگیا زخمون کے پھولون سے چمن
کیا خراشِ ناخنِ غم ہمکو دکھلاتا ہے رنگ

فائدہ اتنا ہی باندھی ہین جو مضمون زلف کے
شعر جب پڑھتے ہین ہم یارون مین بندھجاتا ہے رنگ

کیون نہو چہرے پہ اُسکے خوشنما زلفِ سیاہ
ابر جب گلشن مین آتا ہے بدل جاتا ہے رنگ

کسمپہ شبخون لائیگا کُھلتا نہین کچھ اے امیر
آجکل کیون قرمزی وہ شوخ رنگواتا ہے رنگ

ردیف لام

دل ہے دشمن تہ بغل ہین اسے پالے بلبل
کسی گلچین کو کرے جا کے حوالے بلبل

تو گرفتار ہے صیاد کا سمجھے تو مزاج
تھوڑی تھوڑی ابھی آواز نکالے بلبل

خوش بیانی ہے تری سارے چمن مین مشہور
کچھ تو صیاد کو باتون مین لگا لے بلبل

پتیان گل کی پریشان نہ کرا اے بادِ صبا
کہین منقار سے پر نوچ نہ ڈالے بلبل

سخت مشکل ہے کہ گلچین سے ہے قربِ گلبن
دامنِ گل کہ کلیجے کو سنبھالے بلبل

لے تو ہی مول گلستان کہ ذرا جی بہلے
پر یہ ہے ڈر کہین جھگڑا نہ نکالے بلبل

تیز چلتی ہے ہوا فصلِ خزان آپہنچی
اپنے آغوش مین پھولون کو چھپالے بلبل

آخر اک روز خزان ہے کہ طلسمی ہے بہار
چار دن رنگ گلستان مین جما لے بلبل

دھیان صیاد کا گلچین کا خطر خوفِ خزان
ہو بلا ایک تو سر اُسے ٹالے بلبل

عاشق اک گل کا ہون جاتا ہون چمن مین بھی
اس توقع پہ کہ کچھ درد بٹا لے بلبل

ہاتھ یون پھولون پہ ہر بار نہ ڈال اے گلچین
چوٹ کھا کھا کے لہو منہ سے نہ ڈالے بلبل

گل ترے آگے نگاہون سے گرے پڑتے ہین
یا علیؑ کہکے سنبھالے تو سنبھالے بلبل

نا موافق ہے ہوا اس سے گلستان کی امیر

پریرویون کا عاشق ہون مجھے کہتا ہی دیوانہ
خفا واعظ نہو مین ہون کہ تو زنجیر کے قابل

کہین سر ہے کہین سینہ کہین بازو کہین زانو
ہماری لاش اے قاتل نہین تشہیر کے قابل

مصور بھی جو اُنکو دیکھتے ہین دل مین کہتے ہین
بنائین حق نے کیسی صورتین تصویر کے قابل

جو کچھ آنکھون سے دیکھا ہی وہ اُس سے جا کے کہدینا
ہمارا حال اے قاصد نہین تحریر کے قابل

کلیم اللہ بھی آئین تو کچھ کہتے نہ بن آئے
ذہن کسکا ہے اُسکے سامنے تقریر کے قابل

امیر اپنا دلِ پُر داغ سوے کربلا لیچل
یہ گلدستہ ہی نذرِ روضۂ شبیر کے قابل

کیون نہ تکیون مین ہو گرم نالہ ہاے زار دل
سو رہے ہین سیکڑون زیر زمین بیدار دل

دلربا تیری نظر مین ہے اگر بیکار دل
لا مجھی کو پھیر دے پھر مرے ہی سر مار دل

ہجر مین گھیرے ہوے رہتے ہین اندوہ دام
حلقۂ پرکار مین ہے نقطۂ پرکار دل

خواہشِ دولت اگر ہے ہو درِ دل پر مکین
فی الحقیقہ ہے بڑی ڈیوڑھی بڑی سرکار دل

ہو گیا جب سامنا اُس زلف آفت خیز کا
پھر کے آنکھون نے کہا ہشیار دل ہشیار دل

چاہا ہر بار پر ہے اے بُت کرون قربان ابھی
ایک کے بدلے جو دے اللہ مجکو چار دل

اے خیالاتِ جہان کیسی خرابی لاے تم
کُنج خلوت پہلے تھا اب ہوگیا بازار دل

حسرتین تھین جسقدر وہ ساری مردہ ہوگئین
بیٹھے کس کس کے لیئے بن بنکے ماتمدار دل

منزلِ دنیا نہین ہے یہ مقامِ امتحان
جیت لے میدان مشقت سے نہ ہمت ہار دل

جان مدت سے ہے ہونٹھون پہ مگر مرتا نہین
کس مسیحا کا ہوا ہے یا خدا بیمار دل

آنیوالی گر نہین ہے آفتِ تازہ امیر
کیون اُلجھتا ہے مرے سینے مین ہر بار دل

گُل سنتے ہین کب صداے بلبل
اپنی سی ہزار گاے بلبل

رنگ اپنا اگر جماے بلبل
ہو خندۂ گل صداے بلبل

تری آنکھیلیون پر خون اس کا
چلا اس چال سے تو پس گیا دل

یہ داغ عشق سے ہے عشق مجکو
سمجھتا ہون اُسے مین دوسرا دل

تمھارا ہو نہو اس کی خبر کیا
ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا دل

جگہ دے غیر کو بھی ساتھ تیرے
کب اس پہلو پہ آتا ہے مرا دل

آلہی ایک دل کس کس کو دون مین
وہان تو مانگتی ہے ہر ادا دل

وہ بولے واہ بوسہ دین تو دل لین
نئے دل دینے والے تم نیا دل

پٹک کر دل مرا جھنجھلا کے بولے
بڑا اچھا ہے تو لیجا اُٹھا دل

تمھین افسردہ پایا بجھ گیا جی
تمھین دیکھا شگفتہ کھل گیا دل

تڑپنے سے ہے روز وصل کیا کام
یہ تمکو پیار کرتا ہے مرا دل

امیر اس ناز سے ظالم نے دیکھا
نگاہین بول اُٹھین وہ لے لیا دل

وہ مجنون ہون مرا سودا نہین تدبیر کے قابل
کرے تدبیر جو اسکی وہ ہی زنجیر کے قابل

جو مضمون تیز سوجھا ہے تو بندش بھی نئی پائی
آلہی ڈاب بھی ملجاے اس شمشیر کے قابل

برنگ شمع اپنا سوز دل چہرے سے ظاہر ہے
نہ پائی اسلئے ہمنے زبان تقریر کے قابل

زبان سے کچھ نہ کہ غافل سمجھکر بے زبانون کو
ہوا ہے خواب مخمل بھی کہین تعبیر کے قابل

مشقت سے عبث شیشے مین پریان بند کرتا ہے
سن اے عامل پری شیشے کی ہے تسخیر کے قابل

یہ چھوا زنجیر گیسو کو تو کیون دُرّے لگاتے ہو
کہان تقصیر دیوانے کی ہے تعزیر کے قابل

ہمارا ڈھیر جب دیکھا کہا اُس ناوک افگن نے
یہ تودہ خاک کا ہے کیا نشان تیر کے قابل

عبادت کا اگر ہے شوق یہ بھی شرط ہے زاہد
جبین سجدے کے لائق ہو زبان تکبیر کے قابل

جو بوسہ زلف کا مانگا کہا اُس شوخ نے ہنسکر
جنون اب بڑھ چلا ہے آپ ہین زنجیر کے قابل

بڑی بندہ نوازی کی جو دی یہ آبرو قاتل
نہ تھا میرا گلا تیری دم شمشیر کے قابل

واہ رے فیض کہ تالے مین جو ڈالی اُسنے | قیمتی ہوگئے سونے کے کرن پھول سی پھول

گرد عصیان سے بری دامن بلبل ہے امیر
رستیان ایسی تو ناحق نہ بٹین دہول سے پھول

جاتا تو اُسکے کوچے مین ہے بار بار دل | کھاے نہ چوٹ یاس کی امیدوار دل

دکھلا رہا ہے سیر مرادا غدار دل | پایا خزان سے مین نے یہ باغ وبہار دل

اُس گلبدن کے عشق مین ہے داغدار دل | کیا شوخ رنگ پھولون کا چننے ہے ہار دل

ترچھی نظر نشانے پہ پڑتی نہین کبھی | اے ترک اس ادا سے نہوگا شکار دل

گرم خرام ناز ہو تم یہ تو دیکھ لو | کس کا پڑا ہوا ہے سر رہگزار دل

بزم وصال ہے کہ کوئی صیدگاہ ہے | میرا شکار تم ہو تمھارا شکار دل

جسدم نکل چلا مرے پہلو کو توڑ کر | رویا لپٹ کے تیر سے بے اختیار دل

ٹھنڈی ہین اسکے آگے حسینون کی گرمیان | پتلا ہے شوخیون کا مرا بیقرار دل

کام آے گا ضرور کسی دن حضور کے | پہلو مین اپنے رکھتے ہین ہم ہونہار دل

بجلی جو کوہ طور پہ چمکی تھی ایک دن | عاشق کے سینے مین ہے اُسیکا شرار دل

گھر سے نکل کے دیکھ تو لین اک نظر حضور | لاے ہین پیشکش کے لئے جان نثار دل

موسے علے کو برق طور کا جلوہ دکھا دیا | پہنچا تڑپ کے دور مرا بیقرار دل

دیکھی وہ چشم مست تو آنکھین ہی کھل گئین | جب ہوش اُڑ گئے تو ہوا ہوشیار دل

ایفاے عہد وصل نہ ایفاے عہد قتل | کس بات کا تمھاری کرے اعتبار دل

عشاق کی کمی نہین معشوق چاہیئے | ہو دل کا قدردان تو ستر ہزار دل

تسکین دے تصور جانان کسے کسے | بیتاب اِدھر ہے جان اُدھر بیقرار دل

آیا خیال کشتہ سیماب دیکھکر | یہ خاک ہوگیا ہے کوئی بیقرار دل

آتے ہین فاتحے کے لئے روز درد وغم | ہے آرزوے مردہ کا گویا مزار دل

گلچین رہِ صحن باغ بھولا — مقبول ہوی دعاے بلبل
توڑا گلچین نے جب کوی پھول — آئی آواز ہاے بلبل
گلزار مین آگ سی لگی ہے پڑ — کیا گرم ہین نالہاے بلبل
ہے حُسن سے قدرِ عشق بالا — گل سے ہے بلند جاے بلبل
آیا ہے منانے کو جو وہ گل پڑ — ہے بلبلون مین صداے بلبل
آخر کو تڑپ تڑپ کے دی جان — دیکھی اے گل وفاے بلبل

پھولون سے بھرا ہوا ہے گلشن
خالی ہے امیر جاے بلبل

باتین حکمت کی کہین سب کو ٹے پھول سی پھول — آج کچھ ہمنے سوا پائی تھی جو معمول سے پھول
کی ہے جب غور سے ہمنے چمنِ علم کی سیر — خار معقول سے ہاتھ آے ہین منقول سے پھول
داغ سینے مین نہین ہین یہ ملے ہین ہمکو — چمن الفت پیغمبرِ مقبول سے پھول
کون آیا یہ چمن مین کہ خجالت سے ہوے — زرد جھکے زردی مین رخ عامل معزول سی پھول
باغ امراض کا گھر بن گیا جاتی ہی بہار — سرو مدقوق سے بدتر ہوے مسلول سے پھول
کہین کوتاہ بھی ہو جا صفت عمر بہار — تنگ اے قصۂ بلبل ہین تری طول سے پھول
آگ ہے گردِ کدورت دل بلبل کی نہین — کہو اس کو بچاے رہین اس ہول سے پھول
واہ کیا بات صبا دیدۂ آخر بین کی — روی شبنم جو گلستان مین ہنسے پھول سی پھول
مہربان کچھ تو ہوا روز کی ہٹ کام آئی — آج ساقی نے سوا دی مجھے معمول سے پھول
اپنے سر بارِ گنہ اُس کا لیا قاتل نے — کیون جنازہ نہو بے جرمیِ مقتول سے پھول
کیا ترے عاشق رخسار کو بہکائین گے — ہین سوا آنکھون مین یان مشعلۂ غول سی پھول
شرم کی جا ہے بشر کچھ جو بشر سے مانگے — کسی گلشن مین نہین طالب نذر پھول سی پھول
وہ خوش اقبال اگر ہاتھ مین لیکر دا غے — سونے چاندی کے نکلنے لگین تھیلول سی پھول

چمن مین دہوم ہے اب اپنی نغمہ سنجی کی
کہ وہی نالون مین غالب رہے ہزار یہ ہم

جو اُنکی زلف مین افشان تو اپنے سینے مین داغ
اُدہر بہار یہ وہ ہین اِدہر بہار یہ ہم

جنون مین پاس یہ پامالِ ضعیف کا ہے
کہ پھونک پھونک کے رکھتے ہین پاؤن خار یہ ہم

وہ راست گو ہین کہ مطلق نہین ہی جان کا خوف
کہین گے کلمۂ حق مُنہ سے چڑھکے دار یہ ہم

نہین جہان مین محسن کُشی سے بدکوئی کام
لگائین سنگ نہ اشجار سایہ دار یہ ہم

یہ آرزو ہے کہ اُنکے شہید کہلائین
وہ زندہ دل ہین کہ مرتے ہین اعتبار یہ ہم

یہ کس کے گھنگرو دن کی کان مین صدا آئی
کہ وجد کرنے لگے شور آبشار یہ ہم

ہوی ہے رات جو تکیے مین فرش کیا درکار
امیر لیٹ رہین گے کسی مزار یہ ہم

ہون سارے شہر مین ہین اگرچہ ابجا کریم
حاجت نہین فقیر کو کچھ ہے خدا کریم

لیتے ہین ایک جس سے دلا دیتے ہین یہ دس
بیشک ہین اغنیا سے زیادہ گدا کریم

سبے مانگے دے رہی ہو زمانے کو گالیان
تمسا کہان جہان مین کوی دوسرا کریم

دُرریز سائلون یہ دد رویہ ہین مٹھیان
چھترا مری طرف بھی کوی زر کا یا کریم

نیرنگیان ہین کیا چمن روزگار کی
خوشبو تو گُل نے دی ہی بنی ہے صبا کریم

اے پیر میفروش کوی جام خُم کی خیر
حاتم ہے تو کہان کوئی تجھسے سوا کریم

ہے شوق شرط ذکر خدا ہو کسیطرح
یکسان ہے یا کریل کہے یا کوی کریم

دو بوسے خواب ہی مین کسی روز ہمکو دو
تب جانین ہم کہ تم بھی ہو نامِ خدا کریم

بحرِ جہان مین دیکھ دُر افشانیان **امیر**
دستِ گدا صدف ہے تو ابرِ عطا کریم

مٹ نہ سکا تقدیر کا لکھا روز سے ہے پامال خطر ہم
شاد ہوا ایسا دل جو کسی دن زاغ سی پائین اُسکی خبر ہم

صرصرِ غم سے دفترِ دل کے سارے ورق ہین یہ ہم و درہم
چہرے کے پہلو سامنے رکھدین نذر کو اُسکی اپنا جگر ہم

خاک آرزوے وصل کرون ابتک اے امیر
یہ بھی خبر نہین کسے کرتا ہے پیار دل

گنتا ہے ترے ہجر کی ایک ایک گھڑی دل
ہے عاشق بیتاب کے سینے مین گھڑی دل

کہتے ہین اسے صبر کہ الفت مین بتون کی
نازک ہے بہت اسپہ اُٹھاتا ہی کڑی دل

جھپکے کی تہ تیغ نگہ کیا پلک اُس کی
ہمت تری آنکھون سے بھی رکھتا ہی بڑی دل

رُلواتی ہے ہمچشم کو ہمچشم کی رقت
پانی ہو نہ کیون دیکھکے ساون کی جھڑی دل

ہو پاتا تک اُس غیرت گلشن کے رسائی
داغون سے بنا اسلیے پھولون کی چھڑی دل

کیا وجہ کہ سودا سا امیر آج ہے اسکو
آیا ہے کہین دیکھکے مستی کی دھڑی دل

ردیف میم

کرین پھولون کی کیونکر آرزو ہم
نہین پاتے کسی مین تیری بو ہم

کہان شبنم نمایان ہو جہان خورشید
ٹھہر سکتے ہین اُسکے روبرو ہم

ہجوم آرزو نے مار ڈالا
کہان پائین دل بے آرزو ہم

ملا جب وہ کھلا تب یہ معما
کیا کرتے تھے اپنی جستجو ہم

کسی سے کوی کچھ کرتا ہو باتین
سُنا کرتے ہین تیری گفتگو ہم

بتون کی بندگی ہے فرض زاہد
یہ کہہ دینگے خدا کے روبرو ہم

مرے مُنہ پر یہ کہتے ہین مرے اشک
بہا دینگے تمھاری آبرو ہم

وہ میکش ہین کہ مرکر میکدے سے
چلینگے دوش پر مثل سبو ہم

امیر اُس بے نشان کو دل مین پایا
جسے ڈھونڈھا کیے تھے چار سو ہم

یہ روئے وصل مین مُنہ رکھکے روئے یار پہ ہم
کہ لیگئے سبقت ابر نوبہار پہ ہم

پلکون کی جھپک دکھا کے یہ بت — دل مین نشتر چبھو رہے ہین
مجھ داغ نصیب کی لحد پر — لالے کا وہ بیج بو رہے ہین
پیری مین بھی ہم ہزار افسوس — بچپن کی نیند سو رہے ہین
دامن سے ہم اپنے داغ ہستی — آب خنجر سے دھو رہے ہین
مین جاگ رہا ہون اے شب غم — پر میرے نصیب سو رہے ہین
روئین گے ہمین رلانے والے — ڈوبینگے وہ جو ڈبو رہے ہین
اے حشر مدینے مین نہ کر شور — چپ چپ سرکار سو رہے ہین
آئینے پہ بھی کڑی نگاہین — کس پر یہ عتاب ہو رہے ہین
بھاری ہے جو موتیون کا مالا — آٹھ آٹھ آنسو وہ رو رہے ہین
دل چھین کے ہو گئے ہین غافل — فتنے وہ جگا کے سو رہے ہین
ہے غیر کے گھر جو انکی دعوت — ہم جان سے ہاتھ دھو رہے ہین
صد شکر خیال ہے اسی کا — ہم جس سے لپٹ کے سو رہے ہین
ہو جائین نہ خشک داغ کے پھول — آنسو انکو بھگو رہے ہین
یہ پوچھے کوئی دیدہ ہائے تر سے — کیون نام وفا ڈبو رہے ہین
آئیگی نہ پھر کے عمر رفتہ — ہم مفت مین جان کھو رہے ہین
کیا گریۂ بے اثر سے حاصل — اس رونے پہ ہم تو رو رہے ہین
فریاد کہ ناخدا سے کشتی — کشتی کو مری ڈبو رہے ہین
کیون کرتے ہین غمگسار تکلیف — آنسو مرے منہ کو دھو رہے ہین

قطعہ

محفل برخاست ہے پتنگے — رخصت شمعون سے ہو رہے ہین
ہے کوچ کا وقت آسمان پر — تارے کہین نام کو رہے ہین
انکی بھی نمود ہے کوئی دم — وہ بھی نہ رہین گے جو رہے ہین

ساری جوانی رنج مین گزری ہو گئی راحت آئی جو پیری
شام کو آئی جانب زندان باغ مین پہنچی وقت سحر ہم

ہجر مین ہین ہم موت کے خواہان زیست سے ہی بیزار دل اپنا
درد کو ہی کیا کام دوا سے داغ کو ہی کب خواہش مرہم

چرخ مخالف بخت ہی واژون کوی نہین امید کی صورت
ہاتھ اٹھائین خاک دعا کو بند جو پائین باب اثر ہم

باغ جہان مین سیر کو آئی ساتھ ہی لیکن قسمت بد بھی
ہاتھ ہی کوتہ شاخ ہی اونچی پائینگے کیونکر کوئی ثمر ہم

گھر سی نکالا رنج مین ڈالا ظلم کیا غواص فلک نے
چین سے کیسی بحر جہان مین گہ نشین تھی مثل گہر ہم

دہر مین تھی وہ طائر قیدی کچھ بھی نہ گزرا وقفہ ہستی
کھولتی ہی پرواز کے شہپر نیست ہوے مانند شرر ہم

دل کی صفا نے اور بگاڑا کام نہ اپنا کوئی سنوارا
آئنہ سان ہین بزم جہان مین ہر کہ و مہ کے دست نگر ہم

وقت سحر ہی شور سفر ہے چست مسافر قافلہ راہی
واہ ری غفلت فکر نہین کچھ بیٹھے ہین ابتک کھولے کمر ہم

غیر ہی حالت ضعف ہی طاری ہی یہی گردش اب بھی ہماری
زار ہین مثل سوزن ساعت پھرتے ہین لیکن آٹھ پہر ہم

شوق شہادت دل پہ ہی غالب ڈھونڈ رہے ہین کوچہ قاتل
دور سے دیکھین اسکو جو آتے دوڑ کی رکھدین پاؤن پہ سر ہم

حال نہ پوچھو عشق کمر مین گھل گئے بالکل ہو گئے لاغر
سبکی نظر سی اب تو ہین غائب بن گئے گویا تار نظر ہم

شکر کی جا ہی شکر کی جا ہے یار امیر آیا سر بالین
کعبے کی جانب کوئی بتا دے سجدہ کرین اسوقت کدھر ہم

ردیف نون

ہم لوٹتے ہین وہ سو رہے ہین
کیا ناز و نیاز ہو رہے ہین

کیا رنگ جہان مین ہو رہے ہین
ڈھنتے ہین چار رو رہے ہین

دنیا سے الگ جو ہو رہے ہین
تکیون مین عزت سے سو رہے ہین

پہنچی ہے ہماری اب یہ حالت
جو ہنستے تھے وہ بھی رو رہے ہین

تنہا تہ خاک بھی نہین ہم
حسرت کے ساتھ سو رہے ہین

سوتے ہین لحد مین سونے والے
جو جاگتے ہین وہ رو رہے ہین

ارباب کمال چل بسے سب
نئو مین کہین ایک دو رہے ہین

ایک نالے مین جہان کو تہ و بالا کر دون
کچھ ترا دل یہ نہین ہے کہ ہلا بھی نہ سکون

رُعب کو ساتھ لگا لائے ہین اپنی شبِ وصل
کہ جو اُٹھین تو خوشامد سے بٹھا بھی نہ سکون

مُنہ پہ قاضی کے مین کہدون گا کہ ہون حُسن پرست
عشق کچھ کفر نہین ہے کہ جتا بھی نہ سکون

اُنکے پہلو مین جو لیجا کے سُلادون دل کو
نیند ایسی اُسے آئے کہ جگا بھی نہ سکون

اے امیر اپنی غزل ہر کوئی آیت یہ نہین
کہ گھٹا بھی نہ سکون اور بڑہا بھی نہ سکون

ہائے وہ دن کہ گذر جاتی تھی شب باتون مین
اَب نہ باتون مین مزہ ہے نہ ملاقاتون مین

لطف کیا آئے تکلف کی ملاقاتون مین
کچھ رکھا ہی سکے سوا بات نہین باتون مین

آگیا غیر کی صحبت کا اثر باتون مین
اور کچھ ہو گئے تم بیٹھ کے بدذاتون مین

کھُر گیا جب سے کھنچاوٹ نے ملاقاتون مین
بیٹھکا تیری رکاوٹ کا ہوا باتون مین

جب کہا نالہ و زاری مری دیکھو بولے
بجلیان ہمنے بہت دیکھی ہین برساتون مین

چار ہی دن مین وہ بت دیکھئے کیا چل نکلا
کیسی قینچی سی زبان چلنے لگی باتون مین

مسجدون مین ہین یہ ہو حق کے کہان ہنگامے
رنگ توحید اُچھلتا ہے خراباتون مین

ناز ادا آن حیا غمزہ کرشمہ شوخی
لیگیا دل کو اُڑا کر کوئی ان ساتون مین

دل دیا مین نے تو بولے کوئی بم چھوٹی ہے
دل ہی دل روز چلے آتے ہین سوغاتون مین

عمرِ رفتہ کو عبث شیخِ حرم روتا ہے
ڈھونڈلے آکے جوانی کو خراباتون مین

یہ سمجھکر کبھی ناصح کی بھی سُن لیتا ہون
اک نہ اک بات نکل آتی ہے سو باتون مین

التجا ٹوٹے ہوئے دل کی وہان ہے مقبول
درد کی ساری ہے تاثیر مناجاتون مین

انجمن ہو کہ چمن سب ہین اُسی کے سرمست
ایک ساقی ہے ہزارون ہی خراباتون مین

کچھ اشارے جو کیے مین نے تو جھنجھلا کے کہا
تم رہا کرتے ہو دن رات انہین گھاتون مین

مہربان وصل مین قصے یہ نکالے کیسے
آج کی رات بھی کیا ٹال لیے گا باتون مین

دُنیا کا یہ رنگ اور ہمکو
کچھ ہوش نہین ہے سو رہے ہین

ٹھہرو دم نزع دو گھڑی اور
دو چار نفس ہی تو رہے ہین

پھول اُن کو پنہا پنہا کے اغیار
کانٹے مرے حق مین بو رہے ہین

زانو پہ **امیر** سر کو رکھے
پھر دن گزرے کہ رو رہے ہین

اُسکی حسرت ہے جسے دل سے مٹا بھی نہ سکون
ڈھونڈنے اُسکو چلا ہون جسے پا بھی نہ سکون

کون مانع ہے کہ در پہ ترے آ بھی نہ سکون
کیا قدم نقش قدم ہین کہ اُٹھا بھی نہ سکون

آنے دے غیر کو آتا ہے اگر خلوت مین
کچھ تری شرم نہین ہے کہ اُٹھا بھی نہ سکون

اُنکے غصے کے مٹانے کی ہین سو تدبیرین
لاگ کی آگ نہین ہے کہ بجھا بھی نہ سکون

پشکیان لیتے سے دل مین وہ کرین تو انکار
داغ کچھ درد نہین ہین کہ دکھا بھی نہ سکون

دل مرا ذرۂ حنا مجھسے چھپا کر بولا
کیا یہ جوبن ہے کسیکا کہ چرا بھی نہ سکون

مین اگر گھر سے نکلتا ہون تو گھر کیون ہو اُداس
کیا دم بازپسین ہون کہ پھر آ بھی نہ سکون

وصل مین چھیڑ نہ اتنا اُسے اے شوق وصال
کہ وہ روٹھے تو کسیطرح منا بھی نہ سکون

ڈالکر خاک مرے خون پہ قاتل نے کہا
کچھ یہ مہندی نہین میری کہ چھپا بھی نہ سکون

ناز کرنے سے تجھے منع نہین کرتا مین
پر نہ اتنے کہ اُٹھاؤن تو اُٹھا بھی نہ سکون

ضبط کمبخت نے اور آکے گلا گھونٹا ہے
کہ اُسے حال سناؤن تو سنا بھی نہ سکون

کوئی پوچھے تو محبت سے یہ کیا ہے انصاف
وہ مجھے دل سے بھلا دے مین بھلا بھی نہ سکون

مین کسی سے نہ کہونگا وہ کرین وعدۂ وصل
رازِ الفت یہ نہین ہے کہ چھپا بھی نہ سکون

ہائے کیا سحر ہے یہ حسن کہ مانگین جو حسین
دل بچا بھی نہ سکون جان چھڑا بھی نہ سکون

شکوے تو شوق سے کر وصل مین لیکن اے دل
بات کچھ ایسی نہ بگڑے کہ بنا بھی نہ سکون

نقش ہستی مین ابھی محو کیے دیتا ہون
خط تقدیر نہین ہے کہ مٹا بھی نہ سکون

حال زار اپنا دکھا کر دل نے اُس سے یون کہا
کیون اسی مُنہ پر یہ کہتے تھے مین دلدارون مین ہون

بیگناہون مین چلا زاہد جو اُسکو ڈھونڈنے
مغفرت بولی اِدھر آ مین گنہگارون مین ہون

خال کہتا ہے دکھا کر یار کا حُسنِ ملیح
مین بھی اِس سرکار کے اونے نمکخوارون مین ہون

اونچے اونچے مُجرمون کی ہوگی پرسش حشر مین
کون پوچھے گا مجھے مین کِن گنہگارون مین ہون

وقت آرایش پہنکر طوق بولا وہ حسین
اَب وہ آزادی کہان مین بھی گرفتارون مین ہون

بیگناہی کا تو دعوے اُنکے آگے کیا مجال
ڈرتے ڈرتے مُنہ سے نکلا مین گنہگارون مین ہون

چارہ سازی کس سے چاہین اَب مریضِ دردِ غم
کہتے ہین عیسےٰ کہ مین بھی اُن کے بیمارون مین ہون

پوچھتا ہون وجہ آزادی تو کہتا ہے یہ سرو
مین کسی کے قدِّ موزون کے گرفتارون مین ہون

آپکا تھا رحم اُسکو سُن کے میری بیکسی
دردِ ظالم بول اُٹھا مین اسکے غمخوارون مین ہون

سوزِ فرقت دردِ دل زخمِ جگر ناسورِ چشم
کچھ نہ پوچھو مبتلا مین کتنے آزارون مین ہون

شرم و شوخی دونون گاہک ہین الٰہی کیا کرون
ایک جنسِ بےحقیقت دو خریدارون مین ہون

پھول مین پھولو نہین ہون کانٹا ہون کانٹون مین امیرؔ
یار مین یارون مین ہون عیّار عیارون مین ہون

ضبط کرنا دلِ حزین نہ کہین
چوٹ لگ جائیگی کہین نہ کہین

جب تڑپتا ہے دل مین ڈرتا ہون
چرخ پر جا پڑے زمین نہ کہین

مُسکرا کر وہ شوخ کہتا ہے
آج بجلی گری کہین نہ کہین

حورین لپٹی ہین نزع مین مُجھسے
دیکھ پائے وہ نازنین نہ کہین

وصل کی شب نہین نہین کیسی
دیکھو سن لے دلِ حزین نہ کہین

دل مین باتین بھری تھین کیا کیا کچھ
ہائے کچھ وقتِ واپسین نہ کہین

دل سی سے تشنے لیکے اَب تو نکلے ہین
پوچھ لے گا کوئی کہین نہ کہین

نہ تڑپ اسقدر دلِ بیتاب
سہم جائے وہ نازنین نہ کہین

چار ادہر ہو سے ٹٹتے ہین چار اُدہر اے ساقی — می کھنچی یا کوئی شمشیر خرابا تون مین

واعظ اب چھیڑ کے رندون سے سنا کرتے ہین — کچھ مزہ ملنے لگا ہے انہین صلواتون مین

وصل مین زلف سیہ نے جو کیا ہے اندہیر — یہ اندہیرا تو نہ تھا ہجر کی بھی راتون مین

بوسہ مانگا تو کہا پھیر کے منہ ظالم نے — کہ زبان کٹتی ہے انسان کی انہین باتون مین

دل اُڑا لیتے ہین وہ کھول کے زلفونکی شکن — دیکھو دن پھرتے ہین چورون کے انہین راتون مین

بت نہ بولین جو نہین بولتے ہین ہم سے امیر
اپنے اللہ سے باتین ہین مناجاتون مین

یہ تو مین کیونکر کہون تیرے خریدارون مین ہون — تو سراپا ناز ہے مین ناز بردارون مین ہون

وصل کیسا تیرے نادیدہ خریدارون مین ہون — واہ ری قسمت کہ اسپر بھی گنہگارون مین ہون

حشر مین اتنا کہونگا اُس سے مین محروم وصل — پاکدامن تو ہے مین کیونکر گنہگارون مین ہون

ناتوانی سے ہے طاقت ناز اُٹھانے کی کہان — کہ سکون کیونکر کہ تیرے ناز بردارون مین ہون

جان پر صدمہ جگر مین درد دل کا حال زار — گھر کا گھر بیمار کس کسکے پرستارون مین ہون

ہائے ری غفلت نہین ہی آج تک اتنی خبر — کون ہے مطلوب مین کسکے طلبگارون مین ہون

وہ کرشمے شان رحمت نے دکھائے روز حشر — چیخ اُٹھا ہر بیگنہ مین بھی گنہگارون مین ہون

وہ مجھے روتا ہے مین روتا ہون اُسکی جان کو — دل مرے ماتم مین مین دل کے عزادارون مین ہون

تیغ سے مطلب نہ گل سے کام کیا جانون انہین — مین تمہارے سینہ چاکون مین دل افگارون مین ہون

دل جگر دونون کی لاشین ہجر مین ہین سامنے — مین کبھی اسکے کبھی اُسکے عزادارون مین ہون

مین کسی قالب مین ہون خالی اُداسی سے نہین — رنگ ہون یا بو ہون مرجھائے ہوے ہارون مین ہون

چھینٹ دیکھو میری میت پر جو آئے یہ کہا — تم وفادارون مین ہو یا مین وفادارون مین ہون

زاہدو کافی ہے اتنی بات بخشش کے لیے — اُسکو شوق مغفرت ہے مین گنہگارون مین ہون

کسطرح فریاد کرتے ہین بتا دو قاعدہ — اے اسیران قفس مین نوگرفتارون مین ہون

بیتابیان جو مانگین تو دینا نہ تو ہمین
اے صبر اب ہم آئے ہین تیری پناہ مین

اُٹھتا نہین ہے اب تو قدم مجھ غریب کا
منزل سے کہدو دوڑ کے لیچلو راہ مین

قدرت خدا کی ہے کہ ملین خاک مین تو ہم
اور سرمہ گھر کرے تری چشم سیاہ مین

شاعر کو مست کرتی ہے تعریف شعر امیر
سو بوتلون کا نشہ ہے اس واہ واہ مین

اللہ ری لاغری کہ تری جلوہ گاہ مین
پس پس گیا ہون دب کے مین گرد نگاہ مین

ہے اس غضب کی آگ دل داد خواہ مین
اُف کر کے بھاگ گئے آئے جو تاثیر آہ مین

دل ہے تباہ قافلۂ اشک و آہ مین
گھیرا ہے آندھی پانی نے بیکس کو راہ مین

آفت کی شوخیان ہین تمھاری نگاہ مین
محشر کے فتنے کھیلتے ہین جلوہ گاہ مین

بھاگا خیال یار یہ کہکر شب فراق
دشمن مرے شریک ہون حال تباہ مین

محشر خرام تم جو نہین ہو تو کون ہے
فتنون کے پھیرے کسنے بٹھائے ہین راہ مین

تیرے جلال مین بھی مزہ ہے جمال کا
چشم کرم چھپی ہے غضب کی نگاہ مین

یہ عکس کسکے چاند سے چہرے کا پڑ گیا
پانی کو ناز ہے کہ مین یوسف ہون چاہ مین

اُفتادگی مین بال برابر نہین ہے فرق
ہے ایک رنگ سایۂ درویش و شاہ مین

تیری نکیلی پلکون سے اللہ کی پناہ
کیا دل مین پیر جاتی ہین چبھ کر نگاہ مین

قالب کو بھی قیام نہین روح کیطرح
منزل چلی ہے ساتھ مسافر کے راہ مین

مانند شمع تاج ہی سے ہے بقاے شاہ
ہے اِس کُلاہ پوش کی جان اِس کُلاہ مین

ہم ہین سیاہ کار تو رحمت ہے پردہ پوش
مے پیتے ہین تو سایۂ ابر سیاہ مین

صحبت سے پاک طبع کو آسودگی کہان
آے تری نہ دیدۂ تر سے نگاہ مین

غمزے کا بانکپن صف مژگان مین دیکھیے
کس نوک کا جوان ہے یہ اس سپاہ مین

اللہ رے رشک جمع نہین ہوتے دو حسین
روز ازل سے پھوٹ ہے خورشید و ماہ مین

میرے عیسیٰ کے دل مین چھپ جاے
نگہ وقت وا پسین نہ کہین

چین مردون کو قبر مین بھی نہین
آسمان ہو تو زمین نہ کہین

آگ ہو جاے گا وہ شوخ امیر
کھینچنا آہ آتشین نہ کہین

اِس شان سے ہم آے تری جلوہ گاہ مین
مشعل دکھای برق تجلی نے راہ مین

اندھیر کر رہی ہے یہ چشم سیاہ مین
شوخی کو قید کیجیے نیچی نگاہ مین

کیا دخل جا سکے کوئی اُس جلوہ گاہ مین
غمزہ چھری لیے ہوے بیٹھا ہی راہ مین

خنجر کچھ اس ادا سے کھنچا قتلگاہ مین
لپٹا لیا گلے سے ترے اشتباہ مین

تو بہ بھی کچھ بھروسے کے قابل ہے زاہدو
یہ بنی ہے ہم سے ٹوٹ کے اک خانقاہ مین

وہ دشمنی سے دیکھتے ہین دیکھتے تو ہین
مین شاد ہون کہ ہون تو کسی کی نگاہ مین

گھر سے مرے بلا سے شب غم گئی کہان
بیٹھی ہے چھپ کے پردۂ روز سیاہ مین

ہم مست مے بھی پیتے ہین تو کانپتے ہوے
تو بہ پڑی ہوئی ہے ہمارے گناہ مین

قالب مین دل ہے دل مین ہو وہ قدردان دل
یوسف گرا ہے لیکے زلیخا کو چاہ مین

اُفتادگی مین بھی مجھے معراج ہے نصیب
ٹھوکر بھی کھائی ہے تو محبت کی راہ مین

پھونکا اِدھر عدو کو اُدھر آسمان کو
دو ظالمون کی لی ہے خبر ایک آہ مین

وہ دیکھتے ہین خون تمنا جما کے آنکھ
مُنھدی لگائی جاتی ہے پاے نگاہ مین

اہل نظر کو وسعت امکان ہے تنگ
گردون نہین گرہ ہے یہ تار نگاہ مین

جب مین پکارتا ہون تو کہتا ہے آفتاب
کمبخت گم ہون مین ترے روز سیاہ مین

ڈرتا ہون جذب شیخ کا سُن سُنکے غلغلہ
کھنچ جاے دخت رز نہ کہین خانقاہ مین

آنکھ اپنی فتنہ ہاے قیامت پہ کیا پڑے
جسکے یہ فتنے ہین وہ ہے اپنی نگاہ مین

دل مین صمد صمد ہو زبان پر صنم صنم
حُسن عمل کی بھی ہو جھلک کچھ گناہ مین

قبا کے بند کھولو پردہ اُلٹو کچھ ہنسو بولو
جو آئے ہو تو بیٹھو بے تکلف ہو کی یارونمین

اِدہر بھی اِک نگاہ ناز اپنے حسن کا صدقہ
کہ روزِ حشر میری آنکھ نیچی ہو نہ یارونمین

امیر اُن سے نہ بچتی دخترِ رز آنکھونمین پی جاتے
جوانی کا گزر شاید نہین پرہیزگارونمین

چلے ساقی ہنسے بولے اگر آئی ہی یارونمین
دُلہن بنکر نہ بیٹھے دخترِ رز بادہ خوارونمین

بہار آئی لُنڈہاتے خم کے خم ہم بادہ خوارونمین
کہو توبہ سے چندے جا رہے پرہیزگارونمین

رہے ہم زخمیون کی قبر مین یا رب کوئی روزن
مزے مرکر بھی اُٹھین چاندنی آئے مزارونمین

بہار آئی گھٹا چھائی کھُلے بوتل چلے ساغر
نہ تم پرہیزگارون مین نہ ہم پرہیزگارون مین

شبِ فرقت سمٹ کر میرے گھر مین آرہی شاید
سیاہی جسقدر تھی گبرو ترسا کے مزارون مین

اُڑا سے پرزے میرے دل کے خوش چشمون نے یون ملکر
تبرک جیسے ہو دستارِ قاضی بادہ خوارونمین

ہماری کشتیِ دریا لگی جنت مین کوثر پر
ہوا سے بادہ خواری لے اُڑی پرہیزگارونمین

جگر روتا ہے دل کو دل جگر کو طرفہ ماتم ہے
یہ اُسکے سوگوارون مین وہ اسکے سوگوارون مین

یہ کس گلرو کے غم مین مر رہا ہون مین کہ پہلے سے
مرے پھولون کے چرچے ہو رہے ہین گلعذارونمین

نہ نکلے آرزوئے وصل کچھ تو دل کو تسکین ہو
یہی سُن لون کہ میرا نام ہے امیدوارون مین

بہار آتی ہے کھولا غنچون نے کیا درِ ہمت
قدح لُٹتے ہین بیلا بٹ رہا ہے لالہ زارونمین

ادہر دل لوٹتا ہے اُسطرف بجلی تڑپتی ہے
الٰہی خیر ہو بحث آپڑی دو بیقرارونمین

اسیکا نام گلگونہ اسیکا نام ہے غازہ
ہمارا خونِ ناحق رنگ لایا گلعذارونمین

نظر ہے آئنے پر مانگتے ہین عکس سے بوسہ
وہ خود اپنے درِ دولت پہ ہین امیدوارون مین

عجب راحت سے مرقد مین ہین تیرے ناز کے کُشتے
کہ حورین دن کو پریان شب کو آتی ہین مزارونمین

دمِ زینت یہ ہے وسواس اُنکو بدگمانی سے
کسیکی روح شکلِ بو نہو پھولون کے ہارونمین

کھلائے گل یہ ساقی زاہدون کی روسیاہی نے
انہین کے داغ یہ پھیلے ہوئے ہین لالہ زارونمین

آنسو ہمارے دیکھکے خوش ہو رہے ہین وہ
پازیب موتیون کی ہے پاے نگاہ مین

اے تیغ ناز ہاتھ جو تو نے اُٹھا لیا
لیتا نہین کوئی مجھے اپنی نگاہ مین

چشم سیہ کے عشق مین یاد مژہ جو کی
ماتم کی صف بچھی مرے روز سیاہ مین

قاصد کو اُسنے قتل کیا نامہ دیکھکر
مارا پڑا غریب ہمارے گناہ مین

آئینہ جب سے دیکھ لیا لوٹ ہی رہا
یوسف مرا اُبھر نہ سکا گر کے چاہ مین

سودا و میر دونون تھے کامل مگر امیر
ہے فرق واہ واہ مین اور آہ آہ مین

وہ بیکس ہون نہین ہے کوئی میرا غمگسارون مین
فقط اک دل ہے سو وہ بھی تمہاری جان نثارون مین

توسے کی بوند بدلی ہی نہین ان اشکبارون مین
شرار مردہ ہے بجلی بھی تیرے بیقرارون مین

کھو زاہد یہ ہے مے رنگ تو برسات کا دیکھے
تماشا اُودی اُودی بدلیان ہین سبزہ زارون مین

حقیقت عاشقون کی مرگ کی ہم سے کوئی پوچھے
بہت جب نیند آئی سو رہے جا کر مزارون مین

نگاہ یار کیا بدلی جہان بدلا ہوا بدلی تو
وہ دشمن جان کے ہین بھی جو آگے جان نثارون مین

اُڑا یارا جلا اسپند دب کر رہگئی بجلی تو
ہمین ثابت قدم ٹھہرے تمہارے بیقرارون مین

شب وصلت تمھاری شرم سے کس کسکو شرم آئی
لجا لو بن کے سمٹے جسقدر تھے پھول ہارون مین

فرشتون سے کہو اتنی قیامت مین خبر رکھین
کہین چھپ چھپ کے زاہد مل نہ جائین بادہ خوارون مین

جدا ہے دخت رز کا نام ہر صحبت مین ای ساقی
پری ہے میکشون مین حور ہے پرہیزگارون مین

بہت تھے جلوہ گاہ یار مین دیدار کے طالب
کلیم اللہ آگے بڑھ سکے امیدوارون مین

ہوے ہم قتل جب جلسہ نظر آیا حسینون کا
بٹا یہ خون ناحق چلو چلو گلعذارون مین

خدا جانے کہان دل جان کس جلسے مین ہی اپنی
بظاہر بت بنے بیٹھے ہین ہم ہر چند یارون مین

سوے گور غریبان آئین وہ یہ پوچھتے یا رب
مرے کشتے کی تربت کونسی ہی ان مزارون مین

ترا اُبھرا ہوا جوبن یہ اُن کو گدگداتا ہے
کہ لوٹے جاتے ہین مارے ہنسی کے پھول ہارون مین

ورق گل کو لے اُڑی ہے نسیم
خط مرا دستِ نامہ بر مین نہین

دیکھ لی آج آنکھ اُس گل کی
اب تو نرگس بھی کچھ نظر مین نہین

عجز بندون کا کیون پسند نہو
کبر ہی تو خدا کے گھر مین نہین

کس کے سر ماریئے یہ بارِ سفر
راہزن کوئی رہگذر مین نہین

دیکھیے تو اسی مین ہے سب کچھ
کون کہتا ہے کچھ بشر مین نہین

اسقدر بھر گیا ہے داغون سے
کہ جگہ درد کی جگر مین نہین

دیکھکر ان کو سب یہ کہتے ہین
کیا پری مین ہے جو بشر مین نہین

سارے عالم کے داغ بھر لیتا
کیا کرون مین جگہ جگر مین نہین

کھینچئے تر زبانِ نشتر کو
خون اتنا بھی اب جگر مین نہین

قربِ منعم مین پیچ و تاب کہان
کہ گرہ رشتۂ گہر مین نہین

کون لیجائے نامہ قاتل تک
خوف سے جان نامہ بر مین نہین

رہبرِ راہِ عشق ہون جز درد
کوئی توشہ مری کمر مین نہین

ہو سکے خاک میہمانیِ غم
ایک قطرہ لہو جگر مین نہین

مانگنا ہو جو مانگ لے اُس سے
کونسی شے خدا کے گھر مین نہین

رشتۂ کہکشان مین بجلی ہے
تیغ اُس ترک کی کمر مین نہین

عیش کا نام ہی سنا ہے امیر
ڈھونڈھ مارا جہان بھر مین نہین

غضب کی آنکھ سے یہ کجکلاہ دیکھتے ہین
کہ عاشق آنکھ سے پہلے نگاہ دیکھتے ہین

بُت اِس نظر سے خدا کی پناہ دیکھتے ہین
کہ لوٹ جاتے ہین جو وہ نگاہ دیکھتے ہین

کھڑے ہین ہاتھ مین ساغر لیے چمن مین جو گل
یہ کسکی نرگسی آنکھون کی راہ دیکھتے ہین

چلو بھی گورِ غریبان مین ہو چکے غمزے
شہیدِ ناز قیامت کی راہ دیکھتے ہین

شگوفہ کوئی بھی پھولے گا یہ صحبت رنگ لائیگی
امیر اچھا نہین ہے بیٹھنا اِن گلعذارون مین

اُلجھ پڑون کسی دامن سے مین وہ خار نہین
وہ پھول ہون جو کسی کے گلے کا ہار نہین

کسی شہید کا ہے رنگ خون بہار نہین
کسی لحد پہ چراغان ہے لالہ زار نہین

نصیب دولتِ دنیا جو ہو تو اور سے لون
شرارہ ہے مجھے یاقوت آبدار نہین

نہ دو رقیب کو تم داغ اپنی الفت کا
زمین شور سزاوار لالہ زار نہین

ہماری خاک بھی کرتی شکایت اُس بت کی
خدا کا شکر ہے گویا لبِ مزار نہین

زمین شعر مین ہم دفن ہون تو بہتر ہے
یہان سوالِ ملائک نہین فشار نہین

امیر وصل مین اُس شوخ نے تلوّن سے
ہزار بار کہی ہان ہزار بار نہین

دل جو کہتا ہے مجھے ضبط کی طاقت ہی نہین
ضبط کہتا ہے تڑپنے کی اجازت ہی نہین

غم سے چھوٹون تو مین کچھ عیش کا سامان کرون
اتنی اِس غمکدۂ دہر مین فرصت ہی نہین

اب کس امید پہ ہم یار کا دربار کرین
بیشتر تھی جو عنایت وہ عنایت ہی نہین

طلب جام عبث کرتے ہو مُنہ پھوڑ کے تم
میکشو آنکھ مین ساقی کے مروت ہی نہین

دھوپ کو اوس کو ناحق ہے تکلف آئین
کون روکے گا انہین گھر مین مرے چھت ہی نہین

ہاتھ مین شانہ ہے آئینہ ہے زانو پہ مدام
اُن سے الفت ہے تمہین جن مین محبت ہی نہین

دین کی فکر کرون ہاے مین کس وقت امیر
کبھی دُنیا کے بکھیڑون سے فراغت ہی نہین

مثلِ تارِ نظر نظر مین نہین
اسطرح گھر مین ہون کہ گھر مین نہین

جلوہ خالق کا کس بشر مین نہین
غیر عکس آئنے کے گھر مین نہین

ہوش تک راہ بیخودی مین ہین گم
کوئی ساتھی مرا سفر مین نہین

تیرے زخمی کے جو کام آیا یہ پایا مرتبہ
گور کے پڑنے جگہ پائی کلام اللہ مین

کہتے ہین وہ کیا چلین ہم خار مژگان چبھ نہ جائین
آنکھین جب عاشق بچھا دیتے ہین اُنکی راہ مین

جب چلے ہم منزل الفت مین مثل اشک امیر
ہر قدم پر لغزش پاے گرایا راہ مین

کلیان یہ سُرخ سُرخ نہین لالہ زار مین
منھدی لگی ہے دست عروس بہار مین

لوٹین گے اب کے سال مزے ہم بہار مین
مشک و نمک بھرین گے دل داغدار مین

جو آبلہ ہے اپنے دل داغدار مین
گنبد کسی شہید کا ہے لالہ زار مین

اسواسطے کہ ایک ہی ہو میری اُسکی شکل
مُنہ دیکھتا ہون آئنۂ روے یار مین

آئینہ دیکھ دیکھکے اُسنے بنائی زُلف
پہنچی کمک حلب سے برابر تتار مین

آنے دے آپ مین مجھے اکدم تو بیخودی
بیٹھے ہین کب سے لوگ مرے انتظار مین

گرد نگاہ یار سے دل ہے مرا تباہ
رہرو کو سوجھتی نہین منزل غبار مین

آے گا کون اودھر کہ تصدق کیو اسطے
سوتی ہین اشک دامن شمع مزار مین

بدلی ہے رت چمن کا ہے جوبن اُبھار پر
کیا کیا بھرے ہین گال گلون کے بہار مین

جو شوخ طبع ہین وہ چھپکتے نہین کہین
بجلی کٹار کھینچ کے آئی حصار مین

کس پردے مین کدورت دل کا اشارہ ہے
لکھا ہے خط بھی اُسنے تو خط غبار مین

جالی کے پردے مین رُخ گلگون نہین ترا
ہین جالیان نقاب عروس بہار مین

کس گل کا سوے گور غریبان گزر ہوا
پھولے نہین سماتے ہین مردے مزار مین

کیا بے ثبات باغ تھا گل ہو گئے ہوا
جب تک کرون مین چاک گریبان بہار مین

دنیا ہی مین جو بات نہین پوچھتا کوی
روز حساب آئین گے ہم کس شمار مین

جی لوٹ ہے تڑپنے پر اب تک مگر امیر
اب جان ہی نہین ہے دل بیقرار مین

اب آپ مین مجھے آنے دے بیخودی لِلّٰہ
وہ دیر سے مری مقتل مین راہ دیکھتے ہین

سفر مین اہلِ وطن یاد آتے ہین ہمکو
کبھی جو راہ مین مردم گیاہ دیکھتے ہین

وہ انتظار کسی کا کرے جو آپ مین ہو
ہم ایک عمر سے اپنی ہی راہ دیکھتے ہین

وہ اِس نگاہ سے کرتے ہین میری سمت نظر
کہ جیسے سوے گدا بادشاہ دیکھتے ہین

وہ مست جانب میخانہ جب نہین آتا
امیر کشتیِ مے کو تباہ دیکھتے ہین

روشنی نام کو بھی خانۂ ویران مین نہین
ہاے بجلی کی چمک بھی شب ہجران مین نہین

میرے پہلو مین نہ دل ہے نہ تری مٹھی مین
پھر ہوا کیا جو تری زلفِ پریشان مین نہین

بیکسی دیر سے چلاتی ہے دے کون جواب
کہہ دے عبرت ہی کوئی گورِ غریبان مین نہین

ہے حیاتِ ابدی دونون مین لیکن اے خضر
آبِ خنجر کا مزہ چشمۂ حیوان مین نہین

غنچے کہتے ہین کہ کیا جلد گذرتی ہے بہار
مسکرا لینے کی فرصت بھی گلستان مین نہین

بڑھکے بجلی سے تڑپ مین سہی پر کیا حاصل
شوخیِ جنبشِ مژگان تو رگِ جان مین نہین

اپنے موقع پہ ہر اک چیز بھلی لگتی ہے
کانٹے اُن پھولون سے اچھے جو گریبان مین نہین

پڑ گیا تفرقہ آتے ہی خزان کے ایسا
رنگ پھولون مین نہین پھول گلستان مین نہین

قاضی و محتسب و شیخ سب آے ہین **امیر**
ایک تو یہ ہے کہ وہ صحبتِ زندان مین نہین

دھوم ہے چرخ بریں کی کسقدر افواہ مین
ایک اونچا ٹیکرا ہے میکدے کی راہ مین

جوشِ وحشت نے دکھایا اسمِ اعظم کا اثر
سارے عالم کو مسخر کر لیا اک آہ مین

بے نیازی منتظر ہے اسطرف بالکل نیاز
حدِ فاصل ہے تو یہ ہے بندہ و اللہ مین

حکم رب ہے جب ملا اسبابِ راحت خلق کو
تکیہ و مسند بٹے باہم گدا و شاہ مین

شمع کی مانند طے کی راہ ہستی اسطرح
پائمال اپنے ہوے ہم رفتہ رفتہ راہ مین

چھوتے ہین مصحفِ رخسار کو کب بے تعظیم
ہان کبھی چوم کے آنکھون سے لگا لیتے ہین

اپنی محفل سے اُٹھاتی ہین عبث ہمکو حضور
چھپکے بیٹھے ہین الگ آپ کا کیا لیتے ہین

بُت بھی کیا چیز ہین اللہ سلامت رکھے
گالیان دیکے غریبون کو دعا لیتے ہین

شاخ مرجان مین جواہر نظر آتے ہین امیر
کبھی اُنگلی جو وہ دانتون مین دبا لیتے ہین

فراقِ یار مین شب ہو کہ دن تمام نہین
جو اُسکی صبح نہین ہے تو اسکی شام نہین

ملی ہے دخترِ رز لڑ جھگڑ کے قاضی سے
جہاد کرکے جو عورت ملے حرام نہین

وہ گالی دیتے ہین شکوہ کرو تو کہتے ہین
کسی کا ذکر نہین ہے کسی کا نام نہین

یہان کمال تواضع وہان کمال غرور
اِدہر ہین سجدے پہ سجدے اُدہر سلام نہین

گرہ سے کچھ نہین جاتا ہے پی بھی لے زاہد
ملے جو مفت تو قاضی کو بھی حرام نہین

فقیر گوشہ نشین ہین خدا کے درباری
کسی امیر کا مجرا نہین سلام نہین

زمانے بھر مین پڑی ہے پکار حاتم کی
دیا ہے جسنے کہ حاتم کو اسکا نام نہین

کہا جو مین نے کہ رخ سے کبھی نقاب اُلٹو
تو ہنسکے بولے کہ منظور قتل عام نہین

یہ داغ کیون ہے رخِ ماہتاب پر ای چرخ
جو سیکر یار کا بھاگا ہوا غلام نہین

کریم جان کے تجکو خطائین کین یارب
مرے گناہ سزاوارِ انتقام نہین

جو میکشی سے ہو فرصت تو دو گھڑی کو چلو
امیر مسجدِ جامع مین آج امام نہین

ڈسگئی دل کو مرے زلف کی کالی ناگن
واہ کیا حُسنِ فسونگر نے نکالی ناگن

اُسکے جوڑے سے ذرا بچکے نکلنا اے دل
کنڈلی مارے ہوے بیٹھی ہے یہ کالی ناگن

دستِ گستاخ بڑہے زلف کی جانب تو کہا
دیکھ نازک ہے بہت نازون کی پالی ناگن

یاد گیسو مین مرے داغ بدن نیلے ہین
کیا بلا سونگھ گئی پھولون کی ڈالی ناگن

مین کہان ربطِ گل ولالہ کہان مثلِ نسیم
اور گلزارِ جہان مین کوئی دم بھر مین ہون

دیکھ پڑجائے نہ مقتل مین کسی غیر پہ ہاتھ
اِس عنایت کا سزاوار ستمگر مین ہون

آبرو اشک کی مانند جو پائی بھی تو کیا
کان تک اُسکے نہ پہنچون گا وہ گوہر مین ہون

جلوہٴ حُسن یہ اُس شوخ کا کہتا ہے **امیر**
بزم مین شمع ہون گلشن مین گلِ تر مین ہون

دل جدا مال جدا جان جدا لیتے ہین
اپنے سب کام بگڑ کر وہ بنا لیتے ہین

میان سے لیتے ہین جب قتل کو ہیسے تلوار
اپنی چالین اُسے پہلے وہ سکھا لیتے ہین

دمبدم ہے یہ زمانے کے بدلنے کا سبب
کروٹین کشتہٴ شمشیر ادا لیتے ہین

مجلسِ وعظ مین جب بیٹھتے ہین ہم میکش
دخترِ رز کو بھی پہلو مین بٹھا لیتے ہین

دردآگین جو کوئی دل نظر آتا ہے کہین
دوڑ کر ہم اُسے چھاتی سے لگا لیتے ہین

رُخ سے پردہ اگر اُلٹو تو حقیقت کھلجائے
دون کی شمس وقمر صبح ومسا لیتے ہین

جی اکیلے شبِ فرقت مین جو گھبراتا ہے
فتنہٴ حشر کو نالون سے جگا لیتے ہین

دھیان مین لاکے ترا سلسلہٴ زلفِ دراز
ہم شبِ ہجر کو کچھ اور بڑھا لیتے ہین

خانہٴ گور کی چھت بیٹھے کہ دیوار گرے
جو کڑی پڑتی ہے مُردون پہ اُٹھا لیتے ہین

تیغِ قاتل ہے آباد کہ کشتے اُس کے
دہنِ زخم سے بوسون کا مزا لیتے ہین

ہو ہی رہتا ہے کسی بُت کا نظارہ تا شام
صبح کو اُٹھکے جو ہم نام خدا لیتے ہین

تم تو انسان ہو آوٴگے نہ کیون قابو مین
ہم تو دو باتون مین پریون کو لگا لیتے ہین

عیدِ قربان کی حقیقت مین اُنہین کو ہے خوشی
تیغِ قاتل کو گلے سے جو لگا لیتے ہین

جا چکا قافلہٴ مُلکِ عدم دور تو کیا
ہم بھی دم بھر مین خدا چاہے تو جا لیتے ہین

حُسن اللہ نے بخشا ہے بتون کو ایسا
دیر مین شیخ کو کعبے سے بلا لیتے ہین

ایک بوسے کے عوض مانگتے ہین دل کیا خوب
جی مین سوچین تو وہ کیا دیتے ہین کیا لیتے ہین

ہم بیقرار لوٹتے ہین کب سے خاک پر
آسودگانِ خاک تمہین کچھ خبر نہین

محفل مین شمع باغ مین شبنم فلک پر ابر
کسکی ہے آنکھ جو مرے ماتم مین تر نہین

بوسہ جو سنگِ در کو دیا بول اُٹھا وہ شوخ
بندے کا ہے مکان خدا کا یہ گھر نہین

گھر جانے کا ابھی سے ارادہ نہ کیجیے
یہ سیرِ دردِ دل کی جبتک ہے سحر نہین

شیخ حرم مین برہمن ہے دیر مین
ہم کس جگہ ہین کچھ ہمین اپنی خبر نہین

افسردگی وہی ہے ہماری پسِ فنا
سنگِ مزار مین بھی ہمارے شرر نہین

دُنیا ہے طرفہ میکدۂ بیخودی امیر
سب مست ہین کسی کو کسیکی خبر نہین

دیکھی مجنون کی شبیہ آج جو تصویرون مین
ہڈیان سوکھی سی دو چار تھین زنجیرون مین

باغبان بلبل و طوطی کی زباندانی کیا
ہم تو دونون کو اُڑا دیتے ہین تقریرون مین

ذبح ہون کیون نہ نمازی جو پڑہین آپ نماز
کہ چھری بنکے زبان چلتی ہے تکبیرون مین

اے مصور ترے دہن کے اُڑین گے پُرزے
کھنچگئے ہاتھ جو دیوانون کے تصویرون مین

تیغ پر باڑہ جو رکھوائی ہے قاتل نے امیر
عید قربان کی خوشی پھیلی ہے نخچیرون مین

پڑگئی کیا لوٹ یارب گلشنِ ایجاد مین
دستِ گلچین مین ہے گل بلبل کفِ صیاد مین

شوخیون نے تیری چھپکر پردۂ بیداد مین
بجلیان بھر دی ہین میرے نالہ و فریاد مین

بال و پر اپنے کہان اِس گلشنِ ایجاد مین
رہگئے کچھ دام مین کچھ خانۂ صیاد مین

ہوگئی کچھ اور آکر خانۂ صیاد مین
یہ مزہ آگے نہ تھا بلبل تری فریاد مین

دیکھکر تصویر شیرین نے یہ حسرت سے کہا
ہاے کیا وارفتگی ہے صورتِ فرہاد مین

دیر مین غافل نہین اُس سے صنم بھی ایکدم
زاہد و بُت بنگئے ہین سب خدا کی یاد مین

پر مرے ٹوٹے ہوے اُڑجائین سب سوے چمن
ایسی آندہی آے یارب خانۂ صیاد مین

اپنے دیوانون سے پریون کیطرح اُڑتی ہر — ناگنون مین ہے یہ دُنیا بھی نرالی ناگن
آگیا پیار تری زلف کے دہوکے مین مجھے — جب نظر آگئی بے خوف اُٹھالی ناگن

عشق گیسو کے اثر سے دمِ تحریر امیر
جو لکھون سطر وہ کاغذ پہ ہو کالی ناگن

پروانے کیون نہ خاک ہون جلکر چراغ مین — جلوہ اُسی کے نور کا ہے ہر چراغ مین
قاصد کا سر ہے محفلِ جانان مین میر فرش — روغن کی جا ہے خون کبوتر چراغ مین
بے یار قتل کرتی ہے ہمکو ضیائے بزم — گویا ہے تُرشش دمِ خنجر چراغ مین
لالے مین تم ہو گل مین ہو تم مہر و مہ مین تم — جلوہ تمھارے چہرے کا ہے ہر چراغ مین
عاشق ہین گوشہ گیر نہین کوچہ گرد ہم — پروانے جلتے پھرتے ہین گھر گھر چراغ مین
کامل جو عشق مین ہے اُسے سوز سے ہی ساز — پروانہ سان جلے نہ سمندر چراغ مین
زائل شباب ہو تو کہان حُسن مین نمک — روغن نہو تو نور ہو کیون کر چراغ مین
ہے جلوہ گاہ یار یہ گلشن ہو کہ بزم ہو — ہر پھول مین وہ بو ہے ضیا ہر چراغ مین
پروانے ایسے نشۂ الفت سے ہین جو مست — کیا مے بھری ہے صورتِ ساغر چراغ مین
دل عاشقون کے کیون نہون قربان روی یار — پروانے جل رہے ہین برابر چراغ مین
اے دل وہ میرزا منش آتا ہے بزم مین — روغن کے بدلے عطر جلے ہر چراغ مین
ہنسنے مین اُسکے دانتون کا پرتو اگر پڑے — ہو ہر فتیلہ رشتۂ گوہر چراغ مین

آئی ہوا یہ کس لبِ لعلین کی اے امیر
ہین لعلِ شب چراغ کے جوہر چراغ مین

کہتا ہے کون آہ مین اپنی اثر نہین — ہان دل دُکھے کسی کا یہ مدِ نظر نہین
آہ شرر فشان مین ہماری اثر نہین — پھولا ہوا درخت ہی لیکن ثمر نہین
ایسے ہین مست بادۂ حسن و جمال سے — میری خبر کہان اُنہین اپنی خبر نہین

فرق بعد مرگ کچھ دل کی جلن مین کیون نہین
چین یارب شایۂ اکفن مین کیون نہین

روح کو آرام آغوشِ بدن مین کیون نہین
یا خدا اخلاص اِس دولہا دلہن مین کیون نہین

مرگیا جب مین تو کس پردے مین اُس بت نے کہا
آج وہ کل کی سی رونق انجمن مین کیون نہین

اُڑگئین رد چین شہادتگاہ الفت سے کہان
آشیانے اِن غریبون کے چمن مین کیون نہین

تو اگر دولھا بناتی ہے انہین اے تیغِ ناز
بد صیان زخمون کی کشتون کے بدن مین کیون نہین

ہون وہ مجنون دیکھکر جوڑا کو آتا ہے خیال
ہاے یہ بھی چاک میرے پیرہن مین کیون نہین

پوچھتی ہے قیصر و خاقان سے عبرت گور مین
کیون پڑے ہو آج وہ کس بل بدن مین کیون نہین

صورتین ظاہر ہین صورت آفرین پوشیدہ ہے
انجمن آرا کا جلوہ انجمن مین کیون نہین

سوگ ہے کسکے دل پر داغ کا اے گلبدن
وہ بہار افشان کی زلفِ پُرشکن مین کیون نہین

ہاتھ مین تیرے تو دینے کو ہزارون ای کریم
سیکڑون دامن ہمارے پیرہن مین کیون نہین

جامہ زیبودہ نمایش بعد مُردن کیا ہوئی
پیرہن مین تھی جو سج دھج وہ کفن مین کیون نہین

وحدت و کثرت تو دونون ہین اُسی کی جلوہ گاہ
پھر جو خلوت مین مزہ ہی انجمن مین کیون نہین

سیکڑون جاتے ہین ہستی سے عدم کو راتدن
میری غربت کی خبر اب تک وطن مین کیون نہین

لوٹتی ہے ساری دنیا بزم جانان کے مزے
میرا حصّہ اِس پہلے پھولے چمن مین کیون نہین

اِس زمین مین بھی بہت سے شعر ممکن ہین امیر
ہو اگر فرصت تو گنجایش سخن مین کیون نہین

گزشتہ خاک نشینون کا یادگار ہون مین
مٹا ہوا سا نشانِ سرِ مزار ہون مین

غریب جانے والون مین تیرے یار ہون مین
دماغ عرش پہ ظاہر مین خاکسار ہون مین

ترے کرم مین کمی کچھ نہین کریم ہے تو
مرا قصور ہے جھوٹا امیدوار ہون مین

پڑا ہے دستِ اجل مجھپہ لاکھ بار مگر
نکل گیا ہون تڑپ کر وہ بیقرار ہون مین

یہ کچھ آج مین نے نئی پی ہے حضرتِ واعظ
ازل کا مست پرانا شراب خوار ہون مین

سُنکے حالِ دل ہمارا کیا کسیکا دل دکھے
جلگیا ہے سوزشِ دل سے اثر فریاد مین

جو گھٹا بنوا نیکی مطلق نہین ہے احتیاج
آپکی تصویر کا گھر ہے دلِ بہزاد مین

بلبلو خوشیان کرو آئی ہے گھر بیٹھے مراد
پھول والون کا ہے میلا کوچۂ صیّاد مین

جرم کیا نکلا انا الحق گر لبِ منصور سے
تھی اُسے از خود فراموشی خدا کی یاد مین

وا ے قسمت کٹگئی قید قفس مین اپنی عمر
نکلے بھی گر کبھی گئے پر خانۂ صیّاد مین

قتل سے پہلے ہی تھا معدوم اپنا جسم زار
خون کیا لکھتے فرشتے نامۂ جلّاد مین

بیقراری اسقدر تڑپا نہ مجھکو زیر تیغ
دیکھ ظالم دل نہ اُچھلے سینۂ جلّاد مین

اپنے اپنے ہین نصیب اے ہم صفیرانِ چمن
پھنس گئے تم دام مین ہم گیسوے صیاد مین

بلبلین بھی آئین گی جلنے کو پروانون کے ساتھ
روغنِ گُل ہے چراغِ خانۂ صیّاد مین

ایک دن برباد ہوگا تند بادِ مرگ سے
جلتی ہین اس غم سے شمعین خانۂ آباد مین

فی الحقیقۃ دل سے دلکو راہ ہوتی ہے امیر
ہم ہین اُنکی یاد مین وہ ہین ہماری یاد مین

جو بوے گُل چمن مین ڈہونڈتے ہین
مسافر کو وطن مین ڈہونڈتے ہین

جو گم کرتے ہین راہ نیستی ہم
کمر مین یا دہن مین ڈہونڈتی ہین

مین زار ایسا بڑے نادان ہین فصّاد
لہو میرے بدن مین ڈہونڈتے ہین

وہ پیاسے ہین کہ ہم گھبرا کے پانی
ترے چاہِ ذقن مین ڈہونڈتے ہین

پتا پاتے ہین یوسف کا وہی لوگ
جو اپنے پیرہن مین ڈہونڈتے ہین

وہ لاغر ہون مرے لاشے کو قاتل
فرشتے آکے رن مین ڈہونڈتی ہین

ہمین اے باغبان غنچون سے کیا کام
ہم اپنا دل چمن مین ڈہونڈتے ہین

امیر اہلِ حسد کب ہین ہنر بین
عیوب اکثر سخن مین ڈہونڈتے ہین

کفن کا پاس نہ مجکو مزار کا ہے لحاظ
بُرا طپش کا ہو دونون سے شرمسار ہون مین

کسی سے کھونٹ نہین میرے دل مین دوست تو کیا
عدو بھی یار بنا ہے مجھے تو یار ہون مین

شکستگی سے سنورتا ہے اور کام مرا
شریک قسمت گیسو سے تابدار ہون مین

شراب غیب سے میرے لیے اُترتی ہے
خدا کے گھر مین ہے حُرمت وہ بادہ خوار ہون مین

امیر ملتی ہین بے مانگے نعمتین کیا کیا
بڑا کریم ہے جس کا امیدوار ہون مین

بانکی ادا ہے وہ نگہِ خشمگین نہین
غمزہ چھری لیے ہے وہ چینِ جبین نہین

خلوت مین بیخودی سے پتا ہی کہین نہین
کیا سیر ہے وہان کہ ہمین ہین ہمین نہین

مانگی جگہ لحد کو تو بولا وہ شاہِ حُسن
تکیہ سے تنے فقیر کا یہ وہ زمین نہین

کیسا خوش ہو دل فلک پہ ستارونکو دیکھکر
افشان چُنی ہوی یہ کسیکی جبین نہین

سرکار ہے کریم کی ساقی کی بارگاہ
جو آسے جھکے جاے کسی سی نہین نہین

حسرت سے دیکھیے تو یہ کہتی ہے وہ نگاہ
دشمن مری کوی نگہِ واپسین نہین

کہتے ہین ذبح کرنے مین مجکو جھجک ہو کیون
مین نازنین ہون دل تو مرا نازنین نہین

عصمت یہ دستِ شوق سے کہتی ہے روزِ وصل
چھو جاے جسکو ہاتھ یہ وہ آستین نہین

غفلت نے میری مجکو بنایا ہے دہوپ چھانون
مخمل کا خواب ہون کہ جہان ہون وہین نہین

روتا ہے دردِ عشق مین اُس دلنواز کے
کچھ قدرِ غم تجھے دلِ اندوہگین نہین

بسمل سے اپنے کہتی ہے مقتل مین تیغِ ناز
اسوقت بھی زبان پہ تری آفرین نہین

پیکان تیر یار سے کہتی ہین حسرتین
تو دلنواز تو ہے مگر دلنشین نہین

نزدیک جا کے اُنکو جو دیکھا تو بول اُٹھے
جس دور ہو نگاہ تری دوربین نہین

دشوار ہے بہت دلِ معشوق تک گزر
اے آہ ہوشیار یہ عرش برین نہین

ہون مستِ شوق وہ تو کہون اُن سے چھیڑ کر
کیون میری جان آپ نہین کہتے نہین نہین

نگاہ گرم سے مجکو نہ دیکھ اے دوزخ
خبر نہین تجھے کس کا گنہگار ہون مین

زمین قصر سلاطین سے آرہی ہے صدا
کہ آج منزل عشرت ہون کل مزار ہون مین

پھر اُسکی شان کریمی کے حوصلے دیکھے
گناہگار یہ کہدے گناہگار ہون مین

جو مست ہوش مین آنے کا قصد کرتا ہے
پُکارتا ہے یہ ساقی کہ ہوشیار ہون مین

وہ کُشتہ ہون کہ مری لاش جسطرف گزری
زمین پُکار اُٹھی قابل مزار ہون مین

حضور وصل کی حسرت ازل سے ہی مجکو
خیال کیجیے کب سے امیدوار ہون مین

خبر نہین اُسے روتا ہون حال پہ جسکے
اُداس صورت شمع سر مزار ہون مین

غضب فراق مری جان دل سے کہتی ہے
تڑپ چکا ہو اگر تو تو بیقرار ہون مین

بلائین لیتی ہے پھر پھر کے گرد نومیدی
یہ کیسکے در پہ الٰہی امیدوار ہون مین

وہ بیقرار ہون دیکھے اگر تڑپ میری
قرار بھی یہ پکارے کہ بیقرار ہون مین

پُکارتا ہے یہ موباف اُسکی چوٹی کا
کہ سب سے پیچھے ہون پر چوٹی کا سنگار ہون مین

بڑے مزے سے گزرتی ہی بیخودی مین امیر
وہ دن خدا نہ دکھاے کہ ہوشیار ہون مین

کسی کی روح پہ صدمہ ہو اشکبار ہون مین
کسی کے دل مین اُٹھے درد بیقرار ہون مین

گھڑی یہ نزع کی کہتی ہے جان پُر غم سے
کہ وقت آخر ایام روزگار ہون مین

کسیکا دل نہین دُکھتا مرے تڑپنے پر
سمجھتے ہین مجھے بجلی وہ بیقرار ہون مین

پڑا ہے تفرقہ کیا اضطراب سے پس مرگ
سر مزار مرا دل تہ مزار ہون مین

شگفتگی مین بھی میری فسردگی ہی عیان
شرار سنگ لحد ہون اگر شرار ہون مین

نہ محتسب کا مجھے خوف ہے نہ ساقی کا
گداے میکدہ مفلس شرابخوار ہون مین

فرشتے لے کے چلے تھے مجھے جہنم کو
تڑپ کے خلد مین پہنچا وہ بیقرار ہون مین

وہ پیر ہون کہ جوانون کا رنگ رکھتا ہون
عزیز کیون نہون بے فصل کی بہار ہون مین

چو کٹ سے تیری سر نہ ہٹے گا امیر کا
سجدے سے گر کے اُٹھے یہ ایسی جبین نہین

عالم مین کوئی دختر رز سا حسین نہین
شیشے مین اک پری ہی ہے آتشین نہین

وہ شوخ لاکھ پردون مین پردہ نشین نہین
اور پھر جو دیکھیے تو کہان ہے کہین نہین

یا ہم ہی ہم تھے کوئی نہ تھا اُنکی بزم مین
یا اک جہان آج وہان ہے ہمین نہین

اُن چتونون کو دیکھ تو ناصح تڑپ ہی جا
بیدرد تیرے دل پہ یہ چھریان چلین نہین

ایسا ہی جوش گریہ ہے تو ہجر یار مین
یا ہم نہین زمین پہ یا یہ زمین نہین

پردے ہی پردے مین ہین تبسم کی شوخیان
یہ بجلیان ابھی کسی دل پر گرین نہین

تو قابلِ سجود ہی اے میرے بے نیاز
ہر قابلِ سجود کسی کی جبین نہین

فرماتے ہین کہ آئین تو زاہد ہمارے پاس
ہم اُنکی توبہ توڑنے کو نازنین نہین

شوخی کا ہاتھ اُٹھکے پکڑ لے شبِ وصال
اتنی بھی کام کی نگہ شرمگین نہین

اے جان ابھی نہین مری حسرت کا خاتمہ
پہلی نظر ہے یہ نگہ واپسین نہین

تلوارین ایک چھوڑ کے دو دو کمر مین ہین
اِس بوجھ اُٹھانیکے لیے تم نازنین نہین

رو دیا جو مین وصال مین بولے ہٹا کے ہاتھ
آنسو کسی کے پونچھے یہ وہ آستین نہین

رسوا ہوا تو حشر مین اتنا کہون گا مین
بندہ نہین تیرے کیا مین جہان آفرین نہین

آنسو سے آشنا نہین شمع مزار بھی
اب کوئی میرے حال پر اندوہگین نہین

دل ناز اُٹھانیوالون کے کیا دیکھکر بڑھین
ہر انجمن مین ناز ہے ناز آفرین نہین

واعظ کو تم تو دیکھتے ہی ہنس پڑے امیر
باتین تو اِن بزرگ کی تم نے سُنین نہین

یادِ قاتل مین لہو سے جو ہوئین تر پلکین
بنگئین طائر مذبوح کی شہپر پلکین

کھینچتی ہین دل بیمار پہ خنجر پلکین
ناتوان پا کے چڑھا لاتی ہین لشکر پلکین

شب بو کا پھول دیکھکے بولا وہ جامہ زیب | واہ ایک آستین تو ہے ایک آستین نہین
جس بے نشان کو ڈھونڈتے ہین ہم جہان مین | کہتا ہے دل کہ تجھ مین نہین تو کہین نہین
بولے جو عذر ضعف سے اُن کو طلب کیا | کیا آپ ناتوان ہین تو مین نازنین نہین

پچھلا کلام بھی ہے جو آمین شریک امیر | دیوان مین اب کا رنگ کہین ہو کہین نہین

مشتاق وصل کون ترا نازنین نہین | گرتی پھنسی کہ لپٹی ہوئی آستین نہین
شکوہ جفا کا تم سے کچھ اے نازنین نہین | ایسے ہی تم حسین ہوتے ہین سب اک تمہین نہین
عالم سے اُن کی انجمن ناز ہے الگ | چھت جسکی آسمان ہے یہ وہ زمین نہین
گزرا ہوا زمانہ پھر آتا نہین کبھی | وہ کونسا ہے دم جو دم واپسین نہین
بوسہ لپٹ کے لے ہی لیا ہمنے بزم مین | ہان ہان سُنی کسی کی نہ اُنکی نہین نہین
نقش سجود سے در دلدار ہے چمن | اِک پھول اُسی چمن کا ہے داغ جبین نہین
دیکھے تجھے زمانہ مجھے دیکھتا ہے کیا | اے جان ناتوان ہون مین نازنین نہین
مقتل مین ہاتھ اُٹھاتے وہ شرماے جاتے ہین | نکلی ہوئی تو دیکھو کہین آستین نہین
غش مین پڑے ہین جلوہ گہ ناز مین کلیم | تحسین نہین سپاس نہین آفرین نہین
کہتے ہین بیوفائی کا رونا نہ رو یہان | سارے جہان مین ہے یہی کچھ یہین نہین
تڑپا رہا ہے اُٹھکے مرے دل کو درد عشق | تجھ سے ملا ہوا تو مرا ہمنشین نہین
گھبراتے کیون ہو دم مری آنکھون مین ہے ابھی | پھیرو نہ آنکھ یہ نگہ واپسین نہین
اللہ رے ناز دیکھکے کہتے ہین آئینہ | ہم نازنین نہین تو کوئی نازنین نہین
کہتے ہین سنگ در یہ مرے سجدے تا کجا | کچھ زیر مشق یہ پئے خط جبین نہین
اِک آہ کھینچنے کا ارادہ ہے ہوشیار | خیر آج تیری اے فلک ہفتمین نہین
نسبت ہے ایک عاشق و معشوق سے مجھے | ناز آفرین ہے کیا وہ نیاز آفرین نہین
شادی کی انجمن مین بھی روتا ہون مثل شمع | مجھسا جہان مین کوئی اندوہگین نہین

اے اہل بزم مجکو اُٹھاؤ نہ بزم سے
شمع سحر ہون عمر بپایان رسیدہ ہون

مین اور جم مین پیر مغان دو ترے مرید
لیکن وہ بد عقیدہ ہی مین خوش عقیدہ ہون

مجروح تیغ حسن ہوا کب خبر نہین
یوسف کی جلوہ گاہ مین دست بریدہ ہون

مارا ہے اہل کبر نے پردے مین عجز کے
مین بیخبر تو کُشتۂ تیغ خمیدہ ہون

اب تک کسی پہ میری حقیقت نہین کھلی
حرف نگفتہ ہون سخن ناشنیدہ ہون

پیدا کیے کی شرم الٰہی ضرور ہے
تو آفریدگار ہے مین آفریدہ ہون

صحرا کو کپڑے پھاڑ کے چلتا ہون ای جنون
پاے شکستہ ہون نہ مین دست بریدہ ہون

ہون دشمنون مین پر نہین فریاد کی مجال
بتیس دانتونمین مین زبان بریدہ ہون

بہتا ہی یاد رخ مین تو کہتا ہے طفل اشک
یوسف کے خاندان کا مین نور دیدہ ہون

مطلب خزان سے کچھ نہ غرض ہی بہار سے
دونون سے مثل سرو مین دامن کشیدہ ہون

دیکھون کسی کے عیب تو کیا خاک کہہ سکون
ہان غم سے آئنے کی طرح آبدیدہ ہون

کہتا ہے مرغ روح اجل سے ڈرا ہوا
صیاد میرے پیچھے ہی مین صید رمیدہ ہون

بلبل ہون مین نہ گل ہون گلستان دہر مین
ہان اک پر شکستہ و رنگ پریدہ ہون

شبنم کے ای امیر ملے ہین مجھے نصیب
گل ہنس پڑے چمن مین جو مین آبدیدہ ہون

کس کے چمکے چاند سے رخسار قیصر باغ مین
چاندنی ہی سایۂ دیوار قیصر باغ مین

سبزۂ خوابیدہ کیسا آگیا جو خفتہ بخت
اُسکے طالع ہوگیے بیدار قیصر باغ مین

فی الحقیقہ یہ بھی کم گلزار جنت سے نہین
حورین پھرتی ہین سر بازار قیصر باغ مین

ہر روش پر چل رہی ہی ایسی صحت کی ہوا
چشم نرگس تک نہین بیمار قیصر باغ مین

پاؤن کا یان ذکر کیا صاف ہے ایسی زمین
دل پھسلتے ہین دم رفتار قیصر باغ مین

بند جب ٹوٹین شکست توبہ کی آے صدا
لین اگر انگڑائیان میخوار قیصر باغ مین

ہو ہوا اس سے ہی انسان کی شرافت ثابت
مردمک آنکھ مین ہی آنکھ کے باہر پلکین +

گو رہین بھی خلش خار محبت سے وہی
آج تک دلمین کھٹکتی ہین برابر پلکین

نرگسی آنکھین دکھاتے نہین یہ لالہ عذار
کھینچتے ہین مجھے کانٹون مین دکھا کر پلکین

اثر سوز محبت نے دکھایا اعجاز +
بہ گیا آنکھ سے دریا نہ ہوئین تر پلکین

اہل بینش کو بہت سیر جہان خوب نہین
مردم چشم سے کہتی ہین یہ جھککر پلکین

قتل عشاق سے باز آنیکی کھاتی ہین قسم
طاق ابرو کی طرف ہاتھ اٹھا کر پلکین

چشم بد دور ہے کیا ظلم کی رسی بھی دراز
صاف بڑھکر ہوئین گیسو کے برابر پلکین

چشم مخمور سے ٹوٹے کہین انکا بھی خمار
ہین اذیت کش خمیازہ برابر پلکین

عیب اپنون کا نہین ہے سبب کلفت دل
لاکھ اڑے گرد نظر ہون نہ مکدر پلکین +

کیا ہی ہمسائے کو ہمسائے کی ایذا ہی وبال
آنکھین روئین جو کھنچین بال برابر پلکین

ناتوانون کو ترے دے گا فلک کیا گردش
گردش چشم سے کھاتی نہین چکر پلکین

آج آنکھونکو جوانی مین یہ زیور ہین امیر
گر کے ہو جائین گی کل خس کے برابر پلکین

عالم شگفتہ ہو جو مین آفت رسیدہ ہون
صبح بہار ہون جو گریبان دریدہ ہون

مطلب کی سمت رخ ہی مرادہ رسیدہ ہون
گویا قصیدے مین مین گریز قصیدہ ہون

راغب مری طرف ہے کوئی دل نہ کوئی گوش
بزم جہان مین حرف مکرر شنیدہ ہون

میرے صفائے دل نے جو کھولی ہین میرے عیب
شرمندہ مثل زنگی آئینہ دیدہ ہون

ماہی کیطرح ہے مجھی مرہم وہ آب تیغ
کیا مبتلائے درد گلوئے بریدہ ہون

ضبط فغان سکھاؤ نہین اورونکو ہون جو خاک
سرمہ پے صدائے گلوئے بریدہ ہون

چہرے پہ اسکے مطلع ابرو کا ہے یہ قول
دیوان انوری کا مین مضمون چیدہ ہون

تعلیم جہان نہ دور فلک کا مجھے خیال
دریا کے جوش مین تہ پل آرمیدہ ہون

تھوڑا سا لطف اور بھی اے پنجۂ جنون
دو چار تار اور ابھی پیرہن مین ہین

آئے ہین سب سمت کے تری صید گاہ مین
اب کوہ پر ہین کبک نہ آہو ختن مین ہین

ہون آبدیدہ درد کی باتین نہ سُنئے آپ
پہلو ہزار طرح کے اپنے سخن مین ہین

پیاسی ہین آبِ خنجرِ قاتل کی دیر سے
جتنی رگین **امیر** ہمارے بدن مین ہین

عزیز احباب ساتھی دم کے ہین پھر چھوٹ جاتی ہین
جہان یہ تار ٹوٹا سارے رشتے ٹوٹ جاتے ہین

کڑی منزل ہے پیری دانت بھی سب ٹوٹ جاتی ہین
قدیمی ساتھ یارونکے یہین تو چھوٹ جاتے ہین

الٰہی کیا علاقہ ہے وہ جب لیتا ہے انگڑائی
مرے سینے مین سب زخمونکے ٹانکے ٹوٹ جاتے ہین

ادا دل مانگتی ہے جان غمزہ اے شہِ خوبی
ترے کشور مین ہر اندھیر لوٹا لوٹ جاتے ہین

عجب کانٹا ہے ساقی محتسب جب آ نکلتا ہے
تو سب جام و سبو چھالونکی صورت پھوٹ جاتی ہین

زمانے بھر مین ہے مشہور حال اخوان یوسف کا
طمعِ دنیا کی وہ ہے جس سے بازو ٹوٹ جاتے ہین

امیر زار کی تُربت کو چھت سمجھے ہین کیا گھر کی
یہ ماتمدار آ کر چھاتیان کیون کوٹ جاتے ہین

منگا کر آئنہ مجھ تشنہ لب کو یاد کرتے ہین
وہ ساحل کو بھی لیکر ساتھ دریا مین اُترتے ہین

شہیدِ عشق جی جاتے ہین جی سے کیا گزرتے ہین
خدا یہ موت دے سبکو ہم اِس مرنے پہ مرتے ہین

مقام شرم ہے ہم ہجر مین جی سے گزرتے ہین
پتنگے بھی تو رخصت شمع سے ہو ہو کے مرتے ہین

یہان آنکھونمین دم ہے اب کوئی ساعت مین مرتے ہین
قضا کہتی ہے جلدی کیا ہے آئینگے سنورتے ہین

زمانہ ذرہ و خورشید سے آئینہ خانہ ہے
مگر اسپر بھی جب دیکھا وہ پردے مین سنورتے ہین

ہمارے زخم بھرنا اور اے جرّاح کیا جانے
اگر بھرتے ہین تو دم خنجرِ قاتل کا بھرتے ہین

رہے بیدار دل جو عمر بھر مُردہ نہ جان اُنکو
برابر رات دن جاگے تھے اب آرام کرتے ہین

دلِ پُر آرزو کہتا ہے چلکر خضر سے پوچھو
سفینے قلزم امید کے کس گھاٹ اُترتے ہین

لوٹتا پھرتا ہے یہ مارے خوشی کے صبح و شام
وجد مین ہے سایۂ دیوار قیصر باغ مین

یہ اشارہ نہر مین کرتی ہی ہر انگشتِ موج
سب کا ہو جاے گا بیڑا پار قیصر باغ مین

چار نغمونمین ہو سعدی کی گلستان کا جواب
بلبلین کھولین اگر منقار قیصر باغ مین

زیرِ شاخِ گل اگر سبزہ کبھی سونے لگا
شورِ بلبل نے کیا بیدار قیصر باغ مین

استنے پتے بھی نہونگے گلشنِ فردوس مین
جس قدر پھولونکے ہین انبار قیصر باغ مین

تشنگانِ شوق ہین شیرین لبونکے میہمان
بٹ رہا ہے شربتِ دیدار قیصر باغ مین

قطرۂ شبنم کے رگِ گل پر دکھاتے ہین بہار
گُندھ رہے ہین موتیونکے ہار قیصر باغ مین

کہہ رہی ہے یہ صنوبر قامتون سے فاختہ
آؤ بھی بہرِ علمبردار قیصر باغ مین

آتے آتے لب تلک بنجاے بگّا نور کا
کھینچیے گر آہ آتشبار قیصر باغ مین

نخلِ گل ہی ہر تماشائی زہے فیضِ بہار
پھول جھڑتے ہین دم گفتار قیصر باغ مین

موجۂ مے کی نسیم صبح مین تاثیر ہے
بے صبوحی مست ہین ہشیار قیصر باغ مین

اے دلِ مایوس بے برگی سے افسردہ نہو
لاے گا نخلِ تمنا بار قیصر باغ مین

دور ہونگی کلفتین مٹ جائینگی سب کاہشین
لالہ ہے بیداغ گل بیخار قیصر باغ مین

سایۂ بالِ ہما کیا ڈھونڈتا ہے اے **امیر**
بیٹھ زیرِ سایۂ دیوار قیصر باغ مین +

داغ اے بہار جیسے ہمارے بدن مین ہین
اِس رنگ و بو کے پھول بھی تیرے چمن مین ہین

نالہ زرا کرے تو سمجھ بوجھ کر کرے
بُلبل سے کوئی کہدے کہ ہم بھی چمن مین ہین

شیخِ حرم سے ملکے ہوا سخت انفعال
کتنے ذلیل ہم نگہِ برہمن مین ہین

سینونمین عاشقونکے کہان عاشقونکے دل
کچھ زلف مین ہین کچھ ترے چاہِ ذقن مین ہین

اک عمر سیتے سیتے رفوگر کو ہوگئی
کیا جانے کتنے چاک مرے پیرہن مین ہین

یاد آئین کیون قفس مین نہ گلشن کے ہمصفیر
غربت مین ہم ہین یار ہمارے وطن مین ہین

مین کہتا ہون تمہین سے نے دل لیا میرا تو کہتی ہین
کہ ہان ہان لے لیا اچھا کیا ہم کب مُکرتے ہین

حسینونکی تعلی ہے سبب محبوب ہونے کا
جو چڑھ جاتے ہین نظرون پر وہی دلمین اُترتے ہین

بڑے رستم ہین تیرے چشم و ابرو دیکھنے والے
نہ خنجر سے جھجکتے ہین نہ وہ قاتل سے ڈرتے ہین

بتونکے چاہنے والونمین بھی ہے شان محبوبی
قضا مرتی ہے آنپر جو ادا پر اُنکی مرتے ہین

نہ رحم آجائے قاتل کو نہ رُک جای کہین خنجر
نگاہِ حسرت آگین ہم اثر سے تیرے ڈرتے ہین

خبر ہم سخت جانون کی وہ سُنکر طنز سے بولے
کوئی مرنے کی حد بھی مر نہین چکتے ہین مرتے ہین

سلیمان ہمکو یادِ چشم و گیسو نے بنایا ہے
ہمارے گھر مین شب بھر تخت پریونکے اُترتے ہین

ہمین بیتابیان خط یار کو لکھنے نہین دیتین
جگر سے جب اُٹھاتے ہین تو دلپر ہاتھ دھرتے ہین

شباب اُنکا غضب ہے ہاتھ پڑتا ہے جو سینے پر
نکلجاتا ہے مُنہ سے مار ڈالا ہاے مرتے ہین

شبِ وصلت بھی یہ عالم ہے میری بیقراری کا
تڑپ جاتے ہین وہ دلبر جو میرے ہاتھ دھرتے ہین

کبھی مدِ نظر گر عاشقون کا قتل ہو تم کو
ہمین بھی یاد رکھنا ہم بھی تم کو پیار کرتے ہین

برنگ نبض چلتے سے ہین اپنے دست و پا چلتے
ٹھہر جاتا ہے سارا قافلہ جب ہم ٹھہرتے ہین

بَری ہین پاکبازان محبت رشک سے دیکھو
جو تمکو پیار کرتے ہین ہم اُنکو پیار کرتے ہین

امیر اُس جان کے دشمن سے تمکو ڈر نہین لگتا
دھڑلّے سے تم اُسکی مُنہ پہ کہتے ہو کہ مرتے ہین

دبا پایا جو ہے ہمکو تو یہ بھی ظلم کرتے ہین
ہماری قبر کے تختے بھی اب ہم سے بگڑتے ہین

عدم کے جانیوالے راستے مین کب ٹھہرتے ہین
جہان یہ نکلی گھر سے جا کے منزل پر اُترتے ہین

پھرون مین گرد تو وہ ڈر کے کچھ خیرات کرتے ہین
مرے قربان ہونے پر وہان صدقے اُترتے ہین

عجب پردہ ہے پردہ شرم عصیان کا دم آخر
اسی پردے مین ساری عمر کی بگڑی سنورتے ہین

مریض عشق سے پہلو تہی طرفہ تماشا ہے
ہوے بیمار تو ہم اور پرہیز آپ کرتے ہین

خیالِ یادِ ابرو مین جو یادِ چشم ساقی ہے
حرم مین بیٹھے بیٹھے میکدے کی سیر کرتے ہین

پھڑکنا اُن سے بسمل کا کبھی دیکھا نہین جاتا
چھری دیتے ہین جسکو پہلے اُسکے پر کترتے ہین

خزان غافل نہین ہے اَی جوانانِ چمن تم سے
نہین اُڑتے ہین پتے یہ اُسے پر چُگ گزرتے ہین

کسے ہے ہوش فصلِ گل ہین رختِ نو بدلنے کا
بدن سے مثلِ گُل پھٹکر یہان کپڑے اُترتے ہین

نہین چلتی ہے قینچی یہ چُھری پھرتی ہے گلچین پر
پرِ بلبل نہین صیاد برگِ گُل کترتے ہین

تفاوت اسقدر ہی زاہدونمین اور رندون مین
کہ وہ کچھ دل مین لی رہتے ہین یہ سب کہہ گزرتے ہین

نہ اتنی چاہ کر آبِ دمِ شمشیرِ قاتل کی
کڑا پانی ہے دو گھونٹ اِسکی مشکل سے اُترتے ہین

نئے گُل پھول لیتے ہین اپنی آہِ سرد سے ہر دم
جگر کے داغ دلکی چوٹ بن بنکر اُبھرتے ہین

یہان نہلا کے ہمکو دفن بھی احباب کر آئے
وہان حمام سے فرصت نہین ابتک نکھرتے ہین

شمیمِ گل ہین ہم بھی تم اگر بادِ بہاری ہو
جدہر چلتے ہو چلتی ہین جہان ٹھہرو ٹھہرتے ہین

خضر کو ڈہونڈتا پھرتا ہے کیا مجنون بیابانمین
اِدہر آئے کہ ہم نے یہ طریقے خوب برتے ہین

غضب ہے سامنا غصے مین اُن خونخوار آنکھونکا
شکارِ شیر کرتے ہین جو یہ آہو بپھرتے ہین

کہان انگورِ شیرازی کہان یہ میکشِ ہندی
پُہنچ رہتے ہین وہ دانے جو قسمت مین اُترتے ہین

برنگِ طائرِ تصویر **امیر** اُڑنا کہان ممکن +
ہم اپنے آشیانے سے چمن مین کب اُترتے ہین

پھڑک کر مرغِ بسمل کیطرح عاشق جو مرتے ہین
یہ مقتل مین عروسِ تیغ کے صدقے اُترتے ہین

نکلجاتے ہین وہ جس راہ سے بیچین کرتے ہین
ہزارون چٹکیان لیتے ہین جس دلمین گزرتے ہین

لبون پر آکے ہجرِ یار مین دم ضبط سے بولا
سلامت بیقراری ہم کہین گُھٹ گُھٹکے مرتے ہین

لیا تومین نے بوسہ خنجرِ قاتل کا مقتل مین
اجل شرماگئی سمجھی کہ مجکو پیار کرتے ہین

مین اس شوخی پہ صدقے ہون کہ مجھسے بزم مین پوچھا
یہ سب تو غش ہین مجھپر آپ کیسے کسپہ مرتے ہین

تسلی خاک ہو وعدو نسے اُنکی چتونین ظالم +
اشارونسے یہ کہتی ہین کہ دیکھو اب مکرتے ہین

ہماری جان تم ہو وہ ہماری جان کا دشمن
تمہارے دوست ہین ہم اسلیے دشمن سے ڈرتے ہین

حباب آسا محیطِ عشق سے جو پار اُترتے ہین | گذر جاتے ہین پہلے سر سے پیچھے پاؤن دھرتے ہین
لگاتے ہین جو سینے سے آئینے کو دور وہ رہتے ہین | ستم دیکھو وہ اپنی چتونوں سے آپ ڈرتے ہین
تصور مین اُٹھا کر رنگ مرغ نیرنگ کرتے ہین | کہ تصویر خیالی مین تری ہم رنگ بھرتے ہین
بتو اہلِ حرم بیجا نہین تم کو بُرا کہتے | برہمن ہی کا گھر بھرتے ہو جب صدقے اُترتے ہین
نہین ہی دیر سے خورشید کی وہ گرم بازاری | ہوا ہی دہوپ کا مُنہ زرد شاید وہ نکھرتے ہین
پسند آیا اُنہین مجکو اسید کا شکر کیا کم ہے | کہ شکوہ لیکے بیٹھون آپ دل لیکر مکرتے ہین
مرے سینے پہ مقناطیس تیرا ہاتھ ہی اے بُت | کہ جتنے دل مین پیکان جمع ہین وہ سب ابھرتی ہین
شبِ غم مین رہی جیتے بُرا ہو سخت جانی کا | نہ آئی موت اِس غیرت کے مارے ہم تو مرتے ہین
جواب اعضا ہمین دیتی ہین کیون ای ضعف پیری مین | جوانی کی تو ہم اِن سے نہین درخواست کرتے ہین
چمن کی سیر ہی چھوٹی تو پھر جینے سے کیا حاصل | گلا کاٹین مرا صیاد پر ناحق کترتے ہین
چل اے بادِ بہاری اک ذرا آہستہ آہستہ | کہ وہ مجھ سی اُلجھتے ہین جو بال اُنکے بکھرتے ہین
لب ایسی جانفزا خط کا یہ رنگ اِس قہر کی آنکھین | مسیح و خضر و عزرائیل تینون تم پہ مرتے ہین
تصور مین بھی مُنہ چوموں تو اُڑ جاتا ہی رنگ اُنکا | بلائین خواب مین بھی لون تو بال اُنکے بکھرتے ہین
قیام اِس بحرِ طوفان خیز دنیا مین کہان ہمدم | حباب آسا ٹھہرتے ہین تو کوئی دم ٹھہرتے ہین
جھجک جاتے ہین وہ سایے سے اپنے روزِ روشن مین | اندھیری رات مین زلفون کے لہرانے سے ڈرتی ہین
دکھایا انقلاب تازہ عالم کے حوادث نے | جو مرتے ہین وہ جیتے ہین جو جیتے ہین وہ مرتے ہین
بہت سنبل چمن مین آج پیچ و تاب کھاتا ہے | کسی محبوب کے شاید کہین گیسو سنورتے ہین

امیر اول لشکر ہدف ہے تیر آفت کا
شکار انداز پہلے مرغ کے شہپر کترتے ہین

بخت ایسے کہان ہین جو کرون یار سے باتین | کرتا ہون مین شب بھر در و دیوار سے باتین
کیا سمجھین ہم اُس آنکھ کا ایما سوی نرگس | بیمار نے کین راز کی بیمار سے باتین

لڑی ہین اُنکی آنکھین آئنے مین خطِ عارض سے
غزالانِ حرم فردوس کے سبزے مین چرتے ہین

مرا خط پھینک کر قاصد کے مُنہ پر طنز سے بولے
خلاصہ سارے اس طومار کا یہ ہے کہ مرتے ہین

پڑے ہین ابرُوون پر بل یہ کیون مدّ نظر کیا ہے
یہ دُہرے دُہرے خنجر آپ کس پر تیز کرتے ہین

تسلی دل کو ہم دیتے ہین کیفِ چشمِ ساقی سے
شرابِ حُسن لیکر عشق کے ساغر مین بھرتے ہین

مدد اے آبِ خنجر رحم کر ان تشنہ کامون پر
نہ انکی پیاس مرتی ہے نہ یہ پیاسے ہی مرتے ہین

نہ مہر اُس گُل کا ہمسر ہے نہ ماہ اُسکے برابر ہے
ہین دونون ایک ہی سے کچھ ذرا چڑھتے اُترتے ہین

چلے ہی جاتے ہین پیکِ نفس اک عمر گزری ہے
نہ منزل ہے کہین انکی نہ رستے مین ٹھہرتے ہین

ہین کسکے دید کا طالب ہون کسکی وصل کا خواہان
یہ کسکی حسرتین ہین آپ جنکا خون کرتے ہین

نہ اتنا محتسب کا خوف ہے ہمکو نہ قاضی کا
کہین توبہ نہ میخانے مین آئے اُس سے ڈرتے ہین

اُنہین کا مال تھا اچھا کیا دل لیلیا میرا
کوئی چھینے نہین لیتا ہے اُن سے کیون مکرتے ہین

بھرا ہے حسرتون سے دل کہان داغون کی گنجایش
یہ سب ارمان ہین جو داغ بن بنکر اُبھرتے ہین

مُغنّی کی نہ میخانے مین حاجت ہے نہ مطرب کی
شکستِ توبہ کی آواز پر ہم وجد کرتے ہین

ابھی اے جان تو نے مرنیوالونکو نہین دیکھا
جیے ہم تو دکھا دینگے کہ دیکھہ اسطرح مرتے ہین

یہ اپنے داغ ہین دن رات جنکا ایک عالم ہے
ستارے ڈوبتے ہین دنکو راتون کو اُبھرتے ہین

وہ سر سے پاؤن تک تصویر ہین بیساختہ پن کی
سنورنے سے بگڑتے ہین بگڑ کیسے سنورتے ہین

دمِ آرایش آئینہ جو دیکھا ناز سے بولے
اُدہر یہ کون ہے میری لاگ پر بیٹھے سنورتے ہین

قیامت دورِ تنہائی کا عالم روح پر صدمہ
ہمارے دن لحد مین دیکھیے کیونکر گزرتے ہین

جو رکھدیتی ہے شانہ آئنہ تنگ آکے مشاطہ
ادائین بول اُٹھتی ہین کہ دیکھو یون سنورتے ہین

خیال آتا ہے پیری مین جوانی خواب تھی گویا
پلک بھی جھپکتی ہے یہ دن پہلے گزرتے ہین

کیا ہے نام کیا اُستاد کا روشن خدا رکھے
امیر اُستاد زادون پر ہم اپنے فخر کرتے ہین

اقبال سکندر سے مرے اڑ گیے طالع
ٹھیک اُنکے نہ وعدے ہین ٹھیک اُنکی مدارات
ڈرتا ہی یہ وحشی ابھی آواز سے تیری

جسدن ہوئین اُس آئنہ رخسار سی باتین
دو چار سی گہاتین ہین تو دو چار سی باتین
صیاد نہ کر مرغ گرفتار سے باتین

کیا دھیان امیر آیا کہ وہ ہٹ گیے پیچھے
جُھک جُھک کے جو ہم کرنے لگے پیار سے باتین

شوخی تھی قیامت تری مستانہ ادا مین * فتنون نے قدم چوم لیے لغزش پا مین
چھوڑا ہے شگوفہ یہ نیا ناز و ادا مین اک شاخ تغافل کی لگا دی ہے جفا مین
شرمائی ہوئی چتونون پر اُس کی نہ جانا شوخی بھی چھپی بیٹھی ہے پہلوے حیا مین
بیمار محبت نے کبھی مُنہ نہ لگایا تاثیر گھُلی جاتی ہے اس غم سے دوا مین
اس ڈر سے وہ پامال نہین کرتے ہین مجکو رلجاے نہ دل پس کے کہین رنگ حنا مین
کہتی ہی شب وصل یہ چتون کی شرارت آج آگ لگا دونگی مین دامان حیا مین *
جوہر جو تغافل کے ازل مین ہوی تقسیم کچھ میری قضا مین گیے کچھ تیری ادا مین
دل ایک خریدار ہین دو خیر ہو یارب چل جاے کہین آج نہ شوخی و حیا مین
کہتا ہے جوانی مین یہ اُس شوخ کا جوبن ہمسے نہ رہا جاے گا اس تنگ قبا مین
مشکل ہے مسیحا کو بھی اب جان بچانا نکلی ہے قضا چھپ کے حسینون کی ادا مین
کس طرح نہو ناز مجھے عجز پر اپنے وہ چیز ہے یہ جو نہین درگاہ خدا مین
آنے کا نکیرین کو رستہ نہین ملتا کیا حورونکے جھمٹ ہین مزار شہدا مین
احباب کے ماتم مین کٹی عمر ہماری ہم ساتھیونکے رونے کو اترے تھے سرا مین
عکس آئنے مین اُن سے یہ کہتا ہے کہ ای شوخ پورا اترا شاگرد ہون مین جور و جفا مین
شرماتے ہین جب وصل مین وہ مجھسے تو شوخی لے لیتی ہے چٹکی وہین پہلوے حیا مین
مانگی جو دعا مین نے صدا عرش سے آئی تاثیر ہین گئین سب ترے دشمن کی دعا مین

نہیں ہے اما موش یہ آسمان پر جابجا تارے
پتنگے کچھ تری شمع رخ روشن کے بیٹھے ہیں

یہ کیا بے وقت کی آنحضرت دل آپکو سوجھی
اُٹھے ہیں روٹھکر اب آپ جب منکے بیٹھے ہیں

کڑی منزل ہے بوڑھے ہو چلی جو موت آتو بیٹھے ہو
تھکے ماندے مسافر منتظر رہزن کے بیٹھے ہیں

امیر ایسی غزل ہے داغ کی جسکا یہ مصرع ہے
بھنویں تنتی ہیں خنجر ہاتھ میں ہے تنکے بیٹھے ہیں

مفت وہ کسکی جان لیتے ہیں
دے کے منہ میں زبان لیتے ہیں

آزمائش میں جان لیتے ہیں
خوب آپ امتحان لیتے ہیں

ناتوانی سے ہم حسینوں میں
پھانک کر دھان پان لیتے ہیں

فقرے فقرے میں لیتے ہیں چٹکین
باتوں باتوں میں جان لیتے ہیں

وصل میں کچھ نہیں نہیں ہی نہیں
مانتے ہیں تو مان لیتے ہیں

پیر ہوتے ہیں جو شباب کے بعد
تیر دے کے کمان لیتے ہیں

طعنے دیتے ہیں عشق میں بے مہر
چٹکیاں مہربان لیتے ہیں

سوز دل اس پری کے کہنے کو
شمع سے ہم زبان لیتے ہیں

دخت رز کی جو بات آتی ہے
مغبچے خوب چھان لیتے ہیں

اس سے سیکھے ہیں ظلم پوچھو تو
اس کا نام آسمان لیتے ہیں

ساتھ مستوں کے مفت میں قاضی
دختر رز کو سان لیتے ہیں

لب میگوں خط سبز کے مست
مے میں سبزی بھی چھان لیتے ہیں

ہر قدم پر برنگ نقش قدم
دم ترے ناتوان لیتے ہیں

وصل میں کیوں حیا جھجک نہیں جاتی
پھیر کر منہ وہ پان لیتے ہیں

کیوں سراپا نہ جان ہوں معشوق
سارے عالم کی جان لیتے ہیں

میکشوں کو عروج مستی میں
ہاتھوں ہاتھ آسمان لیتے ہیں

دانہ اب ڈالے گا خالِ تہِ ابرو دل مین | جال لائے ہین چھپانیکو وہ گیسو دل مین
ضعف ایسا ہے کہ آیا مجھے غش جب آیا | کوئی پہلو کا بدلنے کا بھی پہلو دل مین
گر میان کرتے رلاتے ہو مجھے یاد رہے | چھالے ڈالینگے یہ جلتے ہوئے آنسو دل مین
جوڑ پورا دلِ صد چاک کا ہوا چھا ہے | ساتھ شانے کو بھی لے آئین گیسو دل مین
ہجر مین ہوش نہین صبر نہین تاب نہین | اٹھ بھی آ درد دل اب کیون پڑا تو دل مین
کرلی آنکھ تری داغ محبت پیدا | گل کھلاتی ہے تری نرگس جادو دل مین
طرفہ سانحہ ہے غم و درد محبت جس سے | ڈھلتے ہین آٹھ پہر موتی سے آنسو دل مین
ہو گئے مست سب اٹھی جو ترے رخ سے نقاب | رنگ اس پھول کا آنکھون نے لیا بو دل مین
ہے نگہ تیر ادا تیر بلا تیر قضا | دل سے پہلو مین مرے تیر سے پہلو دل مین
ناوکِ ناز سے آواز تری چھاگل کی | اے پری بنگئے پیکان تری گھنگرو دل مین
رہے ہین اپنے تصور کے مکان کی زینت | دو دو آئینے لیے آئے ہین زانو دل مین
دل سے جلتی ہوئی آنکھون نے جو بانگا پائی | ضبطِ الفت نے کیا قید مین آنسو دل مین
کھنچلیے سرمے کا دنبالہ دکھائی سے مجھے آنکھ | پھر گئی کوکبِ دوار کی جھاڑو دل مین
ناز و انداز و ادا غمزہ کرشمہ شوخی | لیکے آیا ہے یہ بتخانہ پریرو دل مین
کھینچے ہین تیر و کمان دونون نے میرے پاس | جھوٹی باتین ہین نہ خنجر نکالے ہے نہ ابرو دل مین
اب خدا حافظ و ناصر ہے ارمانون کا | پھانسیان لیتے ہوئے آئی ہین گیسو دل مین
پڑ گئی جان جو آیا ترے انشا کا خیال | ساے آہو نکے شیر بنگئے جگنو دل مین
ناوکِ ناز و ادا کا ترے اللہ ری ادب | حسرتین جتنی ہین بیٹھی ہین دو زانو دل مین
کون سی چیز ہے معشوق کو عاشق سے عزیز | تیر دل مین ہے نگہ دل مین ہے ابرو دل مین

آنکھ اس آنکھ سے دیکھو نہ مقابل ہو امیر
ابھی کھڑکی سے ادھر آتا ہے جادو دل مین

بت بنے بیٹھے ہیں کچھ بات بناتے بھی نہیں
اور یہ غصہ ہے کہ روٹھا تو مناتے بھی نہیں

محو وفا لجہ ہے حیا جان ہے کس مشکل میں
دل سے جاتی بھی نہیں آنکھوں میں آتے بھی نہیں

نیم جان کر کے مجھے سر پہ کھڑے ہیں چپکے
ہاتھ اٹھاتے بھی نہیں ہاتھ لگاتے بھی نہیں

روٹھنا خوب کا ٹھہرا ہے تو بس رہیے
روز کے روٹھنے والے کو مناتے بھی نہیں

آگے آئینے کے بیٹھے ہیں جھکائے آنکھیں
چوٹ کھاتے بھی نہیں چوٹ لگاتے بھی نہیں

اپنے جلووں میں چھپاتے نہیں عاشق کو نگہ
بیٹھ جائے تو مروت سے اٹھاتے بھی نہیں

ان نگاہوں نے جوانی میں حیا کھوئی ہے
جاؤ اب پردے میں ہمکو چھپاتے بھی نہیں

نکلے ہی پڑتے ہیں محرم سے اچکے دیکھو
شرم کی بات ہے تم آنکھ دباتے بھی نہیں

جی دہڑکتا ہے کہ ہو جی نہ ہو دل کی بابت
منہ سے انکار بھی ہے آنکھ ملاتے بھی نہیں

پرسش حشر میں پوچھے تو وہ ہنسی بولے
تم کھڑے دیکھتے ہو داد دلاتے بھی نہیں

سچ ہے جو رو ہے ہی لیلیٰ و شیریں کیسے
ایسے دیسوں کو تو وہ دنیا میں لاتے بھی نہیں

ہنس ہی دیتے ہیں دیکھ کے رونا کریں ہمدرد
تمکو رونا تو ہنسی ہے کہ رلاتے بھی نہیں

آکے تربت پہ مری کہتے ہیں لو اٹھ بیٹھو
اتنی مدت ہوئی ہم تمکو ستاتے بھی نہیں

پھیر دو دل جو نہیں دیتے ہو بوسہ یہ کیا
مال پر لوٹ بھی ہو دام لگاتے بھی نہیں

ناز کہتا ہے کہ جان اسکی ہو تم جی نہ اٹھے
ہائے اس ڈر سے جنازے پہ آتے بھی نہیں

زاہد و حق تو یہ ہے تم ہو بڑے بے توفیق
اپنے مہمان کو دو گھونٹ پلاتے بھی نہیں

جب سے عاشق کی ہوئے پھول پہننا کیسا
کپڑے دھو کر اسے پھولوں میں بساتے بھی نہیں

لطف مرنے کا دکھائیں گے فرقت میں امیر
نہیں آتے وہ تو ہم جان سے جاتے بھی نہیں

اے خوشا عمر ہوئی انجمن جو سیر ہو دلہن
بڑھتے بڑھتے وہی آخر ہوئی گیسو دلہن

آنکھ ہاں تیری ہیں نظروں میں ہی تحفہ دلہن
سیر کے آنکھوں میں پھرا ن عنبر برود دلہن

دارِ فانی میں بتا اوس کا مکین کس سے پوچھوں
سب ہیں پردیسی یہاں کوئی ساکن ہی نہیں

میرے آغوش میں آنیکو جو وہ اُٹھتے ہیں
نازکی کہتی ہے بیٹھو یہی ممکن ہی نہیں

نالہ کش دل کو جو دیکھا تو وہ کافر بولا
اچھی مسجد ہے جہاں کوئی مؤذن ہی نہیں

جب کہا میں نے زرا جسم ہے واجب بولے
آپ واجب کہیں یا فرض یہ ممکن ہی نہیں

اے صنم وصل میں کیا قید کہ ٹھہرے کس دن
سب دن اللہ کے ہیں کوئی برا دن ہی نہیں

وہ جفا کو ابھی جانیں نہ وفا کو سمجھیں
بارھویں سال کا آغاز ہے کچھ سن ہی نہیں

تیغِ قاتل نے کبھی مجھ سے اجل روٹھی ہے
کس کا احسان اُٹھاؤں کوئی محسن ہی نہیں

غیر کے پاس سے اُٹھکر جو میں اُن سے لپٹا
بولے پیراں ہی تو آگ کی ہیں جن ہی نہیں

اُن سے جب وصل کی درخواست ہو جا میں کہیں
غمزہ کیوں بیچ میں بول اُٹھتا ہے ممکن ہی نہیں

صنعتِ کاتبِ قدرت میں ہیں رخ و خط دونوں
وہی اس متن کا شارح ہے جو ماتن ہی نہیں

بے چلے شام ہوی جاتی ہے جنگل میں امیر
ہائے کیا پہونچینگے منزل کہ رہا دن ہی نہیں

ردیف واو

الفت میں برابر ہے وفا ہو کہ جفا ہو
ہر بات میں لذت ہے اگر دل میں مزا ہو

ہم ہوں شبِ وصل اکیلے تو مزا ہو
ہم سے ہو ادب اور حیا تم سے جدا ہو

آئے جو مری لاش پہ دلبر تو یہ بولے
اب میں بھی خفا تم سے کہ تم مجھ سے خفا ہو

جو اُن سے ادا ہوتی ہی کہتا ہے مرا دل
اس پر یہ میں اللہ کرے میری قضا ہو

مہمان جو ہیں آج ہے میرا گل نازک
کہدو کہ دبے پاؤں وہ آئیں تو بجا ہو

گھبرا کے وہ بولے جو سنا شور قیامت
دیکھو مرے عاشق کا جنازہ نہ اُٹھا ہو

آئے جو دم نزع کہا ہنس کے سدھارو
پھر ہونٹوں تو چاہا بہت اب جو نہ جیا ہو

کیا شوق تھا مرقد سے قیامت میں نکلا
کہتا ہوا اب بندۂ دیدار فدا ہو

طرفہ آیا ہے پہنچنے کا یہ پہلو دل مین
تیر جاتے ہین چھری بنکے وہ ابرو دلمین

ہوئے موتی جو سمجھتا ہے انہین تو دلمین
اور بس غم سے گھلے جاتے ہین آنسو دلمین

غمزۂ اُس شوخ کا کہتا ہے اداسے اسکی
چٹکیان لیتین کلیجے مین توتے تو دلمین

حلم ہے ضبط محبت کا ہو راز نہ فاش
آکے آنکھون مین پلٹ جاتے ہین آنسو دلمین

شوخی اُس شوخ کی آنکھونکے لکھو مین بھی ہے
بھرتے ہین چوکڑیان آکے یہ آہو دلمین

ڈوبی ہے شناہ نشتر تک ہو مہک ہو تو بھلی
آنکھون مین ہے گل خسار ہون خوشبو دلمین

سلسلہ دیکھیے اشکونکا یہان آ بیٹھو
خوب آتی ہے نظر سیر لب جو دل مین

خالی معشوق سے عشاق کہین رہتے ہین
دھیان تیرا ہے جو اے یار نہین تو دلمین

سرو گلزار ہے فردوس سے طوبی اُلٹے
بس گیا ہے وہ قامت دلجو دل مین

طفل شک اشک جو ڈھرین تو سنبھالے اُنکو
اب تو اتنا ہی نہین ضعف سے قابو دل مین

ہو چکا حسرت و ارمان کا تو خون اے قاتل
تیر اب کھینچے ہین جہان ترے ابرو دلمین

نکل اے یاس کہ ہی وصل مین ارمان کا ہجوم
اب جگہ اتنی نہین ہے کہ رہے تو دلمین

ایک ایک آنکھ مین شرارہ تھا جہنم کا امیرؔ
آگ لگ جاتی جو رہ جاتے یہ آنسو دلمین

وہ رخ و زلف نہ تھے راتین یہ ممکن ہی نہین
ہائے راتین ہی قیامت ہین فقط دن ہی نہین

رنگ پیری مین جوانی کے ہون ممکن ہی نہین
ہو لئے پہلے کے اب دن ہین وہ سن ہی نہین

دیکھیے تحلمۂ حسن سے کیونکر ہو نجات
مجرم عشق ہون میرا کوئی ضامن ہی نہین

جذب دل اُنسے یہ کہتا ہے کہ اب یون آئیے
تم تو کہتے تھے کہ آنا مرا ممکن ہی نہین

یون تو سلجھے کہ گلشن اُلجھا ہوا گیسو نکا حساب
سہل سا گر ہین بتا دون تجھے تو گن ہی نہین

سادگی مین ہے مرے محبوب کی سے لاکھ بناؤ
سر کی مستی سے سنورنیکا ابھی دن ہی نہین

اُن سے مطلب کی کہی بات تو ہنسکر بولے
بات وہ کہیے جو ممکن ہو یہ ممکن ہی نہین

مے کہاں فرقتِ ساقی میں میسر ہم کو
رکھا ہم سینے پہ سوتے ہیں پیمانونکو

گو مدیں ہے انکی پریں تو ہیں یہ سمجھا
ناصح آ پہونچے یہاں بھی مرا سمجھانیکو

شور ہو حق ہے یہاں شکر وہاں سی ہاے ہاے
اپنی مسجد سے لڑا لے مرے میخانیکو

آج کچھ ادہر بھی پی لوں کہ سنا ہے میں نے
آتے ہیں حضرتِ زاہد بھی مرے سمجھانیکو

باغباں ہاتھ لگاتا نہیں پہولونکو ترے
آنکھ لگاتا ہوں کبھی دل کی میں بہلانیکو

وہ کہاں دن کہ رہا کرتا تھا دورِ ساغر
آنکھ بھر آتی ہے اب دیکھ کے پیمانیکو

رات دن خالِ خط و زلف کا رہتا ہے خیال
گھیرے رہتی ہیں بلائیں ترے دیوانیکو

جا بجا گل نہیں چھلکے بدنبیرہ امیر
کیاریاں پہولونکی ہیں جی مرا بہلانیکو

بولے وہ میں نے کہا چھیلی جو بہلانیکو
منہ لگاتے نہیں دشمن مرے دیوانیکو

ساقیا دخترِ رز کا تو بڑا رتبہ ہے
بے وضو میں کبھی چھوتا نہیں پیمانیکو

موے مژگاں نہیں گرد ہیں تری آنکہونکے
غول پریونکے ہیں گھیرے ہوے میخانیکو

چھیڑ ہر بات میں اچھی نہیں ہے اے ناصح
چٹکیاں لینے کو آیا ہے کہ سمجھانیکو

دل میں تیرا جو تصور ہے تو اے شیریں ہی
دیکھنے آتی ہیں پریاں ترے دیوانیکو

بے ادب جا کے جو لپٹا تو سزا بھی پائی
آگ میں پہونکدیا شمع نے پروانیکو

مے پلانیکو جو ہوتی ہے رقیبونکی طلب
زہر تھوڑا سا عنایت ہو مجھے کہانیکو

آگئے نزع میں ہم راہ سفر کی کہوٹی
اُڑ رہے تھے ہم گئے تیار تھے ہم جانیکو

بخت وا ژونہ کو کر ساقی دورِ ابر سیاہ
کیا کروں نیکلے میں اُلٹے ہوے پیمانیکو

خوانِ الفت میں وہی جو کوئی نعمت ہی نہیں
خونِ دل پینے کو ہی لخت جگر کہانیکو

میری آتش قدمی سے نہیں واقف حداد
بہون ڈالیگی یہ زنجیر ہے پر دانے کو

بجلیاں جانبِ توبہ کی گرانیکے لئے
بدلیاں گہرے ہوے ہیں مرے میخانیکو

میری نگاہ یاس کی اک چوٹ تھام تو لے
بے درد دیکھ میں جو کہوں کہ درد آشنا نہو

چٹکا چمن میں غنچہ تو بولا جھجک کے یار
ٹوٹا کہیں مرا ہی یہ بند قبا نہو

مو سے پڑے ہیں غش میں تری تیغ ہے برق طور
پردہ تمہارے رخ سے کہیں ہٹ گیا نہو

ہنسنے میں اوچھی زخم تو خوش ہو کے یونہی منہ
یہ تو ہنسی کی بات ہے ظالم خفا نہو

ای ضعف اسقدر تو گھٹا میرے جسم کو
آئینے میں بھی شکل مری رونما نہو

ہر وار میں نمک کی بھی چٹکی ملی ہی جائے
اس کام کی تڑپ ہے کہ وہ جسمیں مزا نہو

حسرت سے دیکھتا ہوں جو اوس کی طرف امیر
کہتے ہیں دیکھو دیکھو کوئی دیکھتا نہو

حکم درباں کا ہے عشاق سے سر کو سر کو
ہائے جائیں یہ کہاں چھوڑ کے تیرے در کو

بد شگونی دم رخصت نہ کرو گرم نہو
ٹھنڈے ٹھنڈے مری جاں جاؤ سدھارو گھر کو

ہند میں آ کے ہی آئینہ مصاحب اون کا
مژدہ دے روم میں جا کر کوئی اسکندر کو

تھا وہ پیاسا جو گیا خلد میں دل لے پوچھا
پیالے تسنیم کو ہی جاؤں کہیں کوثر کو

معتکف حجروں میں بن بن کے جو بت بیٹھے ہیں
کیا بلا دیر بنایا ہے خدا کے گھر کو

یوں میخوار ہے ذی رتبہ جہاں میں ایسا
تاک دیتا ہے کنیزی میں مجھے دختر کو

ناخدا ہے جو خدا پار ہے بیڑا تیرا
پھینک دے توڑ کے کشتی سے الگ لنگر کو

محتسب نے تو کیا دو تو نکا خون اے ساقی
روؤں میں میخوار ترے شیشے کو یا ساغر کو

ملکے بیٹھا ہوں میں شب وصل تو جھنجلا کے کہا
دم گھٹا جاتا ہے گرمی سے ذرا تو سرکو

پھیر کر گردن بسمل پہ جو رک جاتے ہیں
ذبح کرنیکا سکھاتے ہیں چلن خنجر کو

میری ایذا کا ہے کب وادی وحشت کو خیال
پاؤں سے کہتی ہیں کانٹوں کی زبانیں سر کو

پھیرنا آنکھ کا اچھا نہیں مجھ سے قاتل
پھیر دے اس سے تو گردن پہ مری خنجر کو

اس قدر ہے ادب پیر مغاں مجکو امیر

اب خدا چاہے تو مقتل میں اٹھیں خوب مزے
برق دم تیغ ہوئی ہے مری تڑپانیکو

وہ لہو تم جسے سمجھے ہو سحاب رحمت
لے اڑی ہے یہ صبا دشت پہ برسانیکو

یار کو محفل خوباں سے اڑا لاے امیر
لیچلے لوٹ کے ہم آج پری خانیکو

صدقے میں غم دل کو ہمارے رہا کرو
تم بادشاہ حسن ہو اسکو عطا کرو

عصمت یہ انسے کہتی ہے اب تم حیا کرو
نام خدا جوان ہوئے ہو حیا کرو

چلتے ہو ساتھ میرے جنازے کے خوف ہے
ایسا نہو لحد پہ قیامت بپا کرو

شوخی سے یہ لٹکے وہ عاشق کو گالیاں
کہتے ہیں شاہ جی مرے حق میں دعا کرو

لو ہم تو آگے جاتے ہیں صحراے عشق میں
یارو تم اپنے پاؤں سے کانٹے جدا کرو

جب پوچھتا ہوں میں کوئی تدبیر وصل کی
کہتے ہیں بت کہ آپ خدا سے دعا کرو

پردے میں تم ہو اسپہ یہ عالم ہے حسن کا
پردے سے باہر آؤ تو کیا جانے کیا کرو

ہم مانگتے ہیں بوسہ تو جھنجھلا کے بدزباں
کہتا ہے آئینے سے جو چاہو بکا کرو

کیا روٹھتے ہو عکس سے آئینہ دیکھکر
اپنی طرف خیال تم اے مہ لقا کرو

جب پوچھتا ہوں انسے دوا درد عشق کی
کہتے ہیں بیٹھے ہو شغل اپنی دوا کرو

مشغل ہے اس سے حضرت دل کو تو ہم سے راہ
بیٹھے تم اُنسے درد دل افشا کرو

کہتے ہیں بزم میں تمہارا یہ رنگ ہے
تنہا جو مجھکو پاؤ تو کیا جانے کیا کرو

کیا قدر ہے فسانۂ الفت کی واں امیر
کہتے ہیں ہم سنیں نہ سنیں تم کہا کرو

اے تیغ یار گلے لگ کے سے جدا نہو
اب رونے کا وقت نہیں ہے خفا نہو

وہ کیا خرام ناز ہے جو فتنہ زا نہو
وہ فتنہ کیا ہے جس سے قیامت بپا نہو

حسن و وفا کا ساتھ ہے تو پھر دل ہوا نہو
معشوق نام اسیکا ہے جسمیں وفا نہو

دیکھو نکلی شہید ناز کی لاش
تم بھی گھر سے ذرا نکل بیٹھو

کر رہی ہے یہ سوزن ساعت
جلنے والو نہ ایک پل بیٹھو

جب میں اٹھتا ہوں کوئے قاتل سے
روک کر کہتی ہے اجل بیٹھو

شوق دیدار کا تقاضا ہے
حشر میں سب سے پہلے چل بیٹھو

درد کہتا ہے مجھسے رہ رہ کر
دیکھو اٹھتا ہوں میں سنبھل بیٹھو

وہ جو اٹھتے ہیں فتنے کہتے ہیں
ہے تمھیں سے چہل پہل بیٹھو

بزم ماتم کسیکی سونی ہے
دو قدم ہی تو گھر سے چل بیٹھو

دیکھو دیکھو وہ آئینہ آیا
ہوش پر جائینگے سنبھل بیٹھو

یاد احباب رفتہ کہتی ہے
کسی تکیے میں اب تو چل بیٹھو

دونوں ہاتھوں سے تھام لو دل کو
آہ ترپا ہوں میں سنبھل بیٹھو

بیقراروں کی دیکھنا ہو جو سیر
کبھی جلسے سے تم نکل بیٹھو

کشتہ ناز سے ہیں بھول انجان
جی میں آئے تو تم بھی چل بیٹھو

ہو جو مسجد میں دل گرفتہ **امیر**
کسی بھٹی پہ کیوں نہ چل بیٹھو

راز توحید کا جو ظاہر ہو
ایک منصور دار پر ظاہر ہو

کوس رحلت سے آتی ہے آواز
کہ خبردار اے مسافر ہو

شب فرقت دراز ہے دیکھیں
عمر آخر ہو یا یہ آخر ہو

سخت منزل ہے امتحان کی جگہ
ٹھہرے اوس سا جو صابر ہو

کیا مزہ ہو جو ذبح سے پہلے
پائے قاتل پہ لوٹتا گر ہو

اپنی وابستگی جہان سے ہے کیا
شہر بیگانہ تم مسافر ہو

ہے اول عشق میں یہ حال **امیر** ہے

بے وضو ہاتھ لگاتا نہیں میں ساغر کو

آج وہ چھاؤں میں تاروں کی سدھارے گھر کو
لگ گئی آگ دھندلکے میں ہمارے گھر کو

ہے برسات کی رت میں جو سدھارے گھر کو
پھونک دے پھونک دے اے برق ہمارے گھر کو

لوٹے قاتل کو چلیں ہم تو عدم کو پھر میں
راہ جاتی ہے ادھر ہو کے ہمارے گھر کو

دیکھو کیا ڈھیٹ ہوا ہے یہ دل خانہ خراب
پوچھتا تم سے ہے رستے میں تمہارے گھر کو

راہ بہکا تیکی ہم ہو لئے ہیں زاہد کے
لے ثواب اٹھے جو پہنچا دے ہمارے گھر کو

دل جو پھنک جائے تو ٹھنڈا ہو کلیجہ میرا
خوش ہوں میں آگ لگا دے کوئی سارے گھر کو

دیکھوں اب خانہ خرابی مجھے لیجائے کہاں
تکیہ اللہ کے تو میں آپ سدھارے گھر کو

لو سے ہم وادی وحشت کی طرف چل نکلے
چھوڑ کر خانہ خرابی کے سہارے گھر کو

ڈوبنا دل کا جو اشکوں میں ہمیں یاد آیا
رو دئے دیکھ کے دریا کے کنارے گھر کو

کہتی ہے یاد وطن مجھ سے نہ رو ٹھہر اب مت جا
چھوڑ غربت کو پلٹ چل مرے پیارے گھر کو

میں نے پوچھا جو پتا گھر کا بگڑ کر بولے
ہم سے پوچھا نہ کرے کوئی ہمارے گھر کو

خانہ بر دوش ہیں ایسے کہ بگولے کی طرح
باد صرصر لئے پھرتی ہے ہمارے گھر کو

دم نکلتے ہی ہوئی لاش جدا ایسی دو بھر
کیا ہوئی ہم سے محبت تھی جو سارے گھر کو

جب اترتی ہیں فلک سے تو یہی کہتی ہیں
تاک رکھا ہے بلاؤں نے ہمارے گھر کو

کیا خبر تھی کہ گراں ہوگا ہمارا آنا
ہم تو گھر اپنا سمجھتے تھے تمہارے گھر کو

خبر دل کی نہیں [illegible] ان کے تصور میں امیر
ایک دن پھونک ہی دینگے یہ شرارے گھر کو

مسجد میں نہ بے محل بیٹھو
زاہد و میکدے میں چل بیٹھو

یار دو بیٹھتا ہوں میں مجل بیٹھو
میری باری ہے اب سنبھل بیٹھو

گھر میں مستو نہ آج کل بیٹھو
فصل گل ہے چمن میں چل بیٹھو

اُس سے کہتی ہے شبِ وصل یہ حسرت میری
تجھ سے روٹھا ہے مری جان منا دل کو

ناوکِ ناز پر ایسا ہے بھروسا مجھکو
مُفت بھی لے تو کروں اُسکے حوالے دل کو

تم تو وہ ہو کہ کبھی بوسۂ گیسو بھی نہ دو
پس توقع یہ کوئی پیچ میں ڈالے دل کو

ٹوٹ کر آبلے ناسور ہوے جاتے ہیں
ہائے چھلنی کیے دیتے ہیں یہ چھالے دلکو

اُنکے گیسو تو بلا ہوکے پڑے ہیں پیچھے
بے ڈسے آج نہ چھوڑینگے یہ کالے دلکو

کوئی پامال ہی کرنے کو نہیں لیتا ہے
مجھکو دو بھر ہے کروں کس کے حوالے دلکو

تیرے خلخال کی آواز سے جی اُٹھتا ہے
تیرے گھنگرو ہی تو سکھلاتے ہیں نالے دلکو

دل لیا نذر جو میں نے تو کہا ٹھکرا کر
جان اپنی جسے دوبھر ہو وہ پالے دلکو

مغبچے دخترِ رز سے ہیں لگاوٹ میں سوا
تاکتے رہتے ہیں یہ میکدے والے دلکو

تم جو پوچھو تو کرے کون تمنائے اجل
جان بھی دیں نہ قضا کو جو ادا لے دلکو

ہو گیا سرد تڑپ کر تو وہ بولے ہے ہے
کیا ہوا آج یہ مر جانے والے دل کو

اسکو زنجیر میں جکڑے گی گلے کی زنجیر
طوق پہنائینگے وہ کان کے بالے دل کو

اپنے مطلب کی انہیں آتی ہیں کیا کیا تدبیر
ناز سے مانگتے ہیں نازوں کے پالے دلکو

جلوہ چکھا خوب محبت کے مزے دل دیکر
لاؤ جاؤں میں کروں پھر سے حوالے دل کو

سخت ناداں ہے کہ ملتا ہی وہ پاؤں تلے
کچھ بھی سمجھے تو کلیجے سے لگا لے دل کو

وہ دمِ قتل جو ہر بار لگائیں ٹھوکر
پھر کہاں تک کوئی سینے میں سنبھالے دل کو

کہتے ہیں شوق سے آئیں مرے محفل میں امیر
ساتھ لائیں نہ مگر لوٹنے والے دل کو

حسن کس کام کا جو آن نہ ہو
کیا وہ معشوق جس میں شان نہ ہو

اے جنوں چل اب وہاں کہ جہاں
یہ زمیں اور یہ آسمان نہ ہو

اُسکی تصویر دیکھے سوتا ہوں
کہیں وہ شوخ بدگمان نہ ہو

تم تو آغاز ہی میں آخر ہوئے

نہ آؤ تم تو مزاج چمن بحال نہ ہو
شجر نہال نہ ہو گل کا چہرہ لال نہ ہو

ہے ایک عمر سے مہمان اسے ملال نہ ہو
شب فراق میں فکر شب وصال نہ ہو

مثل چلی ہے بہت تیغ ناز دیکھیے یار
کوئی غریب کہیں بے چھری حلال نہ ہو

یہ فکر ہے ہی محبت کہ میں جو ہوں بیمار
وہ دیکھنے کو نہ آئیں جو غیر حال نہ ہو

جو اوسے زخم بھی ہنستے ہیں پڑتا ہوں
ہنسی ہنسی میں کسیکو کہیں ملال نہ ہو

یہ چاہتا ہے تحیر کہ دونوں ہوں تصویر
ادھر جواب نہ ہو کچھ ادھر سوال نہ ہو

دم خرام یہ کہتی ہے پاؤں کی چھاگل
وہ سرفراز نہیں ہے جو پائمال نہ ہو

خوشی کی دل میں تمنا بھی کر نہیں سکتا
خیال ہے ترے غم کو کہیں ملال نہ ہو

گرو بناؤ سنوارو تم اپنے گیسو کو
پر اسقدر کہ پریشان کسی کا حال نہ ہو

عروس مرگ سے بھی میں لپٹ نہیں سکتا
خیال ہے کہ انہیں اور کچھ خیال نہ ہو

ہنسی جو زلف سیہ چہرے کی روشنی پھیلی
میں ڈر گیا کہیں صبح شب وصال نہ ہو

ترے مریض محبت کو کوئی کیا جانے
وہی تو ہے بیگانہ حال جسمیں حال نہ ہو

یہ ہمکو رنج ہے اظہار دوستی میں ہے خوف
کہ دشمنوں کو تمہارے کہیں ملال نہ ہو

بہت ہوئے ہیں ترا نام لوگ شادی مرگ
شب وصال ہے اپنا کہیں وصال نہ ہو

نمود خط رخ یار سے ہے خوف امیر
کہ خضر کو بھی کہیں زندگی وبال نہ ہو؛

مارے ہی والے ہیں گیسوؤں والے دل کو
پیچ پر پیچ ہیں اللہ بچا لے دل کو

کیسے الفت تری بشر جان کے لالے دلکو
اس مصیبت سے اب اللہ نکالے دل کو

ہوں میں بیکس کوئی ہمدم ہے نہ غمخوار مرا
درد ہی اٹھ کے سنبھالے تو سنبھالے دل کو

تاک کر تیر جو سینے پہ لگائے ظالم
یوں ہی نکلے مری حسرت کہ نکالے دل کو

چشم بد دور اب تو حوریں ہیں	گھورتی ہیں ترے شہیدونکو
جتنے بت ہیں یہاں وہ جنت مین	سب ملینگے خدا رسیدونکو

قفل خاطر تو کیا کھلا تھا امیر
آزماتے ہیں ہم کلیدوں کو

قتل کرتے ہو دکھا کر جو ادائیں مجھکو	پہلے لے لینے دو جی بھر کے بلائیں مجھکو
دسکے اُن زلفونکو دل جان مصیبت مین پڑی	لیئے جاتی ہین زمانے کی بلائین مجھکو
حلم دے عفو کا یارب کہ کرے مطلع صاف	مرگ کے بعد بھی کھٹکے ہیں خطائین مجھکو
ہائے وہ لوگ جو رکھتے تھے مدام آنکھونمین	اب لحد مین بھی جو ڈھونڈین تو نہ پائین مجھکو
دل کو بندھجاتا ہے جب شب تری گیسو کا خیال	نظر آتی ہین بلائین ہی بلائین مجھکو

نقش بیٹھا ہے مرا کوچۂ جاناں مین امیر
کیا نگہبانوں کی طاقت کہ اٹھائین مجھکو

غیر سے آنکھین چار کرتے ہو	جاؤ بھی کسکو پیار کرتے ہو
عکس آئینہ سے وہ کہتے ہین	تم بھی کیا ہمکو پیار کرتے ہو
ہے جو نفرت امیدوارونسے	کیون مجھے امیدوار کرتے ہو
دل کے دو ٹکڑے اک نگہ مین کیے	اور پھر ندہ چار کرتے ہو
بنکے انجان مجھسے کہتے ہین	سچ کہو کس کو پیار کرتے ہو
ایک نالہ جو ہم کرین تو ابھی	منتین تم ہزار کرتے ہو
روز آنے کو جب کہا بولے	اک تمہین مجھکو پیار کرتے ہو
تم ہو خنجر ہے مین ہون قتل کرو	کس کا اب انتظار کرتے ہو
مین نے تعریف حسن کی تو کہا	کیون مجھے شرمسار کرتے ہو

سچ کہو کسکو دل دیا ہے امیر

یون مٹا الفت صنم مین خودی — نام باقی رہے نشان نہو

ہم ہین تم ہو وصال رہے — تم نہ ہون ہے جو یہ جہان نہو

ہو نہین ہم تو اے صنم تیرے — تو ہمارا خدا کی شان نہو

وہ بھی معشوق ہے کوئی معشوق — جسمین جوبن ہو آن بان نہو

زلف مجھ زار کو دکھائی واہ — اُسسے سودا ہے جسمین جان نہو

مست عالم کو کرتی ہے وہ آنکھ — میکشی کی یہ دُکان نہو

وہ اُٹھاتے نہین مرا مردہ — کہتے ہین دیکھو سمین جان نہو

سنتیو نکا عروج کیا جب تک — پاؤن کے نیچے آسمان نہو

مین ہوا پا گیا یہ اُسنے **امیر**
دیکھنا یہ وہی جوان نہو

منہ دکھا دو جو ہم ندیدون کو — تو صلا دو اجل رسیدون کو

ملتے ہین تیرتون مین عیدونکو — کیا خوشی ہے ترے شہیدونکو

لیتے ہین رشک سے رگلیتی ہین — حشر مین یون قمر شہیدونکو

تو وہ بت ہی جو کعبے جا نکلے — بت بنا دے خدا رسیدونکو

ہر جفا کو ادا سمجھتے ہین ہم — کیا مزے ہین ستم رسیدونکو

نامہ بر لا مرے خطونکا جواب — پھاڑ کر پھینکدے رسیدونکو

اس ادا سے کیا شہید اُسنے — خون بہا مل گیا شہیدونکو

دیکھلے حال شمع و پروانہ — گھر جنم ہے زن مریدون کو

سیر فردوس و سایہ طوبے — ہو مبارک ترے شہیدونکو

اور تو آسرا نہین کوئی — یاس ہے آس نا امیدون کو

آئینہ خانے مین وہ کہتے ہین — کوئی دیکھے تو ان ندیدون کو

لوٹتا ہے دلِ دیوانہ لپٹنے کے لیے
سانولے رنگ کی پریان ہین وہ گیسو مجکو

جو کہا آنکھون مین رکھلون انھین پتلی کیطرح
یاد دلواتی ہین جگنی تری جگنو مجکو

شمع سان کیا ہے مجھی حاجت دریاے غرق
آپ لے ڈوبیگا میرا عرقِ رو مجکو

آرسی سامنے آئی تو کہا جھنجھلا کر
دیدے پھوٹین تری کیون گھورتی ہے تو مجکو

میرے پہلو مین تری طرح وہ جمکر بیٹھے
دردِ دل ایسا بتادے کوئی پہلو مجکو

ہون جوان آمد پیری سے مگر ڈرتا ہون
کہ جبین سے نہ بنادے کہین ابرو مجکو

مین جہان بیٹھکے روتا ہون ہنسی ہوتی ہے
ہر جگہ کرتے ہین رسوا مرے آنسو مجکو

سمجھے ہین دیکھنے والا جو تری آنکھون کا
کیسے شرماتے ہین اب دیکھکے آہو مجکو

سمٹا جاتا ہے مرا حشر مین رویان رویان
شرم عصیان نے بنایا ہے لجالو مجکو

میکشِ زار ہون بستر ہی مجھے چادرِ آب
ہے حبابِ لبِ جو تکیۂ پہلو مجکو

کون پہنچاے مجھے کوچۂ جانان تک امیر
لے چلین کاش بہاکر مرے آنسو مجکو

چین آتا نہین دم بھر کسی پہلو مجکو
اتنی تکلیف تو اے دردِ نہ دے تو مجکو

عالمِ غش مین بھی ہے اُلفتِ گیسو مجکو
چاہیے لخلخہ نافۂ آہو مجکو

میرے قاتل کو تڑپنے سے ہی ایسی نفرت
ذبح کرتا ہے دبا کر تہِ زانو مجکو

کشتۂ عشق ہوا دیکھکے آنکھین اُسکی
شیر کے مُنہ پہ لگا لیگئے آہو مجکو

نگہِ شوق سے کہتی ہے یہ عصمت اُسکی
کہ اچھوتا مرا پنڈا ہے نہ چھو تو مجکو

کیون نہ مضمون ترے گوہرِ دندان کے تُلین
طبعِ سنجیدہ کی ہاتھ آئی ترازو مجکو

عاشقِ چشم ہون دل لوٹ کے رہجاتا ہی
نظر آتا ہے جو قیدی کوئی آہو مجکو

ضبط سے اور محبت مین گلا گھٹتا ہے
آنسو پیتا ہون تو ہوجاتا ہے اُچھو مجکو

ہون وہ میخوار کہ بھٹی مین ملی شوکتِ جم
تاشِ مسند ہی سبو تکیۂ پہلو مجکو

جان کسپر نثار کرتے ہو

میکشو الجھو نہ واعظ سے عبث جانے بھی دو
منہ کی کھائیگا جو آئے تمہ منہ آنے بھی دو

آنسوؤں نے آگ بوتل مین چھپا دی کہ مرا
آتش افروز آنکھوں کا ہمین تو بھڑکانے بھی دو

خوف کیا تمہارے وہ مجمع یہان ہے میکشو
محتسب آتا ہے میخانے مین تو آنے بھی دو

تھا وہ خط عارض وہ گیسو دیکھکر آیا خیال
غول پریونکا ہے اُسکے ساتھ دیوانے بھی دو

لخت دل میرے جو دیکھے ہنسکے اُس گل نے کہا
پھول یہ بے فصل کے ہین انکو مرجھانے بھی دو

آؤ ہم تم میکشو مسجد سے میخانے چلین
یہ جو سر سجدون مین ٹکراتے ہین ٹکرانے بھی دو

کون پوچھیگا تمہاری نغمہ سنجی کے حضور
زہرہ اپنی سی اگر گاتی ہے تو گانے بھی دو

ابروؤن کو اور آنکھون کو تو اُنکے دیکھئے
ساتھ ہی دو مسجدون کی ہین یہ میخانے بھی دو

حضرت دل آپ تو بستۂ ربط پریون رہے
حورین جنت مین جو گھبراتی ہین گھبرانے بھی دو

تنگ ہو کر کہتی ہے مشاطہ اُن سے بار بار
اسقدر اُلجھو نہ صاحب بال سلجھانے بھی دو

بوسۂ لب لیکے خود ہی بن گیا ہے بت امیر
بات کیا ہے تم ہی جھلے ہو رہو جانے بھی دو

دیکھ سکتے نہین پیاسا مرے آنسو مجھکو
روز دکھلاتے ہین پانی کوئی چلو مجھکو

پھونکتی سیج سے آتی ہے تری بو مجھکو
تکیے پہلو کے ہین اب حور کے زانو مجھکو

آبروئے نگہ لطف سے گر تو مجھکو
سب جگہ آنکھون پہ دین صورت ابرو مجھکو

شرمگین آنکھین جو آئینے مین دیکھین تو کہا
گھورتے ہین یہ جھکے ہوئے جادو مجھکو

کشتہ ہون وحشت طرز نگہ قاتل کا
خط شمشیر ہے موج رم آہو مجھکو

ہون وہ بلبل کبھی صیاد کو آیا جو ترس
ہو لو نہین چھوڑ دیا توڑ کے بازو مجھکو

چھوین پلکین ہین لے لیکے نکیلی چھریان
دو دو تلوارون سے دھمکاتے ہین ابرو مجھکو

گھر سے کیون مجلس منعم مین لئے جاتی ہے حرص
چار زانو سے بٹھائیگی دو زانو مجھکو

وہ مسافر ہون ہوا دفن بھی اپنی گھر مین — گھر تلک آکے مرے لیگئی منزل مجکو
بن سنور کر جو نکلتے ہین ادہر سے وہ کبھی — گدگدا دیتا ہے ارمان بھرا دل مجکو
دست و بازو کی ہو خیر اور لگا دی اک ہاتھ — میرے بیدرد نہ جا چھوڑکے بسمل مجکو

اُسکی رحمت سے جو ہو خاتمہ بالخیر امیر
پھر ہے سب سہل کڑی ہی یہی منزل مجکو

بوسہ دیتے نہین پھر دینے سے حاصل مجکو — پھیر دو پھیر دو اے جان مرادل مجکو
چھجے حورون کے جو فردوس برین مین دیکھے — یاد آئی کسی محبوب کی منزل مجکو
سانس کے ساتھ رگِ جان سے لہو آتا ہی — نیشتر نکلے نہ چھیڑ اے خلش دل مجکو
اُسکے خنجر نے کہا کیا مین کوئی مرشد ہون — وجد مین آتے ہین کیون دیکھکے بسمل مجکو
ہون وہ مجنون کہ جو لیلی کی طرف جا نکلون — اُٹھکے تعظیم کو لے پردہ محمل مجکو
اس تمنا مین کہ ملجائین مجھے اُٹھ نہ سکا — ہوے اُترے ہوی بار اُنکے سلاسل مجکو
دشتِ وحشت مین یہ آنکھو مین بسی ہی لیلی — ہر بگولے مین نظر آتا ہے محمل مجکو
وہ نگہ کہتی ہے کس گھر مین نہین میری جگہ — نکلی مین آنکھ سے باہر تو ملا دل مجکو
وہ نزاکت سے یہ کہتی ہین نہ پہنونگا مین ہار — عکس دانتون کا پنہا دے گا حمائل مجکو
تشنہ لب دیکھکے کھینچا مجھے خنجر کیطرف — لیگیا پیاس مین قاتل لبِ ساحل مجکو
شوقِ نظارۂ لیلے جو بنائے اندھا — سرمہ دے دوڑکے گردِ پسِ محمل مجکو
شوق پابوس کسیکا ہے مجھے وحشت مین — پاؤن چومے گی جو پائے گی سلاسل مجکو
گڑگڑا کر کچھ اِس انداز سے بوسہ مانگا — بھیک دینے وہ بڑھے جان کے سائل مجکو
ساری دنیا مجھے اِس پردے مین اللہ نے دی — کہ دیے آنکھو مین رکھ لینے کے دو تل مجکو

یاد اُس شوخ کی تڑپاتی ہے اسکو جو امیر
چین لینے نہین دیتا ہے مرا دل مجکو

چشم وابرو کے اشارون سے ہوا یہ ثابت
زیرِ شمشیر بلاتے ہین یہ آہو مجکو

بار بار اُس گلِ خوبی کا سمٹنا شبِ وصل
یاد دلواتے ہین شرما کے لجالو مجکو

ہون وہ خوش چشمون کا عاشق کہ ختن سے احباب
چھانٹ کر بھیجتے ہین تحفے مین آہو مجکو

سب کو سنجیدہ کیا خود نہوا سنجیدہ
طالعِ بد نے کیا سنگ ترازو مجکو

آبرو وجان یہ کمبخت ہین سب کے دشمن
مار ڈالین گے ڈبو کر مرے آنسو مجکو

اِس توقع پہ پھرا کرتا ہون گلزارون مین
کہ کسی گل سے کبھی آئے تری بو مجکو

کس کی آنکھون کا ہون وحشی کہ خوشی کے مارے
بھرتے ہین چوکڑیان دیکھکے آہو مجکو

روح ہوتی ہے جو رخصت تو یہ کہتا ہے بدن
اسیدن کے لیے لائی تھی یہان تو مجکو

پھونک ہی دیتی مجھے گرمیٔ رخسار امیر
اپنے سائے مین نہ لے لیتے جو گیسو مجکو

حسرت آئی یہ انھین دیکھکے بسمل مجکو
چُلبلا ایسا ہی ملجائے کوئی دل مجکو

دیکھنا نیند جو آئی دمِ بسمل مجکو
اپنے زانو پہ سلا رکھے گا قاتل مجکو

تو ہو کچھ درد سے آگاہ مین بیدردی سے
دل مرا تجکو ملے اور ترا دل مجکو

بوسے پر بوسے دمِ ذبح اشارون مین لیے
اچھی سوجھی یہ تہ خنجرِ قاتل مجکو

چٹکیان لیتا ہے پہلو مین مرے آٹھ پہر
دلربا بن کے ستاتا ہے مرا دل مجکو

آنکھ جھپکے نہ پتنگون سے تو اِس مجمع مین
پھونکدے پھونکدے اے گرمیٔ محفل مجکو

پھر مزہ مجکو چکھادون مین دل آزاری کا
چاردن کو بھی جو ملجائے ترا دل مجکو

کچھ اِس انداز سے وہ ناز بھرے ہاتھ چلے
آگئی نیند تہ خنجرِ قاتل مجکو

شبِ غم کون ترس کھا کے ہے رونیوالا
کبھی رو لیتا ہون مین دل کو کبھی دل مجکو

ناتوانی نے بنایا ہے مجھے نقشِ قدم
پاؤن رکھتا ہون جہان ملتی ہے منزل مجکو

کچھ خبر مجکو نہین ہے کہ کہان جاتا ہون
کہین کھینچے لیے جاتا ہے مرا دل مجکو

ایذا پسند ہین وہ ترے زخمیون مین ہم — دوڑے نہ دل جو زلف تری مشکبو نہو

صحنِ چمن ہوا بر ہو شیشہ ہو جام ہو — یہ سب تو ہون غضب ہے کہ پہلو مین تو نہو

آنسو بہائے مین نے جو محفل مین تو کہا — دیکھ اسقدر نہ رو کوئی بے آبرو نہو

کتنے ہین سامنے ترے آ بیٹھین ہم مگر — یہ شرط ہی کہ آ گئے کوئی آرزو نہو

ساری چمک دمک تو انہین موتیون سے ہے — آنسو نہون تو عشق مین کچھ آبرو نہو

پردے مین آئنے کے یہ دل ہی امیر کا — پہچان لے جو وہ تو کبھی روبرو نہو

ابھی آئے ابھی جاتے ہو جلدی کیا ہی دم لیلو — نہ چھیڑونگا مین جیسی چاہو تم مجھسے قسم لیلو

نہ دو بوسہ نگاہِ لطف ہی پر دل صنم لیلو — تمہارا مال ہے تم دیکے قیمت بیش و کم لیلو

گلا خنجر پہ مین نے رکھدیا آتے ہی تو بولے — کرینگے ذبح ٹھہرو کیون مری جاتے ہو دم لیلو

سوے میخانہ آ نکلے جو قاضی دخترِ رز بولی — بڑے مرشد ہین حضرت میکشو اٹھو قدم لیلو

زمینِ گور ہر مہمان سے اپنے یہ کہتی ہے — اُتر جائے تھکن آگے کڑی منزل ہی دم لیلو

خدا نے دن یہ دکھلایا کہ وہ بت میہمان آیا — ملے تو شیخ سے کہہ سنکے دو دن کو حرم لیلو

خبر ہے حضرت مجنون کہ آئی نجد مین لیلی — نہ پہنچے ہاتھ محمل تک تو ناقے کے قدم لیلو

فراقِ یار کا دن کم نہین عاشور سے نالو — اُٹھاؤن تعزیہ مین اپنے دل کا تم علم لیلو

دکھاتا ہے جو زورِ نشہ بسم اللہ میخوارو — فلاطون سی نہ ہاتھ آئے اگر خُم جامِ جم لیلو

نہ ملنے تک یہ اے شیخ حرم سارا تقدس ہے — برہمن دے تو سجدے کرکے مٹی کا صنم لیلو

ابھی تو آسمانو خاک مین گر جاؤ تم ساتون — جو میرے سے ترا اپنے سر پہ میرا بارِ غم لیلو

چمن سے پینے کو ہی میکشو برسات مین لازم — نہ بیچے تو کرایہ دیکے رضوان سی ارم لیلو

نہین کچھ انتہا اُس ترک کے کشتون کی ای عیسی — کہان تک تم کہوگی منہ سے تھک جاؤگی دم لیلو

غرض تو میکشو مستی سی ہے تکرار سے حاصل — ملے پیرِ مغان سے جسقدر مے بیش و کم لیلو

کم نہین موے کمر سے جسم لاغر دیکھ لو
فرق کیا ہے ہو گیے ہم تم برابر دیکھ لو

میری حیرت پر عبث ہو اسقدر حیران تم
اک زرا آئینہ اپنے آگے رکھکر دیکھ لو

دیدۂ بلبل سے نظارۂ رخِ گل کا کرو +
فاختہ کی آنکھ سے قدِ صنوبر دیکھ لو

نزع مین ہچکی جو آئی اُسنے کوٹھے سے کہا
سر اُٹھا کر اک زرا نیچے سے اوپر دیکھ لو

باغ مین تم نے کیا طاؤس کو تو پائمال +
کوہ پر ہے کبک اب اُسکو بھی چلکر دیکھ لو

حسن مین بیجا ہے یکتائی کا دعوی جان من
اک حسین ہے اور آئینے کے اندر دیکھ لو

نزع مین جاتے تو ہو بالین سے مجھ بیمار کے
اک نظر آنکھون کا صدقہ اور پھر کر دیکھ لو

سوچ کیا نظارۂ برق تجلی مین امیر
کھولدو آنکھین دکھاے جو مقدر دیکھ لو

ہو وصل پر دوئی کی کمین اُس مین بو نہو
تو ہو تو مین نہون مین اگر ہون تو تو نہو +

زاہد شرابِ ناب سے جب تک وضو نہو
قابل نماز پڑہنے کے مسجد مین تو نہو

پہلو سے دل جدا ہو تو کچھ غم نہین مجھے
اے دردِ دل جدا مرے پہلو سے تو نہو

وہ گم شدہ ہون مین کہ اگر چاہون دیکھنا
آئینے مین بھی شکل مری روبرو نہو +

قاتل لگا رہا ہے جو تیغِ نگہ سے زخم
منظور ہے کہ چاکِ جگر مین رفو نہو

مانا تو کیا حنا کو لگائین نہ ہاتھ وہ
جب تک شریکِ خون ہزار آرزو نہو

مسجد مین مین نے شیخ کو چھیڑا یہ کہکے آج
مے لاؤن میکدے سے جو آبِ وضو نہو

مہندی لگاتے ڈرتے ہین کہتی ہین باربار
شامل کسی شہید کا اِس مین لہو نہو +

غش آگیا ہے مجکو گمان اور کچھ نکر
اچھا ہو مین نہین اُداس مری جان تو نہو

شاخین اِسکی ہین یہی جڑ ہے فساد کی
پہلو مین دل نہو تو کوئی آرزو نہو

تو ہو تو بتکدہ مجھے کعبے سی کم نہین
کعبہ صنم کدہ ہے جو کعبے مین تو نہو

مین اُن کو دیکھتے ہی بو کل لوٹنے لگا
بولے تمہارے مارے کوئی خوبرو نہو

پریخانہ بنا رکھا ہے مین نے اپنے زندان کو

غضب ہے اپنے عیبون کا خیال آئے نہ انسانکو
کیا ہے شرم عریانی نے خم شمشیر عریان کو

کرین مجھسے محبت مین تو بھوکا ہون محبت کا
اُٹھا رکھین یہ منعم اپنے نعمتہای الوان کو

مین اک غربت زدہ باقی رہا تھا مین کبھی آتا ہون
مبارکبا دوے آئے کوئی گور غریبان کو

نہ جانے دین نگہبان مجکو زندان سی نہین پروا
مری زنجیر کے نالے تو جاتے ہین بیابان کو

مین اے بت مصحف رخ کو تری چھوکر ہوا محرم
مسلمان رات دن بوسے دیا کرتے ہین قرآن کو

ملاحت ناوک افگن کی جو وقت صید یاد آئی
دہان زخم نے چوسا مزے لے لیکے پیکان کو

خیال آسودگان خاک کا دل سی نہین جاتا
لیے پھرتا ہون اپنے ساتھ مین گور غریبان کو

پری کو بھی اُترتے یون نہین دیکھا ہی شیشے مین
عجب انداز سے تو نے اُتارا دل مین پیکان کو

اُن آنکھونکی نظر بازی مین دل کھویا گیا میرا
نگاہون مین اُڑا کر لیگئین پریان سلیمان کو

جو ملتا ہی یہ مہندی ہین تو مہندی رنگ لاتی ہی
پسند اسواسطے کرتے ہین وہ خون شہید انکو

جگر کو ڈھونڈتی پھرتی ہے تیغ ناز قاتل کی
کسیکے دل مین جا بیٹھون یہ دُھن ہی اُسکی پیکانکو

دبا رکھا ہی اُسنے ایک مدت سے گلا میرا
کوئی جھٹکا تو دی اے پنجۂ وحشت گریبان کو

بہت ہی مختصر ہی وصل کی شب کچھ تو بڑہجائے
مری خاطر سی دم بھر کھول دو زلف پریشان کو

بہار گل مین نام آئے ترے ای پنجۂ وحشت
لگا رکھا ہے مین نے اسلیے اپنے گریبان کو

کیا تھا شام کو نالہ تڑپ کر تیرے وحشی نے
ہلا یا زلزلے نے صبح تک دیوار زندان کو

بہت ہی زور پر دست جنون ناصح الگ رہنا
ترا دامن نہ پکڑے چھوڑ کر میری گریبان کو

ہوا سے گل اسی کہتے ہین ای بلبل کہ جنگل مین
لیے پھرتا ہی ہر طاؤس ساتھ اپنی گلستان کو

مین وہ بدست وحشی ہون جو میرا دسترس چلتا
بنا تا بوتلونکی ڈاٹ واعظ کے گریبان کو

امیر ایسی کہان قسمت کہ پہنچون اُڑکی ہو لونتک
کبھی چاک قفس ہی جھانک لیتا ہون گلستان کو

ہم اُسکے قد کے ہین عاشق ہمین کیا غیر سے مطلب
عبث کہتی ہی یہ قمری صنوبر کے قدم لیلو

امیر اُس عیسیِ دوران کو خط لکھنا جو ہو تمکو
فلک سے مانگ لو کاغذ عطارد سے قلم لیلو

جو وقتِ بوسہ ایذا ہو ذرا بھی لعل جانان کو
گُہر کیطرح پیسون توڑ کر مین اپنے دندان کو

اُتارا دل مین آنکھین دیکھکر اُس شاہِ خوبانکو
جگہ پہلو مین دی پریون کے لالچ سے سلیمان کو

گلو نسی جا کے مین نے داغ دل اپنی ملائے تھے
نہین شبنم پسینا آگیا ہے یہ گلستان کو

خدا نے حسن کو تیرے عجب تاثیر بخشی ہے
یہ نعمت دیکھنے سے سیر کر دیتی ہی مہمان کو

لہو رو رو کی ان آنکھون نے ایسے گُل کھلای ہین
چمن سی دیکھنے آتے ہین گلچین میرے زندان کو

اجل آئے کہین پیری مین ہم اس [illegible]دسی چھوٹین
شکستہ حال اب دیکھا نہین جاتا ہے دندان کو

مین اُٹھتا ہون تو کانٹے پاؤن پڑ پڑ کر یہ کہتے ہین
اجی بیٹھو بھی کیون ویران کرتے ہو بیابان کو

جب اگلی صحبتین یاد آتی ہین یارانِ رفتہ کی
نکلکر گھر سے دیکھ آتا ہون مین گورِ غریبان کو

تسلی یادِ رُخ مین جب کسی صورت سے نہین ہوتی
تو بوسہ دیکے آنکھون سی لگا لیتا ہون قرآن کو

وہ آنکھین تاکتی ہین اوٹ سی مژگان کی دل میرا
کہ پریان جھانکتی ہین ان جھروکو نسی سلیمان کو

اگر یون کھٹکی جیسے دلمین وہ مژگان کھٹکتی ہے
مژہ کی طرح رکھ لون آنکھ پر خارِ مغیلان کو

سوا اب خاک ہونیکے نہین حسرت کوئی باقی
کہ مٹی ہو گیا جی دیکھکر گورِ غریبان کو

قیامت سے نہ دون تشبیہ اُسکی چال کو کیونکر
اُٹھا کر راہ مین چلتے ہین فتنے جسکے دامانکو

تڑپتا جاتا ہون لذتِ ناوک سے اے قاتل
نہ مین سوفار کو جانون نہ پہچانون مین پیکان کو

گیا مین بزم جانان تک تو بولے وہ سکندر سی
اُٹھاؤ آئنے کو بیٹھنے دو میرے حیران کو

مین اُس پردہ نشین کی جامہ زیبی کا ہون دیوانہ
چھپای رکھتی ہی پردے مین عصمت جسکی دامان کو

عبث ترکش مین قاتل رکھی رکھے زنگ لگتا ہی
مجھے دے چیر کر پہلو مین رکھ لون تیری پیکان کو

تصور قید مین ہی اے امیر اک بُت کی آنکھون کا

ہم تصور مین نہ کھینچین یہ نہو گا ہم سے / لاکھ نازک ہے حسینون کی کمر ہونے دو

تو سہی مجھسے سوا صبر تڑپ کر پہنچے / میرے دل تک تو ذرا اُسکا گذر ہونے دو

شوق سے تم ہو در و بام پہ سرگرم خرام / دونون عالم ہون اگر زیر و زبر ہونے دو

وصلِ دشمن کی خبر مجھسے ابھی کچھ نہ کہو / ٹھہرو ٹھہرو مجھے اپنی تو خبر ہونے دو

ہاے وہ وصل کی شب اُنکا ادا سے کہنا / باندھنے دو مجھے جوڑے کو سحر ہونے دو

جاگ کر کاٹتے ہین ہجر مین ہم بھی راتین / رتجگے ہوتے ہین گر غیر کے گھر ہونے دو

آنے دو آنے دو زلفونکو ذرا گالون پر / شاہدِ شب کو ہم آغوشِ سحر ہونے دو

خواب مین آکے وہ بولے مری ارمانون سے / بیخبر کو نہ خبردار خبر ہونے دو

چھیڑتے کیون ہو جوانی مین حسینونکو امیر
رات ہی بھر کا یہ جوبن ہے سحر ہونے دو

ردیف ہاے ہوز

کتنی ہے گرم دخترِ رز کی ادا تو دیکھ / واعظ ذرا سی پیکے تو اس کا مزا تو دیکھ

اے گل بہار جاتی ہے رکھا ہی گھر مین کیا / بلبل کا سُن نہ حال چمن کی فضا تو دیکھ +

بُت سنگ طور کے ہین ترے سنگ ہی نہین / زاہد کدھر خیال ہے نورِ خدا تو دیکھ

وہ رُخ بھی لاجواب وہ گیسو بھی برہمن / کعبے کا دیکھنا نہ سہی کالکا تو دیکھ

اب تو نہ بند کر رہِ میخانہ محتسب / نکلا ہے چاند عید کا سوے سما تو دیکھ

اُس آستان کو عرش سے تشبیہ دی امیر
پہنچا کہان رسائیِ ذہنِ رسا تو دیکھ +

چمن مین غیر بھی آئے جو میرے یار کے ساتھ / ہزار نالے کرون باغ مین ہزار کے ساتھ

خزان مین کیسے نہ بلبل سے چھپانے کو / کہ وہ بہار کی باتین گئین بہار کے ساتھ

کیا وہ نالہ کہ دل سے نکل گئین پھانسین / ہوا مین اُڑتے ہین خس جسطرح غبار کے ساتھ

گرد اغیار بیچ مین تو ہو
جام ہو شیشہ ہو لب جو ہو
بوسہ کب چاندسی جبین کا لیا
آئنہ اور وہ رخِ روشن
عشق ابروسے عاشقو مشکل
بات کٹتے زبان کٹتی ہے
کیا تمہارا ملے چمن مین نشان
عاشقِ چشم بھی شراب پئین
پاس سے تم اٹھو تو دل بیٹھے
قد ہے طوبےٰ تو لب تری کوثر

ہاے کیونکر قضا پہ قابو ہو
یار ہو مین ہون ساقیا تو ہو
کیا سبب ہے کہ چین بابرو ہو
شانہ ہو اور اُس کا گیسو ہو
تیغ باندہو جو زورِ بازو ہو
کس سے تعریفِ تیغ ابرو ہو
رنگ مین رنگ بو مین تم بو ہو
جاے ساغر جو چشم آہو ہو
کبھی خالی نہ اپنا پہلو ہو
وہی فردوس ہی جہان تو ہو

فکر کس بات کی ہے تمکو امیر
کیا سبب ہے کہ سر بزانو ہو

وصل کی رات تو راحت سے بسر ہونے دو
ناوکِ ناز کا پہلو مین گزر ہونے دو
دیکھنا کیسی برابر کی پڑینگی چوٹین
وصل ہو قتل ہو جو مدنظر ہو ہو جاے
جسنے یہ درد دیا ہی وہ دوا بھی دیگا
مین غریب اور غریبون کا خدا والی ہے
تلملانے مین تڑپنے مین کمی کیسدن
کبر سب خاک مین ملجاے گا مغرورون کا
ذکرِ رخصت کا ابھی سے نہ کرو بیٹھو بھی

شام ہی سے ہی یہ دہمکی کہ سحر ہونے دو
کب سے برباد ہے آباد یہ گھر ہونے دو
یار کا آئنہ خانے مین گزر ہونے دو
یا ادہر ہونے دو یا مجکو اُدہر ہونے دو
لا دوا ہے جو مرادردِ جگر ہونے دو
ہونے دو ساری زمانے کو اُدہر ہونے دو
ہے جو اسپر بھی خفا دردِ جگر ہونے دو
اک ذرا گورِ غریبان مین گزر ہونے دو
جانمن رات گزرنے دو سحر ہونے دو

بیکار عشق مین نہ گئین میری ہڈیان ✤ بہیجا سگِ حبیب کو تحفہ ہما کے ہاتھ
خون اُسنے میرے دل کا کیا ہی یہ کون ہے منہدی سنے باندہ کیون ہین مری دلربا کی ہاتھ
تارِ شعاعِ مہر سمجھتے ہو تم جسے ✤ سورج یہ لیے رہا ہے بلائین بڑہا کے ہاتھ
یہ دل چرا چرا کے کسے اسنے دیدیے خالی ہین دیکھنے مین تو دُزدِ حنا کے ہاتھ

قاصد اُڑا رہا ہی تو کچھ غم نہین **امیر**
خط لکھکے بھیجدونگا مین پیکِ صبا کے ہاتھ

راہ بتلاتے ہین ہم اور اُسے دہیان ہی کچھ دل کو سمجھائیے کسطرح یہ انسان ہی کچھ
کرکے پامال مرے دل کو کہا ظالم نے کون تعظیم کرے اِسکی یہ قرآن ہے کچھ
نہین کرتا ہے ملاقات تو زاہد نہ کرے لاابالی ہین ترے رند نہین ارمان ہی کچھ
سبز عمّامہ پبنتی ہے عبا ریش سپید نو بنو رنگ ہین واعظ کی عجب شان ہی کچھ
کرکے زخمی مجھے مقتل ہی چلا ہے قاتل دوڑکر کوئی یہ کہدے کہ ابھی جان ہی کچھ
غیب سے آئی صدا قصد جو قاصد نے کیا شیر کے مُنہ مین چلا ہی ارے نادان ہی کچھ

ہونہو آئی ہے اُس کوچۂ گیسو کی ہوا
جوشِ سودا ہی **امیر** آج پریشان ہے کچھ

چاند سا چہرہ نور کی چتون ماشاءاللہ ماشاءاللہ طرفہ نکالا آپ نے جوبن ماشاءاللہ ماشاءاللہ
گُل رخ نازک زلف ہے سنبل آنکھ ہی نرگس سیب زنخدان حُسن کی تم ہو غیرتِ گلشن ماشاءاللہ ماشاءاللہ
ساقیِ بزمِ روزِ ازل نے بادۂ حُسن بھرا ہی اسمین آنکھین ہین پیمانۂ ساغر شیشہ ہی گردن ماشاءاللہ ماشاءاللہ
قہر غضب ظاہر کی رُکاوٹ آفتِ جان دربردہ لگاوٹ چاہ کے تیور پیار کی چتون ماشاءاللہ ماشاءاللہ
غمزہ اُچکا عشوہ ہی ڈاکو قہر ادائین سحر ہین باتین چور نگاہین ناز ہے رہزن ماشاءاللہ ماشاءاللہ
نور کا تن ہی نور کے کپڑے اسپر کیا زیور کی چمک ہی چھلّے کنگن اُسکے جوشن ماشاءاللہ ماشاءاللہ
جمع کیا ضدّین کو تم نے سختی ایسی نرمی ایسی موم بدن ہی دل ہی آہن ماشاءاللہ ماشاءاللہ

مزار سے جو یہ آتی ہے دردناک صدا
ہمین تو روتے ہین شمع سر مزار کے ساتھ

چُرائے رنج و مشقت سے جی نہ طالبِ عیش
کہ نوش نیش کے ہمراہ گل ہے خار کے ساتھ

شبِ وصال جھگڑنے سے فائدہ کیا ہے
مزہ تو یہ ہے کہ باتین ہون چاہ پیار کے ساتھ

بجا ہے آنکھ جو ہے جوش گریہ سے بے نور
نظر بھی بہ گئی ہے آنسوونکے تار کے ساتھ

عدم کو روح گئی رہگیا تنِ خاکی
پہنچ سکے نہ پیادہ کبھی سوار کے ساتھ

زرا ہوے جو وہ آزردہ اپنی آئی اجل
امیر پھر گئین آنکھین نگاہِ یار کے ساتھ

رکھتے ہو رقص مین جو کمر پر اُٹھا کے ہاتھ
موے کمر سے باندھ ہو گے دزدِ حنا کی ہاتھ

چھوٹین جو اپنے ہاتھ سے اُس دلربا کے ہاتھ
سارے جہان سے بیٹھ رہین ہم اُٹھا کے ہاتھ

ڈھکا نہ بار بار مرے پاس لا کے ہاتھ
دیڈال جام کھینچ نہ ساقی بڑھا کے ہاتھ

اب تک تو تیغِ یار سے موڑا نہین ہے منہ
آئندہ آن بان ہے اپنی خدا کے ہاتھ

کچھ بھی ہوئی جو دست درازی شبِ وصال
چین جبین سے اُسنے چھُری لی بڑھا کے ہاتھ

ڈرتا ہون اور کچھ نہ سمجھکر وہ جھیپ جاے
سینے پر اپنے رکھ نہین سکتا اُٹھا کے ہاتھ

لین اُسنے ہاتھ اُٹھا کے جو انگڑائیان کبھی
جوبن نے کتنے چھین لیے دل بڑھا کی ہاتھ

کب سعی سے اُچھلتے ہین ڈوبی ہوی نصیب
دریا کے پار کب ہوئین موجین لگا کے ہاتھ

دکھلا کے پاؤن کتنون کو پامال کر دیا
کتنون کو تمنے ہاتھ سے کھویا دکھا کے ہاتھ

دیکھی جو اُسکی زلف مین افشان ہوا یہ شوق
کیا چاندنی ہے توڑیے تارے بڑھا کے ہاتھ

وہ سخت جان ہون مین نہ چلا کچھ کسیکا بس
جلاد بیٹھ بیٹھ گیے سب تھکا کے ہاتھ

کہتا ہے قاتل آپ ہی مرتے تھے جان نثار
بدنام ہاے مفت ہوے ہم لگا کے ہاتھ

قاضی کو شوق بادہ کشی کا ہے آج کل
بنت العنب پڑی ہے عجب پارسا کے ہاتھ

بس مین مرے نہ موت ہی میری نہ زیست ہے
یہ ہے قضا کے ہاتھ تو وہ ہے ادا کے ہاتھ

تو ہے خلوت مین تو ہی جلوت مین
کہین پنہان کہین عیان تو ہے
نہین تیرے سوا یہان کوئی
میزبان تو ہے میہمان تو ہے
جسم کہتا ہے جان سب ہے تو ہی
جان کہتی ہے جانِ جان تو ہے
نہ مکان مین نہ لامکان مین کچھ
جلوہ فرما یہان وہان تو ہے
رنگ تیرا چمن مین بو تیری
خوب دیکھا تو باغبان تو ہے

محرمِ راز تو بہت ہین امیر
جسکو کہتے ہین راز دان تو ہے

جتنی لگی کہ نامہ سیاہی مین رہگئی
اُتنی ہی دیر عفو الٰہی مین رہگئی
حسرت نہین وطن کی تباہی مین رہگئی
کچھ گرد تھی کہ دامنِ راہی مین رہگئی
صد شکر عفو میرے گنہ حشر مین ہوے
حرمت گدا کی مجلسِ شاہی مین رہگئی
آنکھ اُسنے پھیر لی تو کہان پھر ہماری زیست
آدہی تو جان نیم نگاہی مین رہگئی
تھی زار کوے یار مین کیا جاتی اپنی خاک
اتنی تھی کم کہ اُڑکے ہوا ہی مین رہگئی
دی بھی تو قدِ یار کو طوبیٰ سے دی مثال
پستی مری بلند نگاہی مین رہگئی
دیکھو تعلیان مری قندیلِ آہ کی
کیسی لٹک کے عرشِ الٰہی مین رہگئی
ڈوبے ہوے نصیب نہ اُچھلے کسیطرح
کشتی اُبھر اُبھر کے تباہی مین رہگئی
بختِ سیہ سے آنکھین نہ اُس کی ہوئین دوچار
جوگنک چمک چمک کے سیاہی مین رہگئی
ساحل پر آکے تمنی دکھائین وہ شوخیان
پُتلی تڑپ کے دیدۂ ماہی مین رہگئی
ابلیس اُدہر تھکا تو مرا دل ادھر تھکا
دو ہاتھ چل کے رہزن و راہی مین رہگئی
مُنہ روزِ حشر موڑ گئی تیغ یار بھی
چلتی ہوئی زبان گواہی مین رہگئی
صد شکر مُنہ سے نام محمد نکل گیا
بات اپنی بارگاہِ الٰہی مین رہگئی
غالب ہوا یہ فقر مین نالون کا اپنے رعب
آواز دب کے نوبتِ شاہی مین رہگئی

واہ امیر ایسا ہو کہنا شعر ہین یا معشوق کا گہنا
صاف ہے بندش مضمون روشن ماشاء اللہ ماشاء اللہ

ردیف یاے تحتانی

کیون وصل کی چرخ کو خبر کی
آمد ہے جو شام سے سحر کی

کیسی ارنی ولن ترانی ÷
تھی ایک صدا اِدہر اُدہر کی

اے یاس نہ دل مین پاؤن پھیلا
پھانسین نہ چُبھین مری جگر کی

خط لیتے ہی چلدیا عدم کو
اتنی ہی لکھی تھی نامہ بر کی ÷

نیرنگیِ چار باغِ عالم
گدڑی ہے ترے گداے در کی

کچھ میری سُنو کہو کچھ اپنی
باتین نہ کرو اِدہر اُدہر کی ÷

خط یار نے اُس طرف کیا چاک
یان اڑگئین دھجیان جگر کی

دن بھر مجھے رکھتی ہین پشیمان
شرمائی وہ چتونین سحر کی ÷

ہر بات مین ہو زبان سے نکلا
جب ہمنے کہی کہی اُدھر کی

غفلت مین نہ کھو شباب اے دل
یہ رات ہے جان عمر بھر کی

سینے مین نہین ہے داغ ظالم
اُبھری ہین یہ چٹکیان جگر کی

چھا گل کا یہ شور ہو شبِ وصل
آواز سنون نہ مین گجر کی

عنقا جسے جانتا ہے عالم
پرچھائین ہے وہ تری کمر کی

آنکھین کھولین کبھی بند بھی کین
وہ شکل نہ سامنے سے سرکی

ہنگامۂ حشر کو جو دیکھا
ڈیوڑھی سمجھا مین تیرے گھر کی

شام شبِ ہجر و عمرِ آخر
امید امیر کیا سحر کی

دوسرا کون ہے جہان تو ہے
کون جانے تجھے کہان تو ہے

لاکھ پردون مین تو ہے بے پردہ
سو نشانون پہ بے نشان تو ہے

جوبن مری آنکھون مین پھرا گلبدنون کا
گدرائے ہوے باغ مین دیکھے جو ثمر بھی

رفتار تری دیکھکے کہتے ہین فرشتے
اللہُ غنی ایک ہی فتنہ ہے بشر بھی

مقصود مزہ ہے تو امیر اور کہو شعر
ہونگے انہین پھولون انہین پتّون مین ثمر بھی

غیرون سے ہین باتین بھی عنایت کی نظر بھی
پردیکھتے جاتے ہین کنکھیون سے ادہر بھی

پیری مین بھی جائے گی جوانی کی نہ غفلت
اللہ ہے جو آنکھ کھلے وقتِ سحر بھی

سچ کہدو نکل بھاگے ہو قابو سے یہ کسکے
لب خشک ہین ایمان پسینے مین ہو تر بھی

جاتا ہے مجھے وعظ کی محفل مین نہ کر دیر
ساقی مے گلرنگ سے ساغر کہین بھر بھی

جب قتل کو آیا ہے مرے غمزۂ قاتل
کیا تیز چھری کھینچکے نکلی ہے نظر بھی

کیا غم ہے خزان مین جو نہین طاقتِ پرواز
نکلین گی جو کلیان تو نکل آئین گے پر بھی

معلوم نہین کس کو کیا قتل کہ ڈر کر
غایب ہے دہن یار کا روپوش کمر بھی

جاتا ہے جو ہستی سے عدم کو نہین پھرتا
بے شبہہ کوئی شہر ہی دلچسپ اُدہر بھی

ہے شوق جو بالونکے بڑہانے کا تو ایجان
پیدا کرو اِس بوجھ اُٹھانے کو کمر بھی

پہلو مین مرے رہتی ہین جی دیتے ہین اُنپر
دل ہوکہ جگر دونون اِدہر بھی ہین اُدہر بھی

بیمار مین کس کا ہون کہ آئے جو مسیحا
تعظیم کو اُٹھّا نہ مرا دردِ جگر بھی +

ڈرتا ہون شبِ وصل کہ تقدیر بُری ہے
آئے نہ کہین شام کے ہمراہ سحر بھی

اُن آنکھونکی الفت مین ہوا ہون مین یہ لاغر
کافی مرے دب جانیکو ہے گردِ نظر بھی

ڈرتے ہین یہ خانے سے میرے جو یہ دونون
مُنہ پھیرے ہوے شمس بھی جاتا ہے قمر بھی

گر غرش کی قندیل ہے قد شمع تجلی
اللہ کی قدرت کا تماشا ہے بشر بھی

فرقت مین امیر ایسی برستی ہے اُداسی
روتے ہین مرے حال پہ دیوار بھی در بھی

ابرو پر آ کے آگئی اُڑ کر ہوا سے زلف
کیا رویتِ ہلال سیاہی مین رہگئی +

اللہ رے انقلاب محل ہے نہ قصر ہے
تربت فقط عمارتِ شاہی مین رہگئی

صد شکر حق نے میری تواضع قبول کی
اچھی تھی شے خزانۂ شاہی مین رہگئی

امید نا خدا کی کہان بحرِ عشق مین
ہان اک خدا کی آس تباہی مین رہگئی

اظہارِ جرمِ عشق مین کی آہ نے کمی
ایسی زبان دراز گواہی مین رہگئی +

پردے سے اُسکی ذات کو کیا کام تھا امیر
چھپکر صفاتِ نامتناہی مین رہگئی

آئینہ ترے حُسن کا دل بھی ہے جگر بھی
ہے ایک ہی صورت کہ ادہر بھی ہے اُدہر بھی

خورشید بھی اُس نور کا مظہر ہے قمر بھی
اے بے بصرو کچھ تمھین آتا ہے نظر بھی

ساقی ہون تری بزم مین مین تشنہ جگر بھی
صدقے تری آنکھون کے کوئی جام ادہر بھی

تو چشمِ سخنگو سے مجھے پوچھ دے اتنا
ہین باتین ہی باتین کہ ہے کچھ مدِّ نظر بھی

کمھلائے چلے جاتے ہین گُل کسکی ہے آمد
گھبرائی ہوئی پھرتی ہے کچھ بادِ سحر بھی

کیا پاس نہین میرے جو تم غیر سے مانگو
پہلو مین مرے دل بھی ہے سینے مین جگر بھی

اللہ ری ناطاقتی و ضعف کا عالم
مین کیا کہ پہنچتی نہین وان میری خبر بھی

مُنہ مہرِ فلک کا جو ادہر کو نہین پھرتا
شاید کوئی معشوق تمھین سا ہے اُدہر بھی

کیا جانیے کیا حال ہے یارانِ عدم کا
اک عمر ہوئی ہے نہین آئی ہے خبر بھی

وہ چہرۂ پُر نور ہے اک برقِ تجلی +
کس آنکھ سے دیکھو نہین ٹھہرتی ہے نظر بھی

بتخانے سے دل اپنا نہ کعبے سے پھرا ہے
کچھ سوچ کے انجام ادہر بھی ہے اُدہر بھی

رک رک کے جو چلتا ہے گلے پر مرے خنجر
کچھ دل مین ہے قاتل کے ترحم کا اثر بھی

کس کس کا گلہ کیجیے یارب کہ شبِ وصل
دشمن ہے موذن کیطرح مرغِ سحر بھی

کیا تنگ ہے جلاد مری سختیِ جان سے
ہر وار پہ کہتا ہے کہ ظالم کہین مر بھی

ابتو کپڑے بھی وہ پہنتا ہے
چھاپے دے دیکے خون بسمل کے

ہون جو واقف جزاے احسان سے
ہاتھ چومین کریم سائل کے

کیسے مجنون کے بنگئے ہین رقیب
پاکے لیلی کو پردے محمل کے

حالِ دل درد و داغ سے پوچھو
یہ بڑے راز دار ہین دل کے

موت سے وہ جھڑک کے کہتا ہے
ہٹ نہ آپاس میرے بسمل کے

پوچھتے ہین وہ مجھسے عید کے دن
کھو کیا مل گیا گلے مل کے

تیر آتے ہی دل کو لے نکلے
اچھے آئے یہ مدعی دل کے

اُس کی رحمت سے لو لگا کہ امیر
آپڑے آیگی وقت مشکل کے

وہ بن سنور کے ادہر آتے ہین جفا کے لیے
مزے ہین آج دلِ دردآشنا کے لیے

خیال ہی مین مزے وصلِ دلربا کے لیے
لیے جو بوسے تو ہونٹھون سے بھی چھپا کے لیے

مجاز مین بھی ہے اپنی نظر حقیقت پر
بتون کی راہ مین پھرتے ہین ہم خدا کے لیے

خدا کی شان جو شوخی سے آشنا ہی نہ تھین
ترس رہی ہین وہی آنکھین اب حیا کے لیے

دہانِ زخم مین خنجر وہ رکھکے کہتے ہین
کہلے زبان تجھے دیتے ہین مزا کے لیے

دکھاؤن گا شبِ وصل اُنکو پھول داغون کے
لگا رہا ہون یہ ڈالی اک آشنا کے لیے

یہ ہچکیان نہین آتی ہین نزع مین پیہم
بٹھائی جاتی ہے ڈاک آمدِ قضا کے لیے

وہ آئین نزع مین چلتی نہین زبان نہ چلے
نگاہِ یاس تو ہے عرضِ مدعا کے لیے

دمِ اخیر تو ترسا نہ اپنے جلوے کو
مسافرون پہ ترس کھا ترا خدا کے لیے

نگاہِ لطف بھی خالی نہین ہے شوخی سے
کسی ادا کو تو رکھ چھوڑیے حیا کے لیے

یہ کس کے وصل کی ہے آرزو کہ یاس بھی اب
دعائین مانگ رہی ہے مری دعا کے لیے

دل و جگر کو مرے تاک کر وہ کہتے ہین
نشانے خوب ہین یہ ناوکِ جفا کے لیے

پیکان ہی ترے تیر کا پہلو مین درآئے
ٹھنڈا ہو کلیجا یہی امید برآئے

آمد جو شب وصل کی سُن لی مری گھر مین
اللہ ری ضد شام سے پہلے سحر آئے

رخصت ترے بیکس کو کرنے کون دم نزع
ہچکی ہی الٰہی کوئی وقت سحر آئے

اللہ رے ستم بیخودی عشق کے ہم پر
ہم آپ مین آئے تو کہا تم کدہر آئے

عاشق کیطرف خود نہین جاتے ہو تو کہدو
کچھ ناوک دلدوز ہی تسکین کر آئے

آسے وہ دم باز پسین یون مری گھر مین
جسطرح کہین چاندنی پچھلے پہر آئے

کوٹھے سے نزاکت تو اُترنے نہین دیتی
تم آنکھون سے دلمین مری کیونکر اتر آئے

ہمسائے ہی کے کوٹھی پر آئے کبھی وہ ماہ
چاند اور و نکے گھر چاندنی ہی میری گھر آئے

دیکھی جو مری یاس ترس کھا کے یہ بولے
اللہ کرے اب تری امید بر آئے

یاد آئے اگر مجھکو چمن کنج قفس مین
دامن مین لیے پھول نسیم سحر آئے

ہنس ہنس کے بہت زخم جگر چھیڑ رہی ہین
قاتل وہ لگا ہاتھ کہ دل تک اُتر آئے

کسطرح امیر اُنسے نباہے کوئی اُلفت
دل دینے کو ہر روز کہان سے جگر آئے

ہین اشارے یہ تیغ قاتل کے
آؤ ارمان نکالدون دل کے

داغ افسردہ ہو چلے دل کے
جھلملاسے چراغ محفل کے

شرم لیلے تو مانع دیدار
مفت بدنام پردے محمل کے

ہم سے سیکین جو طرز نالہ کشی
پھول منہ چومین عنادل کے

دل مین آکر نہ دل سے پھر نکلے
تم تو ارمان بنگئے دل کے

سوتے کیا ہین پڑے ہین تکیے مین
تھکے ماندے غریب منزل کے

فیصلہ کر رہے ہین مجنون کا
بیچ مین پڑکے پردے محمل کے

غم کونین سے مجھے کیا کام
کسی کونے مین پڑ رہے دل کے

گرد اڑی عاشق کی تربت سے تو جھنجلا کر کہا
واہ سر چڑھنے لگی پاؤن کی ٹھکرائی ہوئی

شعر گلدستے مین مجھ افسردہ دل کے کیا امیر
دامنِ گلچین مین کچھ کلیان ہین مرجھائی ہوئی

کیا رنگ کہون ضبطِ نفس پاسِ ادب کے
پس پس گئی فریاد مرے ہونٹھو نمین دب کے

وہ آکے تصور مین جدا ہو گیے کب کے
ہم لے رہے ہین بوسے ابھی تک رخ و لب کے

غم سے رمضان مین ہین وہی بنتِ عنب کے
شعبان کے کام آسے نہ اعمال رجب کے

ٹھہرین کہین محشر مین بھی بے جرم نہ مجرم
کشتے تری آزردگیِ غیر سبب کے

جس نخل کے سایے کی تلے راہ مین ٹھہرے
ہم راہرو زار وہین رہگیے دب کے

دیوانو گلستان کو چلو بادِ بہاری
پتے جو اڑا لائی ہے خط ہین یہ طلب کے

اٹھین تو وہ محشر مین ذرا چہرے سے پردہ
آگے ابھی ہو جائین گے پیچھے ہین جو سب کے

ایک ایک گھڑی روزِ قیامت سے بڑی ہے
کس طرح کٹین چار پہر ہجر کی شب کے

لین ساتھ مجھے ڈرتے ہین کیون حضرتِ موسیٰ
طالب ہین وہ خود دیدۂ دیدار طلب کے

بتلائین گے کیا مجھکو یہ دربار کا آئین
خود ہوش ٹھکانے نہین خدّامِ ادب کے

آئینے حسینون تلک آنے بھی نہ پاتے
افسوس یہ ہے ہم ہوے حاکم نہ حلب کے

کس مے کے ہین سائل یہ حبابِ لبِ دریا
خالی ہے جو ایک ایک قدح ہاتھ مین سب کے

معشوق حقیقی مین بھی گرمی کی ہین باتین
قرآن مین بھی آئے ہین آیات غضب کے

واعظ کا کسے ڈر ہے جو ساقی ہے سلامت
ہم مست تو ملتے نہین گردون سے بھی دب کے

گر بیٹھے ہمین ہاتھ لگی منزلِ مقصود
جب توڑ کے ہم بیٹھ رہے پاؤن طلب کے

جب تیغ تری آکے گلے ملتی ہے قاتل
آ جاتے ہین ہمین یاد مزے وصل کی شب کے

ہر ماہ مین دیکھا کیے وہ مصحفِ رخسار
اس سال مین سب چاند ہوے ہمکو رجب کے

سنتے ہین کہ آئین گے حسین فاتحہ پڑھنے
دن پھرتے نظر آتے ہین کچھ گور کی شب کے

ٹپک رہی ہے مرے بال بال سے حسرت
یہ سب زبانین ہین اظہار مدعا کے لیے

درست کرتی ہے کیون بار بار مشاطہ
شکست عیب نہین گیسوی دوتا کے لیے

امیر کعبے کو جاتا ہونین تو دیر سے بت
پکارتے ہین ادہر بھی زرا خدا کے لیے

کہہ رہی ہے حشر مین وہ آنکھ شرمائی ہوئی
ہاے کیسی اس بھری محفل مین رسوائی ہوئی

ٹھوکرین کھلوائیگی یہ چال اٹھلائی ہوئی
کیا جوانی پھرتی ہے جوبن پر اترائی ہوئی

آئینے مین ہر ادا کو دیکھکر کہتے ہین وہ
آج دیکھا چاہیے کس کس کی ہے آئی ہوئی

جان بلب حسرت مین باقی ہے جو مجھ ناشاد کو
کیا ہنسی پھرتی ہے ان ہونٹھون پر اترائی ہوئی

کھل گیا جوبن تو عصمت سے حیا نے یہ کہا
ایک انگڑائی سے ہم دونونکی رسوائی ہوئی

کہہ تو اے گلچین اسیران قفس کیواسطے
توڑ لون دو چار کلیان مین بھی مرجھائی ہوئی

مین تو راز دل چھپاؤن پر چھپا رہنے بھی دے
جان کی دشمن یہ ظالم آنکھ للچائی ہوئی

کیف مستی مین بھی رہتا ہے یہ جوبن کا لحاظ
انکو انگڑائی بھی آتی ہے تو شرمائی ہوئی

موت آتی روح جاتی ہے کرے کون اہتمام
اک نگاہ واپسین پھرتی ہے گھبرائی ہوئی

کیون ترے لب پر تبسم مجلس ماتم مین ہے
یہ ہنسی بھی کیا مرے پھولونمین ہے آئی ہوئی

آنکھ اٹھے پردہ ہٹے یہ بھی ہے کوئی دیکھنا
آڑ مین گھونگٹ کے آنکھ اور وہ بھی شرمائی ہوئی

وصل کی شب واہ ری بیتابی شوق وصال
شرم بھی نیچی نگاہون سے تماشائی ہوئی

غمزہ و ناز و ادا سب مین حیا کا ہے لگاو
ہاے ری بچپن کہ شوخی بھی ہے شرمائی ہوئی

جو ادا کی جس حسین نے میری آنکھون نے کہا
ہین یہ سب پائے نگہ کی ٹھوکرین کھائی ہوئی

وصل مین خالی ہوئی اغیار سے محفل تو کیا
شرم بھی جاے تو مین جانون کہ تنہائی ہوئی

اٹھ گیا پردہ تکلف کا اٹھے جب انکے ہاتھ
آ کے حسن و عشق مین مشاطہ انگڑائی ہوئی

کیا پھلے پھولیگی امید دل پر آرزو
یاس کے دامن مین ہے یہ پرورش پائی ہوئی

شاخون پہ نہین پھول یہ تختہ نیہ ہین پریان
ماتم مین مرے خاک ہوا نے یہ اڑائی

دیوانو بہار آئی نئے رنگ سے آ کے
جو گاڑتے آئے تھے وہ خود رہ گیے دب کے

قرآن مین امیر آئے ہین حورونکے جو اوصاف
در پردہ وہ انداز ہین سب حسن طلب کے

نازکی کہتی ہے تسمہ تو لگا رہنے دے
ناز کہتا ہے لگی میری بلا رہنے دے

عشق کے راز کو پنہان کوئی کیا رہنے دے
داغ کچھ درد نہین ہی کہ چھپا رہنے دے

خلشِ نوک مژہ کا نکر اے دل شکوہ
کیا مزے کی ہی یہ پھانس اسکو چبھا رہنے دے

ایدل اِس دور مین ایسی نہین سنتا کوئی
تہ کر اِس قصے کو اب ذکرِ وفا رہنے دے

بے پر و بال ہون طاقت نہین اڑنے کی صبا
اک زرا شاخِ نشیمن کو جھکا رہنے دے

روسیہ ہون سرِ محشر نہ بُلا داورِ حشر
مجکو تو خاک کے پردے مین چھپا رہنے دے

اے نمک پاش خدا کے لیے چٹکی نہ رُکے
کوئی دم اور تڑپنے کا مزہ رہنے دے

سَو بلائین ہین مرے ہوش کی دشمن شبِ وصل
لے اڑین اور ادائین جو حیا رہنے دے

درد بیدرد مرے دل کو ستاتا کیون ہے
چپ پڑا ہی یہ غریب اسکو پڑا رہنے دے

جب وہ بت ہی نہین جنت مین تو جنت کیسی
ایسی جنت سے تو دوزخ مین خدا رہنے دے

بیقراری جو اٹھاتی ہے مجھے اس در سے
ضعف کہتا ہے نہ چھیڑ اسکو پڑا رہنے دے

دل لیا صبر لیا ہوش لیا جان ہی چھوڑ
کچھ تو گھر مین مرے اے دزدِ حنا رہنے دے

کثرتِ رنج سے رو رو کے نہ کر دل خالی
یہ بھرا گھر نہ اجاڑ اسکو بسا رہنے دے

دل شکستون کی نہ توڑ آس ترس کہا ای یاس
آسرا آسرے والون کا لگا رہنے دے

اے فلک گورِ غریبان کو تو برباد نہ کر
اس لٹے قافلے کا کچھ تو پتا رہنے دے

اک کھٹک سی ہی مزے کو ہمین درکار جنون
کوئی کانٹا کسی چھالے مین چبھا رہنے دے

سو چمن صدقے کیے دامنِ گلچین پہ امیر

کوسون کا تفاوت ہے وفا اور جفا مین
مین گو کہ تمہاری ہون نہ تم ہو مرے ڈھب کے

وہ فتنہ ہے تو تن مین ترے چار عناصر
ہین قہر کے آفت کے قیامت کے غضب کے

باقی ہے امیر اب تو فقط جان کا جانا
ہوش و خرد و تاب و توان جا چکے کب کے

رند جو ملو حضرت قاضی سے تو دب کے
سمجھو کہ بزرگون مین ہین یہ بنت عنب کے

دیوانو پری بن کے بہار آئی ہے ابکے
غمزے ہین قیامت کے تو عشوے ہین غضب کے

کیا عیب جنون وادیِ وحشت مین ہے ابکے
کانٹے بھی مرے چھالون سے ملتے ہین تو دب کے

بتخانے مین آؤ کبھی اے حضرت زاہد
دیکھو کہ تماشے ہین عجب قدرت رب کے

سو لینے دے اے قبر ہم اٹھ لین تو دبانا
آئے ہین بھرے نیند مین جاگے ہوئے شب کے

اچھے وہ رہے سامنے اللہ کے او بت
جو بیٹھنے والے تھے تری بزم ادب کے

ساقی نے مجھے آنکھین دکھا کر یہ کہی بات
دو جام مرے پاس ہین یہ آپکے ڈھب کے

افلاک نے چمکائے ستارے تو مین سمجھا
نقشے یہ اڑا لے ہین تری بزم طرب کے

دل ہی مین رہے جاتی ہین سب حوصلہ افسوس
کیا کیجیے معشوق نہین ملتے ہین ڈھب کے

ٹھوکر سے مرا سر نہ ہٹاؤ نہ ہٹاؤ *
دیکھو کہین کھل جائین نہ یان ہاتھ ادب کے

معلوم نہین خون شہیدان کی تمہین قدر
منہدی بھی ہے یان باندہی ہوی ہاتھ ادب کے

جی بھر کے تڑپتے انہین چھاتی سے لگاتے
دل اور بھی دو چار جو ملتے اسی ڈھب کے

جی چاہے جہان جائین حسین کون ہے مانع
ہمزاد نہین کچھ جو رہون ساتھ مین سب کے

ہر مرتبہ کہتے ہو کہ ہم جاتے ہین گھر کو
سب باتین تو اچھی ہین یہ فقرے ہین غضب کے

ہر صبح جو ہوتے ہین عیان خط شعاعی
لوگون کو خط آتے ہین ادہر سے یہ طلب کے

زلف سیہ حور ہو یا تیرگیِ گور *
دونون یہ نمونے ہین مری ہجر کی شب کے

زاہد انہین لوگونکو وہان چاہین گی حورین
جو چاہنے والے ہین یہان بنت عنب کے

جو کسی کو بُرا بھلا نہ کہے ٭ وہ کسی سے بُرا بھلا نہ سُنے

دل وہان ٹھنڈی سانسین لیتا ہی ٭ کوئی فقرہ جلا بُھنا نہ سُنے

خواہش وصل پر وہ شوخی سے ٭ بولے بس جانے دو حیا نہ سُنے

وائے قسمت جو سبکی سُنتا ہے ٭ وہ بھی عاشق کی التجا نہ سُنے

دل جو کہتا ہے بے اثر ہی دوا ٭ درد کہتا ہے چُپ دوا نہ سُنے

پھول آہستہ توڑ اے گلچین ٭ دیکھ ظالم کہین صبا نہ سُنے

وعدۂ وصل چُپکے چُپکے ہو ٭ غمزہ عشوہ ادا حیا نہ سُنے

حال پھولون کا جو خزان نے کیا ٭ کہین بُلبل وہ ماجرا نہ سُنے

میری فریاد رائگان تو نہو ٭ بُت ہی سُن لین اگر خدا نہ سُنے

درد پر دل نثار دل پر درد ٭ ایسے دیکھے ہین آشنا نہ سُنے

نالے میرے سُنے وہ اور تڑپے ٭ مین سُناؤن اگر تو کیا نہ سُنے

بہت اے دل وفا وفا نہ پکار ٭ کہین وہ دشمن وفا نہ سُنے

مین تو سُنتا ہون تو جو کہتا ہے ٭ اے ستمگر مگر خدا نہ سُنے

رات تھوڑی سی حسرتین بیحد ٭ کیا کرے کیا سُنے وہ کیا نہ سُنے

ناز اُٹھواتی ہے قضا مجھسے ٭ کہین اس شوخ کی ادا نہ سُنے

جو کوئی درد آشنا ہو امیرؔ
ادہر آے مرا فسانہ سُنے

مُنھ پہ کہدینگے ہم قیامت کے ٭ ہین یہ فتنے کسیکے قامت کے

پھر وہ چمکے نصیب فرقت کے ٭ تم چلے دن پھرے قیامت کے

چھپتی پھرتی ہین حسرتین پس مرگ ٭ گوشے گوشے مین میری تربت کے

اس ادا سے چلے وہ حشر کے دن ٭ فتنے پس پس گیے قیامت کے

ذکر پھولوں کا یہاں بادِ صبا رہنے دے

لوٹ ہو جس پہ تبسم وہ دہن کس کا ہے | باتیں منہ چوں میں وہ اندازِ سخن کس کا ہے
فتنے پستے ہیں یہ بیساختہ پن کس کا ہے | حشر کی کچھ نہیں چلتی یہ چلن کس کا ہے
پوچھ اے تیغ ادا تیغ قضا سے چلکر | تیرے چلتے ہوے فقرو میں چلن کسکا ہے
تو اسے لاے مرے گھر نہیں باور آتا | یہ نیا شعبدہ اے چرخِ کہن کس کا ہے
پھونکدیتی ہے دو عالم کو ہواے دامن | تجھ میں اے گرمیِ رفتار چلن کس کا ہے
بات پھنس پھنسکے نکلتی ہے ہنسی پس پس کر | اسقدر تنگ سوا تیرے دہن کس کا ہے
چبھ رہی ہیں دلِ پر داغ میں پلکیں کس کی | تلتے ہیں پھولوں میں کانٹے یہ چمن کس کا ہے
گھر اُجڑتے بھی ہیں بستے بھی ہیں لیکن اے روح | جو اُجڑ کر نہ بسے پھر وہ وطن کس کا ہے
دیر سے ہم گیے کعبے کو تو کعبے نے کہا | آئیے رہیے یہ گھر قبلۂ من کسکا ہے
تیر چٹکی میں کمان ہاتھ میں نخچیر قریب | انتظار اب تجھے اے تیر فگن کس کا ہے
میں تو ہوں غش میں وہ کہتے ہیں سنگھا کر مجھسے | بوجھ تو جاؤ کہ یہ سیبِ ذقن کس کا ہے
نظر آتی ہے کہیں جب نئی چادر کوئی | دل دھڑکتا ہے کہ یارب یہ کفن کسکا ہے
دیکھکر خط ترے گالوں پہ یہ کہتی ہے بہار | کانٹے پھولوں سے ہیں نازک یہ چمن کسکا ہے

بولے مجھ زار کی تربت میں نکیرین امیر
لاش تو ہے نہیں خالی یہ کفن کس کا ہے

نہ سنے دردِ دل مرا نہ سنے | میں کہوں گا سنے وہ یا نہ سنے
دل کی یارب وہ دلربا نہ سنے | ایسی حسرت بھری صدا نہ سنے
یوں وہاں چل کہ پاؤں کی آہٹ | پاسباں کیا ہے نقشِ پا نہ سنے
کسی ناآشنا کا کیا شکوہ | آشنا کی جب آشنا نہ سنے
لاکھ دلچسپ ہے مرا قصہ | مگر اُسنے کبھی سنا نہ سنے

تیرے کشتون کے حق مین ہین قاتل
رگڑے خنجر کے گھونٹ شربت کے
کہتے ہین سنکو دیکھکر یوسف
صدقے اس پیاری پیاری صورت کے
جسکو دیکھا حسین لوٹ گئے
ہم تو عاشق ہین اس طبیعت کے
وصل کیونکر ہو دونون قیدی ہین
ہم نقاہت کے وہ نزاکت کے
اُسکا نقشہ کھینچے تو اے نقاش
رنگ بہرنا مری طبیعت کے
اُسنے تلوؤن سے میرے دل کو ملا
آج ارمان نکلے حسرت کے
قتل کو دوڑکر چلے آئے
وصل مین عذر تھے نزاکت کے
رکھکے خنجر گلے پہ کہتے ہین
کیون چکھا دون مزے محبت کے

جتنے تکیے مین سو رہے ہین امیر
یار ہین سب ہماری صحبت کے

یہ گالی ہو اے دلربا مل رہی ہے
دعا دی تھی اُسکی سزا مل رہی ہے
لگا چاہتی ہے کوئی آگ تازہ
شرارت سے اُنکی حیا مل رہی ہے
بھری زہر سے ہین عیادت کی باتین
مریضون کو اچھی دوا مل رہی ہے
گلے پر جو رک رک کے چلتا ہے خنجر
یہ گویا قضا سے ادا مل رہی ہے
الٰہی انہین راس آئے یہ زینت
لہو مین ہمارے حنا مل رہی ہے
مرے قتل کا دن ہے کیا عید کا دن
گلے تیغ کے کیون قضا مل رہی ہے
بہار آئی ہے چہچہاتے ہین بلبل
قیامت صدا سے صدا مل رہی ہے
مرا دل وہ تلوؤن سے ملتے نہین ہین
یہ مٹی مین میری وفا مل رہی ہے

امیر اب کہان شعر مین کوئی کامل
رہی ہے تو اک بحر کامل رہی ہے

قد نے گیسو کو سر چڑھایا ہے
سرو سے بھی بلند سایا ہے

مچلے جاتے ہین روٹھے بیٹھے ہین
کیا گلے ہین میری شکایت کے

عیش کر لو نئی جوانی ہے +
یہی دو چار دن ہین فرصت کے

ہجر کی ایک شب نے دکھلائے
سیکڑون دن مجھے قیامت کے

جلوۂ بزم عیش و سیر چمن
ہین ترارے سمندِ دولت کے

دیکھکر دختِ رز کو پگھلے شیخ
ابتو ٹھنڈے وضو ہین حضرت کے

رتبہ دیکھو ہمارے نالون کا
کنگرے ہین قصورِ جنت کے

کیا کیا کوہکن سے شیرین نے
بھاگ سایے سے بے مروت کے

ناز کی طرح اُٹھے گا تابوت
ہم ہین کشتے تری نزاکت کے

باغ لوگون کو ہم کو داغ ملے
تھے یہی پھول اپنی قسمت کے

دل کی افسردگی ہے مرکے وہی
بے جلے ہین چراغ تربت کے

ہفت دوزخ کو جانتا ہے امیر
گرم فقرے تری شرارت کے

دلمین جو داغ ہین ندامت کے
پھول ہین سب یہ باغِ جنت کے

سوکھے جب پھول میری تربت کے
دوڑے سقّے سحابِ رحمت کے

وصل کے دن قریب آتے ہی
جوڑ چلنے لگے نزاکت کے

کہتے ہین عاشقون سی اب اُٹھیے
مرے جاتے ہین ہان رخصت کے

دل مرا اور آرزو تیری +
جان صدقے ہو ایسی حسرت کے

تیری صورت بنا کے بیٹھ رہے
کارکُن کارگاہ صنعت کے

کیون نہو رنگ آنسوؤن کا سیاہ
ہین عزادار دل کی حسرت کے

ہوگیے سُرخ ہونٹھ باتون مین
واہ کیا رنگ ہین نزاکت کے

دونون عالم ہوئے تہ و بالا +
تم تھے پردے مین کیا قیامت کے

یاد مژگان ہوئی پیامِ اجل
خون آنے لگا رگِ جان سے
برگِ گل لکھا ہے ابر نہین
تیرے دامن مرے گریبان سے

پہول جہڑتے نہین خزان مین امیر
روٹھے جاتے ہین گل گلستان سے

شکل آئینہ جو حیرت ہوگی
دیکھ لینے کی تو صورت ہوگی
کچھ تو پچھتائین گے آنسو میرے
لاش پر تمکو جو رقت ہوگی
کہتے ہین آئین گے ہم بہی پسِ دفن
کنگھی چوٹی سے جو فرصت ہوگی
وصل مین شام سے یہ خوف رہا
صبح کو کیا میری حالت ہوگی
لوگ کہتے ہین کہ بجلی چمکی
میری آہون کی شرارت ہوگی
دوڑ ساقی کہ ترے ستون کو
ہوش آیا تو قیامت ہوگی
نزع مین ہون نہ چرائو آنکھین
دیکھو پہر تمکو بہی حسرت ہوگی
کب تک اے شیخ حسینون سی گریز
یہی حورون کی بہی صورت ہوگی
ہے یہی حال تو وہی دن مین
آگے تم پیچھے قیامت ہوگی
گرد اے حور ترے کوچے کی
اُڑکے بوے گل جنت ہوگی
یاد خوبان ہے تو کیا رنج فراق
شبِ غم حور کی صورت ہوگی
دم لبون پر ہے بہت دیر نہین
آئیے جلد فراغت ہوگی
آئنہ دیکھیے ہنسیے نہ مجہے
آپ کی بہی یہی صورت ہوگی
بیخودی شیشہ نہ ٹوٹے کوئی
مجہکو ساقی سے خجالت ہوگی
لاش اُس حور کے کوچے مین گری
روح اب داخل جنت ہوگی

ہم بہی محشر مین طلب ہون گے امیر
کیا قیامت مین قیامت ہوگی

خود نہین ابر گھر کے آیا ہے | شوق مستون کا گھیر لایا ہے
روح پھر آگئی بدن مین مرے | دیکھو تربت پہ کون آیا ہے
سجدے کرتے ہین طاق ابرو مین | ہمنے کعبہ نیا بنا یا ہے
مشرب صلح کل مین اے زاہد | دیر بھی اک حرم کا سایا ہے
طرفہ آفت ہے روز فرقت بھی | حشر نے راس اسے بٹھایا ہے
دیدۂ تر سے کرکے ہمچشمی | کیا سمندر نے غوطہ کھایا ہے
گیسوؤن سے ضیاے رخ ہے عیان | نور مہتاب چھنکے آیا ہے
کھیلتے ہین وہ غیر سے ہولی | دل لہو ہوکے رنگ لایا ہے
ہو نہو چین زلف مین ہوگا | ہمنے دل کا پتا لگایا ہے
نقد طاعت جو روز کرتے ہین نذر | خلد کا پیشگی کرایا ہے
اُنس پیکان سے کیون نہو دل کو | اپنا ہمشکل یار پایا ہے

گھر یون روئے ہین ہم امیر لہو
زخم کوئی جو مسکرایا ہے

کیون وہ شرمائین اپنے دربان سے | حورین چھپتی نہین ہین رضوان سے
نشتر اُن کی نکیلی پلکون کے | مانگتے ہین لہو رگ جان سے
آبلے دل کے جب دکھاتا ہون | چھیڑ دیتے ہین نوک مژگان سے
پھنسکے بلبل نے دام مین یہ کہا | آب و دانہ اُٹھا گلستان سے
نخل امید یون ہی ہین سر سبز | سینچیے اسکو آب پیکان سے
چاک کرنے کی وضع پوچھتی ہے | صبح محشر مرے گریبان سے
چاندنی کو اگر چمکنا ہے | مانگ لے ذرے اُنکی افشان سے
دست وحشت سے پیشتر اُٹھے | آگے چل نکلے ہم گریبان سے

شب غم جو اُس زلف کا تھا خیال
بلا بھی بری سے بنکے نازل ہوئی

ہوا وصل اُس سے تو اک دم کے دم
یہ سمٹی کہ شب آنکھہ کا تل ہوئی

ہوا گرم رحمت کا جب محکمہ
مرے جرم کی فردِ باطل ہوئی

شب غم کی صورت نہ نکلی کبھی
بلا جو مرے گھر مین نازل ہوئی

کھچی قتلگہ مین جو تیغ ادا
قضا شوق سے بڑھکے بسمل ہوئی

وہ لاغر ہون باہر جو ہون آپ سے
تو سمجھون کہ طے کوئی منزل ہوئی

جوانی کے دن آئے تمام خدا
وہ گات اب چھپانیکے قابل ہوئی

ہوا دو تون آنکھون سے یہ جوش اشک
کہ گنگا سے جمنا مقابل ہوئی

نظر بھر کے دیکھا یہ کس مست نے
کہ سرشار محفل کی محفل ہوئی

بڑھی قید غم دیکھکر زلف یار
مرے دل کی اُلجھن سلاسل ہوئی

چھری تیرے مژگان کی ایسی ہی تیز
کہ ساقی بطِ مے بھی بسمل ہوئی

وہان باغ مین کی قبا گل نے چاک
یہان ٹکڑے ٹکڑے سلاسل ہوئی

مین دیوانہ کیون ہوش مین آگیا
یہ کیسی سبہی عقل زائل ہوئی

پڑھا ما عرفناک برسون امیر
تو کچھ معرفت اُسکی حاصل ہوئی

حجاب نور ایسا درمیان ہے
عیان ہوکر وہ آنکھون سے نہان ہے

رقیبون پر جو وہ بت مہربان ہے
ہمارا حق نصیب دشمنان ہے

نزاع مرگ و ہستی اب کہان ہے
قدم خنجر کا تیرے درمیان ہے

کہین وہ ایک بوسے پر جو دون دل
کہ مال اچھا مگر قیمت گران ہے

ہوا تو ہے ترے عشاق مین
جدھر تو اُس طرف عالم روان ہے

کہو لیلی سے اب پردہ الٹ دے
ترے ناقے کا مجنون ساربان ہے

نہ اٹھو نزع مین حسرت ہوگی
یار پھر کاہے کو صحبت ہوگی

آپ گھر غیر کے جائین ہم بھی
مر ہی جائین گے جو غیرت ہوگی

یہی بیتابی دل ہے تو مجھے
مر کے بھی خاک نہ راحت ہوگی

وہ تو ہونے کے نہین گرم خرام
کون کہتا ہے قیامت ہوگی

روئیے گا نہ مرے ماتم مین
قبر مین مجھکو اذیت ہوگی

گرمی محشر قیامت کیسی
طپش دل کی شرارت ہوگی

ہمسے دیوانے اگر جمع ہوئے
کیا پریشان قیامت ہوگی

کشتہ اک چاند سے رخسار کا ہون
چاندنی چادر تربت ہوگی

آنکھ اُس حور کو تکتے تکتے
نرگس گلشن جنت ہوگی

یہ اُٹھا دینے کی حکمت ہے نئی
کہتے ہین پھر بھی زیارت ہوگی

دل اُٹھاؤن گا مین اُس سے ناصح
ناز اُٹھانے سے جو فرصت ہوگی

مین نے شکر اُنکا کیا غیرون سے
اُنکو اس کی بھی شکایت ہوگی

آئینہ دیکھنے دو اُن کو امیر
دیکھنا اور ہی صورت ہوگی

اُٹھا پردہ تو شرم حائل ہوئی
نہ پتلی سے پتلی مقابل ہوئی

طبیعت کہین اُنکی مائل ہوئی
جو پازیب تھی وہ سلاسل ہوئی

جب اُس شمعرو سے مقابل ہوئی
چراغ سحر شمع محفل ہوئی

بڑھا ہجر مین اس قدر ضعف دل
مجھے سانس لینی بھی مشکل ہوئی

چھپا دختر رز کو پیر مغان
جوان ہو کے پردے کے قابل ہوئی

اجل آگئی اپنی پیری مین یاو
سحر کو جو گل شمع محفل ہوئی

چھری کھینچکے اس ترک کی سیان سے
کلیجے مین رکھنے کے قابل ہوئی

پھری نہ مرغی جلاد سے کبھی گردن
ہزار بار تہ تیغ امتحان آئی

وہ بادکش ہین قدم جگئے امیر وہین
جو میفروش کی ہمکو نظر دکان آئی

کوے جانان مین ہوئی ہے جو شہادت میری
دامن حور کے سایے مین ہے تربت میری

آج کل آئنۂ یار سے ہے حیرت میری
چڑہتی ہے منھ پہ سکندر کے بہی قسمت میری

پیچ مین عشق کے ہون پر ہے یہ ہمت میری
تیرے گیسو سے بہی بل کرتی ہے قسمت میری

ہنسکے فرماتے ہین وہ دیکھکے حالت میری
کیون تم آسان سمجھتے تہے محبت میری

پہیر لیتا ہے مجھے دیکھکے منھ آئینہ
سیر آگے سے سرک جاتی ہی صورت میری

سو پریخانے مرے دشت جنون کے صدقے
تخت پریون کے اڑا لائی ہے وحشت میری

یاد آتی ہے دم فکر جو وہ طرز خرام
ناز کرتی ہوئی چلتی ہے طبیعت میری

کیا وفادار ہے تا گور مرا ساتھہ دیا
میرے گھر تک مجھے پہنچا گئی غربت میری

چارہ گر مجھسے مکدر ہے الٰہی کیا ہے
آج سٹی ہوئی جاتی ہے طبیعت میری

کس سے شرماتے ہو تم وصل مین یان غیر نہین
مین ہون یا ایک مرے پاس ہی حسرت میری

ہو چکے قتل دو عالم تو کہا ظالم نے
آج کچھہ رنگ پر آئی ہے طبیعت میری

چاہ سے قتل کرو پیار سے مٹی دیدو
ہاے اتنی بہی نہین تمکو مروت میری

مین نے آغوش تصور مین بہی کہینچا تو کہا
پس گئی پس گئی بیدرد نزاکت میری

ہاتھہ جوبن تلک انکے تو پہنچتا ہی نہین
چٹکیان دل مین مرے لیتی ہی حسرت میری

لامکان مین نہ پتا ہے نہ مکان مین میرا
مجکو کیا جانے کدہر لیگئی وحشت میری

بیدہڑک وصل مین چلاؤ نہ اتنا دیکھو
کہین گھبرا کے نکل آئے نہ حسرت میری

جرم الفت سے مین انکار اگر کرتا ہون
آئنہ سامنے رکہدیتی ہے حیرت میری

یار پہلو مین ہے تنہائی ہے کہدو نکلے
آج کیون دل مین چھپی بیٹھی ہے حسرت میری

اٹھا جب ابر دوڑے مست بیخود … فلک کیا میفروشی کی دکان ہے
زلیخا کیا جو تمکو دیکہہ پائین … کہین یوسف بہی کیا اچہا جوان ہے
ہزارون خوبرو رہتے ہین اس مین … یہ دل بہی کیا تماشے کا مکان ہے
تڑپ کر کہتے ہین مژگان کے کشتے … یہ لذت زخم خنجر مین کہان ہے
یہ وقت مرگ لیلی کی دعا تہی … الٰہی خوش رہے مجنون جہان ہے
تم اپنے پاؤن سے کانٹے نکالو … مجہے اے ہمرہو فرصت کہان ہے
نہین یہ وجہ میری بیقراری … کوئی شاید کسی کا میہمان ہے
صدا یہ تیشۂ فرہاد کی تہی … ارے تیری مشقت رائگان ہے

کرے دو حصے مجکو تیغ اسکی
امیر ایسی مری قسمت کہان ہے

مہر الفت مین تیرے جلتا ہے … صبح کا تجہپہ دم نکلتا ہے
ہے زمانہ بہی کیا ترا بیتاب … رات دن کروٹین بدلتا ہے
شمع کہتی ہے یہ پتنگون سے … کہو پہلے سے کون جلتا ہے
حورین کیونکر تری زبان سیکہین … لب و لہجہ کہین بدلتا ہے
سوز غم بعد مرگ بہی ہے وہی … ہڈیون سے دہوان نکلتا ہے

مے گلرنگ یہ نہین ہے امیر
دہن شیشہ لعل اگلتا ہے

بدن مین جان شب وصل دلستان آئی … اجل ہوا بہی ہوا سوقت تو کہان آئی
ہزار طوطی و بلبل نے مشق پیدا کی … نہ اسکو آئی نہ اسکو مری زبان آئی
بہار جوش پہ ہے شور ہے ہین پہولون مین … ذلیل ہو گی جو اب باغ مین خزان آئی
کہا جگر نے کہ اب چہیڑیے مرا قصہ … جو خاتمے پہ کبہی دل کی داستان آئی

دخترِ رز کہتی ہے واعظ سے کہ مین کبہی ہون
مگر اللہ کے گہر مین تو ہے حرمت میری

قہر سے حشر مین یہ کہکے چہڑایا مجکو
جانے دے اسکی طرفدار ہے رحمت میری

آرسی آئینہ چوری مین ہین دونون اُستاد
جب بچی آنکہ چُرا لیگئے حیرت میری

جب مین جاتا ہون کہ بدلتا ہے زمانہ کروٹ
وصل کی شب سے بدلدے شبِ فرقت میری

جان بلب ہو کے بہی دم توڑ رہا ہون مین امیر
اسقدر ضعف پر اللہ رے طاقت میری

مرکے بہی ایسی شگفتہ ہے طبیعت میری
پہولون کے ساتہہ کہلی جاتی ہے تربت میری

کہتے ہین حسن مین دیکہے کوئی عصمت میری
کہ نہین ملتی ہے پریون سے بہی رنگت میری

خنجرِ ناز نے نوشاہ بنایا مجکو
آئی مقتل مین دُلہن بنکے شہادت میری

وصل مین اُن کی حیا دیکہکے نکلے کیونکر
دلمین شرمائی ہوئی بیٹھی ہے حسرت میری

خاک مین مجکو ملا کر بہی ہوے صاف نہ وہ
مٹ گیا مین نہ مٹی ہاے کدورت میری

شمع روتی ہے بہت اسکو اُٹھائے کوئی
بیٹھ جائے نہ کہین کچی ہے تربت میری

دیکہتے ہین جو وہ آئینہ تو کہتا ہے یہ عکس
تم تو ہنستے ہو بگڑتی ہے طبیعت میری

اپنے مستون پہ کڑی پڑتی ہے ساقی کی نگاہ
آج مشکل ہے کہ ثابت رہے نیت میری

کہتے ہین میری جگہہ پیار کیا کر اسکو
مین نہین تو ترے دلمین ہے محبت میری

گلۂ جور کیا مین نے تو وہ بت بولا
قدرت اللہ کی تم اور شکایت میری

عمر گزری ہے نکلنے کا نہین لیتی ہے نام
شب فرقت بہی ہے شاید کوئی حسرت میری

فاتحے کو جو وہ آیا تو لپٹ کر رویا
نقش حُب بنگئی تعویذ سے تربت میری

آج گہر مین مجہے جنت کا مزہ آتا ہے
گیسوِ حور کی لٹ ہے شبِ وصلت میری

دل سے ہی باتین مین کرتا ہون تو وہ کہتے ہین
سُن رہا ہون مین کئے جاؤ شکایت میری

شان پیدا ہوئی ہے عشق مین معشوقی کی
جوڑ ہے تیری نزاکت کا نحافت میری

حور آئی مری تربت پہ تو مین یہ سمجھا | آزماتے ہین ابھی تک وہ محبت میری
تجھسے اے باد صبا مجھکو یہ امید نہ تھی | چار پھولون کو ترس جائیگی تربت میری

کس ڈھٹائی سے وہ دل چھین کے کہتے ہین امیر
وہ مرا گھر ہے رہے جس مین محبت میری

بعد مرنے کے بھی چھوڑی نہ رفاقت میری | میری تربت سے لگی بیٹھی ہے حسرت میری
ایسی نازک ہے ترے ہجر مین حالت میری | تو بھی چاہے تو نہ نکلے کوئی صورت میری
دھوم ہے روز قیامت کی قیامت کیسی | آئی ہے بھیس بدلکر شب فرقت میری
پھول داغون کے مرے دل مین جو دیکھے تو کہا | کیا ریان خوب بناتی ہے محبت میری
چین سے حور کے آغوش مین مین سوتا ہون | سیج فردوس کے پھولونکی ہے تربت میری
آئنہ دیکھکے شرمائے تو ہنسکر بولے | اب تو مجھسے بھی لجانے لگی صورت میری
توبہ کی جان کو بجلی ہے چمک بجلی کی | بدلی آتے ہی بدلجاتی ہے نیت میری
مستی مے کے لئے قاف مین پریان لیجائین | کہین نکلے تو ترے دل سی کدورت میری
در قاتل کا پتا دیتی ہے مشتاقون کو | خضر بن بیٹھی ہے اُس کوچے مین تربت میری
وصل مین چھیڑ کا شکوہ نہ زبان پر لانا | چوم لیگی ترے ہونٹون کو شکایت میری
کہتے ہین مال ہے میرا تو مجھی کو دیدو | کیون بغل مین لیے بیٹھے ہو محبت میری
آئنہ صبح شب وصل جو دیکھا تو کہا | دیکھ ظالم یہی تھی شام کو صورت میری
توبہ بھی کرکے غم مے کا نہ پیچھا چھوڑا | مُہر کی طرح لگی رہتی ہے نیت میری
مجھکو کیا غم نہین دیتے ہین وہ مٹی تو نہ دین | خاک مین مجھکو ملادیگی کدورت میری
کہتے ہین اپنی نزاکت کے مین صدقے جاؤن | کہ بچالیتی ہے یہ وصل مین عزت میری
جسطرف دیکھ لیا آسمنے وہ چلا اٹھا | دیکھیے دیکھیے وہ آئی طبیعت میری
بیخودی سے نہ کئے بال و پر عنقا پیدا | میرے گم ہونے سے عالم مین ہے شہرت میری

گل ترے عارض کے دیوانے ہوئے — پھاڑے کپڑے راہ لی بازار کی
وہ مسلمان ہون اگر توڑون مین بت — صاف آواز آئے استغفار کی
عاجزی کسدن مرے گھر سے گئی — ہے وہی اُفتادگی دیوار کی
حشر کے دن بھی نہ وہ آئے نظر — دل مین حسرت رہگئی دیدار کی

اے امیر اُسکی لگاوٹ پر نہ جا
مار ڈالین گی نگاہین پیار کی

دم تری الفت پوشیدہ کا بھرنے والے — دل سے جلے سینہ جلے اُف نہین کرنے والے
عشق مین جی سے گزرتے ہین گزرنے والے — موت کی راہ نہین دیکھتے مرنے والے
داغ دل سے مرے کہتا ہے یہ اُسکا جوبن — دیکھ اسطرح اُبھرتے ہین اُبھرنے والے
بزم ماتم مین کبھی شب ہی کو آجا چھپکر — او مرے سوگ کے پردے مین سنورنے والے
پھر بہار آئی ہے پھر ہمکو جنون ہوتا ہے — کیا دن آئے ہین فراغت سے گزرنے والے
دیدۂ و دل مین رقیبون کے بسے ہین جاکر — میری آنکھون سے مرے دلمین اُترنے والے
آخری وقت بھی پورا نہ کیا وعدۂ وصل — آپ آتے ہی رہے مرگئے مرنے والے
پھر کھینچگی مے گلرنگ چڑہین گے نشے — خوشے انگور کے رند وہین اُترنے والے
اُٹھے اور کوچۂ محبوب کو پہنچے عاشق — یہ مسافر نہین رستے مین ٹھہرنے والے
بام پر کھول کے زلفون کو وہ خود کہتے ہین — راستہ بند یہی سانپ ہین کرنے والے
بحر ہستی مین جو ڈوبے تو عدم مین نکلے — پار اُتر جاتے ہین یون پار اُترنے والے
نزع مین ہم ہین غم عشق یہ چلاتا ہے — دیکھ غربت مین مجھے چھوڑ نہ مرنے والے
دلِ بیتاب مگر آہ کوئی کی تو نے — رو اُٹھے چیخ کے کیون بات نہ کرنے والے
اب مزے اُٹھین گے اٹھتی ہے جوانی اُنکی — نخل اُمید سے دو پھل ہین اُترنے والے
کیون رقیبون سے جلون مین کہ یہ سب ہین اے رشک — ذکر میرا تیری سرکار مین کرنے والے

کہتے ہین آئینے کی آنکھ سے شرم آتی ہے
میری صورت سے ہی ملتی ہے جو صورت میری

کھوئے دیتی ہین مرے دلکو لٹین زلفونکی
انہین گلیون مین بھٹک جاتی ہی نیت میری

ہاتھہ سینے سے جھٹک دیتے ہین وہ سوتے مین
رات کو روز سرک جاتی ہی دولت میری

حسن اور عشق ہم آغوش نظر آجاتے
تیری تصویر مین کھچ جاتی جو حیرت میری

آس تہی روز قیامت کی نہ آیا وہ ہی
چلہ گئی اُسکو بہی شاید شب فرقت میری

بھیجدے شاہد رحمت کو اب ای رب کریم
ہمنشین کوئی نہین سونی ہے تربت میری

الفت موے کمر نے یہ کھلایا ہے امیر
آئینے مین نظر آتی نہین صورت میری

بے ترے حالت ہے یہ گلزار کی
نکہت گل سانس ہے بیمار کی

حکم ہے باتین کرو اغیار کی
واہ کیا فرمایشین ہین یار کی

ملگئین ہم سے نگاہین یار کی
ہوگئین آپس مین باتین پیار کی

ہون وہ لاغر در پہ اُسکے گر پڑا
کھا کے ٹھوکر سایۂ دیوار کی

اُٹھ چلے جب وہ خبر دی موت نے
نبض ابہی چلتی ہے اس بیمار کی

حال مجھسے سر پٹکنے کا نہ پوچھ
دیکھ لے حالت در و دیوار کی

خشمگین ہے یار ظاہر مین تو ہو
ہم نظر پہچانتے ہین پیار کی

دل مین رہیے خواہ آنکھونمین حضور
جلوہ گاہین دونون ہین سرکار کی

جرم میرے حد سے باہر ہین تو ہون
رحمت اُنسے بڑہکے ہی غفار کی

شمع کی آتش زبانی پر نہ جا
اور ہوتی ہے زبان گفتار کی

ہجر مین باقی نہین کچھہ میرے پاس
اک شکایت ہے تو وہ بہی یار کی

فرط بیماری سے مین گھلتا نہین
کوفت کھائے جاتی ہی غمخوار کی

آکے بالین پر مرے بولی اجل
مین دوا ہون عشق کے آزار کی

حورین بولین گئے جنت کو جو مستانۂ عشق
آئے کوثر سے نہا دہو کے نکہرنے والے

گہر کے گہر کر دیے خالی ترے غصے نے نگر
آج تک تجکو بہرے جاتے ہین بہرنے والے

دل دہڑکتا ہے مرا دیکہکے جوبن کا اُبہار
چوم لین منہ نہ تمہارا یہ اُبہرنے والے

غمِ کونین سے جہنجہلا کے یہ بولا غمِ عشق
بہاگ تجہسے دلِ عاشق نہین بہرنیوالے

ہمتو دم کوچۂ جانان ہی مین جا کر لین گے
گور کیسی نہین جنت مین ٹہہرنے والے

چاند کو داغ لگائین جو ملین وہ غازہ
چاندنی میلی ہو نکہرین جو نکہرنے والے

روح نے پردے مین توبہ کے کئے لاکہہ بناؤ
زاہد اس طرح سنورتے ہین سنورنیوالے

خوب پہچان گئے اہل ہوس کو وہ امیرؔ
نظرون پر چڑہ گئے سب دل سے اُترنیوالے

لیکے دل کہتے ہین وہ بال بکہرنے والے
کہ بگڑنے مین بہی بنتے ہین سنورنے والے

ہائے قاتل نہین ملتا کہین شمشیر بکف
سر ہتیلی پہ لئے پہرتے ہین مرنے والے

دو قدم وہ جو چلے فتنے یہ چلا اُٹھے
اب نہین پاؤن قیامت کے ٹہہرنیوالے

بولے وہ آئنہ خانے مین عجب سیر ہے یان
ساری دنیا کے اکہٹا ہین سنورنے والے

کہتے ہین کیجیے عشاق کی خاطر کب تک
اُنکے دل تو نہین دیدار سے بہرنیوالے

کام آئیگی نہ ظاہر کی چمک محشر مین
عرقِ شرم مین ڈوبین گے نکہرنے والے

جتنے عارف ہین وہ دنیا سے الگ رہتے ہین
خضر کب گہر مین ہین رہزن کے ٹہہرنے والے

یون بدلنے کے نہین لالہ و ریحان کے لباس
ٹکڑے ہو ہو کے یہ کپڑے ہین اُترنے والے

جان لینے کا سلیقہ تو اجل کو آئے
جان مرنے سے چُراتے نہین مرنے والے

کہلچکے محرم جو بند ہی اور بہی اُبہرا جوبن
کہین دبتے ہین دبانے سے اُبہرنے والے

زلفین ہونگی جو پریشان تو جہڑ گی افشان
بال کے ساتہہ یہ موتی ہین بکہرنے والے

ملگجے پن مین جو حورون کی خبر لیتے ہین
کیا قیامت ہے وہ ہین آج نکہرنے والے

وقت انکار زبان چلتی ہے خنجر کی طرح
خون اقرار کا کرتے ہین مکرنے والے

جان دینے کو کہا اُنسے تو ہنسکر بولے
تم سلامت رہو ہر روز کے مرنیوالے

آب خنجر کو بھی قاتل نے مجھے ترسایا
نہ دیے حلق سے دو گھونٹ اُترنے والے

مر دیے پر مرے مزارون مین گڑینگے تا حشر
لاکھ مہمان ہون یہ گھر نہین بھرنے والے

تیغ و خنجر سے نہ جھگڑا سر و گردن کا مٹا
چل دیئے موڑ کے منھ فیصلہ کرنے والے

نزع مین کیا نظر آتا ہے کوئی برق جمال
آنکھین کر لیتے ہین کیون بند یہ مرنے والے

کبھی داغون کے چمن پر بھی نظر حسرت سے
او مرے پہولون مین پہولون سی سنورنیوالے

جب مین کہتا ہون کہ مرتا ہون تو کہتی ہے اجل
مر بھی چک اب کہین او روز کے مرنے والے

نزع کا وقت جو گزرا تو خوشی کیا اسکی
ایسے صدمے ابھی کتنے ہین گزرنے والے

آسمان پر جو ستارے نکل آئے تو **امیر**
یاد آئے مجھے داغ اپنے اُبھرنے والے

اک زرا دیکھ تو کیا کہتے ہین مرنے والے
او غریبون کے مزارون پہ گزرنے والے

پھر کہان دل کا پتا دل مین حسین جب آئے
گھر بھی لیجاتے ہین اس گھر مین ٹھہرنے والے

دل عشاق کے ٹکڑے نہین یہ پرچے ہین
داور حشر کی خدمت مین گزرنے والے

موت کہتی ہے کہ دیتے تو حسینون پہ ہی جان
اور مجھے مفت لئے مرتے ہین مرنے والے

منھ پہ اُڑ اُڑ کے نہ آئین تو گنہ ہے کیون چوٹی
مشکین بند ہواتے ہین خود بال بکھرنے والے

جلوے ان برق جمالون کے غضب ہین دل کو
برسون تڑپائینگے دم بھر کے ٹھہرنے والے

آئے تربت پہ تو وہ کوٹ کے ماتھا بولے
سر ٹپکواتے ہین سر پاؤن پہ دھرنے والے

ساتھ دو چار کو لے نکلین گے ہم مقتل سے
پڑ کے مرتے نہین جوڑ کے ہین مرنے والے

تار اشکون کا نہ ٹوٹیگا لپٹ کر اُن سے
اب گلے سے نہین یہ ہار اُترنے والے

نقش پا سے بھی ابا ہے کہین دیکھے ہی نہین
ہر قدم پر یہ مسافر ہین ٹھہرنے والے

اس گھر سے تنگ جب ہوئے اُس گھر چلے گئے

جو گھر مین پھر کے ہم آئے نکلے حضور سے آئے
کلیم پھر ملاقات طور سے آئے

خطا معاف کرین آئین شب کو وہ چھپکر
وہ دن بھی فضل خدائے غفور سے آئے

سمندِ ناز سے اُترے نہ بیٹھنا کیسا
وہ آئے گھر مرے پر کس غرور سے آئے

خدا تو عفو کرے بار بار دیکھکے جرم
غضب ہے باز نہ بندہ قصور سے آئے

وہان یہ حکم کہ کپڑے بھی چھین لوا سکے
مین منتظر کوئی خلعت حضور سے آئے

دکھاؤن دخترِ رز کا جمال واعظ کو
کہ شرم کچھ اُسے تعریفِ حور سے آئے

لحد مین آئے نکیرین تو مین یہ سمجھا
نقیب مجکو بلانے حضور سے آئے

وہ بادہ کش ہون کہ ہو جاؤن مست حشر کے دن
صدائے قلقلِ مینا جو صور سے آئے

ہمین نہ تمسے ملا کچھ رہے وہی اچھے
کہ خالی ہاتھ تو موسیٰ نہ طور سے آئے

گنہگار ترے گیسوؤن کے محشر مین
بندھے ہوئے رسنِ زلفِ حور سے آئے

بخیر کیجیے گا یاد حضرت ہو سکے
کبھی جو ذکر ہمارا حضور سے آئے

امیر اپنی جو آنکھین ہون طالبِ دیدار
چمک کے برق ابھی کوہ طور سے آئے

آکے غربت مین ہمین عیشِ وطن بھول گئے
لطف اُٹھایا یہ قفس مین کہ چمن بھول گئے

نجد مین پھرتے ہین کیون چار طرف سرگردان
کیا نشان مرقدِ مجنون کا ہرن بھول گئے

اپنے بھولے سے بھی کرتا نہین تو یاد ہمین
جتنے وعدے تھے سب اے عہد شکن بھول گئے

مین وہ دیوانۂ عریان تہا کہ مرقد مین عزیز
دفن کرنے لگے مجکو تو کفن بھول گئے

قید مین طول کھچا یہ کہ اسیرانِ قفس
شکل گل بھول گئے رنگِ چمن بھول گئے

بخت بیدار ہوئے آکے ترے کوچے مین
صورتِ خواب فراموش وطن بھول گئے

دلکو ہر پیچ مین گیسوے رسا کے ڈھونڈا
پر یہ چوکے کہ ترا چاہِ ذقن بھول گئے

عشق نے پہیر کے منہ پر مرے زردی یہ کہا
ہم ہین رنگ آپکی تصویر مین بہرنے والے

کہو بلبل سے کہ منقار کی لائے مقراض
پہول پانون کے لئے ہین وہ کترنے والے

غم کے غم ہو گیے غمخانۂ غم مین خالی
دل نہ ستون کے بہرے تہک گئی بہرنیوالے

چتونین کہتی ہین کرتا ہے جو وہ وعدۂ وصل
کیا کہا پہر تو کہو او کہکے مکرنے والے

قابلِ رحم قیامت مین نہ ٹھہرینگے امیر
رحم دنیا مین غریبون پہ نکرنے والے

خاکی نژاد خاک کے اندر چلے گئے
جس گھر سے آئے تھے پہر اُسی گھر چلے گئے

شب اُٹھکے انجمن سے جو تم گھر چلے گئے
ہم اُٹھ سکے نہ آپ سے باہر چلے گئے

کین چلتے چلتے مُڑ کے نگاہین یہ تیز تیز
دل مین مرے پُچھو کے وہ نشتر چلے گئے

غیرون کے بند بند کئے یار نے جدا
پر اُنکے جوڑ توڑ برابر چلے گئے

تربت پہ میری ہاتھ اُٹھانے کا ذکر کیا
وہ فاتحے سے ہاتھ اُٹھا کر چلے گئے

ملک عدم کی آمد و شد کا ہے کیا شمار
ستر جہان مین آئے بہتر چلے گئے

مجھ سخت جان سے چل نہ سکا قاتلونکا زور
مقتل مین توڑ توڑ کے خنجر چلے گئے

دل پر ہے اختیار نہ قابو ہے جان پر
کیا جانے کیا وہ پہونک کے منتر چلے گئے

اے ہمصفیر اُڑ نہ سکا جب مین ضعف سے
اُڑ اُڑ کے سوے باغ مرے پر چلے گئے

آئے وہ کیون اس آنے سے حاصل ہی کیا ہوا
چپ تہوڑی دیر بیٹھے اُٹھے گھر چلے گئے

بجلی ابہی چمک کے چہپی یا وہ ناز سے
جہلکی دکہا کے پردے کے اندر چلے گئے

شیشے پکارتے ہین کہ رندانِ بادہ نوش
آئے تباہ کر کے مرا گھر چلے گئے

ہنستے ہوئے وہ سامنے آئے جو مثل برق
مانند ابر ہمکو رُلا کر چلے گئے

آنکھین لڑانے غیر سے نکلے تھے وہ مگر
دیکھا جو مجھکو آنکھ چُرا کر چلے گئے

کیا ہستی و عدم کا کہین حال اے امیر

بیقراری کا گھر ہے دل میرا
تو کہاں اے قرار آتا ہے

فتنے کہتے ہین دیکھکر اسکو
فتنۂ روزگار آتا ہے

جائے شکوہ مری زبان پہ امیر
شکر بے اختیار آتا ہے

جب سے بلبل تو نے دو تنکے لئے
لوٹتی ہین بجلیان انکے لیے

مے نہ دی قرض اوسنے دو دن کیلئے
جسنے توڑے ہمسے گن گن کے لیے

دن مرا روتا ہے میری رات کو
رات روتی ہی مری دن کے لیے

ہے جوانی نو جوانی کا سنگار
سادگی گہنا ہے اس سن کے لیے

پاک رکھا پاکدامن سے حساب
بوسے بھی گن کے دیے گن کے لیے

کون ویرانے مین دیکھیگا بہار
پھول جنگل مین کھلے کن کے لیے

ساری دنیا کے وہ ہین میرے سوا
مین نے دنیا چھوڑ دی جنکے لیے

ذرّہ ذرّہ دُردمے کا زاہدو
دوربین ہے چشم باطن کے لیے

وصل مین جھنجھلا کے وہ بولے کہ ہائے
کن کا جوبن اور ہے کن کے لیے

کیمیاگر اگر سا دیکھا نہین
تار سونے کے دیے تنکے لیے

باغبان کلیان ہون ہلکے رنگ کی
بھیجنا ہے ایک کمسن کے لیے

سب حسین ہین زاہدون کو ناپسند
اب کوئی حور آئیگی انکے لیے

جائیے سونپا خدا کو جائیے
تھا یہ سارا احسن ضامن کیلئے

ذبح کرنے مین بڑا مشتاق ہے
گھر ہو مسلخ مین موذن کے لیے

وصل کا دن اور اتنا مختصر
دن گنے جاتے تھے اس دن کیلئے

کھا گیا ہم ناتوانون کو فراق
کھول کر منھ دیونے تنکے لیے

صبح کا سونا جو ہاتھ آتا امیر

سالہا سال ہوئے ہین نہین آئی ہچکی | کیا غریبون کو عزیزانِ وطن بھول گئے

تالے گھٹ گھٹ کے مرے دل ہی مین رہتے ہین امیر
کیا بلا انکو ہوئی راہ دہن بھول گئے

تیغ کھینچے جو یار آتا ہے	اور بھی مجھکو پیار آتا ہے
دل کو اب کب قرار آتا ہے	سن لیا ہے کہ یار آتا ہے
بال کھولے جو یار آتا ہے	گھر کے ابر بہار آتا ہے
زلف و رخ کو سنوار آتا ہے	اور کیا تجکو یار آتا ہے
تیرے وعدے سے عشق ہے اسکو	ساتھ ہی اعتبار آتا ہے
وصل مین اسکو کسنے بلوایا	غصہ کیون بار بار آتا ہے
دیکھکر مجکو چتونون سے کہا	وہ تمہارا شکار آتا ہے
روزنکیون مین جاکے دل میرا	دوستون کو پکار آتا ہے
کیا مصیبت عدم مین ہے یارب	کہ ہر ایک اشکبار آتا ہے
اک نظر دل کو دیکھ لو دیکھو	کب سے امیدوار آتا ہے
درد دل مین مری تسلی کو	گریہ بے اختیار آتا ہے
تمکو آتا ہے پیار پر غصہ	مجکو غصے پہ پیار آتا ہے
چین آتا نہین مزار مین آج	کون سوئے مزار آتا ہے
کہتے ہین آنکھین بند کر لو تم	اسی رستے سے پیار آتا ہے
گرد کلفت کو دل مین دو نہ جگہ	آئینے مین غبار آتا ہے
زندگی مین کبھی نہ آ نکلا	مر گئے پر قرار آتا ہے
تیری رحمت کو دیکھکر مجرم	حشر مین شرمسار آتا ہے
ذبح کے وقت اسکی گھبراہٹ	دیکھکر مجکو پیار آتا ہے

بہار آئی چمن ہوتا ہے مالا مال دولت سے
نکالا چاہتے ہین زر گرہ غنچون نے کھولی ہے

عجب ملبوس ہے ہم وحشیون کا رخت عریانی
گریبان ہے نہ دامن ہے نہ پردہ ہے نہ چولی ہے

گھٹا کی سیر حجرے سے نکل کر دیکھ اے زاہد
نہانے کو یہ چوٹی حور نے جنت مین کھولی ہے

پری نے قاف مین دیکھی جو وہ تصویر یون اٹھی
مین اس صورت کے صدقے ہای کیسی بھولی بھولی ہے

خفا کیون ہو جو آوازے کسے عاشق نے غیرون پر
یہ آزادون کی باتین ہین یہ انکی بولی ٹھولی ہے

صراحی دور مین آتی ہے زاہد ہون جو محفل مین
جھکا لین اپنی آنکھین دختر رز کی یہ ڈولی ہے

نظر بازی سے جو ملتی ہے لذت دل مین رکھتے ہین
ترے دیدار کے بھوکے فقیرون کی یہ جھولی ہے

ادا ہی سے تری مرتا ہے جو مرتا ہے دنیا مین
قضا کہتے ہین جسکو وہ اسی سانچے کی گولی ہے

جگاتی ہے یہ کہکر صبح پیری چشم غافل کو
بس اٹھو او نیند کی ماتی کہ شب بھر خوب سو لی ہے

طمع سے وہ نگاہ شوخ جا لپٹی ہے دشمن سے
کمر بجلی نے کوہ آتش افشان کی ٹٹولی ہے

وہ کہتے ہین کہ ہم آنکھون مین سب کو تاڑ لیتے ہین
محبت ساری دنیا کی اسی کانٹے مین تولی ہے

صبا ان تہ بتہ ہی کلیون نے شبکو کسکی چوری کی
کہ تو نے صبح کو ایک ایک کی بقچی ٹٹولی ہے

امیر ایسے شگفتہ ہین مضامین نازک و رنگین
غزل کیا ہے یہ پھولون سے بھری گلچین کی جھولی ہے

عجب ناگن ہے زلف اسکی کہ جس محفل مین کھولی ہے
وہان سے جو چلا ہے اٹھکے اسکے ساتھ ہو لی ہے

تصور مین مرے کیا کیا پری مضمون پھرتے ہین
مری نازک خیالی ان حسینون کی مجھولی ہے

طمع کی لت مرے پر بھی نہین جاتی حریصون سے
کہ تحت الثرے مین جا کے قارون کی ٹٹولی ہے

گلوری کھائی اس غنچہ دہن نے تو یہ مرجھائے
کہ ہے جو پھول گلشن مین مرے پانون کی ڈھولی ہے

کہان ہے قصر شاہی مین چھپرکٹ نازنینون کا
وہ بچون کا گھروندا ہے یہ گڑیون کی کھٹولی ہے

کرم کرتی ہے رحمت دیکھئے کس پر کہ محشر مین
وہ صف پرہیزگارون کی یہ میخوارون کی ٹولی ہے

چھپا کر منہ نہ شرما اسکو روز حشر اے ظالم
جہان تک آنکھ سے رویا گیا فرقت مین رو لی ہے

بھیجئے تحفہ موذن کے لیے

تند مے اور ایسے کمسن کیلیے
ساقیا ہلکی سی لا انکے لیے

حور یارب ہے جو مومن کیلیئے
بھیجدے دنیا مین دو دن کیلیے

واے قسمت وہ بھی کہتے ہین برا
ہم برے سب سے ہوئے جنکے لیے

پی بھی لے زاہد جوانی مین شراب
عمر بہر ترسے گا اس دن کے لیے

گالیون مین بھی بتون کی ہے مزہ
اک ہنر ہے عیب بھی انکے لیے

دختِ رز سی پاک دامن چاہیئے
شیخ جی سے پاک باطن کے لیے

کہتے ہین چھپنے کی بھی اچھی کہی
پردے مین بیٹھینگے ہم انکے لیے

دل کا ضامن تو ترا کیا اعتبار
پہلے اک ضامن ہو ضامن کیلیے

چھاونی چھائیگی کیا فوج خزان
صرصر آئی باغ مین تنکے لیے

وصل مین بوسے جھٹک کر رہ گئے وہ
پہول پھل سب آج ہین انکے لیے

بن سنور کر آرسی دیکھا کیے
سب تکلف تھے یہ ہمسن کیلیے

مجھسے رخصت ہو مرا عہدِ شباب
یا خدا رکھتا نہ اس دن کے لیے

جھاڑنی ہے کونسے گل کی نظر
بلبلین پھرتی ہین کیون تنکے لیے

کھا گئی پیری جوانی کو مری
ہائے تھی یہ رات اس دن کیلیے

بوسہ بازی مین انہین دھوکے دیے
بے گنے دس بیس دس گن کے لیے

لاش پر عبرت یہ کہتی ہے اسیر
آئے تھے دنیا مین اس دن کے لیے

عجب عالم ہے اسکا وضع سادی شکل بھولی ہے
کبھی جاتی ہے دلمین کیا رسیلی نرم بولی ہے

ادائین کھیلتی ہین رنگ تلوار اسنے تولی ہے
لہو کی چلتی ہین پچکاریان مقتل مین ہولی ہے

سیاہی داغ کی سرخی مین ہے یا جوش مستی مین
یہ لالے نے مے گلرنگ مین افیون گھولی ہے

کیا دھوان آہِ شرربار کا ہے تیرہ و تار
دن کی شب ہو گئی گردون پہ ستارے نکلے

یاد دلوائین وہ آنکھین نہ ہرن صحرا کے
ہم وطن سے ہین اسی درد کے مارے نکلے

مر گئے عشق مین ہم تم سے یہ امید نہ تھی
چار آنسو بھی نہ تا تم مین ہمارے نکلے

شام ہوتے ہی ہوئی کیسی شبِ وصل سحر
دل سے ارمان ہمارے نہ تمہارے نکلے

خوب دیکھا تو کیے چرخ نے ہم پر جو ستم
وہ بھی در پردہ تمہارے ہی اشارے نکلے

کوہ پر جا کے جو ہم سوختہ جان بیٹھ گئے
گرمیان کرنے کو تیشے سے شرارے نکلے

کونپلین پھوٹین تو اُنسے یہ صدا آئی امیر
سر پہ سودائیون کے چلنے کو آرے نکلے

نالۂ بلبل سے دل پر چوٹ ایسی لگ گئی
روتے روتے باغبان کو آج ہچکی لگ گئی

ہمصفیرو اس چمن مین ہون مین وہ دردآشنا
غنچہ بھی چٹکا تو میرے دل پہ گولی لگ گئی

بیعتِ پیرِ مغان سے ملگیا بامِ مراد
سلسلہ پیدا ہوا رفعت کا سیڑھی لگ گئی

واہ رے شوقِ تماشا وہ ابھی گھر ہی مین ہین
اٹھ گئی دیوار در پر بھیڑ ایسی لگ گئی

تا کجا بیداد اب فریاد کی طاقت نہین
باغبان آواز مین بلبل کے چپی لگ گئی

درد دل نے اُٹھکے پہلو سے وہین چونکا دیا
رات بھر مین ایک پل جب آنکھ میری لگ گئی

آنکھ سیدھی اے امیر اُسنے مین بسمل ہو گیا
وان نگہ ترچھی ہوئی یان دل پہ برچھی لگ گئی

زیرِ گیسو شوخیِ چشمِ پری رو اور ہے
اس ختن مین طرزِ جست و خیز آہو اور ہے

دور اتنا کس لیے کھینچتی ہے شمشیرِ ہلال
جسکا بسمل ہے یہان وہ تیغِ ابرو اور ہے

تن منقش بوریے سے ہے اگر کیا فائدہ
فقر کے جامے کو زینت دے وہ اُتّو اور ہے

روتی ہے شبنم گلستان مین تو ہنس پڑتے ہین پھول
پانی پانی جو کرے دل وہ وہ آنسو اور ہے

وہ گلابی پوش آیا ہے مگر گلگشت کو
جامے سے باہر ہین گل رنگ اور ہے بو اور ہے

نہ روک اے سخت جانی جانے دے اب جان بسمل کو — گلے مل مل کے رخصت خنجر قاتل سے ہولی ہے
خوشامد اے دلِ بیتاب اس تصویر کی کب تک — یہ بولا چاہتی ہے پر نہ بولے گی نہ بولی ہے
ادا کی تیغ ہی سے ساری دنیا ہو چکی بسمل — نکیلی چتوون نے اب یہ برچھی کسپہ تولی ہے
سوا تیرے کسیکا آئینے نے منہ نہین دیکھا — تجھے دیکھا ہے جبسے آرسی نے آنکھ کھولی ہے
تصور مین بھی انکو کھینچتا ہوں تو وہ کہتے ہین — مسک جائے نہ او بیدرد نازک میری چولی ہے
بہارِ لالہ و گل دو گھڑی تو دیکھ لینے دے — ابھی نرگس نے او گلچین چمن مین آنکھ کھولی ہے
اکیلے تم کہان ہو وصل کی شب دل لگانے کو — ہنسی ہے چھیڑ ہے آپس کی چہلین ہین ٹھٹھولی ہے
کلی گل کی ہو راضی وصل پر بلبل سے کیا ممکن — ہزارون منتون پر تو چٹک کر منہ سے بولی ہے

امیر اس بیوفا دنیا کی صورت پر نہ تم جاؤ
بڑی عیار ہے مکار ہے ظاہر مین بھولی ہے

بتون ہی مین ہے وہ بت کچھ تجھے خبر بھی ہے — چھپا ہوا نہین فتنون مین فتنہ گر بھی ہے
یہان تو جان بھی ہے دل بھی ہے جگر بھی ہے — تری نگاہ مین کچھ جذب کا اثر بھی ہے
لپٹ کے تمسے تصور مین کوئی سوتا ہے — کدھر خیال تمہارا ہے کچھ خبر بھی ہے
وہ تیغ میان مین کرتے ہین کوئی یہ کہدے — کہ اک غریب سا مشتاقِ قتل ادھر بھی ہے
یہ بیخودانِ محبت پہ طعن اے واعظ — مزے سے بیخبری کی تجھے خبر بھی ہے
گئے جہان سے ہم مگر تزک نہ گیا — کہ بعد مرگ مسہری مزار پر بھی ہے
عجب رفیق ہے یہ بیکسی کہ بعدِ فنا — سرِ مزار مجاور بھی نوحہ گر بھی ہے
جو تیر دل کی طرف اُس کمان سے چلتا ہے — پکارتا ہے وہین سے کہین جگر بھی ہے

ہوا ہے شوق احبا ابھارتی ہے امیر
وگرنہ مجھ مین کہین طاقتِ سفر بھی ہے

لاش پر اشک تری آنکھ سے بارے نکلے — شکر ہے آج تو ارمان ہمارے نکلے

غم کہان جا کے رہیگا نہ رہینگے جب ہم
ہستی جب تک رہی عالم مین اِسی غم مین رہے

غنچۂ گل کو چمن مین یہ ہوا ہے اے گل
عطر دامن سے نکلے تری گیسوے پرخم مین رہے

شوخیون نے کسی قاتل کی کیا ہے بسمل
مر ہی جائین تو یقین ہے کہ تڑپ ہم مین رہے

پاس عصمت سے یہ ہے حکم مرے ساقی کا
دامن دختر رز بچکے اسی یم مین رہے

خم ہی رویا مجھے پیمانہ بھی رویا مجھکو
جتنے تھے چھوٹے بڑے سب مرے ماتم مین رہے

آکے بگڑی ہوئی اس باغ کی دیکھی جو ہوا
شور سے کوچ کے شب بھر گل و شبنم مین رہے

جمع ہین سائل دشنام ذرا ہنسکے کہو
ہے غضب قفل جو دروازۂ حاتم مین رہے

چارہ گر مشک نہین سودۂ الماس سہی
جز و کوئی مزۂ زخم کا مرہم مین رہے

لب جان بخش کی ہے یاد تو مر کر بھی
موت کیونکر عمل عیسی بسر دم مین رہے

اور کوئی تو عزادار نہ تھا غربت مین
میرے کاندھون کے فرشتے مرے ماتم مین رہے

بیخودی سے ہمین یہ حال نہ تا زیست کھلا
ایک عالم مین رہے ہم کہ دو عالم مین رہے

اپنے بیگانے کو روتے ہی کٹی عمر امیر
کبھی دشمن کے کبھی دوست کے ماتم مین رہے

دو جہان چھوڑ کے عشاق ترے غم مین رہے
دونون عالم سے جدا تیسرے عالم مین رہے

عاقبت مین ہو تو خود عیش یہان غم مین رہے
ڈوب کر خندۂ گل گریۂ شبنم مین رہے

محو تصویر کی صورت یہ ترے غم مین رہے
نہ رہے اتنے بھی باقی کہ خودی ہم مین رہے

حیف ہے تم مرے مرنے کا ذرا غم نہ کرو
آنکھ تر شمع کی پروانے کے ماتم مین رہے

غیر کے رنگ مین ملتے ہین کہین اہل صفا
سبزۂ و گل پہ سپیدی وہی شبنم مین رہے

مرمر مرگ اڑا لیگئی سب پھولون کو
خار ہی خار فقط گلشن عالم مین رہے

کنگھی چوٹی مین مری جان دکھاؤ وہ ادا
پھنس کے مشاطہ کا دل گیسوے پرخم مین رہے

شرم کے ساتھ ہو شوخی بھی تمہین مین کیا خوب
لطف تو جب ہے کہ وہ تم مین تو یہ ہم مین رہے

ملگیا ہون تجھ مین یان ہرچند مثل آب و رنگ
شوق کہتا ہی ابہی مین اور ہون تو اور ہے

بوی یوسف مصر سے کنعان مین لائی ہی صبا
اب دماغِ حضرتِ یعقوب مین بو اور ہے

بوالہوس دم دیکے کیا لیگا مرے قاصد سی خط
چلگیا تہا جو پیمبر پروہ جادو اور ہے

پہر بالش حور کا زانو ہمین درکار کیا
جسپہ ہم سر رکہکے سوتے ہین وہ زانو اور ہے

کان مین موتی جو تم پہنو بڑے ہے یہ آبرو
بحر سے قطرہ کہے مین اور ہون تو اور ہے

یار آیا دیکھنے ابتو ٹھہر جا کوئی دم
میرے تڑپانے کا وقت ای دردِ پہلو اور ہے

جنبشِ مژگان سے مارا ناتوانون کو تو کیا
بانکپن کی نوک ای ترکِ جفا جو اور ہے

بوی گل کچھ چھوڑ کیا ہمکو اڑاتی ہے صبا
تازہ ہی جس سے دماغ اپنا وہ خوشبو اور ہے

آہوے چین کب پھنسا سکتا ہے ہمکو اے امیر
شیر کو جو صید کرتا ہے وہ آہو اور ہے

چشمِ مخمور کو کیا کام قدح نوشی سے
کم نہین سرمہ ترا داروی بیہوشی سے

زندگی بہر مین رہا جامۂ عریانی مین
مرگ کے بعد ہے کیا کام کفن پوشی سے

کبک سے ہو جو ہم آغوش تو لذت اٹھے
لطف کیا ماہ کو ہالے کی ہم آغوشی سے

چپ ہوا جسکی طرف گھور کے تمنے دیکھا
کم نہین گردِ نظر سرمۂ خاموشی سے

تذکرہ کچھ تو کیا میری پریشانی کا
آج الجھے وہ بہت زلف کی سرگوشی سے

رنگ گلزارِ تحیر نظر آیا جب سے
غنچہ سان بند مین لب لذتِ خاموشی سے

خلق ناراض خدا ناخوش امیر اس سے ہے
عیب بدتر نہین انسان مین حق پوشی سے

ہے یقین پہر دلِ عاشق نہ کبہی غم مین رہے
عشق جاکر جو ترے حسن کے عالم مین رہے

مرگ دشمن کی خبر سنکی بہی ماتم مین رہے
ہم خوشی مین بہی رہے یون کہ کوئی غم مین رہے

شاد دل غم مین رہے عید محرم مین رہے
کچھ سپیدی بہی مری جانہ ماتم مین رہے

گرمی ہجر مین یاد آئی جو اُن آنکھون کی
لیکے آغوش مین حورون کو جہنم مین رہے

دیکھ لے ہجر مین عالم جو مرے جینے کا
مر نہ جاے تو اجل نزع کے عالم مین رہے

جذب الفت جو ہوا اپنی چمن مین باندہے
مہر تپلی کی طرح دیدۂ شبنم مین رہے

جان اس کشمکش نزع پہ صدقے ہے امیر
رنگ اگر اسکی کھچاوٹ کا بہی کچھ دم مین رہے

وصل ہو جاے یہین حشر مین کیا رکھا ہے
آج کی بات کو کیون کل پہ اُٹھا رکھا ہے

محتسب پوچھ نہ تو شیشے مین کیا رکھا ہے
پارسائی کا لہو اس مین بھرا رکھا ہے

کہتے ہین آئے جوانی تو یہ چوری نکلے
میرے جوبن کو لڑکپن نے چرا رکھا ہے

دل سی شے گرد کدورت مین ستم ہے کہ نہین
ہاے کیا خاک مین ظالم نے ملا رکھا ہے

یاس گھیرے ہوئے ہے مجکو مگر ہان کچھ کچھ
آسرا تیری لگاوٹ نے لگا رکھا ہے

کہتے ہین میری بلا جانے ترا دل ہے کہان
چور ہین کیا مرے دشمن کہ چرا رکھا ہے

خون عاشق کو ہے اب دسترس اُس تک مشکل
منہدی نے پہلے ہی سے رنگ جما رکھا ہے

کہتے ہین ناز کی لذت کا تو کچھ شکر نہین
اور مزہ یہ ہے کہ نام اُسکا جفا رکھا ہے

ہین تمہارے ہی تو جلوے کے کرشمے سارے
اُسکو کیا تکتے ہو آئینے مین کیا رکھا ہے

یاد آتا ہون کبھی مین تو بہن لیتے ہین
ایک جوڑا مرے پہولون مین بسا رکھا ہے

نازسے کشتۂ انداز کو پامال ہی کر
یہ ستم کسکے لئے تونے اُٹھا رکھا ہے

آدمی زاد ہین دنیا کے حسین لیکن امیر
یار لوگون نے پریزاد بنا رکھا ہے

آپ نے غیر کا خط ہمسے چھپا رکھا ہے
دیکھئے دیکھئے تکئے مین وہ کیا رکھا ہے

ہین تغافل مین بہی سرگرم ستم وہ آنکھین
آپ تو سوتے ہین فتنون کو جگا رکھا ہے

دیکھنا صبح کو انجام جو ہوگا اے شمع
تونے سر پر تو پتنگونکو چڑھا رکھا ہے

دلمین عصیان کے یہ ہے ایک نہو داخل خلد
عفو کہتا ہے کہ کوئی نہ جہنم مین رہے

چوڑیان ٹوٹی ہوئی نیل بدن پر ہین پڑے
بزم دشمن مین کہ تم مجلس ماتم مین رہے

باتین ناصح کی سنین یار کے نظارے کیے
آنکھین جنت مین رہین کان جہنم مین رہے

زعفران کی بھی پیالی ہو کوئی پھولون مین
اثر خندۂ شادی مرے ماتم مین رہے

اُنکے تڑپانے کی طاقت جو نہین ہم مین نہو
کاش اپنے ہی تڑپنے کی سکت ہم مین رہے

مرگ عاشق کی خبر آئی تو جھنجھلا کے کہا
روز سو مرتے ہین کب تک کوئی ماتم مین رہے

تو اُلجھتا ہے اُلجھنے سے اگر بالون کے
بھیجدے مجکو یہ اُلجھن بھی مری دم مین رہے

ہم وہ ہین رند کہ رندی کا نہ لے نام امیر
آگے دو دن پسر نوح اگر ہم مین رہے

حسن مرنے کا یہ ہے حسن مرے غم مین رہے
سوگ مین بیٹھے ادا ناز بھی ماتم مین رہے

گر غریب الوطنی بھی نہ مرے غم مین رہے
اور پھر کون ہے غربت مین جو ماتم مین رہے

کبھی کعبے مین چلے وہ کبھی جنت مین
کشتی مے کبھی کوثر کبھی زمزم مین رہے

یاس اسکو بھی تو رہنے نہین دیتی دلمین
کاش امید ہی ملنے کی تری ہم مین رہے

جسطرح ریگ رہے شیشۂ ساعت مین رواں
چلتے پھرتے ترے مشتاق دو عالم مین رہے

وصل کا دن ہے سنورنے کو بگڑنا کیسا
جا کے اب چین جبین گیسوئے پرخم مین رہے

ہنس ہی دین وہ مرے پھولون مین نہ رو دین نہ ہی
تازگی کچھ تو مری مجلس ماتم مین رہے

باغ جنت سے اسکی تو بدولت نکلے
کیون نہ شق سینۂ گندم غم آدم مین رہے

پھر سے گھر کیا ہے شب ہجر جو روز آتی ہے
یہ بلا جا کے کسی گیسوئے پرخم مین رہے

پانی جتنا تھا وہ سب پیگئے پینے والے
خاک اڑانے کو ہمین چشمۂ زمزم مین رہے

روح تا چند رہے تن مین کچھ انصاف بھی ہے
قید کب تک یہ پری قالب آدم مین رہے

بانکی چتون سے کنکھیون مین کرو مجکو شکار
نوک کی بات بھی کوئی نگہ کم مین رہے

یہ سب ظہور شان حقیقت بشر مین ہے
جو کچھ یہان تھا تخم مین پیدا شجر مین ہے

ہر دم جو خون تازہ مری چشم تر مین ہے
ناسور دل مین ہے کہ الٰہی جگر مین ہے

کھٹکا رقیب کا نہین آغوش مین ہے یار
اسپر بھی اک کھٹک سی ہمارے جگر مین ہے

واصل سمجھیئے اسکو جو سالک ہی عشق مین
منزل پہ جانئے اسے جو رہگزر مین ہے

آنکھون کے نیچے پھرتی ہے تصویر یار کی
پتلی سی اک بندہی ہوئی تار نظر مین ہے

کرتے ہین اس طریق سے طے ہم رہ سلوک
سر اسکے آستان پہ قدم رہگزر مین ہے

پہلو مین میرے دل کو نہ اے درد کر تلاش
مدت ہوی تباہی کا مارا سفر مین ہے

مسّی کی کیا بہار ہے دندان یار پر
سوسن کا پھول چشمۂ آب گہر مین ہے

ہو درد عشق ایک جگہہ تو دوا کرون
دل مین جگر مین سینے مین پہلو مین سر مین ہے

صیاد سے سوال رہائی کا کیا کرون
اڑنے کا حوصلہ ہی نہین بال و پر مین ہے

قاصد کو ہاتھ داغ کے بھیجا ہے یار نے
خط کی نئی رسید کف نامہ بر مین ہے

تیر قضا کو ناز ہے کیا اپنے توڑ پر
اتنا اثر تو یار کی سیدہی نظر مین ہے

آجاؤ تیغ باندھکے پھر سیر دیکھ لو
میرے گلے پہ ہے کہ تمہاری کمر مین ہے

ساقی مے طہور مین کیفیتین سہی
پر وہ مزہ کہان ہے جو تیری نظر مین ہے

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہین ہم امیر
سارے جہان کا درد ہمارے جگر مین ہے

حسین تو ہے وہ مروت نہین اگر نہ سہی
غضب کی آنکھ تو ہی لطف کی نظر نہ سہی

پہنچ ہی جائے گا لکھین تو اسکو نامۂ شوق
چلین گے آپ ہی ہم لیکے نامہ بر نہ سہی

مری طپش سے مرے دل کی بیقراری سے
تمام خلق ہے واقف تمہین خبر نہ سہی

تمہاری ایک نظر مین تو کام ہوتا ہے
گھڑی ہی بھر کو چلے آؤ عمر بھر نہ سہی

یہی ہجوم بلا ہے تو کوئی دم مین ہے صبح
شب فراق کی اے دل نہین سحر نہ سہی

نازسے وار کیا اُسنے یہ کہکر مجھسے
لے یہ خنجر بھی ترے دم کو لگا رکھا ہے

ہم چلے دیر سے کعبے کو تو وہ بت بولا
جا کے لے لیجیے کعبے مین خدا رکھا ہے

کہتے ہین دل تو ہوا خون مری حسرت مین
اور یہ کیا ہے جو پہلو مین دبا رکھا ہے

بیخودی نقش خودی ہمسے نہین مٹ سکتا
تو مٹانے یہ جو آئے تو مٹا رکھا ہے

حشر پر قامتِ جانان کا ہے جلوہ موقوف
اس قیامت کو قیامت پہ اٹھا رکھا ہے

وحشت رزہوش مین آنے نہین دیتی مجکو
اس پری نے مجھے دیوانہ بنا رکھا ہے

سرمہ اے گردگنہ تو ہی کہلا دے اسکو
صور نے شور قیامت کا مچا رکھا ہے

جان بھی ہجر مین دیدیتے مگر ہمنے امیر
کسی موقع کے لئے اسکو لگا رکھا ہے

اک عمر ہوگئی کہ اقامت سفر مین ہے
نقشہ مگر وطن کا ابھی تک نظر مین ہے

جو خون اُبل چلے وہ مری چشم تر مین ہے
جو داغ رنگ لاے وہ میرے جگر مین ہے

وہ رات یاد ہے دُرِ دندانِ یار کی
کشتی ہماری عمر کی آبِ گہر مین ہے

ہم ہین برنگ لالہ ازل سے الم نصیب
جز و بدن ہے داغ جو اپنے جگر مین ہے

اے بحر حسن دیکھ تڑپ انتظار کی
مچھلی سے ہے مردمک جو مری چشم تر مین ہے

نیرنگیان تصورِ کامل کی دیکھیے
تصویر یار دل مین ہے نقشہ نظر مین ہے

مرتا ہے اُسپہ غیر بھی تو مین ہون بیقرار
دشمن کے دل کا داغ بھی میرے جگر مین ہے

دنیاے بے ثبات مین کیا ہو ہمین ثبات
جس گھر مین ہم مقیم وہ گھر ہی سفر مین ہے

قاتل ابھی سوار بھی گھر سے نہین ہوا
کشتون کا ڈھیر چار طرف رہگذر مین ہے

رکھتا نہین زمین پہ مارے خوشی کے پاؤن
شاید جوابِ خط کا مگر نامہ بر مین ہے

یارب امیر کے بھی گناہون سے درگذر
یہ بھی تو آخر امتِ خیر البشر مین ہے

دل سے جہنجلا کے یہ کہتا ہی خیال جانان	کون ہو تم مجھے ہر وقت بُلانے والے

کیسی راہِ عدم آباد سے ہموار امیر
چین سے سوتے چلے جاتے ہین جانیوالے

دمِ اخیر تو ظالم ذرا نگاہ سے ملے	کچھ اس غریب مسافر کو زادِ راہ ملے
ہمین بہی طور پہ موسیٰ کی طرح راہ ملے	کبہی تو دیکھنے والون سے بہی نگاہ ملے
وہ بغلین جہانکین جو سایہ میان راہ ملے	چرائین آنکہین اگر عکس سے نگاہ ملے
مین ہون وہ کعبہ نشین جا کے دیر کے در پر	پکارتا ہون کوئی بت خدا کی راہ سے ملے
دل و جگر کی تڑپ دیکہکر وہ کہتے ہین	کہ مدعی سے بہی چالاک یہ گواہ ملے
وہ تیغ کہینچے ہوے کہہ رہے ہین محشر مین	زبان کاٹ کے رکہدون جو دادخواہ ملے
ہم اے مسیح ہین اغماض سے تری بیدم	ہماری نبض ملے گر تری نگاہ سے ملے
مین اپنے نامۂ اعمال کی بلائین لون	جو تجہسے رنگ کچھ اے گیسوِ سیاہ ملے
ہزارون وعدے کیے پر نہ کی دعاکرن	فقیر بہی ہین جہوٹون کے بادشاہ سے ملے
گزرتے جاتے ہین کیا جلد وصل کے دن رات	مرے رقیب سے شاید ہین مہر و ماہ ملے
دل و جگر بہی طرفدار ہو گئے اُنکے	مرے حریف سے جاکر مرے گواہ ملے
کرون مین دعوتِ پیرِ مغان تکلف سے	جو ایک رات کو زاہد کی خانقاہ ملے
کرم کرے جو وہ بندہ نواز بندون پر	بتون کو ڈہونڈنے نکلین خدا کی راہ ملے
کُہلے جو لب ترے اقرار وصل کرتمین	ہوا مین خوش کہ برابر کے دو گواہ ملے
لباس فقر کا ایسا پسند ہے مجکو	بناؤن پہاڑ کے گدڑی جو تختِ شاہ ملے
لنڈھاؤ چار طرف خم کے خم یہ میخوارو	کہ محتسب کو خرابات کی نہ راہ ملے

امیر میکدۂ معرفت کو یون جاؤن
کہ راہ مین کوئی مسجد نہ خانقاہ ملے

شگفتہ صورتِ گل داغ دل تو ہین پس مرگ
چڑہا ے پہول نہ اُس گل نے قبر پر نہ سہی

بہلا نہ کہہ تو برا بہی نہ کہہ انہین زاہد
خدا کا خوف تو کچہہ کر بتون کا ڈر نہ سہی

اسیر نالہ کشی بحر مین نہین ہے عبث
بخار دل کا نکل جاے گا اثر نہ سہی

طور پر اے طپشِ دل ہین وہ آنیوالے
آج ہم تجکو ہین بجلی سے لڑانے والے

آئنہ سامنے آتا ہے عوض سے لینے کو
ہوشیار او مرے دیوانہ بنانے والے

شام ہوتے ہی شبِ وصل بجاتا ہے گجر
ہاتہ ٹوٹین ترے گہڑیال بجانے والے

دیکہکر چار طرف عکس وہ اپنا بولے
کیون مجہے گہیرے ہین یہ آئنہ خانے والے

ہم جو پہنچے تو قیامت مین ہوا غل آئے
دہجیان دامنِ محشر کی اُڑانے والے

جام مے کاتبِ اعمال کو بہی دے ساقی
دو بزرگ آئے ہین ساتہ اگلے زمانے والے

بولے حسرت سے وہ تابوت کو کاندہا دیکر
بوجہ اُٹہواتے ہین اب ناز اُٹہانیوالے

اشک خجلت عرقِ شرم تمہین دونون ہو
دمِ آخر مری بگڑی کے بنانے والے

آگ کعبے مین لگاتا ہے یہ کیا کرتا ہے
توبہ کر توبہ کر او دل کے جلانے والے

کشتۂ چشم پری ہون مجہے انسان نہ چہوئین
ہون پریزاد جنازے کے اُٹہانیوالے

سو عزیز آئے مگر دو بہی نہ نکلے افسوس
چار آنسو مری تربت پہ بہانے والے

لاش پر میری وہ آئے تو نزاکت نے کہا
کہ یہ کاندہے ہین تابوت اُٹہانیوالے

جب کہا مین نے کہ قاتل مجہے ٹہنڈا کر دے
بولے ٹہنڈا انہین کرتے ہین جلانیوالے

عصمت و شرم سے کہتی ہی جوانی اُنکی
اب بٹہائین انہین پردے مین بٹہانیوالے

تیغ قاتل سے مین لپٹا تو وہ کہنچکر بولی
یہ بڑے آئے گلے مجکو لگانے والے

خاک رنج و غم و اندوہ سے آباد ہو دل
ہین یہ سب خانہ خرابی کے گہرانے والے

اپنے آئینے سے وہ پوچہتے ہین کون ہو تم
میری تصویر کو سینے سے لگانے والے

جوانی لیگئی ساتھ اپنے سارا عیش مستونکا
صراحی ہے نہ شیشہ ہے نہ ساغر ہے نہ مستی ہے

دم مستی مژہ کی اشکباری دیکھ اے ساقی
گھٹا ہلکی سی ہے پر جھوم کر کیا کیا برستی ہے

جوانی داغ دیجائیگی ناز اسپر نہ کر غافل
بہ رنگ مستیِ طاؤس کوئی دم کی مستی ہے

بتون کے عشق نے اللہ تک ہمکو رسائی دی
ہماری بت پرستی نزد بانِ حق پرستی ہے

ہمارے گھر مین جسدن ہوتی ہے اُس حور کی آمد
چھپر کھٹ کو پری آکر پرنجانے سے کستی ہے

کبھی کروٹ نہین لیتا کوئی گورِ غریبان مین
یہ کیسی نیند سوتے ہین یہ کیسی انکی مستی ہے

زبانِ حال سے کہتے ہین تابوت ولحد غافل
کہ رستے مین عدم کے بھی بلندی اور پستی ہے

اشارون پر ترے مقتل مین عزرائیل چلتے ہین
قضا اپنی کمر تارِ نظر سے تیرے کستی ہے

چلے نالے ہمارے یہ زبانِ حال سے کہکر
ٹھہر جانا پہنچکر عرش پر ہمت کی پستی ہے

بڑھاپے نے ہرن سب کر دیے نشے جوانی کے
ترنگین مستیون کی ہو چکین اب فاقہ مستی ہے

امیر اک تختۂ ہموار ہے یہ شعر کا کوچہ
طبائع کے تفاوت سے بلندی اور پستی ہے

خودی سے بیخودی مین آ جو شوقِ حق پرستی ہے
جسے تو نیستی سمجھا ہے ای غافل وہ ہستی ہے

کہین زائد کہین کم بادۂ عرفان کی مستی ہے
بقدرِ وسعتِ مشرب مقامِ مے پرستی ہے

ترے قربان اے مرگِ غریبی جا بہ اب لیچل
وطن کے دیکھنے کو روح مدت سی ترستی ہے

غضب کے جوش مین ہے دخترِ رز خیر ہو ساقی
بھری مٹھی سے ہے دیکھا چاہیے کسپر برستی ہے

دل ویران کو میرے دیکھکر کہتی ہے ویرانی
خدا آباد رکھے اسکو کیا دلچسپ بستی ہے

نہ شاخ گل ہی اونچی ہے نہ دیوارِ چمن بلبل
تری ہمت کی کوتاہی تری قسمت کی پستی ہے

نہ گھبرا اے دلِ واماندہ اب منزل قریب آئی
اسی بستی کے آگے اور آباد ایک بستی ہے

نہو جو آپ ہی مین اُس سے پھر پاسِ ادب کیسا
تکلف برطرف ساقی کہ وقتِ جوش مستی ہے

نگاہِ ناز و خالِ رخ سے میدانِ محبت مین
ستم کے تیر پڑتے ہین غضب گولی برستی ہے

در کریم پہ محشر مین تا کہ راہ ملے — گناہگارون مین چھپ چھپ کے بیگناہ ملے

فنا جو قبل فنا ہو بقا کی راہ ملے — یہ قلعہ وہ ہے جہان موت سے پناہ ملے

نشان خاک نظر آئے قافلے کا مجھے — ہوا و بیچ مین پردہ جو گرد راہ ملے

وصال مرتبۂ انتہا ہے عاشق کو — گہر نہ ہاتھ لگین جب تلک نہ تھاہ ملے

ہجوم یاس سے قالب مین روح ٹھہری ہے — چھٹے یہ بھیڑ تو اس راہرو کو راہ ملے

چلا مین دشت مصیبت مین چال سوزنکی — قدم قدم پہ مجھے ڈوبنے کو چاہ ملے

جو وہ سپر ہو تو مژگان و مردمک کیطرح — ہزار تیرون مین انسان کو پناہ ملے

ہٹا کے آئنہ رکھدون دل اسکے زانو پر — کسی بہانے تو اس شوخ سے نگاہ ملے

اس آسرے پہ مین پھرتا ہون دشت غربت مین — سراغ یارون کا پوچھون جو گرد راہ ملے

اتارون آئنۂ دل مین عکس کی صورت — ذرا نگاہ سے اسکی اگر نگاہ ملے

حریص جرم کیا ہے یہ عفو نے تیرے — کہ مانگ لون اگر ابلیس سی گناہ ملے

پڑا ہے ہجر مین وہ تفرقہ جو تو ڈھونڈے — تو مین کہین مرا سایہ کہین تباہ ملے

ہم اس امید پہ محشر سے خلد کو پہنچے — کہ شاید آگے ترے گھر کی ہمکو راہ ملے

یہ چاہ اسکی ہے جسنے کنوئین جھکائے امیر
سمجھکے چاہ ذقن گر پڑون جو چاہ ملے

سر راہ عدم گور غریبان طرفہ بستی ہے — کہین غربت برستی ہے کہین حسرت برستی ہے

حقیقت دخت رز کی کیا ہے کیا رندونکی ہستی ہے — ترے دم سے یہ ساقی گرمی بازار مستی ہے

تری مسجد مین واعظ خاص ہین اوقات رحمت کے — ہمارے میکدے مین رات دن رحمت برستی ہے

یہین شاہد پرستی مین سمجھ معذور اے واعظ — جوانی کا ہے نشہ بیخودی ہے جو تن مستی ہے

خمار نشۂ مے سے نگاہین انکی کہتی ہین — یہان کیا کام تیرا یہ تو متوالون کی بستی ہے

ہزارون قتلگہ مین آرزومند شہادت ہین — تمہاری تیغ دیکھا چاہیے کس پر برستی ہے

مرے دامن سے ساری نوک ہی خار مغیلان کی
جنون میرے گریبان تک یہ تیری تیز دستی ہے

مکدر کر دیا اشکون کو یہ دل کی کدورت نے
کہ خاک آنکھون مین مثل شیشۂ ساعت برستی ہے

نفس کی آمد و شد پر نہ دم بھر زندگانی کا
ارے غافل نہین مقراض بہر رخت ہستی ہے

نئی ترکیب پائی چشم بد دور انکی آنکھون نے
غزالون کی ہے شوخی نرگس شہلا کی مستی ہے

امیر اس راستے سے جو گزرتے ہین وہ لٹتے ہین
محلہ ہے حسینون کا کہ قزاقون کی بستی ہے

ہم کڑی ایک بتون کی نہین سہنے والے
جو کہی منھ پہ برہمن کے ہین کہنے والے

چھیڑ کی ٹھہرے تو ہم چپ نہین رہنے والے
کبھی آئی پہ نہین چوکتے کہنے والے

بند باتون مین کسی سے نہین رہنے والے
ہم تو اے غنچہ دہن منھ پہ ہین کہنے والے

بلبلو پھولون سے کیا پوچھتی ہو حال چمن
باغ مین یہ تو ہین دو روز کے رہنے والے

گلفروشون کا ملے رتبۂ گل اتنے کہاں
وہ پکارین مجھے او پھولون کے گہنے والے

منزل گور سے دم لیکے بڑہین گے آگے
ہم مسافر ہین بڑی دور کے رہنے والے

دل نے کڑیان وہ اٹھائی ہین کہ کہتا ہے وہ ترک
آفرین او مرے بیداد کے سہنے والے

ہجو مے ہو چکی ممبر سے اب اترین نیچے
رند کچھ حضرت واعظ سے ہین کہنے والے

آنکھین آمادہ ہین رونے پہ خدا خیر کرے
اب کوئی دم مین یہ ناسور ہین بہنے والے

نہ سنی گور غریبان مین کسی نے فریاد
کتنے بیدرد ہین اس شہر کے رہنے والے

منھ پہ تلوار کے کہہ بیٹھے کہ پوری نہ پڑی
تمنے دیکھے ہین کہین ایسے بھی کہنے والے

مثل آواز نکل جائین گے صاف اے زنجیر
ہم یہ ہر روز کی کڑیان نہین سہنے والے

قدرت اللہ کی دکھلاتے ہین آنکھین مجکو
وہ حسین تھے جو مری آنکھون مین رہنے والے

بدہیان پھولون کی لائے تھے نہ پہنین اسنے
چھوٹے بیٹھے ہوئے ہین پھولون کے گہنے والے

کیا ہوا مین ہی ہون اور غیر ہی اس محفل مین
خلد کے آدم و ابلیس ہین رہنے والے

جدا ہم اور دستِ غیر و زلف دلبر و شانہ
خدا کی شان جو پیاسا تھے اُنکو بیند ستی ہے

خدا جانے تراجی لگ گیا دنیامین کیون ایدل
آجاڑ اک چند گہرین بے حقیقت سی یہ بستی ہے

قدم جس خاک پر پڑتا ہے تیرے نے خاکسارونکا
اگر اکسیر کے مولون وہ ہاتہہ اسے آتی ہے

بلائین لیتے لیتے مست ہوجاتی ہے مشاطہ
وہ چوٹی ار گجے کے عطر مین جسوقت بستی ہے

رہین کیونکر نہ گرد اُس روے آتش رنگ کے گیسو
عبادت ہندوؤن کے دین مین آتش پرستی ہے

بڑہ اے آہِ رسا اب کنگرے پر عرش کے پہنچی
بلندی کو بلندی جاننا ہمت کی پستی ہے

نہین بچتا دل پُر داغ تیری زلفِ پیچان سے
یہ وہ ناگن ہے جو طاؤس کو اُڑ اُڑ کے ڈستی ہے

امیر آتی ہے یہ آواز ناقوسِ برہمن سے
بتِ پندار کو توڑو جو شوقِ بت پرستی ہے

خبردار اے مسافر خوف کی جا راہ ہستی ہے
ٹھگونکا بیٹھکا ہے جابجا چورونکی بستی ہے

بہار آئی ہے ساقی عام فیض مے پرستی ہے
در و دیوار سے اس دور مین مستی برستی ہے

تری تلوار مین جوہر ہین قاتل ابر رحمت کے
گنہگارون پر آکر جوش مین کیا کیا برستی ہے

حقیقت آجتک بت کی نہین معلوم زاہد کو
خدا کی شان اسپر دعوی ایزد پرستی ہے

اجل آنے نہین پائی کہ ہوجاتا ہے کام آخر
ترے خنجر کو قاتل کیا قضا کی پیش دستی ہے

ہماری آہ کی گرمی جو دیکھی رعد چلّایا
معاذ اللہ یہ تو برق کا بھی منہ جھلستی ہے

جلو مین حضرتِ موسی سی ہین دلسوختہ لاکھون
سواری مین تری برقِ نہالِ طور ستی ہے

جو آتا ہے وہان سے چیتھڑا تن پر نہین ہوتا
عدم مین بھی الٰہی کیا کوئی ننگون کی بستی ہے

خمیدہ قد ہے جنکا نیک و بد بھی جھک کے ملتے ہین
برابر دونون پاگون یہ ہلالی تیغ کستی ہے

بتون کو دیکھ کر ہم کلمۂ توحید پڑہتے ہین
خدا راضی ہے جسمین وہ ہماری بت پرستی ہے

تری آنکھون کو کیا تشبیہ دین ہم چشم آہو سے
وہان شوخی ہی شوخی ہے یہان شوخی و مستی ہے

نہ کوئی شمع لاتا ہے نہ کوئی گل چڑہاتا ہے
مزارون پر غریبون کے عجب غربت برستی ہے

کچھ فکر دختر رز کی پیر مغان سے لازم
بیہوش اب نہین ہے ہشیار ہوگئی ہے

انگور مین تھی یہ مے پانی کی چار بوندین
جس دن سے کھنچ گئی ہے تلوار ہوگئی ہے

پیاسی جو تھی لہو کی دل مین لہو بہت تھا
سینے سے نوک خنجر کیون پار ہوگئی ہے

دن رات ناز بیجا اٹھواتے ہین وہ ہمسے
الفت ہمارے حق مین بیگار ہوگئی ہے

طرار انکے گیسو تھے ابتدا سے پر اب
طرّہ یہ ہے زبان بھی طرار ہوگئی ہے

رنگین بیان ہوئی ہے بلبل یہ وصف گل مین
پتی گلاب کی اب منقار ہوگئی ہے

اک بات سہل سی ہے مرگ اے امیر لیکن
دشوار سمجھے ہین سب دشوار ہوگئی ہے

آنکھ اسکی یہ کیونکر کہون مخمور نہین ہے
ہان کیف جوانی سے ابھی چور نہین ہے

ہرچند بتون سے ہے بہت دور ترحم
اللہ کی قدرت سے مگر دور نہین ہے

جب کہیے کہ مرتے ہین کرو رحم جلا لو
فرماتے ہین اپنا تو یہ دستور نہین ہے

فرہاد کو تکلیف نہ دے کوہکنی کی
شیرین ترا عاشق ہے یہ مزدور نہین ہے

ہم خون جگر پیتے ہین اے محتسب شہر
کیا تاک رہا ہے مے انگور نہین ہے

حورون سے یہ کہدو نہ دکھائینگے وہ جلوہ
نظرون سے گرانا تمھین منظور نہین ہے

حسن رخ محبوب سے پھنک جائیگا اے دل
صورت پہ نہ جا نار ہے یہ نور نہین ہے

ہے میکدہ در دین مستونکا یہی قول
شیشہ نہین پتھر ہے جو دل چور نہین ہے

اس باغ سے سو داغ بہلے گل ہو جسمین
جلجاے وہ فردوس جہان حور نہین ہے

ٹھکرا کے نہ چل ساغر مے پاس ادب کر
غافل یہ سر قیصر و فغفور نہین ہے

شبنم جگر گل پہ چھڑکتی ہے نمک کیون
بیدرد یہ داغ دل رنجور نہین ہے

بوسے سے ہے انکار انہین تو سہی اے دل
آنکھون سے وہ دین مین کہون منظور نہین ہے

مردہ سا امیر ایک سر راہ پڑا تھا

گفتگو معرفتِ حق مین ہے یارو ناحق
حق جو کہنے کا تہا سب کہگئے کہنے والے

کوچہ اُس رشک چمن کا ہے وہی اے قاصد
بیٹھے رہتے ہین جہان پہولون کے گہنے والے

ہمکو ہستی مین غریب الوطنی لائی ہے
اصل مین ہین عدم آباد کے رہنے والے

سادہ سمجھو نہ انہین رہنے دو دیوان مین امیر
یہی اشعار زبانون پہ ہین رہنے والے

جہڑ گئی افشان جبین پر کچھ ستارے رہگئے
آسمانِ حسن پر گنتی کے تارے رہگئے

نزع مین بند اب زبان بہی ہے ترے بیمار کی
گنگ کی صورت فقط باقی اشارے رہگئے

دے سکے کب دشت گردی مین تری وحشی کا ساتھ
ہر قدم پسپا ہوسے آہو چکارے رہگئے

چشم واعظ پر ہے عینک دست واعظ مین عصا
ضعف پیری مین یہ دو باقی سہارے رہگئے

سخت جانی سے جو دندانے پڑے اُس تیغ مین
چور بنکر وہ بہی زخمون مین ہمارے رہگئے

بحر الفت کے کنارے تک نہ پہنچا ایک بہی
دست و پا کتنی ہی پیراکون نے مارے رہگئے

اور جیتا مین تو کرتے اور تم جور و ستم
میرے ارمان حوصلے باقی تمہارے رہگئے

تیغ کا پانی پلایا سبکو اُس سفاک نے
تشنہ لب ہم ایک دریا کے کنارے رہگئے

وصل کی شب تہی نہ آنا تہا تجہے اے موت بہی
کیا غضب ظالم کیا ارمان سارے رہگئے

موت آئے یا وہ آئے یا قیامت ہو امیر
اب یہی دو تین جینے کے سہارے رہگئے

آنکھ اُسکو کہولنی بہی دشوار ہوگئی ہے
جیسے چمن مین نرگس بیمار ہوگئی ہے

جسنے لکہا ہے نامہ اُس عالم آشنا کو
جانے کو جان میری تیار ہوگئی ہے

جب یار کی گلی کو مین ناتوان چلا ہون
پرچھائین میری مجکو دیوار ہوگئی ہے

ہم تم چمن مین چلکر جب چار دن رہے ہین
بلبل مین اور گل مین تکرار ہوگئی ہے

سبکی نظر مین ہین وہ گو دل مین ہین ہمارے
خلوت کی کوٹھری بہی بازار ہوگئی ہے

شانِ حق صنعت بتون کے رُخِ گلفام مین ہے
خلوتِ خاص کی بو جلوہ گہِ عام مین ہے

راستی اور تواضع مین ہے ربطِ قلبی
جسطرح لام الف مین ہے الف لام مین ہے

جوشِ الفت مین مرے دل کا خدا ہی حافظ
خیر ہو بادہ بہت تند مرے جام مین ہے

ہے وہی ولولہ پیری مین جوانی مین جو تھا
ایک ہی رنگ ہمارے سحر و شام مین ہے

دل دکھاتا ہے وہ عالم جو نہین عالم مین
دیکھ جمشید یہ عالم بھی ترے جام مین ہے

روح قالب مین ہے جکڑا ہے رگون مین قالب
مین گرفتار قفس مین ہون قفس دام مین ہے

کبھی خلوت مین نہان ہے کبھی جلوت مین عیان
دخترِ رز کبھی بوتل مین کبھی جام مین ہے

ہون وہ میکش کہ دمِ طوف بھی ہے شغلِ شراب
جام پوشیدہ مرے جامۂ احرام مین ہے

ہوسِ نام مین بھی اے دلِ آزاد نہ پھنس
پاؤن الجھا ہوا عنقا کا اِسی دام مین ہے

الفتِ پنجتنِ پاک سے دل ہے معمور
پانچ میخانون کی مے ایک مرے جام مین ہے

روز کی وعدہ خلافی سے ترا وعدہ بھی
راتدن میری طرح گردشِ ایام مین ہے

منزلِ رحمتِ حق ظلمتِ عصیان سے ہے امیر
روشنی صبح کی یان تیرگیِ شام مین ہے

غضب کی عشوہ گری روئے خشمگین مین رہی
کرشمہ بنکے شکن یار کی جبین مین رہی

کہان لذیذ خطِ پشت لب سے بوسۂ لب
شمولِ زہر سے لذت نہ انگبین مین رہی

تری شبیہ مین کی صرف اسقدر طاقت
سکت نہ پھر قلمِ صورت آفرین مین رہی

بری تھا لوث سے وصا کفن کو کیا لگتا
بجا ہے لاش امانت اگر زمین مین رہی

نہین ہے نام کو بھی دل مین بوے یکرنگی
دو رنگ ڈاک ہمیشہ ترے نگین مین رہی

گھٹا عتاب تو پہنا لباسِ آرائش
جبین سے چین جو اُتری تو آستین مین رہی

عجب رسائیِ قسمت ہے اے حنا تیری
چمن جو چھوٹ گیا دستِ نازنین مین رہی

دکھایا مر کے بھی عشقِ رُخِ صبیح نے رنگ
کہ میری روح بھی بو ہو کے یاسمین مین رہی

تیرا تو کہین وہ دل رنجور نہین ہے

جلوہ گر یار مگر قبلہ گہ عام مین ہے
جب بلاتا ہون مین سنتا ہون قضا کام مین ہے

نشۂ عیش مجھے گردش ایام مین ہے
مے بیدرد اگر ہے تو مرے جام مین ہے

دور جاری رہے ہر وقت مے گلگون کا
پڑھ لے ساقی یہی تحریر خط جام مین ہے

دفعتہً رنگ بدل دیتی ہے یہ عالم کا
چال اے مہر تری گردش ایام مین ہے

اسم اعظم پہ سلیمان کو تفاخر ہے عبث
سو طرح کا اثر اللہ کے ہر نام مین ہے

ہو نالۂ مظلوم سے ظالم بیدار
پھک چکا صور یہ مردہ ابھی آرام مین ہے

دل سے میرے کہ زبان سے تری پوچھے کوئی
غیر کیا جانے مزہ کیا ترے دشنام مین ہے

آنکھ خالی نہ دکھا لطف یہی کر اے ساقی
جام ہی جام ہے یا مے بھی کہین جام مین ہے

جسطرف دیکھیے کھولے ہوئے آغوش ہے حور
سر فروشی کا مزہ لشکر اسلام مین ہے

الفت زلف مین ہے طائر دل اشک فشان
آب و دانہ مری قسمت کا اسی دام مین ہے

سرمہ اے یار لگایا کہ جگایا جادو
کیا بلا سحر تری چشم سیہ فام مین ہے

پڑ گیا گرمی فرقت سے پھپھولا دل مین
جاے سے دانۂ انگور مرے جام مین ہے

لب پہ تو نے جو مسی ملکے جمایا لاکھا
کھل گیا شاہ بدخشان کا عمل شام مین ہے

یاد گیسو سے کہان جوش جنون مین آرام
مین ہون آزاد تو کیا روح مری دام مین ہے

ڈالدے مجھسے بلا نوش کو خم کے منہ مین
یہ تو اک گھونٹ ہے ساقی جو تری جام مین ہے

مرغ دل خاک پھنسے زلف پرافشان چہرہ کو
دام ہی دام ہے دانہ بھی کہین دام مین ہے

آگیا روز قیامت نہ پھرے میرے نصیب
جاگ اٹھے مردے یہ غافل ابھی آرام مین ہے

ہے لڑکپن مین بجا خاک سے انسان کو انس
عاقل آغاز سے اندیشۂ انجام مین ہے

نام کا نام تخلص کا تخلص ہے امیر
یہ بڑا حسن خداداد مرے نام مین ہے

خط سے بڑھ جائیگا اُس چہرۂ روشن کا فروغ
شمع کو ظلمتِ شب سے سرمۂ بینائی ہے

کون کرتا ہے ادہر چشمِ ترحم سے نظر
شہر مین داغِ جگر لالۂ صحرائی ہے

دل کے داغون کا وہ نقشہ کہ شگفتہ ہے چمن
تیرہ بختی کا یہ عالم کہ گھٹا چھائی ہے

قتل کرنا اک اشارہ ہے جلانا اک بات
سحر اُن آنکھون مین ہونٹھون مین مسیحائی ہے

مجھ تلک ہے نہ فرشتے کا نہ انسان کا گزر
دونون عالم سے جدا عالمِ تنہائی ہے

بادۂ ذوق سے چھک جاتی ہے ساری محفل
دورِ ساغر مرے محبوب کی انگڑائی ہے

بس بہت بے ادبی خوب نہین غل نہ کرو
شورِ محشر سے کہو اب مجھے نیند آئی ہے

موت کو ہم جو حیاتِ ابدی سمجھے ہین
ملک الموت کو بھی نازِ مسیحائی ہے

چھیڑتی کیون ہے شبِ وصل مین مشتاقون کو
صبحِ کاذب تری شامت تو نہین آئی ہے

بیکسی پھرتی ہے قمری کی طرح گرد امیر
سروِ آزاد مرا مصرعِ تنہائی ہے

شبِ وصل آنکھ تمہاری نہین شرمائی ہے
جان لینے کو دُلہن بنکے قضا آئی ہے

طرفہ مستی لبِ میگون نے ترے پائی ہے
موجۂ مے نگہِ چشمِ تماشائی ہے

کون سا دل ہے نہین جسمین خدا کا جلوہ
زاہدو مفت مین رسوا بتِ ہرجائی ہے

تیر باران ہے خدنگِ نگہِ حسرت سے
اے اجل تجکو یہان تیری قضا لائی ہے

ہون وہ میکش نظر آیا ہے جو خالی شیشہ
آنکھ کی طرح طبیعت مری بھر آئی ہے

زیست کیا بعدِ فنا گور مین بھی ساتھ دیا
یارِ ثابت جسے کہتے ہین وہ تنہائی ہے

تیری باتون کے لئے کان ملے ہین گل کو
آنکھ نرگس نے ترے دیکھنے کو پائی ہے

اے صبا کون سا گل ہے چمن آرا کہ بہار
چشمِ بادام کے پردے مین تماشائی ہے

کیا مزہ دیتا ہے اُس شوخ کا کہنا شبِ وصل
اب نہ چھیڑو نہ ستاؤ ہمین نیند آئی ہے

یان نکیرین کے جھگڑون سے پریشان ہے دماغ
سمجھے تھے گور کو ہم گوشۂ تنہائی ہے

مژہ کے ساتھ ہی ابرو نے بڑھکے وار کیا
کمان بھی تیر سے پنجے کے کمین مین رہی

اُٹھا کے آنکھ نہ دیکھا شب وصال اُسنے
حیا دلہن کی طرح چشم شرمگین مین رہی

جو تیوریون سے بل اُترا خدا خدا کر کے
تو سو طرح کی گرہ زلف عنبرین مین رہی

ہزار گرم ہوا آفتاب حشر امیر
مگر تری مرے اشکون سے بہہ زمین مین رہی

کھلکے جب وہ زلف شبگون پرتو افگن ہوگئی
کان کی بجلی چراغ زیر دامن ہوگئی

ہجر مین زہرا اپنے حق مین سیر گلشن ہوگئی
تیغ زہر آگین زبان برگ سوسن ہوگئی

وایہ کسکی زلف وقت سیر گلشن ہوگئی
باغ مین لہرا کے موج سبزہ ناگن ہوگئی

وصل کی شب دست وحشت نے کیا کیسا خجل
چاک چولی یار کی ہمراہ دامن ہوگئی

چار آنکھین ہوتے ہی جاتے رہے صبر و قرار
کیا نگاہ ناز تھی جو برق خرمن ہوگئی

مجھ سا دیوانہ ہے کون اس باغ مین نازک فراج
موج بوے گل مجھے زنجیر آہن ہوگئی

کب ہوا نظارہ اُنکے گھر کا آنکھون کو نصیب
کب صف مژگان در جانان کی چلمن ہوگئی

دونون آنکھون نے سمان برسات کا دکھلا دیا
روتے روتے ایک بھادون ایک ساون ہوگئی

جب خیال زلف آیا پڑگیا سینے مین داغ
شام ہوتے ہی مرے گھر شمع روشن ہوگئی

جبتلک روشن تھی پروانون کا تھا ہر سو ہجوم
بلبلین آئین اگر گل شمع مدفن ہوگئی

اُس مسی آلودہ لب کے وصف کا الله رے شوق
باغ مین گویا زبان برگ سوسن ہوگئی

میکشی مین پیچ قسمت نے دیے ایسے امیر
شاخ آہو کھا کے بل شیشے کی گردن ہوگئی

شرم بیجا ہے اگر شوق خود آرائی ہے
آرسی دیکھنے کو چشم تماشائی ہے

سرمگین آنکھ دکھا کر وہ جلا دیتے ہین
سحر کے پردے مین اعجاز مسیحائی ہے

تنگ آکر ترے بیمار نے بیتابی مین
جب مسیحا کو پکارا ہے اجل آئی ہے

کس سے مین کرون اپنے مسیحا کی شکایت
سمجھا ہے وہ کچھ حال مرا اور ہی کچھ ہے

ہنس ہنس کے جو وہ دل کو مرے چھیڑ رہے ہین
آج اُس کے تڑپنے مین مزا اور ہی کچھ ہے

انداز حسینون کے سنورنے مین ہین کچھ اور
بگڑین تو بگڑنے مین ادا اور ہی کچھ ہے

بے لطف تو شمشیر قضا بہی نہین قاتل
لیکن ترے خنجر مین مزا اور ہی کچھ ہے

منہ سے تو کہا وصل کو تمنے مگر اے جان
آنکھون نے اشارون مین کہا اور ہی کچھ ہے

ہم مر بہی گئے مر کے ہوئے خاک بہی لیکن
ظالم یہی کہتا ہے وفا اور ہی کچھ ہے

عادت تو امیر اچھی ہے فریاد و دعا کی
پر شیوۂ تسلیم و رضا اور ہی کچھ ہے

ہم مر گئے آنے کی جو اُنکے خبر آئی
افسوس اجل چار قدم پیشتر آئی

بولے وہ مری شکل جو حیران نظر آئی
دیوار کہان سے مرے گھر مین یہ در آئی

ظلمت شبِ فرقت کی یہ چہائی مرے گھر مین
جب دوپہر آئی تو مین سمجھا سحر آئی

اتنا تو پتا ہجر کی شب صبح کا پایا
صد شکر کہ بالون مین سفیدی نظر آئی

کیا بیخبری ہے کہ ہوئے عشق کو برسون
ابتک نہین معلوم طبیعت کدہر آئی

مہمان کی صورت اُسے آنکھونمین جگہ دی
دامن سے لگی گھر مین جو گردِ سفر آئی

چہائی تہی امیر اُسکی صباحت جو نظر مین
شام آئی مرے گھر مین تو سمجھا سحر آئی

کہتے ہین وصل مین پوری تو نہ خلوت ہوگی
ساتھ کھیلی ہوئی ہمدم مری عصمت ہوگی

دو قدم تم جو چلو گے تو وہ رخصت ہوگی
ساتھ کیا ٹھوکرین کہانے کو قیامت ہوگی

ناتوان ہون مین تو کیا جب شب وصلت ہوگی
دیکھنا میری طرف تیری نزاکت ہوگی

لذتِ جور بہی لب پر نہین لا سکتا ہون
شکر بہی مین جو کرونگا تو شکایت ہوگی

میر سے دشمن پسِ مردن ہون لحد مین بیکس
غم ترا ہوگا مین ہونگا تری حسرت ہوگی

سخت حیرت ہے کہ ہے یاس مجھے خلوت
بند دروازے ہین کس راہ سی شرم آئی ہے

دل کو دل شوق سے قدمون کے تلے پر ایجان
سوچ لے دل مین کہ کسکا یہ تمنائی ہے

تیغ قاتل کی خجالت کا رہا نہ ہے یہ خیال
پہرون رویا ہون جو زخمون کو ہنسی آئی ہے

عزت افتادگی و عجز سے ہاتھ آئی امیر
خوش ہون مین نے یہ بڑی چیز بڑی پائی ہے

او بندۂ بت دیکھ خدا اور ہی کچھ ہے
بُت پردہ ہین پردے مین چھپا اور ہی کچھ ہے

اے چرخ حسینون کی جفا اور ہی کچھ ہے
معشوق کی چھیڑون مین مزا اور ہی کچھ ہے

رنگ آج تو پھولون کا صبا اور ہی کچھ ہے
آمد ہے جو اُس گل کی ہوا اور ہی کچھ ہے

آغاز جوانی مین ادا اور ہی کچھ ہے
اُٹھتی ہوئی کوپل مین مزا اور ہی کچھ ہے

قاصد یہ زبان اُسکی بیان اُسکا نہین ہے
دہوکا ہے تجھے اُسنے کہا اور ہی کچھ ہے

آفت تو ہے وہ ناز بھی انداز بھی لیکن
مرتا ہون مین جسپر وہ ادا اور ہی کچھ ہے

چہرے کو چھپائین وہ بدن کو بھی چرائین
آنکھین یہی کہتی ہین حیا اور ہی کچھ ہے

عارف سے یہ کہدو جو تری فہم مین آئے
وہ سب ہے ترا وہم خدا اور ہی کچھ ہے

آیا سر بالین پہ تو بولا یہ پریخوان
آسیب نہین ہے یہ بلا اور ہی کچھ ہے

کی اُسکی جفا پر جو وفا تونے تو اے دل
نازان تہوا اسپر کہ وفا اور ہی کچھ ہے

کہتے ہو کہ ہم درد کسیکا نہین سنتے
مین نے تو رقیبون سے سنا اور ہی کچھ ہے

بیدرد کی فریاد کو کوئی نہین سنتا
جس پر ہے اثر غش وہ دعا اور ہی کچھ ہے

معشوق سے کرتا ہے جفا کا کوئی شکوہ
مجھکو تو مری جان گلا اور ہی کچھ ہے

کیا خاک ہو بیمار محبت کو افاقہ
درد اور ہی کچھ اور دوا اور ہی کچھ ہے

کی مین نے لجائی ہوئی چتون کی جو تعریف
آنکھون نے کہا جھک کے حیا اور ہی کچھ ہے

کیا جانے کسے دیکھ رہا ہون مین بتون مین
آنکھون مین ہے کچھ دل مین بسا اور ہی کچھ ہے

سوال پوچھو نہ مرے دل کا مری جان مجھسے
تم جو لے لوگے خوشی سے وہی قیمت ہوگی

نزع مین کہتے ہو حورون سے ہی سمجھنا مشکل
کیا تمھاری ہی سی انکی بھی طبیعت ہوگی

بوسہ مانگا جو پس وصل تو بولے ہان ہان
ابتو ہر وقت مری جان پر آفت ہوگی

دختر رز کا بھی جوبن نہ ابھارے جسکو
ایسی مُرزِل کسی زاہد کی طبیعت ہوگی

جب کہا مین نے کہ کچھہ دن ہی سے آنا تو کہا
شام سے پہلے ہی آئی تری شامت ہوگی

مستیان وصل مین عصمت کو تو سمجھا لین گی
نہ ٹلیگی مری دشمن جو نزاکت ہوگی

جیتے جی وہ نہوا صاف تو سمجھا مین امیر
مٹی دینے کے لئے گرد کدورت ہوگی

روز فرقت بھی ہمین وصل کی لذت ہوگی
گردش چشم پری گردش قسمت ہوگی

کیا خبر تھی کہ جوانی تری آفت ہوگی
بات کرنی بھی غریبون کو مصیبت ہوگی

کہیئے جو چاہیے مسجد مین جناب واعظ
آپ سے ہمسے تو میخانے مین حضرت ہوگی

کہتے ہین قہر کی حالت مین تو ہو طالب وصل
کیسے کھل کھیلو گے جب تمپہ عنایت ہوگی

ایک کی ایک کو ہوگی نہ خبر محشر مین
لیگی جو سبکی خبر وہ تری رحمت ہوگی

درد دل کہنے لگا مین تو وہ بولے بس بس
بیٹھے بیٹھے سن لینگے جو فرصت ہوگی

گدگدا بھی نہین سکتا مین شب وصل انکو
لب نازک کو ہنسی سے بھی اذیت ہوگی

صبح سے جب یہ غضب آگ ہی عکس رخ سے
دن چڑھے کیا ترے آئینے کی صورت ہوگی

نار دوزخ پہ گمان ہے مجھے اے شاہد حسن
شوخ ہے تو کوئی تیری ہی شرارت ہوگی

قہر کے رعب سے پیچھے جو ہٹین گے مجرم
دل بڑھاتی ہوئی آگے تری رحمت ہوگی

حسرت مردہ بھی نکلیگی نہ میرے دل سے
اسی ویرانے مین اسکی کہین تربت ہوگی

لاش دیوانۂ گیسو کی یوہین گڑوا دو
کنگھی چوٹی سے تمھین کاہے کو فرصت ہوگی

ہونٹھ کو ہونٹھ ترے چومتے ہین لکنت مین
یہ نئی بات ہے اب تجھسے رقابت ہوگی

واعظا اک وقت مین دو کام نہین ہو سکتے — توبہ کر لین گے جو مے پینے سے فرصت ہوگی

بے گناہون کا کیا خون اسی ظالم نے — نا امیدی سے امیدون کو شکایت ہوگی

طپشِ برق کے ہین طور پر اب تک چرچے — کبھی تڑپی ترے دیدار کی حسرت ہوگی

دیکھ اے دل کہین دہوکا نہ حیا کا کہنا — شرم کی آڑ مین پوشیدہ شرارت ہوگی

جب کہا ضعف سے مرتا ہون تو ہنسکر بولے — اُس سے کیا ٹوٹے گا دم جسمین نہ طاقت ہوگی

عرصۂ حشر کہان رند خرابات کہان — جائین گے پینے پلانے سے جو فرصت ہوگی

کہتے ہین سب کچھ ابھی ہے جو شب وصل آئے — پھر نہ آنکھون مین مروت نہ اطاعت ہوگی

ذکر حشر آتا ہے قاتل تو یہ سوچ آتا ہے — ہاے اُس روز تجھے کیسی ندامت ہوگی

نزع مین آپ کہان آئے ہین اُٹھیے اُٹھیے — جائیے جائیے ہونی ہے جو حالت ہوگی

حشر مین بھیڑ گناہون کی تو ہوگی پیچھے — اور گنہگارون کے آگے تری رحمت ہوگی

درد بھی اُٹھکے شبِ ہجر مین کہہ اُٹھتا ہے — بہائی مجھسے نہ ترے دل کی رفاقت ہوگی

پھر آیا ہے عیادت کو تڑپ اور اُٹھیے
اُٹھ کھڑا ہوگا وہ ٹھہری جو طبیعت ہوگی
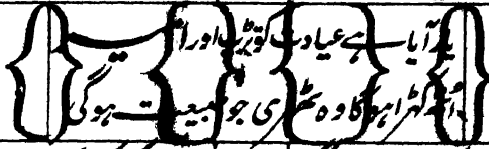
کہتے ہین دم بھی نہ نکلے گا جو الفت ہوگی — جان بھی کیا کوئی ظالم تری حسرت ہوگی

شیخ جی یون ہی جو مے پینے کی عادت ہوگی — ایک دن رہن یہ دستارِ فضیلت ہوگی

آرزو وصل کی اس ڈر سے نہین کر سکتا — دل شکستہ مرے ہمدم تری فرقت ہوگی

قہر پہنچے گا نہ محشر مین گنہگارون تک — راہ روکے ہوئے گھیرے ہوئے رحمت ہوگی

بے سبب دل نہین بیچین ہوا جاتا ہے — چٹکیان لیتی کسیکی کوئی حسرت ہوگی

کچھ بھی نکلی نہ ترے فتنۂ قد کے آگے — سمجھے تھے کوئی بڑی چیز قیامت ہوگی

دل کو بہلائیگی تسکین کسیکی تصویر — جان بچنے کی یہی ہجر مین صورت ہوگی

ابھی بیٹھے ہو تو آفت یہ ہے آفت برپا — اُٹھ کھڑے ہوگے تو ایجاد قیامت ہوگی

چلتی ہے کہین خواہشِ دیدار دوبارہ
پہر برق سرِ طور کسی روز نہ چمکی

ہر چند وہ کم عمر بہت ہین پر ابہی سے
رفتار قیامت کی ہے باتین ہین ستم کی

ہے غیر کے سینے مین جو داغِ غمِ ابرو
روشن ہے صنم خانے مین قندیل حرم کی

آتے ہین بہت منزلِ ہستی مین مسافر
دیتا نہین پر کوئی خبر اہلِ عدم کی

تہا دہیان امیر اُسکی گلی کا جو پسِ مرگ
آئی مرے مرقد مین ہوا باغِ ارم کی

طوفان مرے رونے کے سمندر سے بڑہینگے
انجم کے چراغ آہ کی صرصر سے بڑہین گے

جنت کے جو طالب ہون سدہارین سوے جنت
اپنے نہ قدم کوچۂ دلبر سے بڑہین گے

ہر چند لڑکپن مین ہے بوٹا سا قد اُنکا
ہونے دو جوان سرو و صنوبر سے بڑہین گے

قسمت سے جو پایا شرفِ خدمتِ مہدی
پہلے قدم اپنے صفِ لشکر سے بڑہین گے

دوزخ کے سزاوار نہ فردوس کے قابل
ہم لوگ شمارِ صفِ محشر سے بڑہین گے

کام آئینگے محشر مین امیر اشکِ غمِ شاہ
قیمت مین یہ قطرے دُر و گوہر سے بڑہین گے

جان لیکر بہی نہین دل سے یہ ہٹنے والے
تیرے گیسو ہین بلا ہو کے لپٹنے والے

آج تو دعوتِ مے آپ کو کرنی ہوگی
رندیون حضرتِ واعظ نہین ہٹنے والے

کی نظر بہی تو نگاہِ غلط انداز سے کی
تیر بہی تمنے لگائے تو اُچٹنے والے

کوے قاتل مین جو چلنا ہو چلو مشتاقو
ہار زخمون کے ہین سرکار مین بٹنے والے

دامن اُس گل کا یہ کہتا ہے کہ ہمکو نہ چہوو
ہم لجالو سے بہی بڑہکر ہین سمٹنے والے

دست جانان سے گریبان کے اُڑینگے پرزے
اے جنون یہ ترے ہاتہون نہین پہٹنے والے

میان مین تیغ وہ کرتا ہے تو کہتی ہے قضا
اور دو چار گلے ہین ابہی کٹنے والے

اپنے مشتاقون سے گہونگٹ نہ کرای شاہدِ مرگ
ہین یہ شمشیر برہنہ سے لپٹنے والے

صبح کو ہوگا گلہ چوس لی مسی میری
صدقے اُن ہونٹھون کے جنسے یہ شکایت ہوگی

بڑھ رہی ہے صفتِ زلف نمود اسکی امیر
آگے بڑھکر یہی چوٹی کی ریاست ہوگی

ہر قدم پر جو یہی ناز کی صورت ہوگی
مین تو کیا تجھ پہ فدا تری نزاکت ہوگی

ہاے کیا نزع مین اُسوقت قیامت ہوگی
جان جب حسرتِ دل سے مری رخصت ہوگی

دل تڑپتا ہے لحد مین تو یہ آتا ہے خیال
یون ہی بیچین مری ہجر مین حسرت ہوگی

بجلی چمکی جو تبسم کی تو بولا وہ شوخ
کسی بیچین طبیعت کی شرارت ہوگی

بڑی سرکار ہے وہ میرے گنہ تھوڑے ہین
ہاے کیا حشر مین رحمت سے ندامت ہوگی

اُنکی تصویر سے اے دل نہ لپٹ ورنہ انہین
ترے آغوش تصور سے بھی نفرت ہوگی

بے سبب نفس کشی کیا فقرا کرتے ہین
ترک لذت مین بھی اُنکو کوئی لذت ہوگی

دیکھ لیگا مری حالت جو محبت مین تو پھر
کوئی کمبخت ہی ہوگا جسے الفت ہوگی

سنتے ہین آج اُدھر جائیگا وہ حشر خرام
ہاے کیا گورِ غریبان مین قیامت ہوگی

وصل کی سنکے دعا تمنے بھی آمین کہی
اب اثر صدقے تو قربان اجابت ہوگی

چھوٹے سے قد پہ نہ اُس زلف کے جانا اے دل
ابھی آفت ہے بڑھیگی تو قیامت ہوگی

چار دن کا ہے تر اطنطنہ منعم اک روز
کوسِ رحلت ترے دروازے کی نوبت ہوگی

سخت جانی مجھے مرنے جو نہ دیگی دمِ ذبح
ہاے رسوا مرے قاتل کی نزاکت ہوگی

روزِ محشر نے درازی یہ کہان سے پائی
پردہ حشر مین میری شبِ فرقت ہوگی

کبھی آئیگا وہ دل مین کبھی آنکھون مین امیر
یہی خلوت مری ہوگی یہی جلوت ہوگی

مدحِ مژہ اُس رشکِ قمر کی جو رقم کی
چمکی وہ عبارت کہ رہی نوک قلم کی

کیا راہبری موت نے کی خضر کی صورت
بند آنکھ ہوئی تھی کہ کٹی راہِ عدم کی

وہ مجرم ہون گنہ کا عذر بھی مین کر نہین سکتا
کہ رحمت اوسکی شرماتی ہی میری عذرخواہی سے

سلامت اشک حسرت سے رقیبون کی نہ ڈرا دل
ہوا دامان یوسف پاک لڑکے کی گواہی سے

زوال حسن مین یون چہرۂ جانان پہ خط نکلا
نکل پڑتے ہین لڑکے جسطرح گھر کی تباہی سے

جو پلے پر ہے رحمت دیکھ لینا حشر آنے دو
گنہگاری مری جیتے گی میدان بیگناہی سے

مین وہ غربت زدہ ہون میری غربت جیسے دیکھی ہی
گلے مل مل کے رہزن روتے ہین ایک ایک راہی سے

زبان کاٹین جو کم رزقی کا اب آئے گلہ لب تک
تبرک ملگیا ہمکو بھی درگاہ الٰہی سے

خدا سے ڈر نہ کر اے روح عزرائیل کا شکوہ
کہ ہر جلاد گردن مارتا ہے حکم شاہی سے

بیابان مرگ ہین اہل وطن کا شک گزرتا ہے
لپٹتی ہے ہماری خاک امید ایک ایک راہی سے

وہ خوش ہنگام آرایش ہین اپنی کجکلاہی سے
لرزتا ہے مرا دل آئنے کی کجنگاہی سے

لڑی یون آنکھ اپنی چشم قاتل سے تہ خنجر
سپاہی روز میدان جیسے لڑتا ہے سپاہی سے

فراموشی جو انکی ہے تو ہم بھی ٹال جائینگے
خطا ثابت کرے کون اپنے ذمے عذرخواہی سے

خدا سے ڈر نہ کر اندھیر اے بخت سیہ اتنا
دبے جاتے ہین گیسوے بتان تیری سیاہی سے

سنا ہے غیر سے ہمنے کہ تم ہو حسن مین یکتا
یہ دعوے سچ مگر ثابت ہوا جھوٹی گواہی سے

مرا دل اوستمگر چلتے چلتے کر دیا چھلنی
لگائین برچھیان مڑ مڑ کے کیا کیا کج نگاہی سے

زوال حسن ہے اب کیون تمہارے گرد ہین عاشق
کہو رخصت ہون پروانے چراغ صبحگاہی سے

شب فرقت کا خاکا کھینچکر نقاش قدرت نے
بھرا ہے رنگ شاید گور کافر کی سیاہی سے

سوال مے کہین ساقی سے تیری دست کرتے ہین
کھلا ہوگا کبھی منھ تو کھلا ہوگا جماہی سے

کہان ہین مضطرب ہمسے جہان مین بارہا ہمنے
تڑپنا لوٹنا چھڑوا دیا ہے برق و ماہی سے

ہمارے دل کا آئینہ سر محفل تو پہنچا ہے
زیادہ اب ہے بیتابی تو انکی کم نگاہی سے

سیہ طالع تو ہون پر ہین دو عالم مجھسے یون روشن
کہ نور آنکھون مین ہے جسطرح پتلی کی سیاہی سے

شان اللہ کی اُس بزم مین ناصح بھی ہین چپ
بت سبنے بیٹھے ہین ہر بات کے رٹنے والے

عشق پیچے پہ نظر کرے ہے اگر عاشقِ قد
کہ درختون سے لپٹتے ہین سپٹنے والے

قیمتِ جام مین کرتے ہین طلب دولتِ جم
دام کب بادہ فروشون سے ہین پٹنے والے

خون ہو طالبِ دیدار کا یا دم اُٹھے
وہ تو پردہ نہین چہرے سے اُلٹنے والے

تہا ابھی وصل کا اقرار ابھی سے ہے انکار
بارک اللہ زبان دیکھے پلٹنے والے

رہنے دو تم ابھی دیوان کو چھانٹو نہ امیر
آپ چھٹ جائینگے جو شعر ہین چھنٹنے والے

میرے گہر راتدن اشکون کی جھڑی رہتی ہے
ہاتھ باندھے ہوئے برسات کھڑی رہتی ہے

بیخودی مین بھی مین دیدار سے محو دم نہین
دل کہین ہو مگر آنکھ اُس سے لڑی رہتی ہے

اور پردے نہین ہوتے جو شبِ وصل تو کیا
بیچ مین شرم کی چلمن تو پڑی رہتی ہے

کس طرح کرتے تھے اورون کے جگر مین سوراخ
نوک مژگان تو مرے دل مین گڑی رہتی ہے

وادیِ عشق وہ وادی ہے جہان مر کے امیر
برسون بے گور و کفن لاش پڑی رہتی ہے

جو نازک طبع ہین محفوظ ہین قہرِ الٰہی سے
کبھی چھالے حبابون کے نہ پھوٹے خارِ ماہی سے

یہ آب و تاب ہے دو چار دن دولت پناہی سے
ٹپک جائین گے آنسو بنکے موتی تاج شاہی سے

ملا کیا من و سلوی ہمکو بھی فضلِ الٰہی سے
مزے اُٹھے مے صاف و کباب مرغ و ماہی سے

وہ آنکھین دیکھکر عاشق کو اپنے پہیر لیتے ہین
خدا کی شان رہزن بہاگتے ہین دور ہی سے

بنائی ظالم و مظلوم کی شکل ایک گردون نے
مشابہ دام ماہی گیر بھی ہے پشت ماہی سے

بہت مشتاق ہون دو بول قاضی آکے پڑہجائے
ہوئی ہے دخت رز ہشیار اب فضلِ الٰہی سے

نکلی جنت مین زلف حور تو جنت سے مین بھاگا
ڈرا اتنا اسقدر شبہائے فرقت کی سیاہی سے

کیا دریا کو یہ صحرا ہماری گرم آہون نے
کہ رو مین مچھلیان پانی کی لگکر [illegible]

اس بانکپن سے قتل ہوا ہون کہ کہہ اُٹھے
ایسا ہو جان نثار تو قربان جائیے

مانی ہین ہین نے سیکڑون باتین تمام عمر
آج آپ ایک بات مری مان جائیے

کہتے ہین آکے در پہ مرے پائیگا کیا
ہان خاک چھاننی ہو اگر چھان جائیے

یہ رشک بد بلا ہے دمِ رخصتِ حبیب
کیونکر کہون خدا ہے نگہبان جائیے

محشر مین بھی شہیدِ محبت کو ہے یہ رٹ
اک ہاتھہ اور بھی ترے قربان جائیے

آئے ہین بال کھولے دمِ نزع اسلیے
دنیا سے جائیے تو پریشان جائیے

جانے کو منع مین نہین کرتا مگر حضور
دل سے مرے نکال کے ارمان جائیے

اُن چیتونون سے کہتی ہین یہ حسرتین مری
ان ناوکون سے سینہ و دل چھان جائیے

ہون آشنا خدا سے تو کعبے کو جائین ہم
ہو میزبان اے [illegible] تم مہمان جائیے

بالین پہ آپ ہین تو نکلتا نہین ہے دم
مشکل کو میری کیجیے آسان جائیے

کیا ہند مین کمی ہے معشوق کی امیر
شیراز جائیے نہ خراسان جائیے

چاندنی مین جو وہ آجاتا ہے
چاند کو داغ لگا جاتا ہے

کسقدر زار ہے عاشق تیرا
رنگ کے ساتھہ اُڑا جاتا ہے

سر بکف مین ہون وہ شمشیر بکف
فیصلہ آج ہوا جاتا ہے

آئنہ دیکھکے شرمائین نہ آپ
دیکھیے کوئی کھیا جاتا ہے

دل لگی سمجھے ہو دل کا آنا
جان جاتی ہے جب آجاتا ہے

اتنی تیزی نہ کرا اے نشۂ حسن
کوئی بیہوش ہوا جاتا ہے

کہیے مطلب کی جو اُس سے تو امیر
سُنکے وہ صاف اُڑا جاتا ہے

عکس آئینہ سے یہ ظاہر ہے
تو ہی اول ہے تو ہی آخر ہے

آئی وہ بہی دن آئے کہ وہ بت مجکو بلوائے — کہون مین ایک دم فرصت نہین یاد الٰہی سے

امیر اب جلد ہستی سے چلو سوے عدم اُٹھو
سنانے گی اجل کچھ فائدہ کیا عذر خواہی سے

رتبہ شہیدِ عشق کا گر جان جائیے — قربان ہونے والے پہ قربان جائیے
اچھی نہین اطاعتِ عاشق کی عادتین — کہنا رقیب کا نہ کہین مان جائیے
خنجر کمر سے کھینچکے گردن پہ رکھدیا — اور بولے اب تو کہہ ترے قربان جائیے
کہتے ہین گہر مرا کوئی حسرت کدہ نہین — صاحب یہان نہ چھوڑکے ارمان جائیے
عاشق کی لاش پر ہے کچھ اظہارِ غم ضرور — صورت ذرا بنا کے پریشان جائیے
ہمکو تو ہائے کوئی کہین پوچھتا نہین — پوچھے تو لاکھ مرتبہ مہمان جائیے
قاضی سے جاکے دار قضا مین کوئی کہے — سبزی قلندرون کی ذرا چہان جائیے
اچھا ہوا کہ حضرتِ دل وان دہرے گئے — کس نے کہا تہا بنکے نگہبان جائیے
جیسا ہو دیس بھیس بہی ویسا ہی چاہیے — جنگل کو چاک کرکے گریبان جائیے
کہتے ہین بوسہ دیکے مین آفت مین پڑگیا — رٹ ہے اک اور بہی ترے قربان جائیے
مٹی نہ دیجئے مجہے اچھا نہ دیجئے — اچھا ملا کے خاک مین ارمان جائیے
جوڑا نہ آپ آئنہ خانے مین کہولیے — ایسا نہو کہ ہوکے پریشان جائیے
آخر ہوئے نہ حضرتِ دل آپ وان ذلیل — ہان اور دوڑ دوڑکے مہمان جائیے
آخر ہے رات وصل کی کب تک نہین نہین — بس بس خدا کو مان کے اب مان جائیے

خلوت مین اُسکے دل کو تو لیجائیے امیر
پر دل مین کوئی لیکے نہ ارمان جائیے

پہچان پر ہے ناز تو پہچان جائیے — کیا ہے ہمارے دل مین بہلا جان جائیے
گہر غیر کے مزے سے مری جان جائیے — شوخی و شرم دو ہین نگہبان جائیے

ایک سیدھی نگاہ پر تیری
لاکھ بانکون کا بانکپن صدقے

تو وہ ہے شمع انجمن جس پر
انجمن کی ہے انجمن صدقے

خطِ عارض پہ سبزہ زار نثار
گلِ رخسار پر چمن صدقے

دخترِ رز کو دیکھ لے جو کبھی
کہہ اٹھے شیخ جان من صدقے

تیرے کوچے سے گھر کو کیا نسبت
ایسی غربت پہ سو وطن صدقے

یاد آتا ہے اُن کا یہ کہنا
تجھ پہ مین اے امیر من صدقے

منکسر وہ ہین ہمارا گھر بنے اور ٹوٹ جاے
اُٹھتے ہی دیوار بیٹھے در بنے اور ٹوٹ جاے

غیر نے تدبیر کی ہے پر نہو اس بت سے وصل
یہ طلسم اے خالقِ اکبر بنے اور ٹوٹ جاے

وعظ ہے مدِنظر واعظ کو رندون کی ہنسی
بدشگونی ہو کہین منبر بنے اور ٹوٹ جاے

دلشکستہ کیون نہ بعدِ مرگ ہون ہم اے کلال
جب ہماری خاک سے ساغر بنے اور ٹوٹ جاے

تیغ آہن کا ہے میری سخت جانی سے یہ حال
جیسے مٹی کا کوئی خنجر بنے اور ٹوٹ جاے

ہون وہ دیوانہ جو رکھون دشتِ وحشت مین قدم
خار چھالون مین مرے نشتر بنے اور ٹوٹ جاے

کشتیِ مے جوشِ وصلِ گل سے ہے اس زور پر
توبۂ زاہد میان لنگر بنے اور ٹوٹ جاے

بحرِ ہستی مین تنِ انسان حباب آب ہے
آن واحد مین نہ کیون یہ گھر بنے اور ٹوٹ جاے

دلشکستہ ہون کھنچے مانی سے کیا پوری شبیہ
پاؤن کھنچکر ہون شکستہ سر بنے اور ٹوٹ جاے

برہمن تجھسے جو اُس بت کی کھون سنگین دلی
سنتے سنتے دل ترا پتھر بنے اور ٹوٹ جاے

آنکھ تیری آکے گردش مین جھپک جاے اگر
اک نگہ مین ساقیا ساغر بنے اور ٹوٹ جاے

ہے زمین سست مین برباد کاوش اے امیر
جیسے ریگستان مین چاہ اکثر بنے اور ٹوٹ جاے

یون آنسوؤن سے ہے دلِ مضطر کی خرابی
برسات مین ہو جیسے کسی گھر کی خرابی

وصل اُس بت سے ہو جو ہمکو نصیب — کچھ تعجب نہین وہ قادر ہے

جان سی چیز دی نہین جاتی — پر کرون کیا تمہاری خاطر ہے

قتل مین کس لیئے ہے اب تاخیر — آپ موجود بندہ حاضر ہے

کب سرِ معرکہ یہ بڑھکے ٹلا — قدم اپنا ہی حکم نادر ہے

کوئی مہمانسرا ہے یہ دنیا — جو ہے اس گھر مین وہ مسافر ہے

اولِ عشق مین یہ حال امیر
تو تو آغاز ہی مین آخر ہے

غیر کے پہلو مین یار دیکھیئے کب تک رہے — جانِ حزین بیقرار دیکھیئے کب تک رہے

پہول تو سب باغ [illegible] — گلبدنون کی بہار دیکھیئے کب تک رہے

نرگسِ شہلا ہے مست جامے سی باہر ہے گل — حسنِ عروسِ بہار دیکھیئے کب تک رہے

ساقیِ پیمان شکن گھر سے نکلتا نہین + — نشۂ مے کا خمار دیکھیئے کب تک رہے

روز نئے دل وہان پھنستے ہین جا کر امیر
یار کو شوقِ شکار دیکھیئے کب تک رہے

کہون کیا کہ وہ شوخ کیا آدمی ہے — عجب چال کا گھات کا آدمی ہے

نہین مردمِ چشم یہ ہے کسوٹی + — نگاہون مین اچھا برا آدمی ہے

جو سمجھے کہ مین ہون زمانے سے چھوٹا — وہی فی الحقیقت بڑا آدمی ہے

بتون مین خدائی کا جلوہ دکھایا — برہمن بھی کیا باخدا آدمی ہے

بُرائی مری سنکے غیرون سے بولے — یہ سب سچ مگر ہاے کیا آدمی ہے

امیر اُسکی ہے لامکان تک رسائی
فرشتے سے بھی کچھ سوا آدمی ہے +

کوچۂ یار پہ جنت صدقے — سنگِ محبوب پہ ہیرے صدقے

درنگ کیا دیکھیے ہو دینا کریم کیا پوچھتا ہے اُس سے
گواہ تغیرِ حال ہی ہے گدا کی صورت سوال ہی ہے

یہ کسکو دیکھا کہ ہوگئی چپ ہوئی فراموش ساری ہو حق
پڑے ہیں مثلِ مریض صوفی کرینگے کیا وجد حال ہی ہے

بٹھا کے در پر رقیب کو وہ مرے گھر آئیں گے دیکھنے کو
خوشی تو ہے میرے دل کو لیکن شریک کچھ کچھ ملال ہی ہے

کہے یہ زاہد سے کوئی جاکر کہ میری بخشش کا کیوں ہے منکر
گناہ کرتا تو ہوں میں بیشک مگر مجھے انفعال ہی ہے

اگرچہ افلاس میں ہوں لیکن نظر ہے میری بلند اتنک
عروسِ دولت کو خاک چاہوں نظر میں میرے یہ مال ہی ہے

وہ قد قیامت وہ خال آفت غضب کے تیور بلا کی چتون
نگاہ ناوک ہے برق ہی ہے کمان ہے ابرو ہلال ہی ہے

بتوں کی الفت سے باز آؤ خدا سے پیری میں لو لگاؤ
امیر دنیا سے ہاتھ اُٹھاؤ ضرور فکرِ مآل ہی ہے

ہاتھ طوقِ گردنِ مینا کیے
میکدے میں ہم مزے لوٹا کیے

ہم وہ میکش تھے کہ پی جب تک شراب
[illegible]امنِ قاضی سے منہ پوچھا کیے

حضرتِ ناصح یہاں آئے تھے آج
دیر تک کچھ بیٹھے جھک مارا کیے

آئنے کو تمنے دکھلایا جمال
ہم کنارے بیٹھے منہ دیکھا کیے

مٹ گئے جب داغِ دل بولا وہ گل
پھول جو ہمنے دیے تھے کیا کیے

دخترِ رز آئی ہمارے پاس امیر
اور میکش دور سے تاکا کیے

دن جوانی کے گئے پیری سفر کا وقت ہے
رات گزری چونک اے غافل سحر کا وقت ہے

چشم پوشی سے تغافل سے حذر کا وقت ہے
دم ہے آنکھوں میں ترحم کی نظر کا وقت ہے

وصل کی شب کچھ ابھی ہے یا سحر کا وقت ہے
کان بجتے ہیں الٰہی یا گجر کا وقت ہے

گھر کہاں جاؤ گے خسخانے میں چلکر سو رہو
دھوپ پڑتی ہے غضب کی دوپہر کا وقت ہے

اضطرابِ دل ہوا پیدا جو ہنگامِ دعا
ہو گیا پورا یقین مجھکو اثر کا وقت ہے

اسقدر رہو رہرو کیا پاؤں پھیلائے ہوے
زنگ کی آواز آتی ہے سفر کا وقت ہے

ہے قالب بیجان کی طرح روح سے خالی
کیا پوچھتے ہو مجھسے مرے گھر کی خرابی

دل خاک ہو آباد جو برباد کرے عشق
ظالم ہو جو حاکم تو ہے کشور کی خرابی

واعظ سے کہے کوئی کہ اسد ریا چھوڑ
تا چند یہ محراب کی منبر کی خرابی

سو گنج روان دین عوض اک جام کے میکش
مصرف کے لگے ہاتھ تو ہے زر کی خرابی

ہر چند کہ ہو صاف سخن لاف ہے بیجا
ہوتی ہے گرج جانے سے گوہر کی خرابی

ہے سست مضامین سے امیر اپنی غزل سست
ہے ناخلف اولاد سے اس گھر کی خرابی

کیونکر رہین نہ اُسکی نظر سے گرے ہوے
ہمسے ہمارے طالع بد ہین پھرے ہوے

فرہاد و قیس و نل کا جہان ذکر آگیا
اپنی بہی عاشقی کے وہان تذکرے ہوے

ساقی ہو برق مے کہین شیشے سے جلوہ گر
گلشن پہ کیا سیاہ ہین بادل گہرے ہوے

اللہ ہے کہ جان عزیزون کی اب بچے
ترکون کے نیچون پہ ہین چھٹے چرے ہوے

جیسے پڑی ہے آنکھ کسی روے صاف پر
ہین مہر و ماہ دونون نظر سے گرے ہوے

اللہ رے انقلاب زمانہ کہ اندنون
جو اس سے کر پڑے تھے وہی اس سر ہوے

پلکون کو اور یار کی آنکھون کو دیکھ لو
نیزون مین دو غزال ہین گویا گہرے ہوے

دیوان مین لکھدیا جو کبھی ضعف دل کا حال
بحرین ہو مین خفیف ورق جہر جہرے ہوے

گیسو کا بوسہ دین وہ اگر لیکے نقد دل
نقصان نہین ہے دام مین اپنی ترے ہوے

کیا منہ چڑہ ہین گے خال رخ یار کے امیر
انجم ہین آپ اپنی نظر سے گرے ہوے

جبین قمر ہے ہلال ابرو تو چہرہ غصے سے لال بہی ہے
بتون سے ظاہر ہے شان خالق جمال بہی ہے جلال بہی ہے

مین تیرہ بختی سے اپنی خوش ہون کہ تیرہ وہ زلف و خال بہی ہے
خدا کے گھر کا غلاف کالا سیاہ رنگ بلال بہی ہے

کشیدہ ابرو ہین اُس قمر کے تو روے پرنور لال بہی ہے
سپہر خوبی پہ ہے یہ ثابت کہ مہر بہی ہے ہلال بہی ہے

بلاتی شام غم اے صبح وصلت
نکالا تو نے آکر بسکہ گھر سے

تڑپنے کا مزہ جی بھر کے لیلون
ذرا تھم تھم کے درد اٹھے جگر سے

مبارک تجکو اے شوق شہادت
وہ لی تلوار قاتل نے کمر سے

ستم ہے تیرے ہوتے آب پیکان
مرا دل بوند بھر پانی کو ترسے

ہجوم آرزو ہے وقت آخر
پتنگے سے لپٹے ہین شمع سحر سے

خدا کو رحم آیا بیکسی پر
کہان پہنچا ہون مین گر کر نظر سے

مسی چھوٹی ہوئی سوکھے ہوئے ہونٹھ
یہ صورت اور آپ آتے ہین گھر سے

ذرا ٹھہرو ابھی جوڑا نہ کھولو
نزاکت پوچھ لے پہلے کمر سے

وہ آئینے سے اپنے پوچھتے ہین
کوئی ہمسا بھی گزرا ہے نظر سے

بلا لو سامنے دیکھو تو کیسا
تڑپ کر آئینہ نکلا ہی گھر سے

ہدف ہونے کو اللہ ری تمنا
جگر آگے ہے دل سی دل جگر سے

تڑپ اس برق کو مین نے سکھائی
چمک ہے درد کی میرے جگر سے

خدا حافظ ہے اب میری نظر کا
کہ لڑنے جاتی ہے اسکی نظر سے

نہین سنتی اجل بھی میری فریاد
مگر سیکھے ہین یہ غمزے اثر سے

تبسم نے نمک چھڑکا یہ کہکر
مین ہنستا ہون ترے زخم جگر سے

امیر اس قتلگہ کو لیچلا ہے
لپٹ کر خود مرا دامن کمر سے

حشر مین جسنے کہا بندہ خطاکارون مین ہے
رحمت اسکی بولی چل تو کن گنہگارون مین ہے

پھنک رہا ہون ہجر مین پر دھیان رخسارون مین ہے
جان پہولون مین پڑی ہے جسم انگارون مین ہے

مغفرت کا تو جو طالب ہے تو زاہد آ ادھر
پیار کرتی ہے وہ میخوارون کو میخوارون مین ہے

مین ہون عاجز اور اسکو عاجزی محبوب ہے
بے نیازی اسکی میرے نازبردارون مین ہے

نہ تجھے تیرے مرنے کے یہ دن نعیم
خدا جانے کسکی نظر کہا گئی

اُدہر شرم ادہر توبہ ٹوٹی امیر
شکست آج دونون طرف آگئی

اُسکی شوخی شرار مین ہی اُسکی گرمی چنار مین ہے
وہ آب ہر سبزہ زار مین ہی وہ لالہ ہر کوہسار مین ہے

ہوا ہی اس زلف و رُخ کا سودا نہین ہے ہمکو قرار یک جا
حلب مین ہی ایک پاؤن اپنا تو ایک ملک تتار مین ہے

ہوی ہین ہم داغ کہل کے آخر اثر ہے سوزِ جگر کا ظاہر
لحد پہ طاؤس ہین مجاور مزار بہی لالہ زار مین ہے

جو حالِ چشم پُرآب کہیے تو بادلون کا جواب کہیے
مرے پہ ہمکو سحاب کہیے کہ اب بہی دریا غبار مین ہے

ہوا ہی بے روح جیسے پیکر ہمین ہے سیرِ جہان میسر
زمین مین گر گر کے فلک پر چڑہا ہوا اپنا اتار مین ہے

نہین مین رنگِ لباس ہر گل نہین تلون سی کام بالکل
مین اس چمن مین ہون لحن بلبل کہ ایک صورت ہزار مین ہے

کہلا [illegible] ہر ایک [illegible] تب کا ہو گیا ہشیار
کلال جلدی بنا سے ساغر خراب مٹی مزار مین ہے

چلی ہی آنکہون مین تیغ قاتل عجب ہے بیٹھا ہی اب بہی غافل
دیت وہ کس کسکو دیگا اے دل کہ ایک کوڑی کٹار مین ہے

گئی جو ہم سے سوے دشت وہان ہون کہلا یہ ہم پر جنون مین مضمون
نہین بگولے یہ خاک مجنون تلاش محمل سوار مین ہے

ہوا مین ہر چند غم سے بیجان گیا نہ سوزِ فراقِ جانان
پس فنا بہی یہ جسم سوزان شرار سنگِ مزار مین ہے

نئی ان اشکون مین ہی روانی کہ پہول کہلتے ہین ارغوانی
شریک شاید چمن کا پانی خمیر جسم نزار مین ہے

گدا نے روکر بہت پکارا جواب اندر سے کچہہ نہ آیا
بخیل در بند کرکے بیٹہا کہ کوئی مردہ مزار مین ہے

ہوے جہان سی عدم کو راہی وہی ہی فرقت کی پر تباہی
مکان مین میرے جو تھی سیاہی وہی اندہیر مزار مین ہے

امیر کو کسنے تشنہ مارا کہ اب بہی پانی کا ہے تقاضا
غبار اُٹہتا نہین ہے بیجا تلاش ابرِ بہار مین ہے

کہین یہ بہی نہ چہپ جاے نظر سے
نزاکت لپٹی جاتی ہے کمر سے

وہ فتنہ حشر مین اُٹھنے کو تر سے
گرائے تو جسے اپنی نظر سے

نہ آیا تیر جب کوئی اُدہر سے
لپٹ کر خوب رویا دل جگر سے

سوال بوسہ لب تک کیونکر آئے | حیا آتی ہے چشم شرمگین سے
حذر مے سے مسلم اور جو واعظ | ملے دستِ بتانِ نازنین سے
کیا کیا دخترِ رز نے وصل مین کام | نزاکت چھین لی اُس نازنین سے
یہ کسکا آستانہ ہے کہ سجدے | گرے پڑتے ہین آغوشِ جبین سے
صبا آتی ہے اٹھلاتی ہوئی آج | کوئی پیغام لائی ہے کہین سے
جفائے آسمان کی داستانین | سنو گورِ غریبان کی زمین سے
پسِ مردن تصور مین کسی کے | لپٹ جاتا ہون تربت کی زمین سے
چرا وبھیک مانگو اُن کو کیا کام | انھین روز اک نیا دل دو کہین سے
مقابل آئنہ ہے آنکھ اُٹھاؤ | ہنسو بولو کچھ اپنے ہمنشین سے
یہ غصہ ہے کہ دیکھا آئنہ کیون | حیا روٹھی ہے چشم شرمگین سے
وہ نقشِ دلنشین ہے نام تیرا | مٹے تو ہین مر [illegible] نگین [illegible]
چڑھاؤ تیوریان تم آئنے پر | تمھارے ناز اُٹھین گے ہمین سے
غضب کا وقت ہے ہوتی ہین رخصت | تمنائین نگاہِ واپسین سے
اجل بھی چیخ اُٹھی ہے ہمنے دمِ نزع | وہ چٹکی لی نگاہِ واپسین سے

امیر آئے وہ سب قسمت مین میری
مٹے جو بل حسینون کی جبین سے

جو تم ہو مرے دل مین تو دل یہی ہے | یہی گھر ہے لیلےٰ کا محمل یہی ہے
ترا دوست میرا عدو دل یہی ہے | ترا بسمل اور میرا قاتل یہی ہے
ستم ہے نکیلی چھری اُس نگہ کی | کلیجے مین رکھنے کے قابل یہی ہے
رہِ عشق مین جس جگہ گر پڑا مین | کہا ضعف نے تیری منزل یہی ہے
نچھوڑونگا مین تیرے ناوک کو ظالم | کہ حسرت بھرے دل کا قاتل یہی ہے

ڈھونڈتا ہے اسکو اے زاہد تو اپنے دل مین ڈھونڈ
چھت مین کعبے کی نہ وہ کعبے کی دیوار و نمین ہے

شوخ وہ ہم مضطرب وہ نازنین ہم ناتوان
ملتی جلتی یار سے ہے بات جو یار و نمین ہے

حشر کے دن دیکھکر آغوش رحمت مین مجھے
پوچھتی ہے خلق تو کسکے گنہگار و نمین ہے

کیا نمود آفتاب حشر داغون کے حضور
وہ بھی اک چھوٹا سا انگارہ ان انگار و نمین ہے

اسکو اے ساقی اٹھا دے کام کیا اسکا یہان
یہ تکلف ہی ہے کیا سیکش جو میخوار و نمین ہے

حسن و عصمت دونون یکجا ہون یہ ممکن ہی نہین
گھر مین وہ پردہ نشین ہی شور بازار و نمین ہے

پوچھتی ہے میرے آنسو مرگ دشمن کی خوشی
ہون مین وہ ناشاد شادی میرے غمخوار و نمین ہے

ابر جب گھر گھر کے آتا ہے پلاتا ہے شراب
رحمت اسکی آج ساقی بنکے میخوارون مین ہے

لیتے آئی ہے اجل کسکو عدم کو جاے کون
اتنی طاقت اب کہان فرقت کے بیمار و نمین ہے

[illegible]
یار اگر یارون مین ہے عیار عیارون مین ہے

گھر [illegible] ہے ہجر کے دن ہی [illegible] وصل تھا
دل مین وحشت ہے در و نمین ہی نہ دیوار و نمین ہے

ہے صدا حاتم کی در پر میرے آقا کے امیر
یہ خدا رکھے عجب دربار دربارون مین ہے

مرا خنجر جو دست نازنین سے
چھری جھنجھلا کے لی چین جبین سے

یہ ظاہر ہے دل اندوہگین سے
کہ ظالم چوٹ کھا آیا کہین سے

اٹھے جب گرد باد آسا کہین سے
زمین کچھ لیکے اٹھے ہم زمین سے

کہان کا پردہ وقت رقص بسمل
نکل آئی کلائی آستین سے

بچونگا ہجر مین تو وصل کی شب
وہ مجھکو مار ڈالین گے نہین سے

نہین منہ سے جو نکلی پھر کہان ہان
خدا محفوظ رکھے اس نہین سے

کبھی چھپ کر بھی مجھکو دیکھ لے گی
ذرا پوچھو تو چشم شرمگین سے

اٹھایا بر ہی سے اسنے گھونگٹ
جبین پیدا ہوئی چین جبین سے

امیر اُس سے تیور مرے کہ رہے ہین
تری بانکی چتون کا بسمل یہی ہے

یہ کس بیدرد کس ظالم پر اپنا دم نکلتا ہے
یہ رہ رہ کر کلیجا چٹکیون سے کون ملتا ہے

ترے بیمار کا کام اب بڑی مشکل سے چلتا ہے
کہ درد اُٹھکر بدلوا تا ہے تب کروٹ بدلتا ہے

بہار آ پہنچی ہے شاید کہ دامان و گریبان مین
بہم یہ بحث ہے دیکھین تو کون آگے نکلتا ہے

ضرور آفت کوئی آئی ہے دل پر ورنہ اے ہمدم
تڑپتا لوٹتا کیون آنکھ سے آنسو نکلتا ہے

ترا بیمار اے عیسے نفس بگڑا ہے اب ایسا
سنبھالا بھی سنبھالے آکے تو وہ کب سنبھلتا ہے

ہمین دھڑکا ہے ایسا اُسکے اُٹھ جانیکا محفل سے
بدل جاتا ہے رنگ اپنا جو وہ زانو بدلتا ہے

حنا کیون دیکھکر اُسکو پسی جاتی ہے گلشن مین
لہو عشاق کا ملتا ہے مہندی کب وہ ملتا ہے

چھڑکتے ہین وہ افشان گیسوؤن پر خیر ہو دل کی
مسافر چھاؤن مین تارون کی گھر سے چل نکلتا ہے

خدا بھی عاجزون کی عاجزی سنتا ہے محشر مین
بڑی سرکار مین دربار مین یہ عذر چلتا ہے

رُلا دیتی ہین ہنستی صورتین ان خوبرویون کی
یہ ٹل اشک انہین پیاری کھلونون پر مچلتا ہے

یہ کسکی گرمیون سے پھنک رہی ہے شمع محفل مین
کہ پروانہ پرون سے شب کو پنکھا روز جھلتا ہے

زراسی جان ہے پر دل جگر پروانے کا دیکھو
کہ جلتی آگ مین کس شوق سے گر گر کے جلتا ہے

خرام ناز پر اُنکے گریبان چاک کرتا ہون
کسی کے پاؤن چلتے ہین کسیکا ہاتھ چلتا ہے

جو کہتا ہون کہ میرا دم نکلتا ہے تو کہتے ہین
ہمارے وصل کا ارمان تو یون ہی نکلتا ہے

تمہاری گرمیان آفت ہین ہجر و وصل دونون مین
کوئی دوزخ مین پھکتا ہے کوئی جنت مین جلتا ہے

عجب تقدیر پائی ہے امیر اس دار دنیا نے
نہین آتا پھر اس گھر مین جو اس گھر سے نکلتا ہے

بہار آ پہنچی ہے اب جام سے مستو نہین چلتا ہے
خدا چاہے تو رنگ گلشن عالم بدلتا ہے

گلے پر بیسے ارمان اُسکے خنجر کا نکلتا ہے
خرامان یون ہی جیسے باغ مین طاؤس چلتا ہے

مرے دل کو ٹھکرا کے مجھسے وہ بولے
بڑی دہوم جسکی تہی وہ دل یہی ہے

نہین اُسکو دشوار کچہ ذبح کرنا
مین ہون سخت جان سخت مشکل یہی ہے

وہ صورت تصور سے ہٹنے نپائے
ترا حُسن اے عشق کامل یہی ہے

مرے ناتوان دل کو دیکہا تو بولے
ہلا دے گا جو عرش وہ دل یہی ہے

اجل گور تک مجکو پہنچا کے بولی
مسافر ٹھہر تیری منزل یہی ہے

١ امیر اس کرم پر مین صدقے کہ اُسنے
کہا میری رحمت کے قابل یہی ہے

خفا جس سے عیسے ہے وہ دل یہی ہے
جو زندہ ہے مُردون مین شامل یہی ہے

تڑپ [illegible] دل نے مارا تو سمجھے
کہ بسمل کے پردے مین قاتل یہی ہے

[illegible] عشق [illegible] دم سے
مزے کا تو وقت آمین ایدل یہی ہے

[illegible] کا تو نے یہ سمجھا
کہ اُسکی شہیدون کی محفل یہی ہے

[illegible] سنبہالے
کڑی راہ الفت مین منزل یہی ہے

مری لاش پامال کرتا ہے ظالم
ارے جان دینے کا حاصل یہی ہے

تماشا مرے دل کے داغون کا دیکھو
چمن سیر کرنے کے قابل یہی ہے

کلی پہول کی ملکے چٹکی سے اُسنے
کہا مجھسے کیون آپکا دل یہی ہے

عدم مین فراقِ احبا کا غم کیا
یہین آئین گے سب کی منزل یہی ہے

مرا دل ہی دشمن ہے دلبر کرے کیا
وہ ہے مفت بدنام قاتل یہی ہے

کمال طلب ہے جو خود ہو وہ طالب
وہ کھنچ آئے خود جذب کامل یہی ہے

جسے شیشہ سمجھا ہے اے محتسب تو
نہ توڑ اِسکو ظالم مرا دل یہی ہے

عدو کو مین اُس بزم سے تو اُٹھاؤن
جگہ اُسکی دل مین ہی مشکل یہی ہے

دلِ دشمن اُس حور کا گھر بنا ہے
جہنم مین فردوس منزل یہی ہے

اٹھ اٹھ کے آنسو مرے لاتی ہے ترے ہونٹھوں کی یاد
اے پری مستی سے یاد دی گھٹا برسات کی

شیرۂ انگور کو کرتی ہے آب آتشین
آگ پانی مین لگاتی ہے ہوا برسات کی

رنگ مین ڈوبے ہوے ہین نو عروسان چمن
پتے پتے سے ٹپکتی ہے ادا برسات کی

میکدے مین بوتلون کے منہ سے اڑ جاتی ہین کاگ
ہوش مستون کے اڑاتی ہے ہوا برسات کی

مور ناچے کوئلین کوکین پپیہے بول اٹھے
وصل کے دن آگئے فصل آئی کیا برسات کی

جب دوپٹا سادہ اوڑھا تمنے دھانی ہوگیا
واہ کیا تاثیر رکھتی ہے ہوا برسات کی

آنسوؤن مین ڈوب جائین بدلیان اے چشم تر
اب تو زور اپنا بڑھا قوت گھٹا برسات کی

ڈالکر جھولا چمن مین تمنے جب گائے ملار
پینگ دینے کے لئے آئی ہوا برسات کی

کیا تری زلف سیہ کو دیکھکر شرما گئی
بھیگی بھیگی رات ہے اے مہ لقا برسات کی

ساقیا جام و سبو سے ایسی آرایش بڑھے
آ کے میخانے پہ صدقے ہو گھٹا برسات کی

ٹکرین لین ابر سے مستون نے پی پیکر شراب
کیا بلا ہوتی ہے [illegible] کی

برق چمکاتی ہوئی کہسار سے اٹھی نہین
نیچے کھینچے ہوے آئی گھٹا برسات کی

فرقت ساقی سے آنکھون مین جہان اندھیر ہے
جان پر مستون کے نازل ہے بلا برسات کی

جب چمن مین آگیا مستون کو ساون کا خیال
ساونی گاتی ہوئی آئی گھٹا برسات کی

پانی پانی کر دیا ہے چشم تر نے لاکھ امیر
چشمکین کرتی ہے اسپر بھی گھٹا برسات کی

بڑھتی ہے رونے سے مستون کے فضا برسات کی
آگئی کیا گھٹ کے آنکھون مین گھٹا برسات کی

ساقیا ہے جوش بارش جوش رحمت کی دلیل
ہم سیہ کارون سے نازش ہے بجا برسات کی

شوخیان ہین دختر رز کی کہ بجلی کی چمک
بوتلین ہین مے کی یا کالی گھٹا برسات کی

زاہدون کی توبہ ٹوٹی لڑکھڑایا پاے شیخ
کچھ عجب مستانہ رُت ہے ساقیا برسات کی

میکشون کے منہ سے جو اس فصل مین نکلی دعا
لے اڑی باب اجابت کو ہوا برسات کی

رفوگر دیکھکر میرے جنون کو ہاتھ ملتا ہے
گریبان کو رفو کرتا ہے تو دامن نکلتا ہے

یہ مطلب ہے فقط اپنا صنم خانے مین جانیسے
کہ اچھی صورتون کو دیکھکر کچھہ جی بہلتا ہے

ذرا تو نشہ کم ہو تو یہ پڑہوا تا ہے کیا واعظ
کہ بیہوشی مین کہتا کچھہ ہون مُنہ سی کچھہ نکلتا ہے

ہم اتنی بات پر خوش ہین کہ مذکور اپنی الفت کا
ہمیشہ ذکر حُسن یار کے ہمراہ چلتا ہے

کہین شادی کہین غم طرفہ دنیا کی دو رنگی ہے
پھٹتا ہے کفن کوئی کوئی کپڑے بدلتا ہے

نہین بیکار کوئی شے جہان مین کلک کو دیکھو
زبان گنگ ہے پر کام کیا اس سی نکلتا ہے

ترے نقش قدم سے دی ہی جو اسے ماہ رو نسبت
خوش ایسا ہے کہ اب پنجون کے بل طاؤس چلتا ہے

اگر چشم بصیرت ہے رفاقت سیکھ سایے سے
کہ رہرو جسطرف چلتا ہے یہ بہی ساتھہ چلتا ہے

کیا نالا اگر دل نے تو آنسو بہی روان ہونگے
کہ لشکر جمع ہوتا ہے علم جسدم نکلتا ہے

ذرا [illegible]
شجر کا کاٹنا کب کاٹنے والے کو پہلتا ہے

[illegible]
مگر ہے دوپہر سا یا کہ دن اُسین ہی ڈہلتا ہے

وہ شا[illegible] سے مشہور عالم ہے سخن جسکا
کہ نام انسان کا اولاد سے دُنیا مین چلتا ہے

بتا سے بوجہ اسے لیجاسے کوئی دلستان یا رب
نہایت ضعف ہے اب دل نہین مجھسے سنبھلتا ہے

الٰہی آگ پر پارہ ہے یا اسپند ہے کیا ہے
کہ دل سینے مین بیتابی سے دو دو ہاتھہ اُچھلتا ہے

سزا قاضی کی کیا چھڑوا ئے گی مستون سے میخواری
قلم جب باغبان کرتا ہے انگور اور پہلتا ہے

سخی کے پاس کچھہ ہو اور نہ دے یہ غیر ممکن ہے
نہین کرتا ہے مٹھی بند جب تک ہاتھہ چلتا ہے

امیر اپنے مضامین کو بری رکھہ ثقل بندش سے
بھلا نازک تنون سے بوجہ بھاری کب سنبھلتا ہے

ذوق مینوشی بڑہا تی ہے گھٹا برسات کی
اور لے اُڑتی ہے مستون کو ہوا برسات کی

اے پری اس فصل مین سرگرم آرایش نہو
آگ تلوؤن مین لگا دے گی حنا برسات کی

ابر دریا سبزہ ساقی یار مطرب دخت رز
ہو یہ سب سامان تو پہر دیکھین فضا برسات کی

نہ گزر ہے بزم مجال مین نہ وہ قوت اپنے خیال مین
نہ وہ حکمت عملی رہی نہ وہ حکمت نظری رہی

ہوس جہان سے فراغ ہے نہ وہ دل ہے اب نہ دماغ ہے
نہ ہوای تربت باغ ہے نہ تلاش حسن پری رہی

نہ سنا فسانہ شور و شر ہوئی خواب ہی مین مری بسر
نہ ہوئی کسیکی کبھی خبر مجھے سب سے بے خبری رہی

رہے کسطرح یہ جنون کا غل خبر اس خبر سے ہمین جز و کل
ہوئی خلق جب سے برنگ گل ہمین مشق جامہ دری رہی

یہ طبیعت انکی بگڑ گئی جو گیا یہان سے چلی چھری
کوئی مرغ کیا کہ صبا کو بھی نہ مجال نامہ بری رہی

عجب اشتیاق امیر تھا اُسے دید طرز خرام کا
کہ زمین کوچۂ مہ لقا تہ پاے کبک دری رہی

اے خضر کیا سناؤن مین حال تباہ کی
ظلمات دھوپ ہے مرے روز سیاہ کی

اتنی تو اُسکے دل نے مرے دل سی راہ کی
تنگ آ کے ہار کی ہے تو جیتون ہے چاہ کی

کیا کیا شب وصال مین گستاخیان ہوئین
تعزیر مجکو دینگے وہ کس کس گناہ کی

اہل عدم سے کیون نہو منزل پہ میل جول
ہے ان مسافرون مین ملاقات راہ کی

یہ میرے دل کو پاس نزاکت تھا یار کا
ٹھریا ٹھٹھر کے تو تھم تھم کے آہ کی

سرمہ طلب ہوا ہے خدا خیر ہی کرے
آے گی شامت آج کسی بیگناہ کی

کہتا ہے مجکو دیکھ کے اغیار سی وہ شوخ
اس شکل پر حضور کو سوجھی ہے چاہ کی

زاہد بڑے ثواب سے محروم رہگیا
کعبے گیا مگر نہ کسی دل مین راہ کی

فریاد کس سے کوچۂ الفت مین کیجیے
سنتا نہین ہے کوئی کسی دادخواہ کی

ہم دل جلے گئے تو جہنم پکار اٹھا
یارب سزا ملی یہ مجھے کس گناہ کی

قسمت جو لیچلی مجھے کوچے سے یار کے
حسرت سی دیکھکر سوے گردون اک آہ کی

گزرے گی وہ نہ داور محشر کے سامنے
جس فرد پر نہو گی نشانی گناہ کی

آنکھ اُس پری سے ملتے ہی یان کام ہو گیا
فرصت ملی نہ ہاے دوبارہ نگاہ کی

مین نے بلائین لین شب فرقت کی بارہا
پائی جو شان کچھ تری زلف سیاہ کی

دخت رز سے کہدے ساقی اور کھنچلے چار دن
میکشوں کے دل میں داغ آنکھوں مین ساقی کے خمار
ہر روش پر ہو چمن مین اک پری ساغر بکف
پتے پتے پر ہے ساقی سبزۂ مینا کا رنگ
لعل لب سے بڑہکے انگارا ہوئے ہین ہاتھہ پاؤن
کنج گلشن مین ہو صحبت دور ساغر کی ضرور
چلتی ہے ٹھنڈی ہوا نزدیک ہے دور شراب
ہجر مین سب ہیزہ ہے وصل مین سب بامزہ

فصل آپہنچی ہے او نا آشنا برسات کی
یہ نشانی رنگئی ہے جا بجا برسات کی
ایک دن یون دیکھین ای ساقی فضا برسات کی
کیا نظر آتی ہے سبزی خوشنما برسات کی
کیا رچی ہے اے پری پیکر حنا برسات کی
میہا نی ہے مناسب ساقیا برسات کی
مژدہ مستون کو خبر لائی صبا برسات کی
فصل گرمی کی ہو یا جاڑے کی یا برسات کی

نونہالان چمن مین تہا کہ ... یہ حسن امیر
... ساری فضا برسات کی

... جلوہ ...
... کیا تو ... نے ...
یہ ہین کے سارے کرشمے تھے جو یہان آگئے مین مر گیا
مری شاخ گلشن آرزو ہوئی کچھہ نہ واقف رنگ و بو
نہ کسی کے سینے انہین خبر کہ گیا جہان سے کوئی گزر
روش اسکی پا سے مجال کیا کبھی دو قدم وہ اگر چلا
رہی ہم تلاش مین دربدر دل و دیدہ دونون تہے اسکے گہر
دل اگرچہ غم سے فگار ہے مگر اب بھی باغ و بہار ہے
مرے آنسوؤن ہی سے آبرو ہوئی گیسوؤن کی یہ موبمو
جو بڑے بڑے تھے جہان کشا انہین کیا فلک نے شاید
جو تعب سے ہمنے پناہ لی تو غضب سے تیغ نگاہ لی

نہ کہین چلی نہ کہین پہری اسی شیشے مین یہ پری رہی
کچھہ ادہر سے بیخبری رہی کچھہ ادہر سے بیخبری رہی
نہ ثمر نہ بے ثمری رہی نہ اثر نہ بے اثری رہی
نہ پہل اسمین کوئی کبھی لگا نہ کلی کبھی نہ ہری رہی
اسی آرزو مین گئی پہر مری لاش در پہ دہری رہی
نہین تاب مجکو پسا پسا یہ صدا ے کبک دری رہی
کبھی اسمین جلوہ گری رہی کبھی اسمین جلوہ گری رہی
اسی شاخ کا یہ شعار ہے کہ شکستہ ہو کے ہری رہی
تری مانگ اسے بت ماہرو انہین موتیون سے بہری رہی
نہ عروج چتر شہی رہا نہ ضیا ے تاج زری رہی
کبھی راستی کی نہ راہ لی وہی انکی کج نظری رہی

حق شناسی کی حقیقت کو انہین نے جانا
اے امیر اپنی حقیقت کو جو پہچان گئے

کس بُرے حال سے عاشق ترے ایجان گئے ۔ چارہ حیران گئے چارہ پریشان گئے
پوچھتا کیا ہے کہان دل جگر ایجان گئے ۔ جاتے کمبخت کہان سب ترے قربان گئے
ہے وہی حسرتِ دیدار وہی شوق وصال ۔ دل گیا ہائے مگر دل سے نہ ارمان گئے
نیمجان لوٹ کے مقتل مین یہ دیتے ہین صدا ۔ ایک وار اور یہی قاتل ترے قربان گئے
آنکھ سے آنکھ ملی وصل مین تو دل نے کہا ۔ وہ گلے ملنے کو ارمان سے ارمان گئے
کچھ عجب رنگ سے پرزے کیے دیوانون نے ۔ بنگئے گل سوِ دامن جو گریبان گئے
لاش پر میری کہا آکے کہ او طالبِ وصل ۔ کیا ہوا شوق کہان وہ ترے ارمان گئے
بیوفا جان نہین ہوتی ہے اس پردے مین ۔ تو ہی تھا تو ہی تھا ہم جان گئے جان گئے
دل مین تم آنکھ مین تم کعبے مین تم دیر مین تم ۔ تم جہان جا ہو چھپو ہم تمہین پہچان گئے
چیتونون نے تری سینے کو بنایا چھلنی ۔ ناوکِ ناز کلیجے کو مرے چھان گئے
سان پر تیغ لگائی جو مرے قاتل نے ۔ دیکھتے ہی ملک الموت کے اوسان گئے
صافیان لیتے ہوے ابر کے لکے آئے ۔ اور مستان خرابات کی مے چھان گئے
ہمکو سختی سے کہان وادیِ وحشت مین نجات ۔ تنگ کرنے کو پہاڑ آئے جو میدان گئے
قاضی و محتسبِ شہر سدھارے حج کو ۔ میکشو خوب پیو حلق کے دربان گئے
خواب مین بھی نظر آتی نہین زندان مین فضا ۔ جن مین پھرتے تھے کہان ہائے وہ میدان گئے

وحشتون کے وہ کہان لطف اسیری مین امیر
اب وہ میدان وہ سنسان بیابان گئے

کہتے ہین مجھسے کہ مجھ پر ہے یہ تہمت کیسی ۔ دل مین تیرے ہے تو ظالم مری حسرت کیسی
پیار کیا کیا تری رفتار کو فتنون نے کیا ۔ تیری ٹھوکر سے ملی اٹھ کے قیامت کیسی

رحمت تری وسیع مین ناچیز روسیاہ
اللہ کیا بساط ہے میرے گناہ کی

بسمل ترا بچے گا نہ اے ترک دیکھ تو
برچھی اتر گئی ہے جگر تک نگاہ کی

کسکی سواری آتی ہے صحرا مین ای جنون
اٹھ اٹھ کے رقص کرتی ہے کیون گرد راہ کی

سب عیب ایک اشک ندامت سے مٹ گئے
ساری سیاہی دھو گئی روے سیاہ کی

ایسا کیا ہے دشت نوردی نے ناتوان
مین پسگیا جو اوٹھ کے پڑی گرد راہ کی

ہمپر کسی نے لطف کیا یا ستم امیر
سمجھے اسی کی شان کرم پر نگاہ کی

کیا کہین دل سے کہان وصل مین ارمان گئے
ناز کے صدقے تو انداز کے قربان گئے

[illegible] خوب وفا کا [illegible]
تم ہمین جان گئے ہم تمہین پہچان گئے

[illegible]
ماننے کی جو نہ تھی بات وہ ہم مان گئے

وصل مین کہتے ہین کوئی نہین آتے سے آتا
ہاے اسوقت کہان میرے نگہبان گئے

چبھ گئی گونج جو بالی کی بگڑ کر بولے
ہاتھ ٹوٹین ترے مشاطہ مرے کان گئے

جب مین دروازے پہ دیتا ہون کسیکو آواز
کہتے ہین کہدو وہ گھر غیر کے مہمان گئے

کبھی سونی نہین ہوتی ہے سراے دنیا
اور دس آگئے دو چار جو مہمان گئے

پوچھتا کیا ہے کہ بسمل گئے مقتل سے کہان
مہربان پا کے تجھے سب ترے قربان گئے

شیخ جی چپ کے یہ حجرے مین اڑانا بوتل
واہ وا آج تو حضرت تمہین ہم مان گئے

حسن انجام پر اسلام کا ہے دار ومدار
تھے مسلمان وہ جو دنیا سے مسلمان گئے

قتل پر سے اٹھاتے ہو عبث تم بیڑا
سرخرو ہی ہون وہی بنکے جنہین پان گئے

خاکساری کے مزے خوب اٹھے دنیا مین
خاک ہم چھاننے آئے تھے یہان چھان گئے

دل کو تاکا کسی ناوک نے تو اللہ رے شوق
بڑھ کے لینے کو بہت دور تک ارمان گئے

گر یہان وصل مین کین انسے تو جلکر بولے
جانے دو وانکو جہنم مین یہ ارمان گئے

دل اڑا لیگئے دکھلا کے وہ جوبن کا ابھار
سینہ زوری اسے کہتے ہین خیانت کیسی

روٹھتے وقت ذرا آئینہ لیکر دیکھو
منہ بنانے مین بگڑ جاتی ہے صورت کیسی

اچھی صورت کو تری دیکھکے دل لوٹ گیا
ہاے اندھے کو نہ سوجھا کہ ہے سیرت کیسی

ہمتو چلمن کے ادہر ہین نگہ شوق بتا
تو نے چلمن کے اُدہر دیکھی ہے صورت کیسی

گدگداتا ہے جو ابھرا ہوا جوبن اُن کا
چٹکیان لیتی ہے دل مین مرے حسرت کیسی

ناز اٹھوا کے اشارون مین کہا بس چل دو
تم تو بیگاری ہو بیگار مین اجرت کیسی

مجھسے اور غیر سے تکرار پہ وہ کہتے ہین
کیون لڑے مرتے ہو آپس مین یہ حجت کیسی

وصل مین اٹھتی جوانی کا جو کس بل دیکھا
چپکی جا بیٹھی الگ ہٹکے نزاکت کیسی

چلتی ہے اب تری رفتار کے پیچھے پیچھے
دبگئی ایک ہی ٹھوکر مین قیامت کیسی

مار ڈالا ہے مجھے وصل کی رات آنے دے
دیکھ خدمت تری کرتا ہون [illegible]

واعظا اتنا تو سمجھ لے کہ ہے وہ ذات رحیم
گئے مجرم ہی جہنم کو تو رحمت کیسی

چونکنے ہی نہین دیتی ہے کہ سوچون انجام
آنکھ کھلتے ہی سُلا دیتی ہے غفلت کیسی

جلنے والے ترے کیا جانین تری بزم کا لطف
کیا خبر دوزخیون کو کہ ہے جنت کیسی

کی مرے دل نے تری زلف مین پھنسکر فریاد
بولی سر چڑہ کے ترے میری محبت کیسی

پا کے تنہا انہین بوسے جو لئے کہنے لگے
ملگئی مفت چٹورے کو یہ نعمت کیسی

مین تمہارا ہون تو دل بھی ہے تمہارا صاحب
مفت لے لو اِسے ٹھہراتے ہو قیمت کیسی

وصل مین بھی تو نکلتی نہین اے پردہ نشین
دل مین شرمائی ہوئی بیٹھی ہے حسرت کیسی

بے دھڑک دیکھو نکیرین چلے آتے ہین
اچھی خاصی یہ سڑک ہے مری تربت کیسی

سر پٹکتا ہون مین کروٹ نہین لیتی غافل
پاؤن پھیلاے ہوے سوتی ہے قسمت کیسی

بسمل کو تلوار کے حیرت سے جو دیکھا تو کہا
اک ذرا چکھیئے تو اس پھل مین ہے لذت کیسی

دل مری آنکھون سے کہتا ہے کہ تجھپر مین نثار
ہاے دکھلائی ہے تو نے مجھے صورت کیسی

ناوکِ ناز کی آمد جو کہین سن لی ہے
دل مین گھبرائی ہوئی پہرتی ہے حسرت کیسی

پسگئی پہولون کے گجرے سے کلائی اُنکی
نبض کی طرح تڑپتی ہے نزاکت کیسی

خود ترے ہونٹھ یہ کہتے ہین کہ بوسہ لے لو
اور معشوقون کی ہوتی ہے اجازت کیسی

کیاریان پہولون کی دیکہین جو کبھی گلشن مین
یاد آئی مجھے احباب کی صحبت کیسی

درد اُٹھ اُٹھ کے تہِ خاک جو تڑپاتا ہے
بیٹھی ہے مجکو دبا کر مری تُربت کیسی

سامنا اُنکا ہمارا جو کبھی ہوتا ہے
ناتوانی سے لجاتی ہے نزاکت کیسی

تم نظر آتے ہو مجکو نہ پتنگون کو چراغ
چھا گئی ہے یہ اندہیری شبِ فرقت کیسی

دوڑتا ہے جو ترا قہر گنہگارون پر
آڑے آجاتی ہے بڑہکر تری رحمت کیسی

ہاتھا پاؤں منت تو مجھے بھی دو [illegible] کے
سب بناوٹ کی یہ باتین ہین نزاکت کیسی

[illegible] جنت مین نظر [illegible] زرون سے
لٹ رہی ہے مری سرکار مین دولت کیسی

اسکو رخصت کر دو خلوت مین ہے اسکا کیا کام
وصل کی رات مری جان نزاکت کیسی

ناز سے اُسنے جھٹک کر جو چھڑایا دامن
ہاتھ سے جاتی رہی میری طبیعت کیسی

آج بیمار ترا اُٹھ کے عدم کو پہنچا
ضعف حد سے جو بڑہا آگئی طاقت کیسی

اُسکی رحمت سے ہے سبکپا جنازہ کیسا
حور کہولے ہوئے آغوش ہے تُربت کیسی

شبِ فرقت شبِ وصلت کا پتا دیتی ہے
ملتی ہے گیسوے محبوب سے رنگت کیسی

او مرے روٹھے ہوئے مان لے کہنا من جا
دیکھ کرتا ہے مرا دل تری منت کیسی

سے جو دی ٹوٹے ہوئے جام مین ساقی نے نہ لی
پہوٹی قسمت بہی تو ثابت رہی نیت کیسی

حسن یوسف کو بہت آنکھ اُٹھا کر دیکھا
پوری تصویر تمہاری سے ہے شباہت کیسی

جی چُراتا ہون مین جب ناز اُٹھانے سے امیر
کہتے ہین دیکھو امانت مین خیانت کیسی

سادگی مین تری شوخی کی ہے رنگت کیسی
شرم کے ساتھ ہے آنکھون مین شرارت کیسی

حرص شراب نے ہمین بدنام کر دیا
چٹ کر کے اِس بلا کو بلا نوش ہو گئے

بیٹھے ہم اُنکے پاس تکلف اُٹھا دیا
ہمدوش ہوتے ہوتے ہم آغوش ہو گئے

لذت سے آشنا جو ہوا دل فراق مین
جتنے چبھے تھے نیش وہ سب نوش ہو گئے

صحبت مین میکشون کی ہمین بے سبب یہ دور
ساغر ہی مست بادۂ سرجوش ہو گئے

یاد آ گئے مزے جو پس مرگ وصل کے
تربت کے گوشے حورون کے آغوش ہو گئے

مین ہون وہ عندلیب ہوا جب ترانہ سنج
جتنے کھلے تھے گل ہمہ تن گوش ہو گئے

ساقی شراب اور خراباتیون کو دے
ہم تیری چشم مست سے مدہوش ہو گئے

کیا جانے کیا خیال شب وصل بندھ گیا
باتین جو کرتے کرتے وہ خاموش ہو گئے

ملبوس خاص حسن نے ہمکو عطا کیا
گل کھا کے دست یار سے گلپوش ہو گئے

یان وصل و ہجر دونون ہی مین بیخودی رہی
آنے مین غش تو جانے مین وہ ہوش ہو گئے

بوسے لئے جو زلف کے مستی مین تو کہا
مے پیتے پیتے تم تو بلا نوش ہو گئے

پھیرون ادھر کو رخ نہ کیا وصل یار مین
پریون سے شوخ اُڑ کے مرے ہوش ہو گئے

ساقی سے اور جام جو مانگا ملا جواب
آنکھین تو کہہ رہی ہین کہ مدہوش ہو گئے

دفتر گرا ادھر تو اُدھر کاتب عمل
تڑپے ہم اسقدر کہ سبکدوش ہو گئے

مدت سے سر امانت شمشیر یار تھا
ہم ذبح ہو کے خوب سبکدوش ہو گئے

دیکھا جدھر کنکھیون سے اُس مست ناز نے
غمزہ پکار اُٹھا کہ وہ بیہوش ہو گئے

افسردہ داغ دل ہوئے پیری مین کیا امیر
گویا چراغ صبح کو خاموش ہو گئے

قاضی بھی محتسب بھی قدح نوش ہو گئے
چھپ چھپ کے دخت رز سے ہم آغوش ہو گئے

پہنائین اُسنے کشتون کو زخمون کی بدہیان
جو رنگ ہو کے تیغ سے گلپوش ہو گئے

کاندھا ابھی جنازے کو دینا ہے جانمن
کیا کاٹ کر سر آپ سبکدوش ہو گئے

بات کرنے کی تو مہلت نہین ملتی ہے امیر
ایسی حالت مین غزل کہنے کی فرصت کیسی

دل ہی عاشق کی بڑی سوغات ہے / اور کیا بیچارے کی اوقات ہے

جھانک تاک اغیار سے دن رات ہے / اب یہ کچھ چوری چھپے کی بات ہے

دیکھ غفلت مین جوانی کو نہ کھو / عمر بھر مین اک یہی تو رات ہے

اتنی باتین کیون سناتے تم مجھے / پیار کرتا ہون مین اتنی بات ہے

دے کے دل لیتے ہین بوسی جان نثار / گھر سے کچھ دیتے ہو کیا خیرات ہے

دیدے ہین اور وہ بد بازی حسن کی / ان ندیدون کی یہی اوقات ہے

بوسے سے گالی کبھی ملتا نہین / یہ ستئے انداز کی خیرات ہے

گالیون کی ارزو پر بول اٹھے / لو برا کہنا بھی اچھی بات ہے

جتنے شعرون مین ہے مضمون کم / سب مین اک پوشیدہ نازک بات ہے

تو تماشی سبزہ رنگون پر ہے ختم / بیمروت بیوفا یہ ذات ہے

دیکھو جب بنتی سنورتی ہے وہ زلف / مار رکھنے کی یہ اچھی گھات ہے

پھول ہارون کے لٹاے راہ مین / یہ نیا بیلا تئی خیرات ہے

مہربانی بے سبب اسکی نہین / گھاتیا ہے اس مین بھی کچھ گھات ہے

تاکی ہے رندون نے پگڑی شیخ جی / کچھ خبر بھی قبلۂ حاجات ہے

یوتلون سے رات دن ڈھلتی ہے مے / یہ نئی بدلی نئی برسات ہے

ہے توکل پر گزر اپنی امیر
اسکے در کی بھیک پر اوقات ہے

دکھلا کے اک جھلک جو وہ روپوش ہوگئے / کیا کیا خیال خواب فراموش ہوگئے

بوسہ جو دیتے دیتے وہ روپوش ہوگئے / ہم آتے آتے ہوش مین بیہوش ہوگئے

ستارون کی دیکھو بہار آنکھ اٹھا کر	کھلاتا ہے پھول آسمان کیسے کیسے
کڑے اُن کے تیور جو مقتل مین دیکھے	لیے نازنے امتحان کیسے کیسے
یہان درد سے ہاتھ سینے پہ رکھا	وہان اُنکو گزرے گمان کیسے کیسے
ہزارون برس کی ہے بڑھیا یہ دنیا	مگر تاکتی ہے جوان کیسے کیسے
وہ صورت نہ آنکھون مین اب ہے نہ دل مین	مکین سے ہین خالی مکان کیسے کیسے
ترے جان نثارون کے تیور وہی ہین	گلے پر ہین خنجر روان کیسے کیسے
جہان نام آتا ہے اُن کا زبان پر	تو لیتی ہے بوسے زبان کیسے کیسے
ہر اک دل پہ ہین داغ ناکامیون کے	نشان دے گیا بے نشان کیسے کیسے
بہار آکے قدرت کی گلشن مین دیکھو	کھلاتا ہے گل باغبان کیسے کیسے
اُٹھائے ہین مجنون نے لیلی کی خاطر	ستم غمزۂ ساربان کیسے کیسے
خوش اقبال کیا سرزمین سخن ہے	ملے ہین اسے باغبان کیسے کیسے
جوانی کا صدقہ ذرا آنکھ اُٹھاؤ	تڑپتے ہین دیکھو جوان کیسے کیسے
شبِ وصل حل ہونگے کیا کیا معمے	عیان ہونگے رازِ نہان کیسے کیسے
خزان لوٹ ہی لیگئی باغ سارا	تڑپتے رہے باغبان کیسے کیسے
بنا کر دکھائے مرے دردِ دل نے	نہ آسمان آسمان کیسے کیسے

امیر اب مدینے کو تو بھی روان ہو
چلے جاتے ہین کاروان کیسے کیسے

مٹے دختِ رز پر جوان کیسے کیسے	رہے دور پیرِ مغان کیسے کیسے
نزاکت حیا وصل کے دونون دشمن	ترے ساتھ ہین پاسبان کیسے کیسے
رہِ عشق مین پھرتے ہین مارے مارے	تباہی زدہ کاروان کیسے کیسے
کہین قتل پر عشق مین خاتمہ ہے	ابھی دینے ہین امتحان کیسے کیسے

چھپتے کہان وہ وصل مین لیکن حجاب سے
منہ پہ نقاب ڈال کے روپوش ہو گئے

عاشق مرے تو سوگ تمہاری بلا کرے
ہم کیون برنگ زلف سیہ پوش ہو گئے

سب ذوق و شوق ساتھہ جوانی کے چل بسے
دو چار دن وہ ولولے وہ جوش ہو گئے

رخصت ہوے وہ آخر شب خاتمہ ہوا
ہم صبح سے ہی پہلے کفن پوش ہو گئے

مشاطہ پر چلی جو بت اگوش کی سنان
سینہ سپر وہ خال بت اگوش ہو گئے

آئی تھی کسکی شکل خیالی کہ خواب مین
بیساختہ ہم اُس سے ہم آغوش ہو گئے

لپٹا مین اُٹھکے غش سے تو بولے فریبیے
مطلب کیوقت کیسے بجا ہوش ہو گئے

کہنے لگے جو عاشق قد اُن سے درد دل
اونچا لگے وہ سننے گران گوش ہو گئے

اُس پا سے تا زمین کا تو [illegible]
لاکھون کے سر تصدق پاپوش ہو گئے

اُن چتیون سے دل مین چمکتی ہین بجلیان
قندیل کعبہ اب وہ دُر گوش ہو گئے

جتنی جھکے سر آنکھون پہ تھی دم نکلتے ہی
افسوس کیا و بال سر و دوش ہو گئے

آئینے سے لپٹ گئے بے اختیار آج
آپ اپنے عکس سے وہ ہم آغوش ہو گئے

کب تک بغل مین پالے ہوے دلکو روئیے
خالی یونہین ہزارون کے آغوش ہو گئے

ایسے سماے میری نظر مین شب وصال
آنکھون کی پتلیان وہ دُر گوش ہو گئے

وہ شہسوار حسن جو معراج کو چلا
جبریل ساتھہ غاشیہ بر دوش ہو گئے

بہکا مین مست شوق شب وصل تو کہا
لو تم تو بے پیے ہوئے مدہوش ہو گئے

دلدار کا پتا تھا کہان ہجر مین امیر
ہم اپنے دل کو لیکے ہم آغوش ہو گئے

ہوے نامور بے نشان کیسے کیسے
زمین کھا گئی آسمان کیسے کیسے

تری بانکی چتون نے چُن چُن کے مارے
نکیلے سجیلے جوان کیسے کیسے

نہ گل ہین نہ غنچے نہ بوٹے نہ پتے
ہوے باغ نذر خزان کیسے کیسے

کہتا ہے اُن سے آئنہ صبح شبِ وصال / ہے ہے یہ رات بھر مین تری شکل کیا ہوئی

غمزے سے اپنے بولے وہ کشتون کو دیکھکر / لو جی مری گلی نہ ہوئی کربلا ہوئی

رحم آگیا کریم کو محتاج دیکھکر / حاجت ہی اس غریب کی حاجت روا ہوئی

اب آنکھ کیا ملاے گی مستون سی دختِ رز / قاضی کے گھر مین پڑکے بڑی پارسا ہوئی

کیا کیا لباس شان کرم کے ہین دیکھنا / خاکِ شفا ہوئی کہین آبِ بقا ہوئی

اک عمر ہو گئی شبِ فرقت کو میرے گھر / اب بھی جو ابتدا ہے تو بس انتہا ہوئی

دیکھا نگاہِ گرم سے آج اُسنے غیر کو / مقبول کس جلے ہوے دلکی دعا ہوئی

ہے وصل مین تو ہجر سے بھی بڑھکے اضطراب / تڑپانے مین تو درد سے دونی دوا ہوئی

معشوق سبز رنگ ہی تبتک تھی سبز پوش / قاتل لباسِ سرخ پہنکر حنا ہوئی

شکوہ کیا جفا کا تو بولے کہ ناسپاس / میری جفا ہی سے تو نمودِ وفا ہوئی

جی خواب رنگ ہوش یکایک سب اُڑ گئی / روزِ فراق تیز کچھ ایسی ہوا ہوئی

آنکھون کے آگے آکے کھڑی ہو گئی وہ شکل / دم بھر جہان پلک سے پلک آشنا ہوئی

ہے چیز ایک ادا و قضا اسقدر ہے فرق / سیدھی نظر ادا ہوئی ترچھی قضا ہوئی

آئینہ عاشقون سے سوا ہے ستم نصیب / پہلے اسی غریب پہ مشقِ ادا ہوئی

مستانِ عشق کو رمضان مین بھی عید ہے / روزے مین بھی شراب نہ انکی قضا ہوئی

مقتل کو وہ چلے تو ہٹانے کو بھیڑ بھاڑ / تیغِ نگاہ کھینچ کے آگے ادا ہوئی

آئینے نے جواب دیا بات بات کا / لو آج تو کھلی کھلی اے دلربا ہوئی

گھبرا رہے ہو حشر مین کیون اسقدر امیر / اتنی ہی سی تو بات ہے کہدو خطا ہوئی

کچھ بھی جو شوخیون سے وہ آنکھ آشنا ہوئی / کیا پانی پانی شرم کے مارے حیا ہوئی

یان جان اُس سے پہلے ہی نذر ادا ہوئی / کیسی خفیف آکے مرے گھر قضا ہوئی

بند ہے تار اشکون کے غربت مین کیا کیا
ملے خاک مین کاروان کیسے کیسے

عجب کربلا تھا وہ مقتل کہ پیاسے
رگڑتے رہے ایڑیان کیسے کیسے

چھری تیز ہی رہتی ہے بلبلون پر
ستم کرتے ہین باغبان کیسے کیسے

پتا ایک نے بھی نہ منزل کا پایا
بھٹکتے پھرے کاروان کیسے کیسے

جگر مین تڑپ دل مین درد آنکھون مین دم
ملے ہین ہمین میہمان کیسے کیسے

کسی نے بتایا نہ یوسف کو میرے
ملے راہ مین کاروان کیسے کیسے

شب غم بلاؤن کا تانتا لگا ہے
چلے آتے ہین میہمان کیسے کیسے

زمین سخن پر ہین لاکھون سخنور
چمن ایک ہے باغبان کیسے کیسے

پئے اقرار وصل آج کرتے ہین کیا کیا
زبان دیتے ہین بے زبان کیسے کیسے

[illegible] تنگی [illegible] جدائی [illegible] تک [illegible]
رہے رات بھر میہمان کیسے کیسے

[illegible] وہ باتون مین آئے
چلی ہے لیکے نشتر زبان کیسے کیسے

چلی وصل مین تیغ آئی نہ خنجر
رہے دم بخود ہم زبان کیسے کیسے

ق
توجہ زبان پر ہے شاہ دکن کو
نکالیگی رنگ اب زبان کیسے کیسے

امیر اب سخن کی بڑی قدر ہوگی
پھلے پھولین گے نکتہ دان کیسے کیسے

پہلے نگاہ پھر مری دشمن حیا ہوئی
وہ ایک تھی یہ دوسری اسے دلربا ہوئی

لٹکائے کیون گئے ہین یہ کیسی سزا ہوئی
گیسو تو خود بلا تھے انہین کیا بلا ہوئی

موجود آکے وصل مین بھی لو حیا ہوئی
اک جان کا عذاب ہوئی شرم کیا ہوئی

گالی بھی پیارے منہ سے ترے خوشنما ہوئی
بیجا بھی بات تو نے کہی تو بجا ہوئی

ہے بخشنے نہ بخشنے مین اسکو اختیار
تو ہے گناہگار کہے جا خطا ہوئی

بیٹھے ہوئے کلیجے مین لیتے ہو چٹکیان
اے جان دل لگانے کی اچھی سزا ہوئی

آرزوے وصل کی اچھی یہ خیال اچھا ہے
ہاے پورا نہین ہوتا ہے سوال اچھا ہے

نزع مین مین ہون وہ کہتے ہین کہ خیریت ہے
پھر برا ہوتا ہے کیسا جو یہ حال اچھا ہے

تجسے مانگون مین تجھی کو کہ سبھی کچھ ملجاے
سو سوالون سے یہی ایک سوال اچھا ہے

یاد وصل آئی تو دل سے یہ کہا حسرت نے
اسکو سینے سے لگا رکھ یہ خیال اچھا ہے

ایک سے ایک حسینون مین ہے اچھا لیکن
جسکے چڑھ جاے جو اپنے وہی مال اچھا ہے

پھول پھل ہون کہ نہون چھاؤن گھنی ہو جسمین
ہر مسافر کی نظر مین وہ نہال اچھا ہے

دیکھ لے بلبل و پروانہ کی بیتابی کو
ہجر اچھا نہ حسینون کا وصال اچھا ہے

اچھی حالت پہ کسیکی نہین روتا کوئی
آنکھین کیون روتی ہین پھر دلکا جو حال اچھا ہے

تم زبان سے تو برا کہتے ہو میرے دل کو
چتونون کی تو سنو کہتی ہین مال اچھا ہے

راتین اچھی ہین دن اچھے ہین مہینے اچھے
اچھے معشوق سے صحبت ہو تو سال اچھا ہے

دونون آئینے ہین اسمین ہے رقیب اسمین حبیب
خواب معشوق سے عاشق کا خیال اچھا ہے

چیز مانگے کی ہو اچھی بھی تو کس مصرف کی
ہو برا بھی مگر اپنا ہو تو مال اچھا ہے

چودہوین سال مین ہے نام خدا دختر رز
پڑھ دے قاضی کہو دو بول یہ سال اچھا ہے

واعظ اسکی سی ادائین تو نہین حورون مین
ہمنے تسلیم کیا حسن و جمال اچھا ہے

آگیا اسکا تصور تو پکارا یہ شوق
دل مین جم جاے الٰہی یہ خیال اچھا ہے

جس کا انجام مصیبت وہ خوشی بھی ہے بری
جسکا انجام خوشی ہو وہ ملال اچھا ہے

آنکھین دکھلاتے ہو جوبن تو دکھاؤ صاحب
وہ الگ باندھ کے رکھا ہے جو مال اچھا ہے

وہ ادھر عکس ادھر بیچ مین ہے آئینہ
بحث یہ چھڑ گئی ہے کس کا جمال اچھا ہے

دہن زخم مین ہر قطرۂ خون ہے یاقوت
تیرے تلوار کے بیڑے کا اگال اچھا ہے

ماہ کامل سہ نو دونون حسین ہین لیکن
اک ذرا سن جو ہے کم اس سے ہلال اچھا ہے

ہاے بوٹا سا وہ قد ہاے وہ رخ وہ جوبن
پھول پھل جسکے ہون اچھے وہ نہال اچھا ہے

کیا وصل کی گھڑی مرے حق مین بلا ہوئی | تعریف کی حیا کی تو شوخی خفا ہوئی
لو وصل مین تو جان ہی اُسکی ہوا ہوئی | عیسی یہ درد ہجر کی اچھی دوا ہوئی
بولا فلک یہ مہر جو زلف اُسکی وا ہوئی | نازل ہمارے سر پہ یہ کالی بلا ہوئی
کہتے ہین زلف یار سے دیوانگان لٹ | کالی پہ کسی کی ہی تو آشنا ہوئی
عبرت یہ کہہ رہی ہے جوانون کی قبر پر | یارو کہو اُمنگ جوانی کی کیا ہوئی
وہ دیکھتے ہی بزم مین مجکو بگڑ گئے | کچھ بات بھی تو کی نہین یہ بات کیا ہوئی
ہین رند تو فراق مین ساقی کے تلخ کام | پوچھو تو دخترِ رز سے یہ کیون بیزا ہوئی
ق [illegible] نزول ہی تو کمالِ عروج ہے | خاکِ فنا ہی منزلِ آبِ بقا ہوئی
[illegible] سیر دائرۂ معرفت مین دیکھ | تھی ابتدا جہان سے وہین انتہا ہوئی
[illegible]پ مین ہی ترے جلوہ کی آب و تاب | قدرت خدا کی درد سے پیدا دوا ہوئی
ہتھ[illegible]یان ہین دست نگارین یار کی | اور چور دل کے ہاتھ مین آکر حنا ہوئی
مجکو کڑی نگہ سے ادہر دیکھنا نہ تھا | جوبن کا دل دُکھا تو جوانی خفا ہوئی
گاہک وہ جان کی ہے یہ گاہک ہے دل کی ہی | کیسی قضا قضا کی ہی اُستاد ادا ہوئی
بسمل ادا شناس تھے قاتل ادا فروش | بدنام مفت بیچ مین پڑکر قضا ہوئی
مرتے تھے جو ادا پہ وہ سب مر کے رہ گئے | قربان اس ادا کے یہ اچھی ادا ہوئی
حسرت شبِ وصال مین بھی وصل کی رہی | خلوت مین بھی نہ ان سے نزاکت جدا ہوئی
کیا کیا نیاز مندون سے ہین بے نیازیان | یان لاکھون لوٹنے لگے وان اک ادا ہوئی
کیون پھلے آرسی نے دکھای کہ تمنے آنکھ | کسکی طرف سے چھیڑ کی یہ ابتدا ہوئی

بخشا امیر روزِ ازل ہی کریم نے
یان پہلے مغفرت ہوئی پیچھے خطا ہوئی

اچھے عیسے ہو مریضون کا خیال اچھا ہے | ہم مرے جاتے ہین تم کہتے ہو حال اچھا ہے

لوٹ ہو دیکھکے دل جسکو وہ قد ہی موزون
جسکو بجلی کہے اچھا وہ نہال اچھا ہے

گرمی مہر قیامت کا بہی ڈر کا ڈر ہے
پہونکدے خلق کو اسے مہر جمال اچھا ہے

رشک اسیر نہین ہوتا ہے کسی حاسد کو
خوب دیکھا تو خوشی سے بہی ملال اچھا ہے

کہتے ہین آج کو ناخن سے مرے دی تشبیہ
کل کہو گے ترے ابرو سے ہلال اچھا ہے

گرمی شوق یہ کہتی ہے چلو دیکھین تو
سنتے ہین طوبیٰ بہی اک نہال اچھا ہے

قوتِ عجز سے تا کنگرۂ عرش پہنچ
رنگ پروانہ یہ اسے بے پر و بال اچھا ہے

رشک سے بوسۂ ابرو نہین دیتے وہ امیر
کیون کہا مین نے غزل مین کہ ہلال اچھا ہے

ہر کلی کہتی ہے کہلکر ترے دیوانے سے
دیکھ نکلی ہے پری سج کے پریخانے سے

ساقیا جاتے ہین پیاسے ترے میخانے سے
گھونٹ دو گھونٹ چھلکتے ہوئے پیمانے سے

بت بنے بیٹھے ہین بت جی مرا گھبراتا ہے
اُٹھکے کعبے کو چلا جاونگا بتخانے سے

حسرتین دیکھین مرے دل مین تو بولے شب وصل
لپٹی ہین کیون یہ بلائین ترے دیوانے سے

دخت رز نام خدا اب ہے جوان اے ساقی
کہین مستی مین نکل جائے نہ میخانے سے

لامکان کے جو کتابون مین لکھے ہین اوصاف
ملتے جلتے ہوے ہین کچھ مرے ویرانے سے

دل مرا توڑ دیا آج مرے ساقی نے
مے پلائی بہی تو ٹوٹے ہوئے پیمانے سے

رحم اُن پر تو کر اُٹھنے دے کبہی تو اُن کو
ہین غضب مین تری آنکھین ترے شرمانے سے

شیخ جی رہتی ہین کیون سرخ تمہاری آنکھین
شب کو کیا لال پری آتی ہے میخانے سے

میرے ہی دل سے پڑی خانہ خرابی کی بنا
گھر تباہی کا ہے آباد اسی ویرانے سے

کہتے ہین آگ لگے شوق کو تیرے ظالم
جلکے سب رہگئے چھلّے تری گل کہانے سے

رقص کرنے لگا دم بہر مین چھلک کر ساقی
کہدیا جہک کے یہ کیا شیشے نے پیمانے سے

مین نے زلفون کی ثنا کی تو کہا چپ بہی رہو
دم الجھتا ہے اس الجھے ہوے افسانے سے

حسرتین خون کے دریا ہی مین تڑپین تو بہلی
مچھلیون کے لئے موجون ہی کا جال اچھا ہے

شوخیان وصل مین کرتی ہین جو دل کو مایوس
شرم دیتی ہے تسلی کہ مآل اچھا ہے

بوق اگر گرمی رفتار مین اچھی ہے امیر
گرمی حسن مین وہ برق جمال اچھا ہے

بھولے پن سے دم رخصت یہ سوال اچھا ہے
ہاتھ سینے پہ ہے کیون دل کا تو حال اچھا ہے

پاکدامن ہو تو ارمان وصال اچھا ہے
اچھی نیت ہو تو اچھون کا خیال اچھا ہے

مانگیے بوسہ تو کہتے ہین وہ دیکر دشنام
کیون جواب اسکا ہے اچھا کہ سوال اچھا ہے

دختر رز گھر مین جو قاضی کے ہے اسکی کیا بات
پارسا گھر ہے رقم جو کہ ہے مال اچھا ہے

[illegible] کا کرتا ہے ہمیشہ واعظ
باغ بہر مین یہی کیا ایک نہال اچھا ہے

[illegible]ق اسکا ہے انجام وصال
کون کہتا ہے کہ فرقت سے وصال اچھا ہے

ین گزرے، تو برا عیش مین گزرے تو بھلا
نہ برا ہے کوئی دنیا مین نہ سال اچھا ہے

کہتے ہین خوش ہون جو عاشق تو کرین اور آفت
رہنے دو رہنے دو ایسون کا ملال اچھا ہے

روز آتا ہے مرے دل کو تسلی دینے
تجھسے اے دشمن جان تیرا خیال اچھا ہے

عمر کی جان جوانی یہ جوانی کی ہے جان
بارہ سے بیس تلک جو ہو وہ سال اچھا ہے

نازکو جان کی ہے تاک اداکو دل کی
دونون خوش فکر ہین دونون کا خیال اچھا ہے

میزبان مرتا ہے مہمان مزے کرتا ہے
دل کی حالت ہے بری درد کا حال اچھا ہے

نہ سہی ذوق وفا شوق جفا کیا کم ہے
کچھ نہونے سے تو جیسا ہو خیال اچھا ہے

جی لگے کیون نہ حسینون کی جفائین سنکر
تذکرہ جسمین ہو اچھون کا وہ حال اچھا ہے

خوب دیکھا تو جوانی کا ہے سارا جوبن
حسن پریون کا نہ حورون کا جمال اچھا ہے

کہتے ہین آئنے سے واہ ہمین سے لیکر
پھر دکھاتا ہے ہمین کو کہ یہ مال اچھا ہے

چلکے دیکھ آئنہ خانے مین ہین کتنے تجھسے
تجھکو سودا بھی ہے کہ میرا ہی جمال اچھا ہے

توسہی میری وفا اُس سے جنازہ اُٹھوا ے — بد ہیان پہولون کی اُٹھتی نہین جس شانے سے

زیست کا لطف تو یارون ہی کے دم تک ہے امیر
بیٹھ جاتا ہے دل احباب کے اُٹھ جانے سے

دخترِ رز اٹکی ہے ساقی کسی دیوانے سے — کہ پری بنکے اُڑی جاتی ہے پیمانے سے
داغ پر داغ دیے جاتا ہے دم لے ای چرخ — یہ بہی کہالون گا جو فرصت ہوئی غم کہانے سے
بت حرم مین بہی نہین چین سے رہنے دیتے — روز پیغام چلے آتے ہین بتخانے سے
ساقیا دخترِ رز بہی ہے عجب مشاطہ — آ کے شیشے کو ملا دیتی ہے پیمانے سے
قتل کے وقت مین تڑپا تو کہا خوش ہو کر — تم ہی تو وصل مین خوش تھے مرے تڑپانے سے
کی تہی ہمچشمون مین تعریف تری شوخی کی — آنکھ نیچی ہوئی میری ترے شرمانے سے
شیخ جی اُٹھے تو لغزش نے قدم لیکے کہا — اُٹھ کے کیون بیٹھ گئے جاؤ نہ میخانے سے
خوب جی بہر کے تصور کا ترے موقع ہے — مین بہت خوش ہون شبِ ہجر کے بڑہجانے سے
تیرے دیوانے پہ کیا جانے وہان کیا گزری — آیا سیلاب جو روتا ہوا ویرانے سے
شبِ غم کہتی ہے مین پڑ چکی تیرے گہر مین — مجکو کیا کام ہے اب غیر کے گہر جانے سے
چاہتے ہین کہ دل آئین تو الگ ایک سے ایک — راہین زلفون مین نکلواتے ہین وہ شانے سے
کہکے یہ شربتِ دیدار پلایا دمِ نزع — آخری وقت ہے کیا فائدہ ترسانے سے
شرم سے شمع بجہی جاتی ہے تیرے آگے — اُڑ نجاے کہین پر مانگ کے پروانے سے
نکلے چلمن سے وہ سمجہے کہ تماشا ہے کوئی — کام نکلا یہ بڑا دل کے مچل جانے سے
گہنگرو بولین گے گلے مین مرے پامالون کے — یہ صدا آتی ہے گہنگرو کے ہر اک دانے سے
چاہ لی آنکھ سے جوبن کو جو دیکہا تو کہا — کہین یہ مال ملا جاتا ہے للچانے سے

ذکر ہو کس دلِ وحشی نے کیا ہے کہ امیر
ہی آواز چلی آتی ہے ویرانے سے

دل چرایا ہے تو آنکھین نہ چرا او دیکھو
چوری کھُلنے کا ہے ڈر چور کے گھبرانے سے

شیخ جی آئے تھے رندون مین تو کیسے تھے کثیف
کیا نہا دھو کے نکل آئے ہین میخانے سے

پاس آتے ہی جلا پھونک کے رکھدیتی ہے
شمع کی آگ کو کیا لاگ ہے پروانے سے

کل نظر آئے تھے جاتے ہوئے مسجد کو امیر
آج دیکھا تو چلے آتے ہین میخانے سے

[illegible] کے باہر ہون میخانے سے
محتسب چھین نہ لے خط کہین پیمانے سے

[illegible] مین آنچل وہ کہین شانے سے
ہائے محروم رہا کیون مین سزا پانے سے

[illegible] مین تیری یہ ہوا پر پریان ہ
آئی ہین پینگ بڑہانے ترے دیوانے سے

[illegible] ہے کوثر کے لئے پھر زاہد
لیتا جا تھوڑی سی تلچھٹ مرے میخانے سے

[illegible] کے ساقی نہ ہمین دیکھا کر
ہم تو ہین پیتے چھلکتے ہوئے پیمانے سے

[illegible] ی زور آوریون کو دیکھا
آنچل آیا ہے کہان ڈھلکے ترے شانے سے

داغ تو دل مین مرے تیرے لڑکپن ہی سے تھے
اور اُبھرے ترے جوبن کے اُبھر آنے سے

[illegible] دل نگہ گرم سے اسوقت نہ دیکھ
ٹھنڈے ٹھنڈے ابھی نکلے ہین وہ خسخانے سے

دی ہے شیخ کو ساقی نے تو تحقیر کے ساتھ
توبہ توڑی ہی تو ٹوٹے ہوئے پیمانے سے

وہ تو معشوق ہے تڑپانے مین ملتا ہے مزہ
درد دل تجکو ملا کیا مرے تڑپانے سے

کہتے ہین وصل مین دیکھے کوئی چل پھر انکی
بڑے ہشیار رہین جو پھرتے ہین دیوانے سے

میرے غمخوار جو گھیرے ہین انہین مین کیا دون
غم مرے پاس بچے ہی جو مرے کھانے سے

زاہد و وعظ کی مجلس سے کسے ہے انکار
تم چلو پی کے مین آیا ابھی میخانے سے

شمع سے کہتے ہی اک ساتھ لپٹ جاتے ہین
رشک مطلق نہین پروانے کو پروانے سے

نیمجان کرکے مجھے چھوڑ چلا او قاتل
تیری بیدردی ہی اچھی تھی ترس کھانے سے

درد دل سن کے پسیجا دل بیدرد اُن کا
کام افسون کا لیا مینے اس افسانے سے

مسی پر چھوٹ افشان کی پڑی ہے
کنی ہیرے کی نیلم مین جڑی ہے

چھپی کیون ہے جو سیلی سے لڑی ہے
یہ چوٹی کس لئے پیچھے پڑی ہے

پہنچتی ہے یہ گردن ہی تک اُسکی
صراحی دختِ رز سے کچھ بڑی ہے

شبِ غم مجھسے بیٹھا جائے کیونکر
تری تصویر تو آگے کھڑی ہے

کلی کو باغ مین چھیڑا ہے کس نے
صبا یہ مُنہ لپیٹے کیون پڑی ہے

خدا اُس زلف و کاکل سے بچائے
بلائے جان ہے جو چھوٹی بڑی ہے

بہت جلدی نہ کر قاتل دمِ ذبح
یہی تو حاصلِ عمر اک گھڑی ہے

شبِ غم کیسی ہی چھوٹی ہو واعظ
مگر تیری قیامت سے بڑی ہے

ادا گاہک قضا گاہک کدھر جائے
عجب جھگڑے مین جان اپنی پڑی ہے

نہین رکتی چلی جاتی ہے دن رات
مری عمرِ رواں بھی اک گھڑی ہے

لیا ہے بوسۂ قاتل لپٹ کر
لڑا دی جان تب قسمت لڑی ہے

قضا ہی نے تڑپ دیکھی تھی میری
اسی نے جا کے قاتل سے جڑی ہے

فلک کو پھونکتی ہے آہ دل کی
نہ ایسی شمع لَو اتنی بڑی ہے

بڑی جھگڑالو ہے اُسکی حیا بھی
کہ اک اک بوسے پہ پہرون لڑی ہے

ملا کر خاک مین آئے ہو کس کو
یہ کیسی گرد دامن پر پڑی ہے

نہین کھلتی گرہ بندِ قبا کی
یہ ظالم اُسکے دل سے بھی کڑی ہے

ہوا ہے کس بلاکش سے وہ برہم
کہ زلفِ یار قدمون پر پڑی ہے

نگاہ ناز ہوتی ہے برآمد
سلامی کو صفِ مژگان کھڑی ہے

اجل آئی ہے نذر اُسکے کرین کیا
ہماری جان تو تم مین پڑی ہے

تمھارے لب ہین باغِ حُسن کے پھول
تبسم اُنکی نازک پنکھڑی ہے

امیر اتنا نہ چھیڑ اُسکو شرم

گرم اندر کا اکھاڑا ہے تو میخانے سے
رقص پریون کا کوئی سیکھ لے پیمانے سے

عکس کی چھپی ہوئی شکل تو آئینے مین دیکھ
شرم اُسکو بہی تو آئی ترے شرمانے سے

دل ہے دیوانہ گیسو تو ہین لے بیڑی
آن ہے عشق کے بانکونکی اِسی بانے سے

رات یہ تازہ کہلا گل کہ مرے دل کی کلی
مسکرا دی تری چولی کے مسک جانے سے

آبرو ہے دل دیوانہ ہی سے گیسو کی
متبرک ہے یہ تسبیح اسی دانے سے

اُنکی یہ ہٹ کہ نہین آج نہ دونگا بوسہ
دل کی یہ ضد کہ بہلتا نہین بہلانے سے

دہوکے دیتے نہین آنکھون کو بیابانون مین
چُہلین کرتے ہین چہلاوے ترے دیوانے سے

اعتبار آپنے وعدے کا خود اپنے کھویا
نہ ہی آتی ہی تو قیر قسم کہانے سے

آج [illegible]ل کی شب اُنکی حیا سے شوخی
آج حاصل نہین کچھ جھینپنے شرمانے سے

[illegible] ہوئی پھرتی ہے بہکی بہکی
توبہ بہی پی کے مگر نکلی ہے میخانے سے

دیکھ پایا ہے اُنہین حضرتِ ناصح نے کہین
اب مین سمجھا جو غرض ہے مرے سمجھانے سے

قاضیِ شہر ہو یا شیخ حرم کوئی ہو
جو نہو مست نکالو اُسے میخانے سے

اشک ہے دانہ مرا اشک ہے پانی میرا
او رہ واقف ہون نہ پانی سے نہ مین دانے سے

اک ذراسی حرکت کی بہی سکت مجھمین نہین
غش یہ غش آتے ہین اب ہوش مین بہی آنے سے

توبہ ٹوٹی ہے ضرور آج کسی او سنچے کی
توبہ توبہ کی صدا آتی ہے میخانے سے

لوٹین عشاقِ تہِ خاک کے سینون پہ بہی سانپ
یہ اشارہ ہے لٹین زلف کی لٹکانے سے

سیر کہتا تو غزل کچھ نہین دشوار امیر
خوف یہ ہے کہ نکل جائے نہ پیمانے سے

جب آنکھ اُس شاہ خوبان پر پڑی ہے
نگہ تقدیر بن بن کر لڑی ہے

لب جانان پہ مسی کی دہڑی ہے
تو سوسن کس لئے پہولی کہڑی ہے

غضب کی پہوٹ الفت مین پڑی ہے
ملا ہے دل جو آنکھ اُس سے لڑی ہے

نگہ جاے کہان سینے سے اُٹھکر
ادا قاتل ہے الزام اسکے سر پر
نہین پلکون کی اوجہل مین وہ پتلی
نکیلی ہی سجیلی ہی ہے وہ آنکھہ
پھنستے ہین وہ بیٹھے گہر مین چہاگل
ہنسے ہین جب دہانِ زخم بسمل
نہ توڑو نرگسِ بیمار کی آس
پہنچتے ہین سب اس منزل پہ مرکر

ہمین تو حُسن کی دولت گڑی ہے
قضا کیا مفت مین ما ر ی پڑی ہے
دُلہن چلمن مین شرمائی کہڑی ہے
مگر دیکھا تو شرمیلی بڑی ہے
قیامت در پہ گہبرائی کہڑی ہے
تو اک تلوار اور اُسنے جڑی ہے
عصا ٹیکے ہوے کب سے کہڑی ہے
عدم کی راہ بہی کتنی کڑی ہے

امیر اپنی نظر مین قصر شاہی
فقیرون کی سی ٹوٹی جہوپڑی ہے

چمکاے ہین کیا داغ جگر آہ رسا نے
ہاے تپشِ دل مری کس کس کو بُلانے
پردہ رُخِ محبوب سے اُلٹا ہے ہوا نے
یون ہاتھ اُٹھایا ہے دعا کے لئے مین نے
بلبل جو ہوئی ذبح تو غنچے یہ پکارے
لو وصل مین بیتابیِ دل ہوگئی دونی
کس کس کے چلے جوڑ شبِ وصل ہین مجہپر
بسمل ہی مجھے چھوڑ گیا خنجرِ قاتل
برماکے مرے دل کو جگر تک اتر آئین
لو عفو معاصی کے لگاے رہین عاصی
کام آگئی شوخی کہ نقاب اُسنے اُلٹ دی

ان پہولون مین اور آگ لگا دی ہے صبا نے
منھہ تیری طرح مجھسے چہپایا ہے قضا نے
یہ پہول کہلایا ہے نیا بادِ صبا نے
تاشہ سے روان ہاتھ اُٹھایا ہے دعا نے
چھوڑا ہے شگوفہ یہ نیا بادِ صبا نے
کی اور کمک دردِ محبت کی دوا نے
چلکے دیے شوخی نے تو کی چال حیا نے
افسوس وفا مجھسے نہ کی اُسکی جفا نے
کیا کام لیا نیچی نگاہون سے حیا نے
رحمت کو بہت آتے ہین بخشش کے بہانے
شب کو تو مجھے مار ہی ڈالا تہا حیا نے

کہ شب بھر پیار کرنے کو پڑی ہے

شب وصل آنکھ جب مجھ پر پڑی ہے
تو کیا کیا شرم شوخی سی لڑی ہے

نظر کس چشم فتان سے لڑی ہے
کہ آنکھون کو لیے نرگس پڑی ہے

نظر جس دن سے اُس رخ پر پڑی ہے
کرن سورج کی اشکون کی لڑی ہے

زمانے بھر کی آنکھ اُس سے لڑی ہے
جدھر دیکھو یہی آفت پڑی ہے

وہ بیٹھے ہین مگر تیوری چڑھائے
مسیحا پاس اجل سر پر کھڑی ہے

اُدھر عکس اور ادھر تکتا ہے وہ شوخ
یہ دو بانکون مین کیا بحث آپڑی ہے

گرے ہین جو لگن مین شمع سے پھول
یہ پر پروانہ اُنکی پنکھڑی ہے

نکلتے ہی نہین مسجد سے واعظ
خدا کے گھر مین نال انکی گڑی ہے

گرہ بند قبا کی کھل رہیگی
وہ کھولو جو گرہ دل مین پڑی ہے

مرے گھر ہجر کے دن دھوپ یارب
کبھی ہے یا گھڑی ہے یا جھڑی ہے

مری میت کو ٹھکرا کر وہ بولے
کہان کی نیند تمکو ہٹ پڑی ہے

نگاہ مست ساقی نے دکھا کر
کھلا لو پھول کی جا پنکھڑی ہے

زبان دی بہر وصل اور خود ہی بولے
مین سچ کہتا ہون یہ جھوٹی بڑی ہے

مژہ اُسکی نگہ سے بھی ہے کٹر
چھری خنجر سے بھی مُنہ کی کڑی ہے

لپٹ کر سوتی ہے روز اُس سے چوٹی
یہ میری جان کے پیچھے پڑی ہے

اُبھار اُن جوبنون کا کھ رہا ہے
جوانی خود نمائی پر اڑی ہے

نہین اُس تیغ کے قبضے مین چھلا
دلہن سے کان مین انتی پڑی ہے

نکل سکتی نہین حسرت شب وصل
کہ وہ چتون چھری کھینچے کھڑی ہے

لہو مین تر ہے کیون اے چشم خونبار
بتا تو آج تو کس سے لڑی ہے

خضر بھی عمر مین دنیا سے ہین کم
یہ بڑھیا ساری دنیا سے بڑی ہے

افلاک کو سمجھے ترے دیوانے جنون مین | چھالے یہ اُچھالے ہین ہمارے کفِ پا نے
پامال کیا لاش کو تربت کو بھی روندا | کی خوب وفا مجھسے ترے جور و جفا نے
بے موت مجھے تیغ تغافل ہی نے مارا | پوچھا نہ جفا نے نہ قضا نے نہ ادا نے
قدمون پہ گرے تیرے تو پھر سر نہ اُٹھایا | کیا برق کو روندا ہے تری لغزشِ پا نے
ہین قتلگہ ناز مین سب زندۂ جاوید | شمشیر قضا توڑ کے رکھدی ہے ادا نے
اس شان سے اس ٹھاٹھ سے پہلو مین وہ آئے | نذرین انھین دین اُٹھکے مرے اہلِ عزا نے
تیرِ نگہ ناز سے ہم بچکے جو نکلے | غمزے سے چھُری لیکے کیا ذبح ادا نے
گردِ نظرِ یار نے بیمارون کو مارا | اک زہر کی چٹکی انھین دی خاک شفا نے
سہ سکے ستم تمکو ستمگار بنایا | دَرپردہ ستم مجھپہ کیا میری وفا نے
جھنجھلائی ہے تنگ آئی ہے یہ بے اثری سے | کوسا ہے تہِ عرش مجھے جا کے دعا نے
محشر مین بھی اُٹھا تو وہ مخمور ہی اُٹھا | تاکا جسے تیری نگہ ہوشربا نے
اللہ رے ہم آغوشیِ تاثیر کی حسرت | سجدے کیے ہین بابِ اجابت پہ دعا نے
جوڑا جو کھُلا دوڑ پڑے سیکڑون فتنے | لین بڑھکے بلائین ترے بالون کی بلا نے
مانگی ہے دعا وصل کی کسکے کہ لپٹ کر | بوسے دیے ہین مُنھ کو مرے میری دعا نے
ہشیار کیا تجھسے مرے ہوش اُڑا کر | دو کام کیے اک نگہِ ہوشربا نے
لے لی تری چتون نے مری آہ کی تاثیر | جو بجگئی وہ چھین لی دشمن کی دعا نے
گزرا ہے جب اُس کوچۂ گیسو مین مرا دل | روکا ہے جو آفت نے تو ٹوکا ہے بلا نے
خاموش چلے جاتے ہین دنیا سے ہزارون | کیا جانیے کیا کہدیا چپکے سے قضا نے

دکھلا کے ادا مجکو امیر اُسنے کیا قتل
پیدا اثرِ درد کیا میری دوا نے

وہ کہتے ہین نکلنا ابتو دروازے پہ مشکل ہے | قدم کوئی کہان رکھے جدھر دیکھو اُدھر دل ہے

برسات مین بھی یہ نہ اُبھرنا تھا نہ اُبھری
چھینٹے دیے کیا کیا مری توبہ کو گھٹا نے

اُس دستِ حنائی پہ گلے کٹ گئے کتنے
پیسے ہین ہزارون ہی کے دل پسکے حنا نے

گھبرائی ہوئی تیغ بکف پھرتی ہے ہر سمت
کیا جانیے دیا برق کو کیا حکم گھٹا نے

آئی ہے دمِ نزع مرے گھر شبِ فرقت
گھیرا ہے بُرے وقت مین اس کالی بلا نے

اک آن مین جب بھر دیے جل تھل تو مین سمجھا
واقف تری رحمت سے کیا سبکو گھٹا نے

اُس دستِ نگارین کو کیا ہے جو بھبھوکا
دل مین مرے اک آگ لگا دی ہے حنا نے

توبہ کرو توبہ کہین میخانے سے ہٹتی
کوڑے اسے بجلی کے لگائے ہین گھٹا نے

کمبخت وہ گھر سے نکلتی ہی نہین ہے
مامن مرے مسکن کو بنایا ہے بلا نے

[illegible]گل کے جو ہاتھون کو بنانا تھا بھبھوکا
لالے کا لہو چوس لیا برگِ حنا نے

[illegible] یہ ہی شبِ ہجران کی سیاہی
سو بار پکارا مجھے گھبرا کے بلا نے

تصو[illegible]سنگدلی کا تو وہ بولے
بُت ہمکو بنایا ہے تمہارے ہی خدا نے

ہر گام پہ [illegible]رش تھی رہِ عشق مین لیکن
پھسلے تو سنبھالا ہمین تسلیم و رضا نے

گھیرا تو بہت زلفِ بتان نے مجھے لیکن
ابتک تو اس آفت سے بچایا ہی خدا نے

دل پسکے امیر اُسکے قدم تک ہی نہ پہنچا
اور بوسے لیے ہاتھون کے ہی پسکے حنا نے

سیکھی ہے ادا تیری مری جان قضا نے
آتے ہی مرے پاس لگی جان چرانے

یہ خوشخبری نزع مین دی مجکو قضا نے
بھیجا ہے عیادت کو تری مجکو ادا نے

ساقی کے تصور سے یہان کھل گئین آنکھین
ہشیار کیا ہمکو مئے ہوشربا نے

بُت کہتے ہین سن سنکے گلہ جور و جفا کا
پیدا ہی کیا ہے انہین کامون کو خدا نے

تا دم جو ہوا جرم پہ رحمت کا ہوا جوش
کی میری شفاعت مرے اقرارِ خطا نے

معشوق جفا کار ہین عشاق وفادار
ہر ایک کو حکمت سے بنایا ہے خدا نے

چلے منہ موڑ کر تو ہی تو پھر سنسان ہی مقتل
ترے ہی دم سے تو ای تیغ قاتل رنگ محفل ہے

نقاب اُٹھی تو کیا حاصل حیا اُٹھی تو آنکھ اُٹھی
بڑا گھرا تو یہ پردہ ہمارے اُن کی حائل ہے

الٰہی بیچ دے تربت مین کوئی حور جنت سے
کہ پہلی رات ہے پہلا سفر ہے پہلی منزل ہے

جدھر دیکھو اُدھر سوتا ہی کوئی پاؤن پھیلائے
زمانے سے الگ گور غریبان کی بھی محفل ہے

کلیجے سے لگا آنکھون سے مل اتنا نہ دو پھر کر
اسے تلوون سے ملتا ہی اری یہ تو مرا دل ہے

منگا کر آئنہ کیون سامنے کی چوٹ کہا بیٹھا
تو اپنا آپ دشمن ہے تو اپنا آپ قاتل ہے

گری ہے ٹوٹ کر توبہ بھی جام ہی پر لے زاہد
یہ کیسی پارسا تھی اب جو میخوار دنین شامل ہے

کہین نازونکی تلوارین کہین غمزونکی چھریان ہین
یہ مجمع ہے حسینون کا کہ جلادونکی محفل ہے

وہ شوق قتل سی مضطر ہی یہ شوق شہادت سے
نہین کھلتا کہ ان مین کون بسمل کون قاتل ہے

اسی جوہر سے ہے ہر ولعزیز آئینہ دنیا مین
اُسیکی شکل بنجاتا ہے جس سی مقابل ہے

زہے وحشت جہان کوئی بگولا دشت مین اُٹھا
تو دوڑا قیس یہ کہکر کہ وہ لیلی کا محمل ہے

بڑھ ای آہ رسا باب اثر آغوش ہے کھولے
بہت ہی تیری مشتاق ای مسافر تیری منزل ہے

گرہ مین دیکھیے گیسو کی یا چوٹی کی مٹھی مین
نہ سینے مین مرا دل ہے نہ پہلو مین مرا دل ہے

ہمین کیا کام توبہ سے کہ رند لاابالی ہین
یہ ذی عصمت تو زاہد پارساؤن ہی کی قابل ہے

نگاہ غور سی دیکھیے اگر انسان تو آنکھین ہون
ذرا سا اُسکی قدرت کا نمونہ آنکھ کا تل ہے

دیے گلشن کو چرکے کسکی شمشیر تبسم نے
کہ گل ہین خون مین ترسندہ گل نیم بسمل ہے

شریک حال امیر احسان ہر حالتمین ہی اُس کا
صنم جھک جھک کے ملتے ہین خدا کا فضل شامل ہے

نکلنا اُس گلی سی ہوکے بھی عاشق کو مشکل ہے
وہ کہتے ہین کہ لو پھر آگیا کیا بیمار دل ہے

خدا رکھے چراغ جام سی میخانہ ہے روشن
شرابی اہل محفل دختر رز میر محفل ہے

فراق یار مین خنجر بکف یاس آکے للکاری
جہان رہتی ہی حسرت وصل کی وہ کونسا دل ہے

تری مشکل ہو اب آسان اے بسمل یہ مشکل ہے
کہ قاتل خود نگاہ یاس کی چھریون سے بسمل ہے

شب وصلت وہ اسکا چلبلا پن دیکھکر بولے
غریب آفت کا مارا غمزدہ بیکس یہی دل ہے

کہین ایسا نہو تجھپر بہی کوئی وار چل جاے
قضا ہٹ جا کہ جھنجھلایا ہوا اسوقت قاتل ہے

بلا وا عرصۂ محشر مین ہے ساری خدائی کا
بڑی ہی دہوم کا جلسہ قیامت کی یہ محفل ہے

نہ کر معشوق کو بے پردہ آنکھین بند کر مجنون
کہ لیلی آنکھ کی پتلی ہے آنکھ آغوش محمل ہے

مجھے تو درد ہے تیرا تجھے ہے کیون یہ بیدردی
مرے پہلو مین بہی دل ہے ترے پہلو مین بہی دل ہے

عدو بہی واے قسمت بزم ماتم مین ہے ساتھ انکی
ہمارے پہولون مین کمبخت اک کانٹا بہی شامل ہے

دل بسمل مرا قاتل مرا قاتل نہ کہہ اسکو
اُسے اللہ رکھے ایک عالم کا وہ قاتل ہے

[illegible] جہانک اے شیخ تجکو دختر رز کی
بھلا یہ عمر اس نو عمر سے شادی کے قابل ہے

[illegible] میکدے مین خانقاہون کا مزہ آیا
مراقب سبکے سب اللہ والون کی یہ محفل ہے

مین اسکی یاد مین ہر دم وہ میری گھات مین ہر دم
دل بسمل مین قاتل ہے دل قاتل مین بسمل ہے

فسانہ رہگیا حسن و محبت کا زمانے مین
نہ مجنون ہے نہ لیلی ہی نہ ناقہ ہے نہ محمل ہے

طنابین کھینچدے یارب زمین کوے جانان کی
کہ مین ہون ناتوان اور دن ہی آخر دور منزل ہے

[illegible] رخ پا کے انکا لے لیا بوسہ تو وہ بولے
کسیکے منھ لگانے مین یہی تو ہمکو مشکل ہے

[illegible] ڈوبا سفینہ عاشقون کا پار ہے بیڑا
نیا دریا ہے اس دریا کی تہ مین اسکا ساحل ہے

لحد مین لیکے دم جانا ہے میدان قیامت مین
یہی منزل نہین اور اسکے آگے ایک منزل ہے

مرے سینے پہ رکھکر ہاتھ کہتا ہے وہ شوخی سے
یہی دل ہے جو زخمی ہے یہی دل ہے جو بسمل ہے

امیر خستہ جان کی مشکلین آسان ہون یارب
تجھے ہر بات آسان ہے اُسے ہر بات مشکل ہے

ادہر ضعف اور ادہر رعب اب سوال وصل مشکل ہے
گرے دو پہرون مین بیٹھی ہوئی آواز سائل ہے

سگ اصحاب کہف انسان کے زمرے مین داخل ہے
برا بہی ہے تو اچھا ہی اگر اچھون مین شامل ہے

نہ اُٹھے وہ نہ سہی دیکھ تو لیا مجھکو
اُٹھی نگاہ تو تعظیم میہمان کے لیئے

کمر لچکتی ہے خنجر سنبھل نہین سکتا
اور آپ آئے ہین عاشق کی امتحان کے لیئے

حضور اِس کے ہین دشمن بہت اجازت ہو
تو پاسبان ہون مین شبکو پاسبان کے لیئے

مزے مزے کے تعلق ہین زخم و خنجر مین
زبان دہن کے لیئے ہی دہن زبان کے لیئے

ادا ہی تیری ہی قاتل قضا کی پردے مین
بدل کی بھیس یہ آئی ہے امتحان کے لیئے

سوال بوسہ جو چپکے سے بھی کیا تو کہا
ٹھہر منگائی ہین چابنین تری زبان کے لیئے

ہزار شکر کہ پیکان سے دل ہوا آباد
خدا نے بھیجدیا وارث اس مکان کے لیئے

جلا رہی ہے پتنگے کو شمع سے یہ کہو
زبان درازیہ تعزیر بے زبان کے لیئے

لگاؤن آنکھون سے چومون نہ سنگِ اسود کو
کہ ان لبون سی ہین بوسی اُس آستان کے لیئے

چمک کے آئی جو بجلی تڑپ کر دل نے کہا
وہ برق نے قدم آہِ شرر فشان کے لیئے

جو خانہ باغ کی کلیان بھی چٹکین تو بولے
یہ کس نے بوسے صبا میری آستان کے لیئے

جواب دیتی ہی طاقت بھی ہائے پیری مین
بہت کڑے ہین یہ دن جانِ ناتوان کے لیئے

خدا جو پوچھے گا کیون جان دی جوانی مین
دکھا کے تجکو کہون گا کہ اِس جوان کے لیئے

مین امتحان مین پورا ہوا تو پھر کہیئے
ذرا سمجھ کے تقاضا ہو امتحان کے لیئے

مین ہون وہ سوختہ جان گر کہین ملے بجلی
سمجھ کے جگنو اُٹھا لاؤن آشیان کے لیئے

اجازت اپنی نزاکت سی لی ہے یا یون ہی
نکل کھڑے ہوے سرکار امتحان کے لیئے

ہے اب امیر سے کیون ضبطِ آہ کی تاکید
حضور ہی نے تو دی ہے زبان فغان کے لیئے

امیر روتی ہے امت شہ زمان کے لیئے
زمین خاک اُڑاتی ہے آسمان کے لیئے

کھلی زبان مری کسکے داستان کے لیئے
اُچھلکے دل نے جو بوسی مری زبان کے لیئے

نکلکے سینے سے اے آہ برق سے کہہ آ
کہ ایک ڈال تو رہنے دی آشیان کے لیئے

چھری کھینچی تو پھر اپنی کمر مین توڑی کیون رکھلی
ارے یہ تو کلیجے مین مری رہنے کی قابل ہے

جہان لیجاتی ہی قسمت پہنچتا ہی وہین انسان
بھٹک سکتا نہین کوئی کہ خضر راہ کامل ہے

مرے دل کو حسین گھمگھٹ مین اپنی دیکھکر بولے
یہان دیوانے کا کیا کام یہ پریونکی محفل ہے

لب جانبخش پہ نام عدو ہی منہ لگاؤن کیا
مرے آب بقا مین زہر بھی تھوڑا سا شامل ہے

یہی کروٹ بدلوائی یہی اُٹھہ اُٹھکے بٹھلای
مزہ ہمدردیون کا درد دل سی مجکو حاصل ہے

گیا طوف حرم کو قیس تو آواز یہہ آئی
ارے نادان یہ لیلی نہین لیلی کا محمل ہے

کسی کا رات بھر چلنا ترا شب بھر کھڑا رہنا
ترے زیر قدم ای شمع محفل تیری منزل ہے

ادھر تو قتل کی لذت اُدھر ہی وصل کی لذت
گلے پہ تیغ ہے سینہ تہ زانوی قاتل ہے

[illegible] سختی فرقت ہوا ٹکڑے
کوئی لوہا نہین پتھر نہین انسان کا دل ہے

[illegible] دونون کو ہے آئینہ حیرت
اُدھر تمسے مقابل ہی اُدھر مجھسے مقابل ہے

مریض عشق تجھ [illegible] آسکے کسطرح ای عیسی
ادھر سے اب اُدھر کروٹ بدلنا اسکو منزل ہے

قریب انسان اُس بت کی نجائی لاکھہ پیار آئے
وہ صورت دور ہی سی پیار کر لینے کی قابل ہے

لپٹ جانے سے مطلب قیس کو ہی یہ خبر کسکو
کہ ناقہ ہی کدھر اور کس طرف لیلی کا محمل ہے

تمہاری عکس خال رخ سی ہے سارا جہان روشن
اسیکا نام تو دل مین سویدا آنکھہ مین تل ہے

سخی کا دل ہے ٹھنڈا گرمی روز قیامت مین
کہ سر پر چتر رحمت سایۂ دامان سائل ہے

امیر اللہ حافظ ہے ہجوم ناز مین دل کا
کہ سو جلاد ہین خنجر بکف اور ایک بسمل ہے

بلا پہ صبر کیا عیش جاودان کے لیے
مزے ہین خلد مین اب خلد آشیان کی لیے

چھری وہ لائے ہین عاشق کی مرغ جان کیلیے
غضب کی شاخ نکالی ہی آشیان کے لیے

بچی جو بیریون سی جان آپھنسا مین جو رونین
اب ان حسینون مین بھیجا ہی امتحان کی لیے

اندھیری رات مین بجلی کو بھی ترس آیا
غریب لیکے چراغ آئی آشیان کے لیے

جوش کتنا ہے خون بسمل سے — دو دو ہاتھ آج ہون گے قاتل سے
کچھ پھری سی ہے وہ نگہ دل سے — تیغ روٹھی ہوئی ہے بسمل سے
پوچھو پیکانِ تیرِ قاتل سے — مشورے ہو رہے ہین کیا دل سے
منھ کہین موڑ لے نہ خنجرِ یار — یہ جو روٹھا منے گا مشکل سے
لے چکے دل تو ہنس کے فرمایا — پیار اب کیجیئے گا کس دل سے
رات کی صحبتین جو یاد آئین — اُٹھ گئی شمع رو کی محفل سے
غیر اور ادعاے جانبازی — کیا مرے گا مری بوسنے دل سے
بزم جنت کی کھینچی ہے تصویر — رنگ لیکر تمہاری محفل سے
دل مین پھرتی ہین وصل کی باتین — نہین آتین زبان تک دل سے
کیون نہ تڑپے کہ ناوکِ قاتل — چھین لیتی ہے موت بسمل سے
اس ادا سے وہ آئی وصل کی رات — کہ نکل آئین حسرتین دل سے
ہون مین وہ سخت جان کہ موڑ کی منھ — عذر کرتی ہے تیغ قاتل سے
میسر محفل خبر نہین ہوتا — اُٹھے جاتے ہین لوگ محفل سے
حال مجنون کے خاک اڑانے کا — کہتی ہے آ کے گرد محمل سے
مفت دیدون گا کیا مین جان سی چیز — عمر جاوید لون گا قاتل سے
کام یارون مین کیا تکلف کا — بے تکلف اُٹھاؤ محفل سے
آئینہ دیکھ کر وہ شرمائے — آنکھ نیچی ہوئی مقابل سے
ڈوبی ہے کس غریب کی کشتی — سر پٹکتی ہین موجین ساحل سے

دل یہ دنیا سے سرد ہے کہ امیر
ہوئی ٹھنڈی غزل بھی مشکل سے

بنھدی کہتی ہے دستِ قاتل سے — چھین لے رنگ خون بسمل سے

پکارتا ہے وہ جوبن ابھر کے سینے مین
کہ بیقرار ہون مین بھی اسی جوان کے لیے

مرا خدا تو توانا ہے ناتوان ہون جو مین
یہ آسرا ہے عصا جان ناتوان کے لیے

نکیلے تم ہو سجیلے ہو تم رسیلے تم
پھر اور دل کو مین رکھ چھوڑون کس جوان کیلیے

غضب کی لاگ تھی کمبخت برق کو تجھسے
چمن کو پھونک دیا ایک آشیان کے لیے

نہ موت آسکے نہ غش آسکے نیند کا کیا ذکر
غضب کی قیدین لگائی ہین پاسبان کے لیے

گلہ تڑپ کا نہ انسان کرے جو عاشق ہو
یہی تو ہے پر پرواز مرغ جان کے لیے

کہو کہ آکے رہے میرے پاس تربت مین
اداس بیٹھی ہے کیون بیکسی مکان کے لیے

وہ آشنا نہوا گو برنگ نقش قدم
قدم قدم پہ قدم مین سے پاسبان کے لیے

پسند یو مین [illegible] ہے اسکو رنگ فتنہ گری
کہ عطر فتنہ خریدا ہی عطردان کے لیے

[illegible] تی ہی قتل عام کے بعد
حضور اب ہین یہ تیاریان کمان کے لیے

[illegible] ستان جام جم کو رہنے دے
بہت ہے دختر رز میرے امتحان کے لیے

چلی جو ناز سے بے شمر خروسکیے ہمکو
لپٹ کے بوسے تری تیغ خونفشان کے لیے

زمین کو ہے غبار آسمان سبب خلاف
نہ ہم زمین کے لیے ہین نہ آسمان کے لیے

وہ دل جو روز بدل کر نئے نظر آئے
کہان سے لاؤن مین اُس شوخ دلستان کیلیے

وہ بال گوندھکے پھانسی عبث بناتی ہین
بلائے جان ہین یونہین جان ناتوان کیلیے

جفا کے شوق مین حد سے گزر نہ او ظالم
کوئی تو طرز ستم چھوڑ آسمان کے لیے

اجل کا لقمہ ہوا پہلے پھر مین لقمۂ گور
یہ دونون کھولے تھی منہ ایک ناتوان کے لیے

دل اور تصور جانان مین ربط لازم ہے
مکان مکین کے لیے ہی مکین مکان کے لیے

شباب آتے ہی آندھی کی طرح دل آیا
بہار آئی تو جھونکے بھی کچھ خزان کے لیے

امیر نالہ بھی ہو ساتھ اشکون کے
جرس بھی شرط سفر مین ہی کاروان کے لیے

عشق مین دن زندگی کے بھر چلے
مر کے تم پر جیتے جی ہم مر چلے

آ گئے آگے فتنہ محشر چلے
چال قاتل کی اگر خنجر سے چلے

مر چلے ہم مر کے اُس پر مر چلے
کام اپنا نام اُس کا کر چلے

رات بھر وہ کنگھی چوٹی مین رہے
صبح تک آرے مرے سر پر چلے

دل ہے پامال ہجوم یاس و غم
کیا اُگے سبزہ جہان لشکر چلے

حشر مین اجلاس کسکا ہے کہ آج
لیکے سب اعمال کا دفتر چلے

خون ناحق کر کے اک بیجرم کا
ہاتھہ ناحق خون مین تم بھر چلے

سعی تو کی وصل کی ہمنے بہت
جب نہ کچھہ قابو چلا تب مر چلے

لالے کی مانند ہم اس باغ مین
داغ لینے آئے تھے لیکے چلے

لائے تھے مثل شرر تھوڑی سی عمر
آنکھہ ادھر کھولی اُدھر ہم مر چلے

برہمن اور شیخ مین چوٹین چلین
کعبہ و بتخانہ مین پتھر چلے

تم کو جینا ہو مبارک ہمدمو
ہم تو ان پر مرتے ہی بس مر چلے

پہنچین گی اُس بزم مین عشاق ہی
اور یون چلنے کو دنیا بھر چلے

بے مروت آنکھہ ہو کیا سامنے
مے سے ہو خالی تو کیا ساغر چلے

پھر تبسم سے چھڑک قاتل نمک
زخم پھر ہم زخمیون کے بھر چلے

چشم و ابرو دونون کے جوہر دکھا
دم جو لے خنجر تو پھر ساغر چلے

کوئے قاتل مین گزر آسان نہین
آدمی تلوار پر کیونکر چلے

گردش چشم اپنے مستون کو دکھا
ساقی اب کیا دیر ہے ساغر چلے

ضعف اُس کوچے مین کہتا ہی امیر
بیٹھیے صاحب کہان اٹھکر چلے

چال سے پامال مجھکو کر چلے
ہائے کیا چلتا ہوا نشتر چلے

جان چھوٹے گی مر کے قاتل سے — مشکل آسان ہو گی مشکل سے

بگڑے تشبیہ ماہ کامل سے — سمجھے تعریف اوپری دل سے

خون بسمل نہین بہا دم ذبح — مہندی چھوٹی ہے دستِ قاتل سے

تڑپین دیوانے اور وہ چپ بیٹھے — یہ کڑی اٹھ چکی سلاسل سے

قیس لیلی کو گود مین لینا — سیکھ لے پردہائے محمل سے

عمرین گزری ہین ٹھوکرین کھاتی — منزلون دور ابھی ہون منزل سے

آئنہ خانے مین جو وہ آئے — چونکھا لڑ گئے مقابل سے

شانکے پھبتی وہ حور کی بولے — کہی اچھی مگر برے دل سے

وہ مسافر ہون مین کہ بنکے خضر — لے گئی غربت آکے منزل سے

وہ جو بے پردہ سامنے بیٹھے — پردے سب اٹھ گئے مرے دل سے

کیا خبر بعد مرگ یارون کی — ساتھ چھوٹا ہے پہلی منزل سے

دل جو تلوون سے تو نے مل ڈالا — یہ ہوا کس طرح ترے دل سے

جسکے بیٹھے کوئی تو یون بیٹھے — لاش اٹھے نہ کوے قاتل سے

میرے پہلو سے تو نہ اٹھ اے درد — پیار کرتا ہون مین تجھے دل سے

کیا ہین یہ چشم قیس کے پردے — لپٹے ہی رہتے ہین جو محمل سے

ایک اس کو دیا تو دس پائے — جھک کے مل اے کریم سائل سے

ساتھ والون نے ساتھ چھوڑ دیا — دور لیجائے مجکو منزل سے

کہکے لبیک مغفرت دوڑے — توبہ عاصی کرے اگر دل سے

وہ کلیجہ پکڑ کے بیٹھ گئے — آہ نکلی نہیں ابھی دل سے

ہو زمین لاکھ سہل لیکن امیر
ہوتے ہین اچھے شعر مشکل سے

تری صورت کچھ ایسی کلک قدرت سے حسین نکلی — کہ اُسکی ہر ادا سے شان صورت آفرین نکلی

الٰہی قتل پر میرے وہ اتراتی ہین کیون اتنا — بدن سے جان نکلی یا دہن سے آفرین نکلی

دل مجنون سے نکلی آہ یا بجلی کوئی چمکی — کہ محمل سے تڑپ کر لیلی محمل نشین نکلی

شریک حال عاشق بیکسی مین کون ہوتا ہے — جو نکلی بھی تو کچھ دل سوز آہ آتشین نکلی

کیا اقرار بھی اُس نے تو وہ انکار ہی ٹھہرا — مری قسمت سے اُنکی ہان بھی در پردہ نہین

اسی دن کے لیے آنکھون مین ہمنے تجکو پالا تھا — بڑی تو بے مروت لے نگاہ واپسین نکلی

اُڑا کر لے گئی دل اک نگہ مین ساری محفل کے — بڑی ہی شوخ دیدہ تیری چشم سرمگین نکلی

وفا کی داد دینے مین بھی شرمیلی ادائین ہین — دُلھن پردے سے نکلی یا زبان سے آفرین نکلی

چھپے بیٹھے رہے اپنی جگہ سب رعب قاتل سے — نہ دل سے مرحبا نکلی نہ منھ سے آفرین نکلی

ہوا دیدار اُسکا خواب مین باتین تصور مین — کوئی حسرت کہین نکلی کوئی حسرت کہین نکلی

وہ کہتے ہین یہان تو ہو گئی ہلکان جان اپنی — اور اب تک حسرت وصل آپکے دل سے نہین نکلی

مرے بالین پر اُن سا سنگدل بیدرد چیخ اُٹھا — عجب حسرت بھری اک آہ وقت واپسین نکلی

ترے انکار نے اے جان دل کو کر دیا چھلنی — انی برچھی کی نکلی جب تری منھ سے نہین نکلی

کیا خون اُس نے کن کن حسرتون کا وصل مین آکر — بڑی کٹر بڑی ظالم تری ہین ہین نہین نکلی

ترے انکار کے انداز نے بھی مار ہی ڈالا — اُدھر منھ سے نہین نکلی ادھر جان حزین نکلی

الٰہی کس شہید ناز نے سر اپنا کٹوایا — کہ ننگے پاؤن فردوس برین سے حور عین نکلی

سوال وصل پر انکار مین بھی وہ لجاتی ہین — جو نکلی بھی تو چھپکر ہان کی پردے مین نہین نکلی

عجب لذت بھرے ہاتھون سے قاتل نے کیا تھی — کہ منھ سے اُف نکلنے کی جگہ بھی آفرین نکلی

تن بیجان کو زیر خاک کیا دھر کے بیٹھا ہے — ستم کرنے مین اُستاد آسمان کی بھی زمین نکلی

نہ چھوڑا ساتھ اُن کا میری تربت پر بھی آ کے بین — بڑی پابند اپنی وضع کی چین جبین نکلی

نہ نکلی دل سے باہر وصل مین بھی واہ ری عصمت — تری حسرت تو تجھسے بھی سوا پردہ نشین نکلی

اس چمن سے بخت دل لیکر چلے
ہم نے پھولون سے دامن بھر چلے

ست تیر اگر شریک دور ہو
دختر رز لیکے خود ساغر چلے

عاشق اب اے جان جی کر کیا کرین
مرنے کو آئے تھے تمپر مر چلے

چھپکے اس کوچے مین راتون کو گئے
اپنے سائے سے بھی ہم بچکر چلے

یہ ملی کس جرم پر دم کو سزا
حکم ہے دن بھر چلے شب بھر چلے

چتونین چالاک آنکھین فتنہ گر
جور ان عیارون پر کیونکر چلے

دور قاتل مین نہین کچھ روک ٹوک
شوق سے چھریان چلین خنجر چلے

شیخ نے میخانے مین پی یا نہ پی
دختر رز کو تو رسوا کر چلے

ہے مرے قاتل کا شرمیلا مزاج
پھیر کر منہ حلق پر خنجر چلے

بیخودی سے وصل مین کھنڈت پڑی
گھر مین وہ آئے تو ہم باہر چلے

دوڑے بسمل تیغ قاتل کیطرف
پیاس کے مارے سوے کوثر چلے

جرم اپنا موج کی تقصیر کیا
کیون حباب اتنا اٹھا کر سر چلے

قدر دان شعر تو سب چل بسے
شاعرون کا کام اب کیونکر چلے

سر جھکائے کہہ رہے ہین سرفروش
آزمانا ہو جسے خنجر چلے

گل گیا آخر تہ تربت کفن
ایک جوڑا حشر تک کیونکر چلے

رہنے کیا دنیا مین آئے تھے امیر
سیر کر لی اور اپنے گھر چلے

کسیکی چاہ بھی دل مین مری اے نازنین نکلی
ترے تیرون نے گھر بھر کی تلاشی لی کہین نکلی

تمنا کب ترے عشاق کی اے نازنین نکلی
سے جلے دل سے جو نکلی بھی تو آہ آتشین نکلی

ابھی تیور کڑے کیون ہین ابھی کیون تیغ کین نکلی
کوئی ارمان نہین نکلا کوئی حسرت نہین نکلی

ہٹا کر وہ نگہ پلکون کا پردہ خشمگین نکلی
چھری سے کھینچے ہوئے ظالم الٹ کر آستین نکلی

دم تیغ بھی تکتی ہین اس کو آنکھین
جو کچھ سوجھتی تھی وہی سوجھتی ہے

سیاہ ان کی آنکھون مین اندھیر دنیا
وہان ان کو سرمہ سی سوجھتی ہے

شب وصل آخر ہے اے دل لپٹ جا
تجھے اب خوشی ناخوشی سوجھتی ہے

جو کی مین نے جوبن کی تعریف بولے
تمھین اپنے مطلب ہی کی سوجھتی ہے

بُری ہو نہ قسمت الٰہی کسی کی
کہ جو سوجھتی ہے بُری سوجھتی ہے

بُرا دختِ رز کو کہے کیون نہ واعظ
بُرے کو بھلی بھی بُری سوجھتی ہے

پڑا ہے یہان دیدہ و دل کا رونا
تمھین آئنہ آرسی سوجھتی ہے

گھٹا گھر کے آتی ہے جب فصل گل مین
تو توبہ والون کو میکشی سوجھتی ہے

یہان دل ہے صد چاک پڑتی [illegible]
تمھین کنگھی چوٹی ابھی سوجھتی ہے

کسی زلف سے ہر طرح جا لپٹ
شب تیرہ مین دل لگی سوجھتی ہے

کمر کی رعایت شب وصل کیسی
تمھین ایسے مین نازکی سوجھتی ہے

امیر ایسے تیز مضمون ہین لاکھون
نئی بات کوئی کبھی سوجھتی ہے

تمت بالخیر

[illegible]

جنون اتنک سنا تھا ساتھ چولی اور دامن کا — گریبان کو نکلتے دیکھ کر کیون آستین نکلی
غش آیا وصل مین مجکو تو بولی نازکی انگلی — کہ لو مجھسے بھی ان کی ناتوانی نازنین نکلی

امیر ابھرا جو وہ جوبن ملا دل کا پتا مجکو
یہی دونون اُچکّے چور تھے چوری یہین نکلی

خبر ہے نعش پہ کس بیوفا کے آنے کی — کہ جان ابھی سے ہے مشتاق جا کے آنے کی
نکالتے ہین وہ مانگ اور دل یہ کہتا ہے — نکل رہی ہے سڑک یہ بلا کے آنے کی
شگاف سینے مین ہین بھری کیون تڑپتا ہے دل — دریچیان تو کھلی ہین ہوا کے آنے کی
وہ بار بار نگاہین ادھر جو کرتے ہین — دکھاتے ہین مجھے گلیان قضا کے آنے کی
شب وصال ہین اُس شوخ کو پلا کے شراب — مین راہین روک رہا ہون حیا کے آنے کی
سزا برق سے جل جل کے مشق کی لیکن — ادا نہ آئی ترے مسکرا کے آنے کی
یہ وضع مجکو نہین ہے پسند جاؤ بھی — ادا نکالی ہے تیوری چڑھا کے آنے کی
نہ چوک وقت کہ پاکر یہ ہے وہ معشوق — کبھی امید نہین جس سے جا کے آنے کی

گھٹا مین برق جو چمکی تو یاد آئی امیر
ادا کسی کی وہ پردہ اُٹھا کے آنے کی

جو کچھ سوجھتی ہے نئی سوجھتی ہے — مین روتا ہون اُن کو ہنسی سوجھتی ہے
تمھین حور اے شیخ جی سوجھتی ہے — مجھے رشک حور اک پری سوجھتی ہے
یہ آتا ہے جی مین کہ کوثر پہ چلیے — خرابات مین دور کی سوجھتی ہے
جفا کو وفا کیون نہ سمجھون مین ناصح — محبت مین اچھی بری سوجھتی ہے
یہان تو مری جان پہ بن رہی ہے — تمھین جان من دل لگی سوجھتی ہے
جو کہتا ہون اُن سے کہ آنکھین ملاؤ — تو کہتے ہین تم کو یہی سوجھتی ہے
کہا مین نے پاس آؤ تو ہنس کر بولے — ابھی آج تو دور کی سوجھتی ہے

تہ ت ہون کہ ساغر جب مین پاگیا

تون کے قلم سے بھی اپنا مدعا نکلا

وقت آخر مین نہین ہے کوئی میرا آسرا

سوجھا ہے بیخودی مین یہ مضمون دور کا

آنکھین ملائین آپ تو کچھ درد دل کہون

نہ پوچھ اے محتسب ساغر الٹ دونگا تو کیا ہوگا

محشر مین دیر تھی اگر آنے مین یار کے

تڑپتے ہین اگر بسمل تجھے کیا +

مسجود وہ صنم ہے ہر رند و پارسا کا

منہ پھیر کر چلی تھی خفا ہو کے تیغ یار

لگ کے چھاتی سے وہ سوتا تھا کلیجا شاد تھا

بتو مانا نہین ہو تمہین تمہارے قتل کے قابل

اکبار یا غفور کہا اور چڑھا گیا

کہ منہ سے شکر زبان سے خدا خدا نکلا

شرم عصیان رہ گیا ہے ایک تیرا آسرا

پردے مین دختِ رز کے ہی جلوہ حضور کا

پھرون مزاج ہی نہین ملتا حضور کا +

بجائے بادہ شیشون مین لہو تیرا ابھرا ہوگا

اے شور حشر تو نے مجھے کیون جگا دیا

تو اپنا کام کر قاتل تجھے کیا +

شاید کہ رہگیا ہو بندہ کوئی خدا کا

بارے جھپٹ کے مین نے گلے سے لگا لیا

کیا وہ دن تھے دل سے پہلو جب مرا آباد تھا

مگر للہ بھی اک کام کر لو گے تو کیا ہوگا

تم تو دوزخ مین نجاؤ گے ہمارے بدلے
زاہدو ہم جو گنہگار ہین پھر ہمکو کیا

واعظو وعظ کی مجلس مین تو تہا مین بدست
کچھہ اگر ہوش مین ہوتا تو تمہاری سُنتا

خنجر نے ترے دیا نہ پانی +
ترسا ترسا کے مار ڈالا +

کیون نہ کٹتی زبان تری اے شمع
سوزِ دل کیون زبان پر آیا +

ایدل تو اور چارہ یہ عاشق ہو مجھکو کیا
مین نے ترے بھلے کو کہا کیا بُرا کیا

مری صورت جو بدلی فرطِ غم سے
تو وہ بولے کہ اچھا روپ بدلا

کمی گر ترا تیر کر جائے گا
تڑپ کر یہ نخچیر مر جائیگا

سوا اسکے کہ کچھہ دل کی تڑپنے مین مزا پایا
مرے پہلو مین رہکر تونے اے درد اور کیا پایا

وہ بولے بزم مین اغیار سے الگ رہنا
کہین امیر نہ بیٹھا ہو یان فقیر بنا

کہیل تہا عمر بھر جو دیکہا تہا
زندگی کیا تھی اک تماشا تہا

کہتا ہے عشق دیکہہ کے میرا چراغ داغ
روشن ہوا اس سے نام مری خاندان کا

زورِ جنون سے ضعف مین ارمان نکلگیا
اُٹھا نہ ہاتھہ بھی کہ گریبان نکل گیا

نہ جو نکا مرا بخت خفتہ امیر
پُھنکتا صور محشر زمانہ ہوا

اللہ رے تری وصل کی حسرت کہ جیتا نہین
دل کہو کے حورون سے بھی لپٹا نہین جاتا

میکشون کا نامۂ اعمال سارا دھو گیا
جو دہوان بھٹی سے اُٹھا ابر رحمت ہو گیا

بادۂ اطہر جسے سمجھے ہوئے ہو زاہدو
دخترِ رز بھی تو اُسی کا نام ہے اک پیار کا

بزم مین آکر وہ غیرون پر ستم کیون کر گیا
میرے ہوتے غیر پر بیداد مین کیا مر گیا

نزع مین ہون مین کہو انسے اب آرام کرین
دیکھنا تہا مجھے سو ایک نظر دیکھہ لیا

دل مرا ایک قطرۂ خون تہا
نوش جان اُسکو تیرے غم نے کیا

ایدل بلا سے جا وہ کبھی آ ہی جائیگا
دو چار بار کہنے مین شرما ہی جائے گا

اے جذب شوق دید کشش مین کمی نکر
جلوہ کسیطرح سے وہ دکھلا ہی جائیگا

نہ گئی تشنگی وہی غم الفت کی آج تک
قاصد کو بھیجنے سے اُسکی گلی مین حاصل
خالی نہ بزم اپنی رہی دور جام سے +
خواب مین اک دم خیال اُسکا ہوا تھا لب بلب
فلک ستم تو تیرا بھی شکوہ نہ کرنے +
آتے ہی دم نزع مرے پاس وہ بولے
رہ رہ کے اک کھٹک سی سینے مین ہو رہی ہے
دل تو پہلو سے ہمارے کھو گیا
کہا دل نے یہ مجھسے کھینچکر خنجر وہ جب آیا
صف محشر مین تیرے کشتون نے
نہ پھرا نامہ بر وہان سے امیر
روانی سے چلتا نہین حلق پر
وصل کی رات بھی پہلو ہی بدلتے گذری +
تیرے ابرو کی یاد مین اے بت +
انصاف جور یار خدا سے طلب کیا
مرا دل دیکھ کر بولی خرابی +
وائے قسمت پاون اپنے رکگئے تھک کر امیر
ہم جو رخصت ہوئے اُس بت سے تو ہنگام وداع
خاطر مری صیاد کو ہے سب سے زیادہ
نہ ملا تھا جواب نامہ اگر +
اس قدر ہے دراز ہجر کی رات +

سارا لہو نچوڑ کے مین نے پلا دیا +
کیون خون سر پہ تو نہین اک بندۂ خدا کا
رکھا جو اُس نے ہاتھ سے ہم نے اٹھا لیا
عمر بھر لذت سے اپنے ہونٹھ مین چاٹا کیا
مگر تجکو ڈھب ہی نہ آیا جفا کا +
ہم جانتے ہین یہ حال تو دیکھا نہین جاتا
شاید ابھی ہے باقی ٹکڑا کوئی جگر کا
درد پہلو ہائے تو کیا ہو گیا +
تڑپنے تلملانے لوٹنے کا وقت اب آیا
کچھ سمجھ کر مجھے امام کیا +
زندگی نے مجھے جواب دیا +
تری چال خنجر بھی چلنے لگا +
ایک کروٹ دل بیتاب نے سونے نہ دیا
ہم نے کعبے کو بھی سلام کیا
تمنے بھی اے امیر بڑا ہی غضب کیا
یہ ویرانہ کبھی آباد بھی تھا +
وادی مقصود جب دو چار منزل رہگیا
ہنس کے بولا وہ صنم جاؤ خدا کو سونپا
احسان ہے یہ مجھپر مری بے بال و پری کا
آکے قاصد جواب ہی دیتا
پر تڑپنے سے جی نہین بھرتا +

الجھن ہو کب سے مجنون نکل ہی چکے ہین
کمبخت دم تو جان کا جنجال ہو گیا

ناقے کے پا دن تھک گیے قسمت یہ قیس کی
جب تھوڑی دور نجد کا میدان رہگیا

دل بوند بھر لہو ہے پر جب یہ مضطرب ہو
اُسوقت رنگ دیکھو اس بوند بھر لہو کا

مست ہین حلقہ کیے ایک سا ہی سب پہ کرم
دور ساغر مین سبو پیر مغان بن بیٹھا

مہمان امیر تم ہو ورنہ
وہ خانہ خراب گھر مین ہوتا

اوڑھنی جو تھی دولائی چلنا نہ تھا اُبھر کر
جوبن چھپایا تم نے لیکن چھپا نہ جانا

کہتے تھے دل کسی سے لگاؤ نہ اے امیر
دیکھو تو چار روز مین کیسا حال ہو گیا

مجھکو دیکھا تو آئینے نے کہا
ہاے کیا حال ہو گیا تیرا

سُنا ہے کل کہین مسجد مین وہ بت آیا تھا
نماز ہو نہ سکی اس قدر ہجوم ہوا

قتل ہی ہم رہے محرم کری ہاتھہ سی تیغ
ہاے اِس آنکھہ سے جلاد کو کیون دیکھتا

اُٹھتا نہین ہے شور جو بازار مین کہین
کیا آج امیر مست سے اُٹھا نہین گیا

ق

تو مجھسے نہ مل خیر مجھے بھی نہین پروا
ڈھب تیرے جلانیکا یہ اے یار کرونگا

تصویر تری لاکے مین اب سامنے تیرے
چھاتی سے لگاؤنگا اُسے پیار کرون گا

نالے بھی سماتے نہین اس چرخ کی نیچے
کیا تنگ ہے اللہ مصیبت کدہ اپنا

قیامت کا اگر ڈر ہے تو یہ ہے +
کہ ہے ہے ہم کو پھر جینا پڑے گا

بولے وہ گلی مین اپنی مجھسے +
او خانہ خراب اپنے گھر جا

ملک دیتا تھا فلک جاگیر مین ہم نے مگر
مختصر سا ایک تختہ بہر مدفن لے لیا

رُخ جو قاتل اِدھر نہین کرتا
ہائے دل بھی جگر نہین کرتا

ذکر شب فراق پہ کہتا ہے دل مرا
لو میرے آگے نام نہ اُس روسیاہ کا

اُس بت تند خو کو رام کیا +
آفرین اے امیر کام کیا

سوال خون کا اپنے کرینگے تجھسے جو ہم
جواب غمزۂ جانستان جواب کیا دیگا

بیقراری ایک سی دونون طرف تسلیم تھی
ہم اودھر تڑپا کیے قاتل اودھر تڑپا کیا

نالے کرتے کرتے مین ٹھہرا تو وہ کہنے لگے
مرگیا غش کرگیا دیکھو تو چپ کیون ہوگیا

قتل کا مژدہ ہی میرا کام آخر کر گیا
یہ خبر سنتے ہی مین مارے خوشی کے مرگیا

اپنے مرنے کا نہین غم مگر اتنا غم ہے
ای عزیزو ملک الموت نے گھر دیکھ لیا

وہ سرمہ بھری آنکھین فتنہ ہین کہ جادو ہین
کتنون کو لگا رکھا کتنون کو سلا رکھا

تا قوس لیکے جاتے ہو کعبے کو تم امیر
فریادِ ان بتون کی کروگے خدا سے کیا

پیے گا تو بھی تو زاہد وہی جنا نمین شراب
جو میکشون نے یہان پی تو کیا گناہ کیا

فرشتے آکے ہمانمین گناہگار ہوئے
کیے گناہ جو ہم نے تو کیا گناہ کیا

امیر صانع قدرت کا کھیل ہے دنیا
بنا بنا کے مٹائی ہین صورتین کیا کیا

نوجوان لوگ کیا نہین کرتے
دل لگایا تو کیا گناہ کیا

دل خون ہوکے میرا کب چھوٹتا ہی اس سے
جس گل کے ہاتھ آکر رنگِ حنا نہ چھوٹا

خزان نزدیک ہے اب ور رنگ ای باغبان ہوگا
نہ مین اس باغ مین ہونگا نہ میرا آشیان ہوگا

قاتل اک چٹکی نمک دے ڈال اب
زخم کھاتے کھاتے تو جی بھر گیا

کس کس نے ہمکو روکا اس در پہ ہم جو پہنچے
لغزش نے پانون پکڑے دربان نے ہاتھ کھینچا

شبِ وعدہ نہ جھپکی آنکھ تک آرام کب آیا
یہی کھٹکا رہا شب بھر وہ اب آیا وہ اب آیا

عاشق ہوئے مگر کچھ اچھا برا نہ جانا
ہم دل لگا تو بیٹھے لیکن لگا نہ جانا

خط اسنے بے پڑھے ہی قاصد سنائین سیکڑون باتین
جو پڑھ لیتا کہین خط تو خدا جانے وہ کیا کہتا

دے جلد جام ساقی ٹوٹے خمار میرا
تیار ہے جماعت ہے انتظار میرا

کب انا الحق جرم تھا منصور کا
دیکھنے والا تھا کس مغرور کا

پیکان سے ترے دلکو مرے ہی یہ علاقہ
جب تیر کھچا ساتھ کلیجا نکل آیا

مردے کا زندہ کرنا کیا تم آپ مرتے
مرنے کا کچھ مسیحا تم نے مزا نجانا

آوارہ پھر رہا ہے محبت کی راہ مین
اک دل دیا تھا ہمکو خدا نے سو یون گیا

چکر لگا رہی ہے جو بجلی چمن کے گرد
مد نظر ہوا ہے مرا آشیانہ کیا

ہزارون اُس سے سوا بے نشان ہین لیکن
نکل گیا ہے زمانے مین نام عنقا کا

لاکھون اُس لیلی کے دیوانے تھے اُنمین عشق نے
ایک مشتِ استخوان کا نام مجنون رکھدیا

بہا خون ہو کر جو ٹھوکر سے بولے
مصیبت کا مارا یہ دل تھا کسی کا

ہم مر گیے تو واہ ری بدنامیون کا پاس
مٹوا دیا نشان ہمارے مزار کا

دیکھکر عکس آئنے مین کہا
یہ تو کچھ صورت آشنا نکلا

باڑھ رکھی ہے اُسنے خنجر پر
ہاے اس وقت مجھ مین دم نہ ہوا

دل مین تو ہین حضور وہان غم کا کام کیا
ہو جس جگہ سرور وہان غم کا کام کیا

جو ہے مقام جسکا زیبا وہی ہے اُسکو
سینے مین داغ بہتر پہلو مین درد اچھا

بولے وہ سُنکے رات کو میری صدا امیر
پوچھو تو کوئی نام ہے کیا اس فقیر کا

یون ترے در پہ کیون پڑے رہتے
ہم غریبون کا گھر اگر ہوتا

تو ہی بتا ٹھکانا اے باغبان ہمارا
کس شاخ پر چمن مین تھا آشیان ہمارا

تپ غم ہوئی تو بھی معشوق ہم کو
تری گرمیون نے ہمین مار ڈالا

روز محشر سے ڈرایا ایکدن مین نے اُنہین
ہنسکے بولے وہ بھی اک فتنہ ہی اپنی چال کا

پڑ گیا ہے کوئی ناسور جگر مین شاید
کہ مری آنکھ سے کل شبکو لہو بھر آیا

پہلے تو کوی یار مین تنہا امیر تھا
نکلا جو گھر سے یار تو جم غفیر تھا

بتکدے مین ہین اے صنم خوشباش
گھر تو ان کا خدا کے نذر ہوا

چھو گئی بو جہان محبت کی
رنگ پھر ڈر سے مُنہ نہین چڑھتا

قتل موذی کا تو شرعاً ہی درست
ناصح اب تک کیون سلامت رہگیا

زلف و رُخ دونون نے مجھپر ستم ایجاد کیا
اُسنے حیران کیا اُسنے پریشان کیا

اظہار حال حشر کے دن کچھہ نہو سکا
قصہ مرا طویل زمانہ قلیل تھا

بہت غم نہ کہا عشق کا ای امیر
تجھے کوئی آزار ہو جائے گا +

تیری لکنت پر فدا سو جان سے دل ہو گیا
تو نے آدھی بات کی مین نیم بسمل ہو گیا

وہ آے کہینچکے تلوار سب کو شاد کیا
امیر آج بہت ہم نے تمکو یاد کیا

کُھل گیا زاہد کہ مستون پر خدا کا رحم ہے
ابر جب قبلے سے اُٹھا میکدے پر چھا گیا

غم اُسکا حسرتو نسی پوچھتا ہی میری سینے مین
کہان ہے وہ جو دل نام اک یہان بیمار رہتا تھا

وفا تیار نہین چاہتا ہون مین تجھ سے
جفا مین تو نہ کسی کو شریک کر میرا

مجھسے ہو سکتا کہ دیتا بازوی قاتل کو رنج
وان ہوئی ابرو کو جنبش یہان بدن پر سر نہ تھا

یار آیا ہے مرے مردے پر
ہاے اس وقت مین زندہ نہوا

ڈوب کر خوب خون چکان نکلا
تیر دل کا مزاج دان نکلا +

کل ذرا چُپ مرے پاس آکے جو بیٹھا ناصح
مین یہ سمجھا کہین کمبخت اُسے دیکھہ آیا

مدت ہوئی کہ غم سے خون ہو کے بہ گیا دل
صدقے کیا تھا صاحب تم سی عزیز کرتا

حضرت عیسیٰ ابھی کیا دیکھتے ہو میری نبض
پہلے اُسکو دیکھہ آؤ پھر مجھے تم دیکھنا

کچھہ آج نہین رنگ یہ افسردہ دلی کا
مدت سے یہی حال ہے یارو مرے جی کا

سنو الٰہی اگر اُس کو لحاظ اتنا بھی تو رکھنا
اب ای مشاطہ آئینہ نہ اُسکے روبرو رکھنا

دلبری سی کام ہی ہم کو دل آزاری سے کیا
یار کی یاری سی مطلب اُسکی عیاری سی کیا

شمع کیطرح جلا بھی مین پھنکا بھی لیکن
عمر بھر رشتۂ الفت مری گردن مین رہا

بیقراری نے بدلوائی تو کروٹ بدلی
درد دل نے جو مدد کی تو مین بستر سے اٹھا

مین دل لگا کے تو سنتا ہون کیا کرون ناصح
ترا کلام ہی دل مین اثر نہین کرتا

ٹوٹ کر کس کان سے موتی کا دانہ گر پڑا
ڈھونڈھنے آنکھون سے جو سارا زمانہ گر پڑا

ضعف دل نے اثر یہ دکھلایا
درد سے بھی اُٹھا نہین جاتا

چلے جو آگے بتاتے تری گلی کی راہ
میں آج خضر سے بھی سخت بدگمان ہوا

نیم کشتہ بھی نظارۂ قاتل نہوا
خوب اے حسرت دیدار مرا ساتھ دیا

کھینچتا ہوں میں تصور میں اگر ہاتھ انکا
کھینچ کے کہتی ہیں کہ ہے ہے مرا پہنچا ٹوٹا

امتحان گاہ محبت میں تھے سب ثابت مگر
دو قدم جو بڑھ گیا میدان اسکے ہاتھ تھا

ذرا چشم تر کو اشارہ کیا
کہ دریا نے ہم سے کنارہ کیا

شکوہ زبان پہ آ نہ سکا ہجر کا
اک بوسہ دیکے اسنے مرے منہ کو سی دیا

جنت کا نہ میں خواہان حورونکا نہ میں طالب
بوٹا سا وہ قد ہوتا چھوٹا سا مکان ہوتا

پٹ کی اوجھل تو قیامت سے اشارے کرتا
ٹھہری بیٹھکی کھڑکی سے نظارے کرتا

سمجھے کہ عرض حال کرینگے حضور امیر
دربار اسکے آتے ہی برخاست کر دیا

ازل کے دن کوئی نادان تھا نہ دانا تھا
فقط امیر عنایت کا کارخانہ تھا

باغبان کہتا ہے حسن شکر خوان عندلیب
پھونک دی اے آتش گل آشیان عندلیب

باغبان بیداد گر گل بیوفا کچھ ہے عجیب
یا رب اپنا درد دل کسکو سنائے عندلیب

بند ہو گئی باس گل کی یہ نازک مزاجی کی ہوا
پھر گئی منقار تک آکر صدائے عندلیب

گلوں سے لگی ساری گلشن میں آگ
آہ کہاں جائے بلبل غریب

میرے حق میں ہر طرح ہے یار کی چتون غضب
قہر کی چتون ہے آفت پیار کی چتون غضب

دیکھ سکتا ہوں نہ میں انکو نہ وہ مجکو امیر
گھر کے اندر میں وہ بیتاب میں باہر بیتاب

شمع پر گذری ہے جو شب تا سحر
مختصر سی ہے ہماری سرگذشت

دم بھر ٹھہر میں ہاتھوں سے دل کو سنبھال لوں
بیدرد میرے سینے سے پیکان ابھی نہ کھینچ

ہنسکے رونے پر مری کیسا کیا مجکو خجل
بہ گیا میں پانی پانی ہو کے آنسو کی طرح

اب یہ عالم ضعف کا ہے میں جو روتا ہوں امیر
ساتھ ہر آنسو کے گر پڑتا ہوں آنسو کی طرح

لیل و نہار وصل دکھاتا ہے تو دکھائے
کیسی یہ آسمان نے لگائی ہے شام صبح

کھٹکتے ہین جو رہ رہکر تری تلوؤن مین ای ہیر
عوض لیتے نہین ناخن تجھسے اپنی پائمالی کا

جو میرے قتل کو تلوار لیکے یار آیا
لپٹ گیا مجھے بے اختیار پیار آیا

شوق سے مین نے جو خنجر کے تلے سر رکھدیا
چھیڑنے کو ہاتھہ ہی قاتل نے خنجر رکھدیا

داغ نے پھونکا ہمارے خانۂ دلکو امیر
ایک چنگاری نے سارا گھر جلا کر رکھدیا

یارب شب فرقت بھی ہوئی ہے کہین آخر
اس شام نے بھی منہ کبھی دیکھا ہے سحر کا

بازو پہ رکھکے سر جو وہ کل ساتھہ سو گیا
آرام یہ بلا کہ مرا ہاتھہ سو گیا

گل خود تھے بے ثبات گلستان دہر مین
گلچین غریب مفت مین بدنام ہو گیا

ضبط کرتے ہی اثر نالہ کا ظاہر ہو گیا
بول اٹھی گھبرا کے ہے ہے لو وہ آخر ہو گیا

تم جو پہلو سے اٹھے دل سے نہ صدما اٹھا
درد پہلو مین یہ اٹھا کہ مین چلا اٹھا

وحشت کا سلسلہ نہ گیا ہاتھہ سے کبھی
دامن سے ہاتھہ اٹھا تو گریبان پہ جا پڑا

گلگشت کی ندے مجھے تکلیف ہم صفیر
کیا دل گرفتگی مین مزا اسیر باغ کا

تھے اشک حسرت جہان ہجر مین
وہین خشک میرا لہو ہو گیا

نہین تو نے دیکھا ہے اس بت کو زاہد
یہ ایمان ہرگز سلامت نہ رہتا

دلمین مضمون تھا جو اس شوخ کی ظاہر نہوا
رہگئی مجھکو یہ حسرت کہ وہ شاعر نہوا

کچھہ اس ادا سے مارا مجھہ کشتہ ادا کو
مقتل مین ہر طرف تھا اک شور آفرین کا

عشق نے زور دکھایا تھا امیر
کوہکن کو ہکنی کیا کرتا ✤

چپکا بیٹھا ہوا ناصح کی مین باتین سنتا
پر ترا ذکر تھا اے یار مین کچھہ نہ سکا

بڑھا مست شراب شوق ہوکر وصل مین جب مین
تو وہ بولے پئی ہو آج تم مجھسے الگ رہنا

مرکے اس شوخ سے وصال رہا
خواب مین بھی وہی خیال رہا

کرتے تو کیا قتل مجھے یار نے لیکن
رو رو کے مری خون کو تلوار سے دھویا

ایسے کا کیا کرے کوئی دربار ای امیر
دو دن جہان سلام کیا وہ بگڑ گیا ✤

زرا نظارۂ گل بلبلِ بے بال و پر کرلے | بٹھادے ایکدم صیاد اسے دیوار گلشن پر
گھر بیٹھے ہی رقیب کو مجہسا سمجھہ لیا | باہر تو گھر سے آ کبہی تلوار کھینچ کر
زغ ہے حسرتونکا دلِ داغ داغ پر | گرتے ہین جسطرح سے پتنگے چراغ پر
گرتی نہین ہی اوس یہ آنسو ہین ای فلک | روتی ہی رات بھی مرے بختِ سیاہ پر
جانے دی اس بت کو ضبط نالہ و فریاد کر | اتنی بے صبری نکر اے دل خدا کو یاد کر
بیڑ مین پڑجائے تا آنکھہ اُس رخِ پُرنور پر | چڑہکے بیٹھی ہین کلیم اللہ کوہِ طور پر
نو آسمان توڑ چکا اب بہت نہ چڑہ | اے نالہ آگے جا ہی ادب ہے خدا سی ڈر
مسافر سی جھگڑتے ہین فرشتونسی خدا سمجھے | گھڑی بھر چُپ پڑا رہنے نہین دیتی ہین منزل پر
جان اگر دینی نہین ہی ساقیِ گلفام پر | کیون لہو روتی ہی مُنہ کہہ کر صراحی جام پر
صیاد یہ ستم تو برائے خدا نکر | بے بال و پر ہون مین ابھی مجکو رہا نکر
کوئی جوبن پہ ہی عاشق کوئی اُسکی گات پر | کچھہ نہین کھلتا کہ ہم دیوانی ہین کس بات پر
بسِ مردن یہ بخشا ہم کو رتبہ بیقراری نے | چھپے ہم خاک کے نیچے گیے افلاک کے اوپر
اے یار بات بات پہ ہوتا ہی اب بگاڑ | غصہ ہی قہر غمزہ ہی آفت غضب بگاڑ
کیون نہو دریا کے پانی مین یہ توڑ | ہے مرے ہی آنسوؤن کا تو نچوڑ
فصل گل آگئی شاید کہ صبا گلشن سے | برگ گل لیکے چلی مرغِ گرفتار کے پاس
نکلے اب کوئی تو راہِ پرورش | بندہ پرور اک نگاہِ پرورش
اب نہین دو شعر ہی یاد اے امیر | تھے کبھی دیوان کے دیوان حفظ
دیکھکر گستاخی پروانہ شرماتی ہی شمع | تھوڑی تھوڑی کیسی محفل مین ہوئی جاتی ہی شمع
مجلس مین بیانِ سوزِ دل کا | جلجائے تری زبان اے شمع
مدد ای وحشتِ دل دونون ہم یکرنگ ہو جائین | پھٹے جسدم گریبان چاک پہنچے انکے دامن تک
ایک قطرہ خون ہی دل پر وہ قطرہ ہی امیر | غوطے کہاتی پہرتے ہین جسمین دو عالم آج تک

ہماری راے مین بہتر ہی میکشی کو صباح
اب آگئے قاضی و مفتی و محتسب کی صلاح

دعوی ہے گو کہ بیگنہی کا امیر کو
بیٹھا ہی تیرے آگے گنہگار کی طرح

نہین ہین پتلیان آنکھون مین اُسکی
یہ در پردہ ہین دو فتنے نظر بند

بوسہ اُس لب کا ملا پائی مُراد
مُنہ کی مانگی آج ہاتھ آئی مراد

کہتے ہین کشتۂ رفتار سے وہ ٹھکرا کر
کھولدے آنکھ اگر ہی مری رفتار پسند

تجھ کو بھیجا تھا کس لیے قاصد
بات کا تو جواب دے قاصد

کرتے ہین ڈرتے ڈرتے اِدہر اک نگاہ شوق
جب خوب دیکھ لیتے ہین پہلے اِدہر اُدہر

کچھ ایسی بیخبری چھا گئی ہے الفت مین
نہ دل کو میری خبر ہی نہ مجکو دل کی خبر

ہین قریب صحن گلشن ہم اسیرونکے قفس
دیکھ لیتے ہین کبھی پھولونکا جوبن جھانک کر

آئے بہت جو یاد پسِ مرگ میرے داغ
دو پھول اُٹھا کے پھینکدیے میری گور پر

آیا جو یاد سونا اُس سے چمٹ چمٹ کر
تکیونسی شب مین رویا کیسا لپٹ لپٹ کر

آنکھین تو میری ملتی ہو ایجان پاؤنسے
نرگس کو احتیاط سے رکھتے ہو طاق پر

اِسطرف ہم اُسطرف دل بیچمین ہے چشم تر
ہم سمندر کی ادہر ہین دل سمندر کے اُدہر

سمجھے ہے جو اُسکو سایۂ دیوار یار ہم
اُٹھا گیا نہ سایۂ طوبیٰ مین بیٹھ کر

ناتوانی نے زور کام کیا +
چڑھ گئے یار کی نگاہون پر

مین وہ گل ہون اس چمن مین باغبان
پھینکدے گلچین بھی جسکو توڑ کر +

مشکل سی ذبح ہونگا بڑا سخت جان ہون مین
کرتا ہے مجکو ذبح تو تلوار تیز کر

عقل کہتی ہی کہ وہ وحشی ہے پہلے رام کر
شوق کہتا ہی ابھی سے وصل کا پیغام کر

قتل کر اِک زرا سے تیغ یار +
آشنا نا آشنا پہچان کر

ہم ہوم کرتا ہی جو ای وحشت تو خاطر خواہ کر
شہر گردی کب تلک صحرا کی بھی کچھ راہ کر

عشق کے نام سے معشوق کو ہوتا ہی گریز
جی مین ہی آج سی عاشق ہون شبِ فرقت پہ

دلِ ویران مرا آباد رہے | ایسے ویرانے کہان ہوتے ہین
اتنا متاعِ جان پہ تفاخر نہ چاہیے + | ایدل یہ جنس کونسی بازار مین نہین +
ہمین لے گئی بیخودی دور امیر | خدا ہی ملائے تو اب ہم ملین
سنگ وہ بانٹے کیا ہے کرم تو عدو پہ کیا | جلی بجھی ہوئی ہین ٹہریان سو حاضر ہین
خدا ہی اکرے عدو برق اے گلچین | چراغ آکے جلاتی ہے آشیانون مین
شیخ جی مرگئے ہین اُسکے مرید | ہم بس دم کا گمان کرتے ہین
اے دل عشق مین بس رونے لگے تم تو امیر | نہ ابھی نالے کیے تم نے نہ آہین کھینچین
سقر نہین ہے لحد مین بھی وحشتِ دل سے | ہم اب یہان سے الٰہی کہان نکل جائین
تجھے کیا ہم جو وصف ساقی گلفام کرتے ہین | تو اپنا کام کر واعظ ہم اپنا کام کرتے ہین
وصل کو اُنسے جو کہیے تو کرین وعدۂ حشر | کہیے قتل کی خواہش تو ابھی حاضر ہین
پاس اخفائے محبت ہو سیا تک کہ امیر | دل بھی میرا مری حالت سے خبردار نہین
ہزار طرح کے ہوتے ہین وہم ہمکو امیر | کسی کی آنکھ جہان ہم پر آب دیکھتی ہین
یار کے اٹھتے ہی برہم ہوگیا سامانِ عیش | نے کہین مینا کہین ساقی کہین ساغر کہین
امیر دیر و حرم سے الگ جو جاتی ہین | وہ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جدا بناتے ہین
وفا کا وعدہ وفا ہو یہ غیر ممکن ہے | جفا کا وعدہ تو اب تک وفا ہوا ہی نہین
بلبل آوازِ اسیرانِ قفس کو نہ سُنا | صحبتین اگلی چمن کی انہین یاد آتی ہین
عجب دریا ہے حیرت مین پڑا ہون + | مین کس ناآشنا کا آشنا ہون
ہو کے خوش نالۂ بلبل پہ جو گل ہنستے ہین | وہ تری پیار کی باتین تجھے یاد آتی ہین
نہین پروا کسیکو کاروان مین + | الٰہی کیا مین فریاد درا ہون
اُس کوچے مین جب ٹھوکرین کھاتا مین گیا ہون | لغزش سے گرا ہون طپش دل سے اٹھا ہون
زاہد و غافل نہین اُس سے صنم | بن گئے ہین بت خدا کی یاد مین

اے غم تری اب خوشی کہان تک
کمبخت لہو تو ہو گیا دل

دیکھکر تیغ مجھے غش نہین آیا قاتل
سجدۂ شکر کو سر مین نے جھکایا قاتل

سارا ہے چمن مکانِ بلبل
ہر شاخ ہے آشیانِ بلبل

قفس مین آج بہت بیحواس ہے بلبل
گلونکی خیر ہو یارب اداس ہے بلبل

استخوانِ پہلو کے میرے سونگھکر بولا ہما
کسطرح کھاؤن نہین آتی ہو انسے بوے دل

روتے ہین صیاد و گلچین ہے خزان سامین
اکطرف ہے ہای بلبل اکطرف ہی ہاے گل

بگڑا ہوا گلون کا جو پاتا ہو رنگ دل
غنچے کی طرح باغ مین رہتا ہو تنگ دل

محفوظ کوئی سختی ایام سے نہین
عشاق سخت جان ہین تو معشوق سنگدل

جلد کیسے گذر گئی شبِ وصل
ادہر آئی اودہر گئی شبِ وصل

مستی مین بہک کے کعبے پہونچے
جانا تہا کدہر کدہر گئے ہم

یہان خمارِ حیت وہان ہی نشۂ حسن
نہ اختیار مین تم ہو نہ اختیار مین ہم

چھپ گئے پہلے تو مجھکو دیکھکر
پھر کہا لوکس سے شرماتے ہین ہم

ہے یہ کس چشمِ سیہ کا دور دور
شیشے کی صورت پسے جاتے ہین ہم

پہنچے سب منزل پہ جتنے تہے ہمارے ہمنفس
المدد اے تیز رفتاری رہے جاتے ہین ہم

تردستیِ مژگانِ ستم کیش تو دیکھو
ہر بار تہہ تیغ سو وار ہین ہر وار مین سو زخم

راتدن رونا تڑپنا تلملانا پیٹنا
ہین تو ہم ناکام پر رہتا ہی کامونکا ہجوم

بہار آئی جنون کیا مین جاؤن گلشن مین
نہ تار میرے گریبان مین ہے نہ دامن مین

تجھسا دیکھا نہین جوان کوئی
اچھے اچھے جوان دیکھے ہین

مرکے بھی یار کا دم بھرتے ہین
زندۂ عشق کہین مرتے ہین

جانمن وہ دلکی لے لینے کی راہین اور ہین
جنکو آنکھین ڈھونڈہتی ہین وہ نگاہین اور ہین

کیا ہے مین نے جب اظہارِ شوق گل اسیری مین
مری صیاد نے میری پرونکے پھول کتری ہین

گھات مین محتسب کو رہنی دو
مست بھی ہوشیار رہتے ہین

نہ عارض نہ زلفِ دوتا دیکھتے ہین
خدا جانے ہم تجھ مین کیا دیکھتے ہین

لیا پھر تو نے اُس کا نام اے دل
ارے ظالم ابھی سمجھا چکا ہون

کسیکا دل ہے مکدر ضرور مجھسے امیر
کہ اک غبار سا رہتا ہے میری آنکھون مین

اے صنم اب ترا خدا حافظ
ہم تو کعبے کی راہ لیتے ہین

امیر مرنیکو آسان نہ ہجر یار مین جان
اٹک اٹک کے نکلتی ہے انتظار مین جان

تو ادب سے جسے کہتا ہے صمد اے زاہد
اُسیکو پیار سے ہم لوگ صنم کہتے ہین

آتے ہین جانبِ زندان جو وہ مر لیتے ہین
ابھی آپ اپنے اسیرونکی خبر لیتے ہین

لگاکر تجھسے دل حاصل ہوا یہ اے وفا دشمن
زمانے بھر کا مین دشمن زمانہ بھر مرا دشمن

اشک سے جب دیکھیے معمور ہین
دونون آنکھین ہین کہ دونا سور ہین

مانگتا ہون خدا سے روز شراب
مین بھی کیا رند پاک طینت ہون

کنائی جانتے ہین آپکی گھاتین سمجھتے ہین
زمانہ جسنے دیکھا ہے یہ سب باتین سمجھتی ہین

لذت جو خامشی مین ہے کیونکر عیان کرین
قابل بیان کے جو نہو کیا بیان کرون

برچھیان جب اُدھر سے چلتی ہین
دل کی کیا حسرتین نکلتی ہین +

یہ تیلیان نہین ہین لوہے کی ہمصفیر
چھریان لگی ہوئی ہین چارونطرف قفس مین

کرتے ہین بندگی پیر مغان
مغبچے کیا جوان صالح ہین

وہ بت آئیگا تو بت بنجائیگا واعظ ابھی
حاکمون کے سامنے چلتی ہین تقریرین کہین

ایک بھی مانتا نہین وہ بت
ہم خوشامد ہزار کرتے ہین

نہ تڑپون جو فرقت مین تو کیا کرون
کہ بے شغل رہنے کی عادت نہین

کوئی مجھکو لیے جاتا ہے کہین
نہین معلوم کہان جاتا ہون

راہ صحرا کی جو ہم لیتے ہین +
جتنے کانٹے ہین قدم لیتے ہین

سُنتی نہین ہاے عمر رفتہ

راحت کو ڈہونڈہتا ہی عبث تو جہان مین

دیتی نہ تھی کسیکو جواے آفریدگار

مراخط اُسنے پڑہا پڑہکے نامہ بر سے کہا

کبھی ہم تک نہین آتین جو دل کا حال دکھلائین

پہولو نسی کہہ صبا یہ خوشی کی جگہہ نہین

اُس خرابی مین ہم پڑے ہین امیر

ای صبا جا کے اسیران قفس سی کہدے

اتنی فرصت ہمین وی اک کشش دشت جنون

نامہربان ہے یار تو اُس کا نہین قصور

ہجر مین اظہار تنہائی کا کرتا ہون جو مین

ادب عشق بتا مجکو جو مرضی ہو تری

تنہائی مین نہ رونے نہ گانے کا لطف ہے

صورت کو اُسکی دیکھہ کر سجدے ہو تم غریب

ڈراؤن حشر کی فریاد سے تو کہتے ہین

اپنے گہر بیٹھی وہ آرام سے کرتے ہین بسر

غم نہ اُسکا جای دل سے خوش ہو نہین

کوٹھے سے وہ اُتر کر نیچے بہی اپنے گہر مین

نگاہین حیا سے کہان پہر چلین

گہر مین اللہ کی واعظ مین تو یہ کچہ ہی کلام

جڑ گیا پہول کوئی آتش گل کا شاید

اک عمر سے ہم پکارتے ہین

اسکا زمین مین ہی نہ پتا آسمان مین

پیدا ہی کیون کیا تہا خوشی کو جہان مین

یہی جواب ہے اسکا کہ کچھ جواب نہین

وہ نظرین سیر کرتی پہرتی ہین مژگان کی سائے مین

رونے کا ہے مقام ہنسی کی جگہہ نہین

کہ جہان خاک بھی نہین کو سون

موسم گل ہی اب اگر چمن آباد کرین

تھم کے دو چار گہڑی خاطر صیاد کرین

یہ مہربانیان بھی کسی مہربان کی ہین

حسرت دیدار کہتی ہی کہ مین تو ساتہہ ہون

خواب مین بہی مین اُسے پیار کرون یا نکرون

اک تان تم اوڑاؤ تو اک نالہ ہم کرین

تم ہی کبھی امیر سے باتین نہین ہوئین

ہمارے آگے تمہاری وہان سُنیگا کون

دیکہکر حال مرا ضبط کرین تو جانون

دل کے جانے کا مجھی کچہ غم نہین

آنکھین ہماری ابتک چہت سی لگی ہوئی ہین

ادہر دیکہیے پتلیان پہر چلین

سیکدہ مین ابھی آئین تو ہماری سی کہین

آشیانے جو عنادل کی پڑی پہنکتے ہین

میکدے مین کہین پڑے ہونگے | شب جمعہ ہے آج امیر کہان

صیاد سے چھری کے تلے عندلیب نے | حسرت سے یہ کہا کہ غریب الوطن ہون مین

عاشق ڈرائینگے اُسے کہکر یہ حشر مین | کیون اے صنم خدا سے ترا اب گلہ کرین

محتسب جام مے جو ٹوٹے ہین | میکشون کے نصیب پھوٹے ہین

ہماری سامنے بڑہ بڑہ کے بولتا ہے بہت | ملے وہ اکیلے تو ناصح کو سامنے کردین

دیکھنا لغزش نہ کہا تا واعظو | پی کے ہم آئے ہین بزم وعظ مین

امیر وادی غربت مین تا کجا گردش | بہت سفر مین رہے اب چلو وطن کو چلین

لین بلائین جو وصل مین تو کہا | بس انہین باتونسی مین چڑہتا ہون

اے چرخ یہ اپنے حوصلے ہین | اک دل ہے ہزار آبلے ہین

تڑپا مین بہت تو ضعف بولا | اللہ ابتک یہ حوصلے ہین

کشتہ اک پردہ نشین کا ہون فرشتونسی کہو | میرے تابوت سے دو چار قدم دور رہین

عکس اپنا آئنے مین دیکھکر کہتا ہے یار | دیکھنے والونسی خلوتین بھی چھٹکارا نہین

کسکے غم مین اجل آئی کہ مرے ماتم مین | بال کہولے ہوئی فردوس سے حورین آئین

بحث تنگی مین دہن کی کیون ہے کچھ حاصل نہین | کسکے منہ لگتی ہو تم غنچہ تو اس قابل نہین

دعائین مین نے اُنکو دین تو بولے | ابھی یہ گالیان کس پر پڑین تہین

کیا تڑپ کر لوٹ کر اوقات کاٹی ہجر مین | کروٹین لے لیکے ہمنے رات کاٹی ہجر مین

آمد ہے فصل گل کی جلدی **امیر** اُدہیڑو | ٹانکے جو چاک دلمین دو چار رہ گئے ہین

بے تکلف ہو تو ہم شعر و سخن پر غش ہین | کوئی معشوق ہو بیساختہ پن پر غش ہین

تڑپے کس طرح یاد قاتل مین | جان بھی ہے کہین مرے دلمین

کیونکر تری گلی سے مین قاتل ابھی اٹھون | مٹی مین مل تو لون نہین لہو مین نہا تو لون

محشر مین بھی دیوانونکو پہچانہ کسی نے | آگے کی خدا جانے ابھی تک تو بچے ہین

ڈوبنے لگتا جو مین دریا مین ہون وہ ناتوان | چہوٹی چہوٹی کشتیان لیکے موجین دوڑتین
جب مین کہتا ہون کہ ساحل تک مجھے پہنچائیے | خضر کہتے ہین کہ اس دریا کا ساحل ہی نہین
ہم کو فرداے حشر کا کیا غم | کہ شب ہجر کی سحر ہی نہین
پکارون کسے کاروان مین امیر | جرس بھی تو آواز دیتا نہین
ہو کوئی گاہک تو سودا دے کا امیر | کون سے بازار مین سودا نہین
ہنس تو پڑتے ہین میرے رونے پر | شکر ہے گریہ بے اثر تو نہین
ایسی راحت ملی قناعت مین | سو گئے پاؤن کنج عزلت مین +
مین کہتا نہین منہ سے کچھ مر رہا ہون + | غم عشق تیری خوشی کر رہا ہون
مزہ ملا مجھے یہ دل کی بیقراری مین | کہ بھر رہا ہون نمک اپنے زخم کاری مین
کرتے ہین جو لوگ ذکر اُن کا | ایک ایک کا مُنہ مین دیکھتا ہون
دم لے نہ ابھی پوچھ مرے درد کو ہمدم | رونے سے جو دل ٹھہرے تو کچھ بات کرون مین
اِن حسینون کی ہے عجب سرکار | پاؤن چھونے پہ ہاتھ کٹتے ہین
کرین نہ قتل وہ عشق و ہوس کو جان تو لین | کمر سے کھینچ لین شمشیر امتحان تو لین
نفرت ہے یہ روک ٹوک سے اپنی سرشت مین | رضوان کو دیکھکر نہ گئے ہم بہشت مین
پاؤن اُس کے نہین دباتے ہین | اُسپر اپنا دباؤ ڈالتے ہین +
اس سے رشک اُس سے ضرر دونون خدا کی نیک ہین | رہنما رہزن تمہاری راہ مین سب ایک ہین
مرے گھر خواب مین آئے تھے اک دن | اودہر مدت کرکے اب سوتے نہین ہین
لیا نہ ہے غیر نے بوسہ اُسکو گالی دو | خفا ہو مجھ سے نہ لینے مین مین نہ دینے مین
نالہ اگر کرے تو سمجھ بوجھ کر کرے | بلبل سے کہدے کوئی کہ ہم بھی چمن مین ہین
مین خدا کی سامنے کہدونگا زاہد تو تو کیا | یار سا بت دوسرا ساری خدائی مین نہین
رات دن غم پہ غم گذرتے ہین | ہم تو اس زندگی پہ مرتے ہین

چاشنی عشق کی جس روز سے چکھی ہی امیر
تلخ باتین لب شیرین سی مزا دیتی ہین

اُٹھگیے سب ہمنفس کس کس کا یارب غم کرون
قیس کو روؤن کہ مین فرہاد کا ماتم کرون

شام سے روز سر جو دھنتا ہون
شمع کی سرگذشت سُنتا ہون

انسان حسین کیسی پریان یہان کہان ہین
مٹی کی سو تین ہین چینی کی تیلیان ہین

تم تو مرے سوال کا دیتے نہین جواب
مجھسے جو کوئی پوچھے تو مین کیا جواب دون

طرز نالہ وہ بتا دو جو ہو صیاد پسند
اے اسیران قفس تازہ گرفتار ہون مین

عمر کو سارا زمانہ گذران کہتا ہے
دن جدائی کا مگر عمر مین سوے نہین

باغبان تو ہی کسی شاخ پہ ٹھلادے مجھے
بے پر و بال ہوا ہون مین طاقت پرواز نہین

حضور یار مجھے عرض حال کرنا ہے
کرے قبول تو ناصح کو مین وکیل کرون

کھپ گئین دلین اگر پلکین نکیلی زاہدا
سیکڑون پڑ جائینگے رخنے ترے ایمان مین

ممکن ہی بے زمین مین ہمسر پیدا کرون
فرمایشین جو یار کرے اسکو کیا کرون

نہ عارض نہ زلف صنم دیکھتے ہین
خدا دیکھتا ہی جو ہم دیکھتے ہین

کون گلگشت کو بازار مین آیا ہی کہ آج
مشتری ہوتے ہین یوسف کے خریدار مین

اے عمر رفتہ کہدی یاران رفتہ سے تو
بچھڑے ہوئے تمہارے تمکو پکارتے ہین

دیکھا تھا دل نے جب سے تری آن بان کو
ہم صبر کر چکے تھے اُسیدن سے جان کو

کھاتے ہو قسم نہین مین عاشق
صورت تو امیر اپنی دیکھو

روتے ہین ترے مریض ہجران
چھاتی سے لگا کے درد دل کو

کی خطا مین نے دیا وصل کا تمکو جو پیام
تذکرہ کرکے زمانے سے پشیمان نکرو

نرگس کی آنکھ سوے زمین ہی سبب نہین
ہے خفتگان خاک پہ حسرت بہار کو

کنگھی جو کر رہی ہین وہ بالو نمین بار بار
رگ رگ سے کھینچتا ہی کوئی میری جان کو

بکنے دو ناصح جو بکتا ہی امیر
تم بھی چپ بیٹھے ہوئے باتین سنو

سراپا آرزو ہون کیا نہ مانگون اور کیا مانگون
خدا سے گر دعا مانگون دلِ بے مدعا مانگون

فصلِ بہار آئی گلشن مہک رہے ہین
ہر شاخ گل پہ کیا کیا بلبل چہک رہی ہین

دشمن ہین بات بات مین وہ بدگمان ہین
ظاہر مین دیکھیے تو بڑے مہربان ہین

باوفا بیوفا سب زیر خنجر ہین یہان
آشنا ناآشنا دونون برابر ہین یہان

دو باتین ہین دن ہو رہین دونون کے مقرر
تم آؤگے کس دن مجھے بلواؤگے کس دن

دیکھا ہی کسی راہ مین ہنسنے کہ نہین ہوش
گھبرائی ہوئی پہرتے ہین گھر بھول گئی ہین

ساقی مین تیری نرگس میگون کا مست ہون
توبہ کا نام لین مرے دشمن بہار مین

سخت جان مجھکو سمجھکر قتل وہ کرتا نہین
میرے مرنیکی جگہ ہی یہ کہ مین مرتا نہین

زہے نصیب خوشا بخت اگر قیامت مین
گناہگارون مین تیرے شمار ہم بھی ہون

جوش جنون کا اب کوئی سامان ہی نہین
وہ ہاتھ ہی نہین وہ گریبان ہی نہین

خم کے خم صاف جو کرجاتے تھے وہ با تو نہین
ذکر خیر آجتک اُن کا ہی خرابا تو نہین

ہدفِ تیر مژہ کرکے وہ کہتا ہے امیر
تیر کسنے ترے سینے پہ لگائے دیکھون

تاب و طاقت تو مری رہ گئی کوچے مین تری
گھر تلک اپنے مین اب جاؤن تو کیونکر جاؤن

خطِ طویل یار کو مین نے لکھا اگر
مطلب کو دیکھیے تو کہین کچھ پتا نہین

معشوق ہو حسین کہ ساقی ہو نازنین
دلمین مزا نہین تو کسی مین مزا نہین

باطن کو دیکھیے تو سراپا فریب و مکر
ظاہر کو دیکھیے تو وہ کچھ جانتے نہین

رکتے نہ تھے چمن مین جو پا دون فرش گل
تیری گلی مین اب وہ کانٹون پہ لوٹتی ہین

ڈھیر ہین سایۂ اشجار مین کچھ مٹی کے
اور کچھ ہمکو خبر گورِ غریبان کی نہین

نیند آنے کا نہین اب کوئی سامان امیر
نہ وہ زانو ہی نہ بازو نہ سر کچھ بھی نہین

وہ مست شراب پھر رہے ہین
ہم مفت خراب پھر رہے ہین

خاک جو لپٹی ہوئی آتی ہی محمل سے تری
ہی یہی مجنون اب اے محمل نشین مجنون کہان

کرتے تو ہو سوال امیر اس سے حشر مین — اور اسکو گر جواب نہ آیا تو پھر کہو

کچھہ تسلی دل زار تو کرتے جاؤ — تم نہ آؤ مگر اقرار تو کرتے جاؤ

امیر دل نے کہا مجھسے سُنکے ناصح کی — تم اپنا کام کیے جاؤ اُسکو کہنے دو

وہ عکس ہی آئینے مین کہتی ہین بگڑ کر — کیون سد سکندر کے اُدہر جا کے چھپے ہو

حقیقت درد و بیدردی کی اُسدم آشکارا ہے — ہمارا دل تمھارا ہو تمھارا دل ہمارا ہو

ہمارے تمھارے تکلم بھی ہو — مزا ہے کہ روز جزا تم بھی ہو

نیند اُچٹ جائیگی تم میری کہانی نہ سنو — اور جو سُنتے ہو تو پھر میری زبانی نہ سنو

نہین ہی دل مری پاس اب تم اور گھر دیکھو — نہو یقین تو پہلو کو چاک کر دیکھو

بگڑ کے اُسنے کہا بعد ذبح کشتون سے — تڑپ تڑپ کے لہو مین ڈبو دیا مجکو

نمک بھی تو زخمون پہ چھڑکو ذرا — دم ذبح لب پر تبسم بھی ہو

سوز دل چہرے سے عیان ہی امیر — پیار کس شمع رو کو کرتے ہو

تقوی کہان کا جام چلے آج زاہدو — خرقہ اتار اتار کی بھٹی مین جھونکدو

ہو لینے دو اے جان ذرا روح کو رخصت — ٹھہرو مرے پہلو سے ابھی تیر نہ کھینچو

شمع کہتی ہے یہ پتنگون سے — آگ مین رکھہ کے پھونکدی تمکو

جہان دیکھا پھرا تیری نظر کو — جگر روتا ہے دل کو دل جگر کو

بتو ابھار کو جوبن کے کیا چھپاتے ہو — خدا کی دی ہوئی دولت کو کیون چُراتی ہو

تب مزہ ہے بادہ خواری کا امیر — سامنے ساقی بغل مین یار ہو

وصل کی شب اُنہین شرم آتی ہی چشمونسی — دستی نرگس کی جو ہین اُن کو اُلٹا رکھدو

اسی ادا سے جو تو آئیگا تو روز جزا — ملیگی اُلٹی سزا تیرے دادخواہون کو

زخم سلوانیکی یارو ابھی جلدی کیا ہے — پہلے کچھہ میرے تڑپنے کی تو تدبیر کرو

خون کچھہ دینے لگی ہے میری قبر — کوئی چٹکی نمک اُٹھا کر ڈالدو

تم وہن کو نہ کبھی اپنی کمر کو دیکھو | دیکھتے ہین جو انہین انکی نظر کو دیکھو
جان سے اپنی ہم تو درگذری | قتل مین تم بھی درگذر نہ کرو
جگاتا ہو نہین کب سے تم ذرا کروٹ نہین لیتی | اٹھو اے خفتگان خاک کیسی نیند سوتی ہو
کہے دیتے ہین غیر کے گھر نہ جاؤ | اگر جاؤ تو گھر کے اندر نہ جاؤ
فصل گل آنے سے پہلے پھنس گیے ہم دام مین | ہاے کیا کیا دلمین تھی سیر چمن کی آرزو
نہ نیستی مین نہ ہستی مین ہی یہ نقش وجود | مٹے امیر یہ جھگڑا کہین مٹا ہی چکو
مانی حسن ہو اس سی بہت الفت نکرو | یہ مسافر ہے مسافر سے محبت نکرو
نازیو مجھے ناحق امام کرتے ہو | نہین مین ہوشمین تم سب الگ پڑھ لو
لکھا ہے خط مین انسی یہ مجھ بد نصیب کے | انشا کا عہدہ ہم نے دیا ہی رقیب کو
کوئی برچھی کا وار ادھر بھی ہو | میری حسرت پہ بھی نگاہ کرو
جو بیقرار بہت دیکھتا ہے مجکو وہ بت | تو ہنسکے کہتا ہی صاحب خدا کو یاد کرو
بیان کرتا ہون اس مزے سی مین تیری تیری داستانکو | لپٹ کر کرتی ہی پیار پہرون زبان منہ کی دہن بانکو
پہلے تو آرسی مین منہ اسنی اپنا دیکھا | پھر مجھ سی ہنسکے بولا کیا مانگتے ہو بولو
آہ کس حسرت سے لیلی نے کہا ہنگام نزع | سونپی جاتی ہون تجھے ای بیکسی مین قیس کو
میری حیرت پر عبث ہو اسقدر حیران تم | صاحب آئینی کو اپنے آگے رکھکر دیکھ لو
بھرتے پر آچلی ہین ہمارے جگر کے زخم | تم زلف مشکبو کے ذرا پیچ کھول دو
وصل مین پوچھتا ہے وہ مجھسے | اس قدر بے حواس تم کیون ہو
مین نے کہا جو یار سے مجکو بھی قتل کر | بولا جنون ہوا ہی تمہین جا کے فصد لو
کل کی منزل سی مگر آج کی منزل ہے کڑی | نہار ٹھہرا کے جو کہتی ہین ذرا دم لے لو
لب جان بخش سے اپنے ذرا تم | کبھی ہم مرنیوالون کو بھی پوچھو
کون سمجھاے جفا پیشہ دل آزارونکو | اک نظر دیکھ تو لو آنکھونکے بیمارونکا

دل مرا کہدو کہ وہ شوخ ستمگر پھیر دے
دل نہ پھیرے تو مری گردن پہ خنجر پھیر دے

ای شب فرقت عجب اندھیر کی یہ بات ہے
ساری دنیا مین تو دن اک میری گھر رات ہے

نزع مین یار سے رخصت مجھی ہو لینی دے
ضبط سی کہدو کہ دل کھولیگی رو لینے دے

دیکھتی ہین جب اسے آنکھین تو کہتا ہی یہ دل
دیکھیے یہ دیکھنا کیا کیا دکھاتا ہی مجھے

بسملون سے بھی ناز اٹھوائے
ہائے انداز میرے قاتل کے

اٹھتا نہین دل سے مری بار غم فراق
ای جان حزین تو بھی ذرا ہاتھ لگا لے

سویا ہون شب کوچ جرس سے مین یہ کہہ کر
پیدا جو سحر ہو نہ مجھے غل کرکے جگا لے

کعبے نہ جائے جو وہ نہ پہنچے خدا تلک
زاہد خدا کے گھر کی بھی ایک راہ ہے

اک مست کا خیال جو ہنگام خواب ہے
جھوکو نہین نیند کے ننھے کیف شراب ہے

آسان نہین ہے دام سے دنیا کی چھوٹنا
یہ اک بڑے حکیم کا باندھا طلسم ہے

جوبن ابھار پر ہے چمن کو بچائیے
باد صبا لگائے گی چوری انار کی +

لیلی کی طرف پھر نہ اری منہ کبھی مجنون
مجنون کو جو لیلی تری تصویر دکھادی

ملتا نہین مزاج جو سوسن کا ای صبا
مسی سے ہے شاید آج عروس بہار کی

کون کہتا ہی کہ الفت مین ہین راحت ہوئی
پیٹنے رونے تڑپنے سے کہان فرصت ہوئی

ہاتھ پھولونکو لگایا مین نے کب ای باغبان
یان گریبان چاک کرنیسے کہان فرصت ہوئی

مین خار ہون ای برق جلاتی ہی مجھے کیا
گلچین مین ہزارون کسی گلچین کو جلادی

کیا رہے اس چمن مین افسردگی پڑی ہے
ہر شاخ گل کے نیچے بلبل مری پڑی ہے

خانہ بردوش ہر شرابی ہے +
کیا خرابات کی خرابی ہے

نہ واعظ ہجو کر ایکدن دنیا سے جانا ہی
اری منہ ساقی کوثر کو بھی آخر دکھانا ہے

برستی ہی اداسی چار ہی ہے بیکسی غافل
بصیرت ہو تو عبرت کا محل قیصر فریدون ہے

ایسے کہی شب وصل چلو سو رہین ای جان
جھنجھلا کے وہ کہتی ہین ابھی رات پڑی ہے

بسملو پر رحم کھا کر اُسنے کہتی ہے قضا — ان گنہگارون کے حق مین جلد کچھ ارشاد ہو

نہ اس سے ڈر ہی نہ اسکی ہوس کبھی مجکو — نہ غم کا غم نہ خوشی کی ہی کچھ خوشی مجکو

آئے اول تو وہ کب پاس مری محفل مین — اور جو آئے بھی تو مجلس سے اُٹھا دی مجکو

آئے جو زبان پہ شکوہ یار — ہم کاٹ کے پھینکدین زبان کو

کب مین کہتا ہون مجھے اے یار تو الفت سے دیکھ — مین تجھے حسرت سے دیکھون تو مجھے حیرت سے دیکھ

ساقی مین کب سے لوٹ رہا ہون خمار مین — اک جام ادھر بھی ساقی کوثر کا واسطہ

طائر رنگ حنا ہون چمن ہستی مین — زندگی موت ہی ہے میری مری صیاد کی ہاتھ

مرے مزار پہ آیا جو وہ بت گمراہ — تڑپ کے روح نے آواز دی کہ بسم اللہ

اب نہ اُسکا رخ نہ خط و خال دیکھ — اے دل بیتاب اپنا حال دیکھ

غریب عاشقون پر رحم کھا کے بولے وہ — غریب انکو نہ سمجھو بڑے شریر ہین یہ

حرم والون سے یہ قول صنم ہے — قدیمی گھر ہمارا بھی حرم ہے

اُس سے تنہائی مین تو لپٹا ہون — ڈر ہے چھاگل کہین پکار نہ دے

کھلتا نہین کہ اُسکے کوچے کا کیا پتا ہی — مین دل سے پوچھتا ہون دل مجھسے پوچھتا ہے

چور نشے مین یار بدخو ہے + — اب لپٹ جایئے تو قابو ہے

شب فرقت تو مرا کام ہی کر جائیگی — وصل کی رات نہین ہی جو گذر جائیگی

برباد کر دیا ہی وحشت نے دل کی مجکو — پہلو کا رہنے والا جنگل مین جا بسا ہے

صاف دل ہین ہم آئینے کی طرح — جس سے جو بات ہی وہ بررو ہے

کچھ رنج ہی دنیا مین تو کچھ ہم کو خوشی ہے — آنکھون مین جو آنسو ہین تو ہونٹھون پہ ہنسی ہی

یہ وجہ ہی جو جمع رہا کرتی ہے خلقت — مرقد پہ مرے یار کی تصویر لگی ہے

تھا جو کل تک کسی کے زانو پر — آج وہ سر اور زانو ہے +

کبھی مُنہ کھول کر نہ دکھلایا — لن ترانی ہی لن ترانی ہے +

بلبل کی آنکھ گل پہ قمری کی سرو پر ہے
نرگس سے کوئی پوچھے تو کسکو دیکھتی ہے

قاتل سمجھ کے تیر کو سینے سے کھینچنا
ناوک کے ساتھ ساتھ کسیکا جگر بھی ہے

عجب ادا سے تمہاری نگاہ پھرتی ہے
چُھری گلے پہ مرے بیگناہ پھرتی ہے

کرونگا بت کی زیارت بھی اب حج کو چلون
حرم سی دیر کیجانب بھی راہ پھرتی ہے

وصال مین بھی یہان پیچ و تاب رہتا ہے
اُدھر حجاب ادھر اضطراب رہتا ہے

یہ ہے شوق جانیکا کوچے مین تیری
کبھی ہم مین آگئے کبھی سایہ آگئے

ہوئے جو ذبح بڑی پیچ و تاب سے چھوٹے
تمھین ثواب ہوا ہم عذاب سے چھوٹے

ساقی ترے ہجر مین ہے یہ ضعف
تو یہ نہین ہم سے ٹوٹتی ہے

پھر نہ کہنا **امیر** کو لاؤ
اب وہ تیری گلی سی جاتا ہے

جائے آرام سمجھکر مین یہان آیا تھا
دل کے ہاتھونسی لحد مین بھی تڑپتی گذری

محفلِ عیش ہو یا مجلسِ غم دونون مین
شمع کو روتے پتنگونکو تڑپتے گذری

دل جو بے اختیار روتا ہے *
کسی حسرت کا خون ہوتا ہے

اللہ ری گرمیان مری معشوق کی **امیر**
آیا خیال دلمین تو اگ لگ گئی

بے شبہہ کنج قبر سے جائے سکون مگر
کیسا سکون جب دل بیتاب ساتھ ہے

مین تو روتا ہون اپنی قسمت کو
تو بتا ابر کس کو روتا ہے *

جہان ہم ہونگے انجمن عشق کی اُس گھر مین آئینگی
یہان پریان جلاتی ہین وہان حورین جلائینگی

رہا جاتا نہین بے عشق دو دن
ہمین بیمار ہونے کا مرض ہے

ہجر کا دن نہین ہے داخلِ عمر
عمر تو وصل تک تمام ہوئی

یہ دن فراق کا کیون دیکھتے ہمین جو کے
شب وصال کے ہمراہ ہو لیے ہوتے

ندیان بہ گئین کشتونکے لہو سی قاتل
تیری تلوار مگر خون کی پیاسی ہی رہی

اُٹھ ذرا پردۂ محمل کو اُٹھا دے لیلی
پھر کوئی حالت بیتابی مجنون دیکھے

نخچیرون نے یہ لخت جگر اُسمین پروئے
جو تیر ہے سفاک کا پھولونکی چھڑی ہی

ہنس ہنس کے رُلایا ہے بہت زخم جگر نے
اوچھی کوئی قاتل کی جو تلوار پڑی ہے

آبنی جان پر قیامت ہے
آج پہلو سے دل کی رخصت ہی

فرقت مین جکو موت ٹھکانے لگا گئی
کیسے نصیب جاگ اُٹھے نیند آگئی

آج امید صبح ہونے کی
رخصت سر دل یہ شام فرقت ہے

مژگان تر سے جان تسلی سی پا گئی
کانٹونکی اُوس پیاس ہماری بجھا گئی

قاصد ہمارا نام تو لینا نہ یار سے
کہنا کسی کی جان ہی ہونٹھونپر آگئی

دامن گل نسیم چاک کرے
بلبلو تم کو کچھہ بھی غیرت ہے

غیر کی بھیجی ہوئی مسی ملی تمنے ضرور
ورنہ کیون غم کی گھٹا دلپر ہمارے چھا گئی

ہون وہ بلبل جب مرے دلکی کلی مرجھا گئی
اک سرسے سارے پھولونپر اُداسی چھا گئی

جان نثارون کا اس قدر ہے ہجوم
تیغ مقتل مین چل نہین سکتی

زور ہے اب یہ ناتوانی کا
دل سے حسرت نکل نہین سکتی

ہے قصد کہ دل کعبہ نشینون کے چرائے
تاکا ہے بڑے گھر کو تری دزد حنائی

خط مرا پھینک کے مجھپر یہ کہا قاصد نے
وہ بھی ہو آپ یہ عاشق تو یہ گھر اللہ دیکھے

مرتے ہین بندگان خدا کچھہ نہین خیال
اللہ ان بتون کو بھی کتنا غرور ہے

چاہت نئی نئی ہے محبت نئی نئی
دو چار دن تو ضبط فغان بھی ضرور ہی

مین حرف ناشنوا اُسی کیونکر کہون امیر
سنتا ہی میری حق مین وہ ساری جہان کی

بکسی واماندہ وحسرت زدہ کو یاد کرتا ہی
سنو اے قافلے والو جرس فریاد کرتا ہے

مائل جو رجو وہ زلف دوتا ہوتی ہے
سو بلاؤ نمین گرفتار بلا ہوتی ہے

کرون اک نالہ دل مین یہ ٹھنی ہے
کہ اب تو جان ہی پر آبنی ہے +

یہ سمجھہ ہے تو مری جان نبھے گی کیونکر
مین نے حال اپنا کہا تم اُسی شکوا سمجھے

سوکھے ہوئی دو چار کہین پیڑ کھڑے ہین

کیا وقت نکالا ہی رنجش کا بھی ظالم نے

ابھی امیر کو صاحب برا بھلا نہ کہو

جب کہا مین نے مری قتل مین اب دیر ہی کیون

تو پھرا ہی بہت اے پیر فلک سچ کہنا

داد دیتے کہ نہ دیتے دل فریادی کی

نہ پوچھو اضطراب و ضبط کا حال

سارا بدن پڑا ہی کچھ بھی کہین نہین ہے

اچھی نہین ملامت ہر وقت کی یہ ناصح

خیر تم پر نہین ہے زور اپنا

برباد نہ کر جو کچھ خبر ہے

یا ان زخم سے لذت جگر ہے

نہ جانے کے تھی اُس گلی سے بہانے

ہو گیا کیا تجھے الفت مین امیر

دو گھڑی آپکا ہنس ہنسکے لگاوٹ کرنا

درد دل کیون نہ مجھی جا نسی بڑھکر ہو عزیز

ہیزم خشک نے جلکر یہ کہا گلشن مین

حال سُننے کو وہ آئے ہین مگر کون کہے

جب دل پژمردہ پہلو سی مری نکلا امیر

جواب دینے مین آئی نہ کیون حیا اُن کو

ہمنشین انسی جو کہتے ہین کہ مرتا ہی امیر

اب جاو نمین گلزار مین کیا آگ لگانے

جب خوب سنورتا ہی تب مجھسی بگڑتا ہی

بُرے بھلے کا تو صحبت سے حال کھلتا ہی

بولے وہ اپنی خوشی آپکو جلدی کیا ہے

مجھسا بیکس بھی زمانے مین کہین دیکھا ہی

کان رکھکر کبھی سُنتے تو کہ کیا کہتا ہی

جگر آ کے منھہ تک پھر گیا ہے

رہتا ہی ہاتھہ دل پر جو مال ہی یہین ہے

انسان کی طبیعت قابو مین ہی نہین ہی

مر مٹین گے یہ اختیار تو ہے +

اے بت یہ دل خدا کا گھر ہے

احباب کو فکر بخیہ گر ہے +

نہ اب ضعف ہمکو نہ بیطاقتی ہے

ابھی روتا تھا ابھی ہنستا ہے

رنج بر سونکا مرے دلسی مٹا دیتا ہے

اُٹھکے محفل مین تری مجکو بٹھا دیتا ہی

کہ انہین تازہ نہالو نمین کبھی ہم بھی تھے

کہ تڑپ دل کی تو دم ہی نہین لینے دیتی

حسرتین تھین پیچھے پیچھے ساتھہ روتی پیٹتی

سوال کرنے مین جب مجکو شرم آتی ہی

کہیے کبتک وہ غریب اب یہ مصیبت دیکھا

سبب پوچھو نہ کچھہ رونے کا ہم سے
یہی جانو کہ رونے کا مرض ہے

اللہ رے طول نامہ کہ کہتا ہی نامہ بر
اس بوجھہ اُٹھانیکو کوئی مزدور چاہیے

کبھی چھالنکا تو ہوتا آگے یہ کیا جی مین آئی تھی
عزیزوں نے مری تربت مین جالی کیون لگائی تھی

فرقت مین میہمانی غم کیا کرون امیر
ٹکڑے ہین کچھہ جگر کے سو وہ بھی جلے ہوئے

دل لیکے ملاتا ہے ڈھٹائی سے جو آنکھین
ظالم نہ سہی رحم حیا بھی نہین آتی

نہین اُڑتی ہین تیرے مجنون اشجار گلشن کے
یہ کچھہ پرزے گریبان کے ہین کچھہ پرزے ہین دامن کے

کہا مجنون نے شاید ناقۂ لیلی ادہر آئے
مین اس امید پر چنتا ہون کانٹے اس بیابانکے

پی کے مے بیٹھے وعظ سُنی امیر
یہ بڑی تم نے ہوشیاری کی

کشتہ ہون مین فراق کا اکسیر کیا کرے
تقدیر مین شفا نہین تدبیر کیا کرے

اُٹھا کر نہ پھر آنکھہ غیرون کیطرف دیکھو
جو ہون چار آنکھین ہماری تمہاری

دہن تک آ نہین سکتا ہی دلکی تنگی سے
دہوان جگر کا بھی کچھہ دل ہی دلمین گھُٹتا ہی

کیون سوے کمر ہاتھہ بڑھائے ہے وہ کاکل
لیلی کبھی مجنون کی بلائین نہین لیتی

ذکر اُس شوخ کا آتا ہی تو اللہ ری تڑپ
مُنہ کو آتا ہی جگر بات نہین کی جاتی

تمہاری سی صورت ہے حورونکی اچھا
یہ باتین کہان پیاری پیاری تمہاری

غنی ہین جب سے تری زلف کے اسیر ہوئے
فقیر عشق مین ہم کیا ہوئے امیر ہوئے

دیکھا جو تڑپتے ہوئے مجکو تو وہ بولے
اِس درد سے اچھا ہی یہ بیمار جو مر جائے

جو ہوش مین سمجھے لانا ہی دوستو منظور
کہو کہ تجکو ترے یار نے بلایا ہے

کرتے ہو جو تم امیر کو قتل
اتنا تو کہو گناہ کیا ہے

کہتا ہے سر بزم وہ بت کھول کے گیسو
لینا ہو جسے دل کو وہ پہچان کے لیجائے

دکھلایا روز ہجر شب وصل نے امیر
وہ رات اگر نہ آتی تو یہ دن نہ دیکھتے

وہ سنتا نہین حال دل اے امیر
کہانی سی کب تک کہا کیجیے

مرا زخم دل اس لیے دیکتے ہین
کہ دیکھین تو تلوار کیسی پڑی ہے

کہتا ہے مجھی دیکھ کے وہ اپنی گلی مین
دیوانے نرا کھڑی کہین ہے کہ نہین ہے

ہمکو چالین تو لگا لینے کی آتی ہین بہت
یار کے آگے مگر ایک نہین چلتی ہے

گالیون کا وصل مین کیا کام ہے
لطف بے ہنگام اسیکا نام ہے

تجکو مجھ غربت زدہ کی حق مین کیا منظور ہے
پانون اٹھ سکتے نہین اپنی ضعف منزل دور ہے

مے کشو مری آج بے جام و سبو پی لیجیے
محتسب کا چڑہکے چھاتی پر لہو پی لیجیے

الفت مین یون تو اکثر ہم زار زار روئے
کل دل پہ ہاتھ رکھکر بے اختیار روئے

مجکو زاہد نہین شراب حرام
تیسرے دن میسر آئی ہے

خاک مین کسکی مل گئی حسرت
خاک اڑاتی جو صرصر آئی ہے

بڑھ جاتی ہے چمن مین اور آرزو تمہاری
جس گل کو سونگھتا ہون آتی ہے بو تمہاری

جو کچھ تری ہاتھون دل خونین پہ ہوا ہے
مہندی تری ہاتھونکی بیان کرتی ہے تجھسے

دیکھکر عکس کو آئینے سے کہتا ہے وہ شوخ
تو نے بتلا مری تصویر کہان سے پائی

اب کام اگر نہ آئی تو کب کام آئین گے
کیا بت امیر تجکو خدا سے ملائین گے

طرفہ اقبال بتون کا ہے کہ با اینہمہ ظلم
جسطرف ہو کے نکلتے ہین دعا ملتی ہے

یاد مین زلف و رخ کے میرا حال
صبح کو کچھ ہے شام کو کچھ ہے

اے طول زمانۂ اسیری
بلبل کہین گل کو بھولتی ہے +

اجل کا دور ہے بیدرد عہد مین تیرے
دکانین بند پڑی ہین دوا فروشون کی

داغ پر داغ عزیزون نے دئی ہین ایسے
کہ مری دلمین نہین جائے سویدا باقی

سوتا ہون کوی یار مین محشر کی دن مجھے
جھونکے نسیم خلد کے اکر جگائین گے

آرام کا اس گھر مین اُس گھر مین گذر ہے
دل درد کا گھر ہے تو جگر داغ کا گھر ہے

کافی ہے مجکو چین تمہاری جبین کی
کیون تیغ کھینچتے ہو شکن آستین کی

کہتے ہین وہ اجی عاشق کہین ہوتے ہین غریب ۔ پاس جا بیٹھی پھر انکی کوئی غربت دیکھے

قبر پر جب وہ حور آتا ہے ۔ چھن کے جالی سے نور آتا ہے

بت بن گیے ہم امیر آخر ۔ یہ یاد صنم کی انتہا ہے

کتنے آرام طلب ہین ہم بھی ۔ سایۂ تیغ مین نیند آتی ہے

دل جسے لوگ سمجھے ہین وہ امیر ۔ حسرت آباد نام اک گھر ہے

مدتون کھینچا ہی نقصان بتونکی عشق مین ۔ شرم آتی ہی خدا کے سامنے جاتی ہوے

پڑا ہی تفرقہ ایسا فراق یار مین باہم ۔ نہ دل ملتا ہی پہلو کو نہ پہلو دلکو ملتا ہی

کیا کہین عشق مین کیا ملتا ہے ۔ بت کے ملنے سے خدا ملتا ہے

چھوا جو انکو تو بولے وہ گالیان دیکر ۔ کسی کا ہاتھ کسیکی زبان چلتی ہے

آپنی جان پر دغا پائی + دل لگانے کی یہ سزا پائی

شرم کی سب سے وہ خورشید لقا لیتا ہے ۔ آئنہ دیکھ کے چہرہ کو چھپا لیتا ہی

حلال کر کے مرے ہمصفیرونکو صیاد ۔ لہو بھری ہوئی چھریان مجھی دکھاتا ہے

ہے وصل مین راحت نہ جدائی مین الم ہی ۔ آنے کی نہ شادی نہ گئی کا مجھے غم ہے

دلِ بیتاب شبِ وصل تو دم لینے دے ۔ ہجر کی رات تڑپنے کے لیے کیا کم ہے

ہم تڑپتے ہین پڑی سارا جہان سوتا ہی ۔ ای شب ہجر یہ کسدن کا عوض ہوتا ہی

کیون جاؤن مین سوی کعبہ اے شیخ ۔ بتخانہ مین کیا خدا نہین ہے

نشان پایا نہ اپنی یوسف گم گشتہ کا ہمنے ۔ ہزارون قافلے چھانی ہزارون کاروان ڈھونڈھی

ہائے غم سے بھی جی نہین بھرتا ۔ برکت اٹھہ گئی زمانے سے

کیا جانین ہم کہ ہنسنا کہتی ہی خلق کسکو ۔ ہمنے جو آنکھ کھولی تو چشم تر ہی دیکھی

کیا یہ بہکاتا ہے مستونکو تجھی ہوش بھی ہی ۔ جو عطاپاش ہی واعظ وہ خطاپوش بھی ہی

مین نی بوسہ جو لیا زلف کا ساقی نے کہا ۔ ہرق مینوش نہین یہ تو بلانوش بھی ہی

جھک کے ملنے لگا وہ بت ہم سے ‏— اے تری شان کبریائی کی

طور پر جو کلیم نے دیکھا — وہ شرارہ نہ تھا شرارت تھی

جان جلائی یار ہی جو ہو سو ہو جھگڑا چکے — ملے بھی ہو قصہ کہین مقتل مین قاتل آ چکے

تو نے اے یار بے تپاک کیے — کیسے کیسے جوان ہلاک کیے

اک پری وش نے کیا تھا ناز سے مجکو جو قتل — لائین پریان تخت میری لاش اٹھانے کیلیے

تیشے سے کوہکن کے آواز آ رہی ہے — شیرین کے دل پہ الفت چوٹین لگا رہی ہے

مجنون سے کوئی کہدے لیلی غریب کب سے — زانو پہ سر کو رکھے آنسو بہا رہی ہے

پیاس سے پڑ گئی ہین حلق مین کانٹے لاکھون — پھول سے بھر کے کوئی جام پلا دے ساقی

کہان تلک نہ پہنچتی دعا اجابت کو — امیر ہائے ہماری زبان ہی نہ کھلی

کبھی اقرار ملنے کا کبھی انکار کرتے ہو — ٹھہرتے تم نہین اک بات پر دل کس طرح ٹھہرے

انتہائے نشہ مین آتا ہے ہوش — ہوشیاری انتہائے نشہ ہے

وہ جلوہ دیکھکر جب طور پر موسی کو غش آیا — تو آئی غیب سے آواز دیکھا ہم نہ کہتے تھے

کشتے ہم اس ادائے بت نازنین کے ہین — کھینچی گئی نہ تیغ تو تیور بدل گئے

کیا دہاک تیرے فتنۂ قامت کی بندھی ہے — آتے ہوئے ڈرتی ہے قیامت نہین آتی

جان جائے تو جائے پر اے جان — دل کہان تمکو چھوڑ کر جائے

اُس چشم مست کا ہے اشارہ ہر ایک سے — آئے تو سامنے کوئی ہشیار ہی سہی

زبان تیغ نہ چاٹے دہان زخم کو کیون — ٹپک رہا ہے مزہ خون سے شہید ونکے

ترحم ایک طرف وہ جفا نہین کرتے — جفا کا وعدہ کیا ہے وفا نہین کرتے

برسون تری تلاش مین ہم مثل گردباد — آوارہ جنگلو نمین پھرے خاک چھانتے

غیر کے ساتھ وفا کرکے وہ مجھ سے بولے — تو جفا دوست ہے اک طرز جفا یہ بھی ہے

منہ پہ غصہ ہاتھ مین تلوار ابرو پر شکن — جان دو بھر ہو جسے وہ تم سے حال دل کہے

پارہ دوزی کی دکان ہے کہ مرا سینہ ہے
ہر طرف ڈھیر ہین دل اور جگر کے ٹکڑے

خبر انجام سے دیتا ہے پیری مین قد پر خم سے
اشارہ ہے کہ اب دن خاکمین ملنے کے آپہنچے

ہو نہ غنچہ پہ دم ہے لیکن دلمین یہی ہے حسرت
دو حرف اسکے منہ کی سن لیتے ہم کسی طرح

راز کیا عاشق و معشوق کی غیر و نپہ کھلین
صلح آنکھونمین ہے آنکھونمین لڑائی ہو جائے

مین نے کہا کہ چھیڑ دو دل کیا کرو گے تم
بولے ہم اپنے تیر کا پیکان بنائینگے

وہ غصے مین ہر وقت بھری رہتی ہین مجھسے
مین خوش ہون کہ صد شکر توجہ تو ادھر ہے

کہا یہ پہاڑ کے دامن کو اسنے خلوتمین
یہان بھی خاک کسی خاکسار کی پہنچی

دل جلا کر کرتی ہین نظارہ بازی دور سے
ہین تو دوزخ مین مگر آنکھین لڑی ہین حور سے

کانٹونمین وہ ہے پھول ستارونمین وہ ہے چاند
ذرونمین خورشید ہے قطرونمین گہر ہے

نظارۂ قاتل سے مین ہون بیخبر ایسا
کچھ ہوش ہے خنجر کا نہ گردن کی خبر ہے

کیا جانیے وحشت مین کہا کیا انہین مین نے
ہمدم بھی مری آج تسلی نہین کرتے

بچھونا خاک کا ہے اب ہی بیمار کے نیچے
پڑا ہے دیر سے غش سایۂ دیوار کے نیچے

کھچتے ہی تیغ خوف سے اغیار مر گیے
بگڑا جو یار کام ہمارے سنور گیے

کیا کیا ہوا ہے دل تہ و بالا مین کیا کہون
کوٹھے پہ چڑھکے آپ جو نیچے اتر گیے

تھک گیے ہم رہ طلب مین **امیر**
کر چکے سعی جتنی قدرت تھی +

درازی سنتی تھے مدت سے ہم روز قیامت کی
سوا اک کچی گھڑی نکلی ہماری روز فرقت کی

آئی بہار چلکے رفوگر کو چھیڑئیے
ہنس ہنس کے چاک جیب کے ٹانکے ادھیڑئیے

تھی اپنی جانماز تو مدت سے رہن مے
تسبیح رہگئی تھی سو وہ اب گرو ہوئی

ہون وہ حسرت زدہ کہ در پہ مرے
یاس امیدوار بیٹھی ہے +

کہئی نا آشنا تو کہتے ہین
یہی باتین ہین آشنائی کی

امیر اس کی گمان کو کان تک پہنچے تو پھر کیا ہو
بھری مجلس مین کہتی ہو کہ ہم خالی نہین رہتی

اب سر بازار کہتی ہین اُٹھا کر وہ نقاب
آئینہ دیکھ کے وہ عکس سے فرماتی ہین
غیرونکی حال پر تو بہت لطف ہے تجھے
دو گھڑی سامنے رکھکر اُسے رو دیتی بہزاد
آنکھون مین تری نہین مروت
بات اپنی اپنے دل ہی مین رہے
اے صنم اللہ والی سیکڑون پیدا ہو
تم دکھاتے تو ہوا امیر کا دل +
زندگی بھر ساتھ تھی مرنے پہ بھی ہمراہ ہے
دیکھنا شوخی کیا پیغام وصل
یہ آئینے مین اپنی عکس سے وہ شوخ کہتا ہے
مری اللہ مری اللہ نہ کہہ صرف اللہ اللہ کہہ
لہو رو آنسوؤن کا قحط اگر ہے +
نہ کرا ی چارہ گر چاک جگر کو بند بخیے سے
اپنی کہو گذرتی ہے کسطرح اے امیر
چلے آتے ہین ہم بھی تیرے پیچھے
ساتھ اپنی کچھ نہ لائے تھے نہ کچھ ہم لے چلے
میری دوا شراب ہے مجکو نہین حرام
تو کھینچے گا اُس کی شکل بانی
اب تو آجاو دم ہے آنکھون مین +
چھیڑ دون اپنی اسیری کی کہانی نہ کہین

جسنے یوسف کو نہ دیکھا ہو وہ ہمکو دیکھے
تم بھی اب آنکھ لڑانے لگے دیکھا دیکھی
ہم پر بھی لطف حال ہمارا بھی غیر ہے
کھینچدے تو مین تصویر ہماری نکلی
کیا دیکھ کے آشنا ہو کوئی
مُنہ سے نکلی اور پرائی ہو گئی
جب سے اس دنیا مین تم نام خدا پیدا ہوئے
اور جو وہ کوئی آہ کر بیٹھے
دیکھنا اے دل خفت حسرت دیدار کی
ہجر ہے جب آشنائی ہو گئی
کرون کیا میر تیری تیغ مین [illegible] مانند ہے
یہ بہت دھڑکی [illegible] خدا سمجھا ابر ہے
اسی دن کے لیے خون جگر ہے
ہوای کوچۂ جانان اسی کمبخت کی آتی ہے
ہم مین فقیر لوگ ہماری بھلی کہی
تجھے اے عمر رفتہ کچھ خبر ہے
خالی ہاتھ آئے تھے خالی ہاتھ دنیا سے چلے
زاہد ہو یقین تو قاضی سے پوچھ لے
تونے کبھی اور مین نے مانی
ناامیدانہ اک نگاہ سہی
مُنہ لگاتا نہین اس خوف سے صیاد مجھے

اثر تو دیکھیے قسمت کی نارسائی کا
کہ یار تک مرے مرنے کی بھی خبر نہ گئی

نہ سمجھے تھے خدا کو جبتلک سمجھی تھی ہم سمجھے
جو سمجھے اب تو یہ سمجھی نہ سمجھے تھے نہ سمجھین گے

دو ہاتھ جب کنارہ ہو دریا سمین کیا لگے
ہم پیر کر شراب مین کوثر سے جا لگے

ہر نہال تاک مین واعظ وہی انداز ہے
کونسی وہ شاخ ہی طوبی کو جسپر ناز ہی

میری کھیتی ہوئی ہی جب سرسبز
برق کیا کیا تڑپ کر آئی ہے

پنہان جو سوز عشق کرے مرد ہی وہی
دل پھک گیا مگر نفس سرد ہی وہی

ابھی وہی ہی ہماری شب فراق کی شام
ہزار بار جلی شمع اور تمام ہوئی *

گیا ہے دیر سے ناخوش امیر آج
خدا ہی ہے جو آب کعبے سی آئے

یون چھلکتی نہین مینا مین شراب گلگون
دل پر خون کی گلابی یہ عجب عالم ہے

عجب طلسم ہی الفت کہ سامنے اُسکے
بجای شکوہ زبان سے دعا نکلتی ہے

امیر اس بت کو دل دیتے ہو کیا شامت تمھاری ہے
کسی پتھر پہ دی پٹکو جو ایسا تم کو بھاری ہی

ہزار ہون حسن آدمی مین ہزار ہون خوبیان پری مین
امیر اپنا تو ہی یہ مشرب ادا نہین ہی تو کچھ نہین ہے

دیکھنا قاتل کو ہے تو دیکھ لے
دیکھ بسمل وقت فرصت تنگ ہے

ہم ایک ایک سے یہ پوچھتے ہین دنیا مین
کہان سی آئے تھی اب ہم کہان کو جائینگے

آتا ہی خون اب مری آنکھون سی ہمدمو
آنسو کہان یہ آنسوون کا کچھ نچوڑ ہے

تکتی ہی دم ذبح جو بلبل طرف باغ
یاد آتی ہی حسرت دل آوارہ وطن کی *

قاضی آئے کہ محتسب آئے *
اب تو ہم میکدے مین آ بیٹھے *

کسطرح بنتی ہی اے مرغ قفس صیاد سی
دل پھٹا جاتا ہی اپنا تو تری فریاد سے

الفت کسی کی نوک مژہ سے جو تھی امیر
مر کر بھی اک کھٹک سی رگ جان مین رہگئی

کہا جھنجھلا کے اُسنے وصل کی شب
کہ رو تیسے کبھی فرصت بھی ہو گی

ہوش جب تک رہا شراب ہی پی
ایک ہین ہم بھی اپنے مشرب کے

اک عمر ہوئی ترک کیے عشق کا پیشہ | پر آج تلک چہرے کی زردی نہیں جاتی

کرتے ہو ڈھونڈ ڈھونڈ کے تم عاشقوں کو ذبح | کتنا تمہیں ثواب کمانے کا شوق ہے

قاتل مرے سوا نہ کرے تو کسی کو قتل | اللہ تیرے ہاتھ کو پائے ثبات دے

آزردگی کے خوف سے جب جا نہ روسکے | ایسی جگہہ **امیر** سے کیا خاک ہو سکے

رات بھر تڑپا پس دیوار میں تو صبح تک | بولو او خانہ خراب اب اپنے گھر کی راہ لے

حجاب چشم تصور سے غیر ممکن ہے | چھپیں وہ لاکھ مگر ہم تو دیکھ ہی لینگے

کل تک تو کچھ کھچی ہوئی رہتی تھی تیغ یار | ہے آج کیا کہ میرے گلے سے لپٹ گئی

شام فرقت میں یہ ہر روز خیال آتا ہے | اے خدا ہم بھی کبھی صبح وطن دیکھینگے

ہنس کے کہتا ہے مرے زخم جگر سے قاتل | کر دیے تو نے نمکدان کے نمکدان خالی

ہم جو روئے پرے تارے ہو گئے | ہٹ کے سب دریا کنارے ہو گئے

اب تم چھپاؤ منہ نہ کریں ہم فغاں کو ضبط | جو بات تھی وہ ساری زمانے پہ کھل گئی

حرم سے دیر کو آئے **امیر** مر مر کے | خدا کے گھر سے پھرے ہم خدا خدا کر کے

موذنوں کا برا ہو جگا دیا مجھکو | ابھی تو آنکھ لگی تھی خدا خدا کر کے

نکلے جب پردے سے تم اللہ رے حفظ | غیب سے آنکھوں پہ پردے پڑ گئے

دو دن کی محبت میں جو حالت ہوئی میری | برسوں کے مریضوں کی یہ صورت نہیں ہوتی

تصور میں بھی تو آتا ہے تو سمٹا ہوا اے بت | چراتی ہے بدن تیری طرح تصویر بھی تیری

مسجد میں بلاتا ہے ہمیں زاہد نافہم | ہوتا کچھ اگر ہوش تو میخانے نجاتے

امیر اک ذرا دیکھے بھالے ہوئے | محبت میں دل کو سنبھالے ہوئے

کس شرم بھری آنکھ کی ہے فکر الٰہی | جو سر مجھے زانو سے اٹھانے نہیں دیتی

نہیں گلہ وہ اگر میرے دل کا غم نہ سنے | خدا تو ہے نہیں سنتا اگر صنم نہ سنے

پتا نہ قیس کا پایا کہیں ہزار پھری | تمام نجد میں محمل نشین سوار پھری

اب میری ہڈیان نہ گھلا گوشت گھل چکا
افسوس فکر کچھ نہین صیاد کو مری

وہ لبِ ساحل نمائی کو جو ہین آئے ہوئے
تیغ کھینچے وہ آرہا ہے امیر

باقی نہ دلمین کوئی الٓہی ہوس رہے
پوچھو واعظ سے چلکے اے رندو

شور محشر امیر کو نہ جگا
حل نہین ہوتا معما بیقراری کا مری

بیستون کی طرف آئی ہے تو شیرین سے کہو
دنیا سے نہین زیست مین امید رہائی

دیکھنے وہ جو نہ آئے تو نہین مجھکو گلہ
سودا زدونکو قتل جو زلفِ رسا کرے

پا چکے ہین تہ خاک بھی ہم کشتۂ عشق
ابتو آسمان ہی کردے مری مٹی برباد

یاد آگئی جو اُسکے دُرِ گوش کی امیر
نامہ بر یار کے آنیکی نہین کہتا ہے

مقتل مین وہ ہر گام پہ سو بار گرے ہین
ہے آج جو سرگذشت اپنی

دل مین جو ارمان تھی افسوس یون ہی رہگئی
مجکو نہین شکایت مقتل مین اب کسیکی

تیغ قاتل نے تو ارمان نکالے کچھ کچھ
اے فکر رزق بس کہ یہ حصہ ہما کا ہی

گل کان رکھکے سنتے ہین فریاد کو مری
موجین آتی ہین چلی آغوش پھیلائی ہوئے

دیکھیے آج کس کی آئی ہے
چودہ برس کی سن مین وہ لاکھون برس ہی

کیا سزا ہے خلاف گوئی کی
سو گیا ہے غریب سونے دے

دل تو پہلو مین نہین یارب تڑپتا کون ہے
اک ذرا تربتِ فرہاد پہ ہوتی جائے

پھرا ہی اجل کا در زندان پہ ہمارے
میری حالت ہی وہ اب ہے کہ نہ دیکھی جائے

تم اور خوش ہو رنج تمھاری بلا کرے
دل بیتاب کو اللہ سلامت رکھے

پھر کہان تو مجھی اے باد صبا پائیگی
بے اختیار آنکھ سے آنسو نکل پڑے

ایک بھی بات ٹھکانیکی نہین کہتا ہے
یہ ٹھوکرین کھائی ہین شہیدونکی سرونکی

کل اس کی کہانیان بنین گی
دل جگر دونون لہو ہو ہو کے آخر بہ گئے

پیکان نی دلدہی کی خنجر نے ہمدمی کی
اب رہی خنجر قاتل سی شکایت باقی

ساقی نے مست ہو کے جو کین تیجا بیان
نہ ماکی مستی آنکھ کی پردی مین چھپ رہی

جنبش نہین سینے مین ہماری رگ جان کو
قاتل یہ ترے تیر کے پیکان کی کھٹک ہے

اپنے زخمونکی لیے مشک ہے مجکو درکار
جیسے جدی ٹوٹے ہوئی بال جو ہون گیسو کے

زلفونکی کوڑے باندہ کے تسکین لگائی
مختار مین حضور مرے بال بال کے

ہجر مین یاد تری زلف رسا آتی ہے
ہمکو دوزخ مین بھی جنت کی ہوا آتی ہے

پوچھتا مین جو مسیحا کہین مجکو ملتے
درد دل کی بھی تمھین کوئی دوا آتی ہے

آگ سی دلمین پس مرگ بھری رہتی ہے
گھانس کب تربت عاشق کی ہری رہتی ہے

گرتے افشان سے تمھاری جو ستارے دیکھی
چاندنی رات مین جھڑتی ہوئی تارے دیکھی

خندۂ گل سن کے کہتا ہے وہ گلرو ناز سے
چوٹ لگتی ہے مرے دلپر تری آواز سے

بے سبب نالان نہین مین یار کی در پر امیر
آشنا کرتا ہون اسکو درد کی آواز سے

بجلی کی طرح پھرتی تھی محفل مین کوندتی
کیا کہیے وہ نگاہ کدہر تھی کدہر نہ تھی

مارتے ہو نہ جلاتی ہو کبھی عاشق کو
نہ جفا آتی ہے تمکو نہ وفا آتی ہے

خال شب کو رخ روشن پہ تمھارے دیکھے
ہم نے یوسف کی طرح خواب مین تارے دیکھے

صبا بھی ہو کے کبھی نامہ بر نہین جاتی
ہوا بھی اب تو ادہر کی ادہر نہین جاتی +

لاکھ بار اٹھتا ہے پر جاتا نہین +
درد شاید دل مین میرے قید ہے

ہوتی ہے تو صبح جدائی اگر ایسی +
اللہ نہ دشمن کو دکھائے سحر ایسی +

اب آؤ زندگی مستعار جاتی ہے
کرو نہ غمزے کہ فصل بہار جاتی ہے

یہ سمجھے ہم جو اٹھا گردباد صحرا مین
کسی کی روح کہین بیقرار جاتی ہے

روان ہے نکہت گل کی طرح یہ عہد شباب
پلا شراب کہ ساقی بہار جاتی ہے

جو بیقراری دل اب ہے گر یہی ہوتی
تو آج تک مری کاہیکو زندگی ہوتی +

آج تک گور مین لیلی کو نہین صبر و قرار
میری مجنون مرے جنونکی صدا آتی ہے

وہ رنگ مین نی دکھائی تڑپ کے قاتل کو
میری نہین تقصیر تری حسرت دیدار
کلیان نہین پھولونکی یہ دامن مین ہمارے
جنازے پر آؤ نہ تم گور پر *
پھونچا ہے نازکی کا یہ رتبہ کہ یارنے
ہم نقیرون کو کمان جو صنعت ہلال امیر
ہم قتل یون ہوئے نہ کسیکو خبر ہوئی
ایسی دو دو ہاتھ کہین ہوسکتی ہے الفت مین امیر
دل کی تڑپ ہی دیتو ضبط امیر کب تک
ہون مین بیمار محبت کوئی مجرم تو نہین
چھپتا ہی دل کا رنگ کہین ضبط آہ سے
کہا یہ اُسنے مجھکو ذبح کرکے
ہو آسمان الٰہی کس دل جلے کا دشمن
ضبط دیکھو ادھر نگاہ نہ کی
کبھو قضا نہ چڑھے بار بار منہ اُسکے
ہاتھ ڈالا مین نے دامن پر تو بولے نازسے
بنایا ہے ناتوان کو تو لوگ
آنکھ کس کس سے یار کی نہ ملی *
اور اک بات حسینونکی نرالی سنئے
کیون گٹھریان بھری ہین منعم نے سیم و زر کی
وہ کیا اُٹھائے ہجر مین صدمے ملال کے

کہ موت گرد مری ہوکے بیقرار پھری
دروازے سے تیری مجھے جانے نہین دیتی
آلودہ خون کچھ مین گریبان کے پرزے
کس امید پر ہی سے جائے کوئی
پہنین جو چوڑیان تو کلائی اُتر گئی
مہربان اُسکو جو پایا تو کبھی جا بیٹھے
قاتل کی آستین بھی لہو مین نہ تر ہوئی
دل کبھی پہلو مین ہے یار کبھی پہلو مین ہے
بے اختیار اکدن فریاد کر اُٹھو گے
میری گھر پہ ہے طبیبونکی چڑھائی کیسی
حسرت ٹپک رہی ہی ہماری نگاہ سے
تڑپنے دو یہ حسرت بھی نہ رہجائے
اک شعلہ صبح ہوتی اُٹھتا ہی روزن سے
مر گئے مرتے مرتے آہ نہ کی *
زبان دراز ہے تلوار میری قاتل کی
میرا دامن چھوڑ دیا اپنا گریبان پھاڑ لیا
کفن رکھ کے تابوت مین لیچلے
نہ ملی مجھسے پر کبھی نہ ملی *
دیجیے انکو دعائین بھی تو گالی سنئے
جائینگی ساتھ اُسکے دو چادرین کفن کی
جس ناتوان سے لطف نہ اُٹھین وصال کے

جانا اگر حرم کو ہی منظور ای امیر
تو میکدے سی راہ ہی سیدھی لگی ہوئی

سو رہا پھیر کے مُنہ یار شب وصل امیر
واہ کیا طالع خوابیدہ نے کروٹ بدلی

مُسکرائے وہ اِس ادا سے امیر
مین تو سمجھا کہ اب گری بجلی

ہم جس کے غم مین مرتے ہین اُسکو ابھی تلک
یہ بھی خبر نہین ہے کہ بیمار کون ہے

خواب مین تھا وصل اب اُس سے جدائی ہوگئی
آنکھ میری کیا کھُلی تقدیر میری سوگئی

اُسکو بھی ہجر مین نہ ہماری خبر رہی
کمبخت موت آج کہان جا کے مر رہی

بیٹھے جو میرے سینہ پہ خنجر وہ کھینچکر
سمجھا مین آئی ہین مرے ارمان نکالنے

جا کر کہین گے حسن کی بازار مین امیر
ہم دل کو بیچتے ہین خریدار کون ہے

آپ سے بلبل نکلتی ہی کہین گلزار سی
بیکسی ہمکو لیے جاتی ہی کوے یار سی

چمن مین مری خاک اگر جاے گی
تو بلبل ندامت سے مر جاے گی

ترے بس مین ہی بوے گل ای نسیم
جدھر جاے گی تو اُدھر جاے گی

نہ دیکھا تو نے ای لیلی کبھی چشم محبت سے
ہرن جا جا کی آنکھین ملتی ہین مجنونکی تربت سے

نقش تربت سے ہون آفت مین امیر
مٹ چکے یہ بھی کہین جھگڑا مٹے

دشت فرقت مین پڑی ہی مجھپہ کیا مشکل کڑی
دن بہت کم رہگیا ہی اور ہی منزل کڑی

پاس یکتائی کا اُس شوخ کو ایسا ہی امیر
گھر مین ہو آئنہ تو گھر کی طرف مُنہ نکرے

سمجھائین مجھکو ناصح لیکن ذرا سمجھ لین
وحشت کی مین بھی لونگا جو مجھکو جنون ہی

بیخودی یار کا پتا دے گی
بے نشانی نشان بتا دے گی

بیٹھے جاتے ہین وہ ہار یاسمین کی بوجھ سے
اُٹھ نہین سکتی کلائی آستین کی بوجھ سی

کیا مجھی کو دیکھکر حیرت ہوئی
دیکھو آئینے کی کیا صورت ہوئی

بولے وہ شب وصال مجھ سے
اس شوق کی انتہا بھی کچھ ہے

تری کوچے مین ہین سب سر بکف پر فرق ہی اتنا
کوئی ہی دو قدم پیچھے کوئی ہی دو قدم آگے

واہ قسمت ہمتو لنگر ہی اٹھانے مین رہے
اٹھ گئین موجون کی صورت کشتیان احباب کی

پیشانی شکن کرنا بھی کچھ لازم ہی بسمل کے لیے
سر لگا رکھا ہے مین نے تیغ قاتل کے لیے

نبھی پر چھری تیز ہے ناصحا
کبھی اسکو جا کر نصیحت نہ کی +

بڑا کریم ہے زاہد وہ بخش ہی دیگا +
بسا طے کیا ہے ہم ایسے گناہگارون کی

فصل گل آئی ہی یون ہم تم ملین ای گلبدن
جیسے کلیان نکلی ہین شاخون سے سر جوڑے ہوے

تیری کوچے سے اب نہ گذرین گے
ہم بھی ایسے نہین گئے گذرے

بت مین نہ وفا کی بات پائی +
بے عیب خدا کی ذات پائی

آئی پیری قشقہ دھو زنار توڑا ای امیر
کیا اسی صورت سے جائیگا خدا کے سامنے

زاہد وہم سے پوچھو قدر ان کی
بت ملے ہین خدا خدا کر کے

غش آگیا کبھی کبھی آنکھین بدل گئین
کیا کیا شبِ فراق مین تو بت گذر گئی

دردِ بلبل خدا نہ سنوائے
ہاے گل کی صدا نہ سنوائے

زاہد کہے جو گذری وہ بت کبھی نظر سے
ساری خدائی صدقے ایک ایک بال پر ہے

مجلس وعظ مین آنا تو نہ ممکن تھا امیر
ہمکو تھامے ہوے یہان دستِ سبو لایا ہے

ہستی و نیستی کا کھلتا نہین ہے عقدہ
آتے ہین کچھ ادھر سے جاتے ہین کچھ ادھر سے

صبر آتا ہی نہ مجھکو نہ اسے آتا ہی
دل کو سمجھاتا ہون نہین دل مجھی سمجھاتا ہی

میرے بالین پر آکے بولی اجل
اٹھیے سرکار نے بلایا ہے +

کیا غم عشق جان سے کم ہے
غم رہے جان کا کسی غم سے ہے

اک کنارے پڑا ہوا ہی امیر
کچھ تمھارا غریب لیتا ہے

دل ذکہا جو یار سے لپٹا مین وصل مین
ای شوقِ وصل ہان کوئی ارمان رہ نجائے

مین تو سب اپنے کام خدا ہی کو سونپ دون
لیکن یہ خوف ہے کہ خدا بے نیاز ہے

شیخ حرم کا مشرب مین خوب جانتا ہون
لب پہ صمد صمد ہو دل مین صنم صنم ہے

کہا جب اے صنم جلوہ دکھا دے
تو وہ بولا کہ یہ دولت خدا دے

پوچھا نہ جنس دل کو بازار مین کسی نے
سو بار لیگیے ہم سو بار پھیر لائے

ضعف کی کچھہ کہی نہین جاتی
سانس بھی اب تو لی نہین جاتی

راتون کو کہا کرتا ہے بلبل سے یہ صیاد
ظالم تری فریاد تو سونے نہین دیتی

چھڑک کر میری زخمون پر نمک قاتل یہ کہتا ہے
نمک سے پاٹ دون مین آج میرا دل [illegible]

لگا دون دوسری تلوار وہ قاتل یہ کہتا ہے
لپٹ جاؤ نہین جوہر تک میرا دل [illegible]

زبانِ شمع کہتی ہے کہ مین تجھکو جلا دونگی
مین کب ٹلتا ہون پروانہ سرِ محفل یہ کہتا ہے

کیا کہتے ہو تم زبان سنبھالو
یہ بھی کوئی گفتگو کا ڈھب ہے

تھا مرے پاس شب کو آئین
اتنا مرا اعتبار کب ہے

آپ ہی جل رہے ہین پروانے
شمع کی سرگذشت کون سنے

جب دل کو کہا اُسنے کہ وہ بات نہوگی
بولے کہ کچھہ حیا ابھی کیا بات ہوگی

سمجھانہ ہین تو حضرت ناصح کی ایک بات
کچھہ خود ہی وہ کہا کیے خود ہی [illegible]

چمن مین نالۂ بلبل سے بیدماغ ہین سب
نہ آپ سوئی نہ ظالم کسیکو سونے دے

مطلب کی بات منہ تلک آتی نہین کبھی
اک بات ہے کہ میری دہن مین زبان [illegible]

پوچھے کوئی فلک سے کہان قیس و کوہکن
دو واک جو تھی نمود کے عاشق [illegible]

کہتا ہے کون گرد سوار ہی کے گرد ہے
مجنون کی خاک محمل لیلیٰ کے گرد ہے

جب کہا مین نے بتو کیون مجھی کرتے ہو شہید
ہنس کر کہنے لگی للہ بھی اک کام [illegible]

کرتے ہو سینہ چاک مرا تیر کے لیے
اللہ میرے دل سے بھی پیکان [illegible]

اسکی پروا کچھہ نہین تکلیف یا آرام ہے
اے غم جانان مجھے تیری خوشی سے کام ہے

صبر آتا ہے مری دل کو نہ تو آتا ہے
رات دن اب مری آنکھون سے لہو آتا ہے

عشق اب ہمکو خاک باقی ہے
اک ذرا جھانک تاک باقی ہے

منہ سے جو آہ نکلی وقتِ وداع قاتل
بولا کہ تیر مارے تب آفرین نہ نکلی

دل نہ بازار مین مونگا نہ سستا چھوٹے
کھوہی جاے کہین کمبخت کہ جھگڑا چھوٹے

دشت وحشت مین آدمی کیسا
سیکڑون کوس ہو گیے نہ ملے

ہم سیہ بختون کو ستمگر کی طرح
تیری چتون نے لگا رکھا ہے

دل جو تڑپا تو آنکھ کیون روئی
بیٹھے بیٹھے اسے یہ کیا سوجھی

مکان سے سوئے لامکان نکلی
یہ وحشت کہان سے کہان لیگئی

کوئی امیر تراد رد دل سنے کیونکر
تو ایک بات کہی اور دو گھڑی روئے

وصل دل کھولکر ہوا نہ نصیب
تو ملا تو کمر تری نہ ملی

چڑھ کے منبر پہ جب سے واعظ
اور جو سن لے کوئی خدا بالی

آنسو تو بہاتا ہون مگر ڈر ہے یہ مجکو
دھو جائے نہ تن سی کہین خاک کسی گلی کی

وصل کی کل سے کوئی راہ تو نکلے صیاد
بیچ ہی ڈال نہ جیتے ہاتھ کسی گلچین کے

سنتین کس کس کے دلین قاتل تری نخچیر نے
چلّے کھینچے تیر و بدلے کی شمشیر نے

درد دل کہیے تو کہتا ہے وہ شوخ
ایک ہی تم کو کہانی یاد ہے

مشتاق بوسے زلف رسا کا دماغ ہی
تیرا بھی اے **امیر** بلا کا دماغ ہے

چاک چاک ایسا ہوا دست جنون سی پیرہن
کچھ نہین کھلتا گریبان کون دامن کون ہے

شریک درد نہین کوئی پڑ گئے آنکھون سی
کہ ایک روتی ہے جب دوسری بھی روتی ہے

آستین یار نے چڑھائی ہے
وقت تقدیر آزمائی ہے

کس نگہ سے تمنے دیکھا تھا **امیر**
روتے روتے انکو ہچکی لگ گئی

جنبش ہوئی جو نوک مژہ کو وہان **امیر**
اک پھانس سی یہان مرے دلمین کھٹک گئی

تو وہ بت ہے کہ تجھے ساری خدائی چاہی
بندہ اللہ سی کس کس کی برائی چاہیے

آنکھ ابھی یاد مین اک گل کی لگی ہے میری
دو گھڑی مجکو نسیم سحری سونے دے

غم ہجر سے کوئی اتنا تو پوچھے
خو بہت اشک بہانیکی بُری ہوتی ہے
پھر تونے امیر اُس سے کی بات
ایسی کیا بات کہہ اُٹھے تم امیر
دونون مین اُدھر ہے گر فرق ہے تو اتنا
انسان جو چاہتا ہے کہ نہو اُسکو کبھی رنج
دہ نہیں سے رہوئی دین جکو گالیان
پی گئی آبِ شمشیر ہے ابتک ہی پیاس
عجب بیخودی ہے خبر کچھ نہیں
نہ رہتے نہ جانیکی ہم کو خبر ہے
نامہ بر یار کے آنیکی نہین کہتا ہے
سارا جہان ہے گویا تصویر نگار تیغ
کٹکے سر میرا جو قدمون پہ گرا
تا جوانی ہوش تھا پیری مین غافل ہو گئے
ہے یہی قتل کی لذت تو سمجھے اے قاتل
یہ دل نے کنج قناعت سے آشنائی کی
بان پائی ہے غم الفت مین کھونیکے لیے
دم جو نکلا غم فرقت مین تو ہم یہ سمجھے
جگر نکھیا ہلاتا ہے جو دل سینے مین جلتا ہے
بالائے آسمان تھی ہم آتش آشیان تھے
خاموش مین سد مین جو لوگ خوش بیان تھے

گلا جام کا کیون ملکے ڈالتا ہے
دیکھا ہی چشم تر کبھی تر ہی ہوتی ہے
سو باتین ابھی سُن تا چکا ہے
کہ کسی طرح پھر بتا نہ سکے
تقدیر بنا دی ہے تدبیر بتا دی ہے
زنہار کسی سے کوئی امید نہ رکھے
اکس سی بھری ہوئی تھے وہ کس پر برس پڑی
اُنہ سی باہر تری شتے کی زبان نکلی ہے
کہان سے ہم آئے کہان جائین گے
یہ کیسی اقامت یہ کیسا سفر ہے
ایک ہی بات ٹھکانیکی نہین کہتا ہے
اس بزم مین کسیکو پتہ نہین ملی
گر پڑے آنسو مرے جلاد کے
رات بھر جاگا کیے ہم صبح ہوتے سو گئے
حشر کو بھی تری فریاد نہ کرنے دیگی
کہ ہاتھ اُٹھا کے دعا کی شکستہ پائی کی
دل تڑپنے کے لیے ہے آنکھ رونیکے لیے
دل جو روٹھا تو منانیکے لیے جان گئی
جو ہمسایہ ہے آخر کام کچھ اُس سے نکلتا ہے
کوئی نہ تھا وہان تھی اب آیا کمین کہان تھے
غنچہ کی وہ دہن مین بلبل کی جو زبان تھے

بہت بقا نہ سمجھ اے ہزار پھولونکی
کہ چار دن ہی چمن مین بہار پھولون کی

گلی مین یار کے جب تک کہ ہم نجائینگے
ہزار ہم گیے گذرے مین پر نہ جائینگے

نجد مین گھبرا کے جا نکلے جو ہم
قیس بولا پیر و مرشد خیر ہے

دست ساقی سی جو مین کچہ جام لینے مین کا
غیب سے آواز آئی یہ شب آدینہ ہے

مین رو دیا جو **امیر** انکے مسکرانے پر
تو بولے آپکے میرے ہنسی نہین ہوتی

گیا دل تو لیکن یہ منزل کڑی ہے
ابھی عشق مین جان کھونی پڑی ہے

آپ ہی تم **امیر** کھوئے گیے
یار کی جستجو کو نکلے تھے +

کیا اُس بت نے قتل الحمد للہ
یہی تو ہم خدا سے چاہتے تھے

عشق مین انجام ہی میری سیہ بختی کا کیا
یا زلف شانہ مین ہے اپنی آشنا پوچھہ دے

خنجر کا ذوق شوق شہادت کا جوش ہے
سر کی مجھے خبر ہے نہ گردن کا ہوش ہے

حیرت کی جا نہین ہی جو وہ خود فروش ہے
جوبن کا ہے ابھار جوانی کا جوش ہے

جب دیکھتا ہون یار کے بند قبا کھلے
کہتا ہون یونہی دلکی گرہ یا خدا کھلے

یہ رنگ تشنہ دہانی ہی بعد مردن بھی
اُگی مین خاک سے کانٹے زبان نکالے ہوئے

گم ہوگیا ہون یار کو مین نامہ بھیجکر +
قاصد پھر آ ادہر سے تو پائی کہان مجھے

ہے سر بالین یہ روتی ہے حسرت
عشق بھی مرگ نوجوانی ہے +

وہ تیر جلد کہین آئے کب سے بیٹھے ہین
جگر کو تھامے ہوئے دلکو ہم سنبھالے ہوئے

ترے در تک تو لایا ہے ہمین شوق
یہان سے گھر تلک اب کون لیجائے

اسواسطے مرتا نہین ابجان مین ابھی تک
بیداد کا تمکو کوئی ارمان نہ رہجائے

ڈالی پھولونکی اگر میرے حضور آتی ہے
پتی پتی سے مجھے بوئے غرور آتی ہے

رہی ہین وصل مین برسون ہم اس کروٹ وہ اُس کروٹ
جدا رہنے کی عادت شکلونسے ہمنے ڈالی ہے

وہ کیا جانے کسیکا حال کیا ہے +
کہ درد عشق سے نا آشنا ہے

ہاتھ رکھکر مرے سینے پہ جگر تھام لیا
تمنے اسوقت تو گرتا ہوا گھر تھام لیا

آج تو ہے اسکی فرقت مین بلا کا سامنا
آگیا قاتل توکل ہوگا خدا کا سامنا

اُڑا اے پُرزے تو قاصد کو ناگوار ہوا
مین خوش ہون ایک سے نامہ مرا ہزار ہوا

صد شکر ہم سے آج وہ رشکِ قمر کھلا
انگڑائی لی تو سمجھے کہ مقصد کا در کھلا

وحشت مین کہان اب کوئی ہمپایہ ہے میرا
سب چلدیے ہمزاد ہی یا سایہ ہے میرا

گر کر زمین مین ظلم سے بچنے کا دہیان تھا
دیکھا تو زیر خاک وہی آسمان تھا

راہ بتلادی عدم کی خضر منزل ملگیا
گھر سے اچھے وقت نکلا تھا کہ قاتل ملگیا

بعد مرنیکے لگی ہاتھ دوا بھی تو کیا
مردہ تشنہ جو دریا مین بہا بھی تو کیا

کیف حاصل ہوگئے داغ نہ میخواری کا
مستی عشق بڑا کام ہے ہشیاری کا

بیداد تھی شوخی تھی جفا تھی کہ ستم تھا
ہوتی جو وفا آپ مین جو کچھ تھا وہ کم تھا

جان کر دوست نہ ہوے شاکی
چاہیے شکر اس شکایت کا

دہیان کیونکر فرقت مین تھا اس لب جان بخش کا
وائے قسمت مر نکلنے کا سہارا بھی گیا

دیکھا جو انہین ہم نے بن کے آشیان کو
دو چار پر شکستہ دو چار استخوان تھے

کمزور پاکے ہمکو کیا بل کی لڑ رہے ہو
ہم بھی تو نوجوانو آخر کبھی جوان تھے

پہونچے جو ہم عدم کو اہل عدم یہ بولے
آنے کے بعد آئے اتنے دنون کہان تھے

مین نہ کہتا تھا فغان کی مجھسے فرمایش نہ کر
باغبان سب پھول مرجھا کر چمن مین گر گئے

کچھ تو بیدرد دل تو اسکی دل مین آہ کی
[illegible] مین بیدردی اک آہ کی

دی مجھکو بابت اک پری کی
اللہ نے بندہ پروری کی

میری منہ پر ہنستے ہین دوست دشمن
روتے ہین ہر گھڑی کہ سب آبرو ڈبودی

جیتے جی ترک دنیا کی تو فانی ہی بہار
تخم حسرت کسطرح سے اس زمین مین بو گئے

جب وہان جاتا ہی پھر اس کی خبر ملتی نہین
نامہ بر کے واسطے بھی نامہ بر درکار ہی

بہا اُس ریش رنگین کی اوٹھاتے خط
ہم ایک غم سے ہین جیسے زہر کھائی ہوئے

ترے چاہنے والے مرجائینگے
یہ ناکام بھی کام کر جائین گے

دیکھو نہین قتل مین اجل کا تری ہوتے
اے خنجر قاتل تجھے غیرت نہین آتی

چھانتا ہون تری گلی کی خاک
دل مرا ہے یہین ملے نہ ملے

بجائے دختر رز میکدے مین جو آئے
جو توبہ توڑ دوان تو آواز یا غفور آئے

جب آتا ہی غش ہمکو آتا ہے یہ بیان
امیر ایک دن یون ہی مرجائینگے

جب مین کہتا ہون غضب ہے ترا ملنا آگیا ہی
سنکے کہتا ہی ابھی آپنے دیکھا کیا ہی

کوئی دم بے تکلف ہو کے ستو نہین گر بیٹھے
تو جو کچھ عرش پر ہے دیکھ لے زاہد وہ گھر بیٹھے

امیر اتنا جو ہو نہین پست قسمت وجہ ہی اسکی
بلندی بخت کے حصے کی بھی اشعار مین آئی

تمت بالخیر

تمنے ہے بیوفائی کی تو تم سے حسن نی
لے گئیے بعد سے مجھکو بتشبیہ
کب گیا دل سے حسینون کا خیال
برسون کعبے مین رہے جاکے کلیسا کیسا
مانگ بالونمین نکلواتے ہین اب غیر سے وہ
بستہ جواب کرو دیکھو کہ جو کرے سے تکری
بوا مین گل کا مرے ہاتھ سے ٹوٹا ہیہات
احسان یہ وقت گریہ ہے تیری خیال کا
خم تو لا کر بنا سے بہت ساغر شراب
قبر کھودی تو مگر یہ مری وحشت سے ڈرا
یون شب ہجر مین کرتے ہین غلط غم اپنا
شہر بیگانہ مین ہوتا ہے مسافر کا جو حال
بہت انجمن مین حسینون کی تازہ آیا ہون
فریب اور کسی کو یہ جا کے دے قاصد
خط وطن کو لیے جاتا ہے تو لیجا قاصد
ہچکیاں لیتی ہین مقتل مین تیرے بسمل ناز
قاصد کو سودا دیکھ کے شاید اسے سودا
پوچھو نہ مجھسے جاکے حسینونمین دل کا حال
ساتھ طاوس کی صحرا مین کیا قیس نے رقص
ہے دور بروی یار مین غایب سراغ شب
گستاخ کسقدر ہے کہ محفل مین یار کی

وہ بڑا عادل ہے دیکھا انتقام آخر ہوا
توبہ توبہ مین پکارا ہی کیا
شیشے مین پریان اتارا ہی کیا
نماز ڈھونڈ چکے ہم اسے کیسا کیسا
ہے جو منظور مرا چاک گریبان ہوتا
حال کیا پوچھتے ہو ہجر کی بیتابی کا
ساتھ ہی کیون نہ مرا تار نفس ٹوٹ گیا
دریا مین ڈوبتا تھا نکالا کرم کیا
مستون پہ محتسب نے نرالا کرم کیا
اپنی چادر بھی یہین دزد کفن چھوڑ گیا
مردہ خود بنتے ہین خود کرتے ہین ماتم اپنا
ہے حسینونکے محلے مین وہ عالم اپنا
خبر نہین ابھی کسکا مزاج سے کیسا
وہ اور صلح کا پیغام ہو نہین سکتا
پر مرا حال نہ یاران وطن سے کہنا
یا کسی بزم مین مجمع ہے خوش آواز ون کا
آیا در جانان سے مگر کچھ نہین کہتا
آنکھوں کی چھین چھان مین صد چاک ہوگیا
ابر تیرہ کو سیہ خیمہ لیلی سمجھا
باقی ہے اب تو ماہ کے سینے مین داغ شب
خاموش صبح تک نہین ہوتا چراغ شب

عادت ہے مجکو آہ کی نازک مزاج یار
ہے وصل مین یہ سوچ کہ اللہ کیا کرون

آتا ہی یہ دلمین اُسے ناصح کو دکھا دون
پر رشک جو مانع ہی جواب اُسکو مین کیا دون

بے دیکھے برہمن کو ہی انکار مین حیران
اللہ کوئی بُت تو نہین ہے کہ دکھا دون

پیری مین ہین یون عشق کی داغ اپنی بدن مین
گُل پھولتے ہین صبح کو جسطرح چمن مین

رشتہ بپا مجھے صیّاد نے آزاد کیا
تا اُلجھ کر کسی کانٹے سے بیابان مین ہون

رہنے دیتا نہین صیاد بھی اپنے گھر مین
ایسی تقدیر کہان ہی کہ گلستان مین رہون

دل سے کہتا ہے تصور یار کا
تو مصور ہے تو مین تصویر ہون

جا سے میخانہ بنی ہے مسجد
کبھی گھورے کے بھی دن پھرتے ہین

مانگیے کیونکر دعا سے طولِ عمر
مُنہ کی مانگی موت بھی ملتی نہین

جانکر غیر بلایا جو مجھے مین آیا
اپنے دھوکے یہ خفا ہو مین گنہگار نہین

سب بلاؤنسی چھڑایا ہی جنون نے مجھکو
لاکھ اب مجھ سے خطا ہو مین گنہگار نہین

حیاتِ جاودان سے ہے اُنپہ مرنا +
مرے دشمن نصیبِ دشمنان کیون

کیون کہون اُنسے کہ چھوڑو شیوۂ جور و ستم
ترک عادت ہی عداوت مین کوئی دشمن نہین

کام آیا ضعف ہی کوئے بُتِ دلخواہ مین
سایہ کی ہمراہ گر گر بچھ گیا مین راہ مین

سُنی ایک بھی بات تمنی نہ میری
سُنین مین نے سارے زمانیکی باتین

کبھی ذکرِ دشمن کبھی ذکرِ فرقت
یہ سب ہین مرے آزمانے کی باتین

لیا نام واعظ نے جب اُسکے در کا
کہا مین نے اب مین ٹھکانیکی باتین

نکالا اُسنے اس حیلے سے ہمکو اپنی کوچے سے
چلو جلدی کرو سامان دعوت کام آتی ہین

اُس کوچے مین کچھ رہرو ونکے نقشِ قدم ہین
کچھ طالب دیدار بچھا آئے ہین آنکھین

آٹھ اللہ نے جنت کی بنائے گلزار
ہی نوان داغون ہی گلزار مری سینے مین

مردِ مفلس ہون مری اشکِ مسلسل ہون قبول
اور مین موتیونکی ہار کہان سے لاؤن

ہے قصد شبِ غم مین کرین دل ہی سے باتین
بہت کہتے ہین دیوانی سے کیا بات کرین ہم

دن گیا رات ہوئی رات گئی دن آیا
نہوئی پر نہوئی گردشِ ایّام تمام

دن نہین رات نہین صبح نہین شام نہین
رہگئی ایک نہین ہان کا کہین نام نہین

یاد موسے مژہ یار رلا دیتی ہین +
چبھکے پھانسین جو مری دلکو مزا دیتی ہین

دیکھنے کو تمھین اے اہلِ عدم آتے ہین
خیر اگر تم نہین آتی ہو تو ہم آتے ہین

کیجیے شوخی وہ جسمین شرم کے انداز ہون
پھاڑیے کپڑے مگر سب چاک بے آواز ہون

مرگ مجنون ہی سے ماتم اب بھی برپا دشت مین
خاک اڑاتی ہین بگولے سر پہ کیا کیا دشت مین

آیا ہی یار سامنے لازم ہے غش کرون
ہوش و خرد جو کچھ ہے وہ سب پیشکش کرون

رحم کرنا تو جفا کارون کا دستور نہین
ہان اگر درد ہو میرا سا تو کچھ دور نہین

ملال کس سے کہون کوئی آس پاس نہین
شریکِ غم فقط اک دل سو حواس نہین

ہر چند تمہین وصال ممکن +
وہ چاہے تو سب محال ممکن +

امید جواب کی ہو کیا خاک +
جب اُس سے نہو سوال ممکن +

پیکے مے ان واعظون سے عذرخواہی کیا کرون
بوئے مے آتی ہی ہونٹھون سے الٰہی کیا کرون

کھاکے تلوار جو قاتل کی فغان کرتا ہون
لذت زخم رقیبون سے نہان کرتا ہون

بزمِ جانان سے مین کب جاتا ہون
روز کہتا ہون کہ اب جاتا ہون

کبھی وہ دن تھے کہ خورشید تھا مین
ابتو سائے سے بھی دب جاتا ہون

ہجوم رنج ہے اسکا خیال کچھ بھی نہین
ملال یہ ہے کہ انکو ملال کچھ بھی نہین

مین بھی اب امتحانِ یار کرون +
چاہیے ضبط اختیار کرون

بعدِ مرگ آئے ہین وہ تربت پر
اب کہان جان جو نثار کرون

دل بھی ہے انتظارِ یار مین گم +
اب کہو کس کا انتظار کرون

حالت ہے دل کی مین اُسے آگاہ کیا کرون
طاقت جب آہ کی بھی نہو آہ کیا کرون

جان بخش لب سے فیض جو پایا ہی آپ کو / طوفان مین عمر نوح ملے ہر حباب کو

مجھ تکنے مین سے کے دیر تہ تیغ کین نہو / وہ شوخ زود رنج ہی چین بر جبین نہو

منکر گوشہ نشینان خرابات نہو / کہ یہی گوشہ کہین قبلۂ حاجات نہو

ہمنشینون سے یہ ایما ہی نہ پاس آنے دو / حکم دربانون کو باہر نہ اسے جانے دو

سے پہلے زلفونکو سنگھا کر مجھے بیہوش کرو / پھر مرے سینے سے تم تیر کا پیکان کھینچو

بھر کے آہین آنسو میرا حال زار دیکھو تو / اُٹھا ہی آج کیسا ابر دریا بار دیکھو تو

عیادت کیسی اتنا بھی کبھی مُنہ سے نہین کہتے / جہان سے اُٹھ گیا عاشق کہ ہی بیمار دیکھو تو

سُنا اُن کیا انہین نالی مین اپنے راتونکو / وہ دلمین خوب سمجھتے ہین ایسی باتون کو

آپ تو دیکھتے چلتے ہین وہ جوبن اپنا / [illegible] بکتا ہو نکین تو کہتے ہین کہ کیا دیکھتی ہو

شبہ کرتے ہین وہ جب کہتی [illegible] / بھیس بدلے ہوئے انکی [illegible]

ضعف سے [illegible] / ہاتھ [illegible] پاک نہو

تار سے [illegible] حسن کی [illegible] / [illegible] آتے ہین تو چلکر دیکھو

واد سے [illegible] / [illegible] کا سمجھا ہے جو قاتل تجکو

یون بھی آتا ہی کہین کوئی [illegible] / پاؤن رکھا نہین کہتے ہو نہ گھر جانی دو

لاغری کا ہی یہ احسان کہ مین اس محفل مین / روز جاتا ہون خبر نہین دربانونکو

یار کے ذکر سے ناصح نہ لگائی اور آگ / یارب آیا تھا تسلی کو کہ تڑپانے کو

دیکھیے کہان سے ایسی بیتونکی جھگڑے / حشر کا روز اور آہی [illegible] دراز ہو

دل منعم و فقیر کے بدلا کرے سپہر / اسکو کبھی خوشی کبھی اسکو ملال ہو

ملتا ہی شفقت سے ترا دامن و دست / بی توڑے ہوئے پاؤن نہ آنے [illegible] ہاتھ

خدا کرے کہین تو اے صنم سفر سے پھرے / کہ جان بلب ترا عاشق خدا کے گھر سے پھرے

ضعف سے کچھ بھی چل نہین سکتی / آہ مُنہ سے نکل نہین سکتی ؂

تا صبح کی سامنے مین اگر مست ہون تو ہون
خدمت مین مغفرت کی ہشیار تو نہین

کہان کوئی محرم کہون کس سے غم
کہ غم کے سوا کوئی محرم نہین

دعا مرگ فرقت مین جو مانگی
نکلے والے چلائے کہ آمین

اس رشک کا برا ہو کہ گلیو نہین خلق ہی
کہتا ہون تجکو مین یہ مرا دلربا نہین

دل بلد ہی بہت بیٹھا ہی آمین تیر یار
ہے یہ وہ تیر کا رنگ آگیا ہی نہ پیکان کہین

ٹھہر ٹھہر کے زرا الیحلو مرا تابوت
کہان امید کہ پھر آؤن کوے قاتل مین

بعد مرگ آسودگی کیسی کہ سو سو بار ہم
مر چکے ان خوبرویون پر مگر راحت نہین

تیرے وعدے پہ شاد ہون کیونکر
اپنی قسمت کو جانتا ہون مین

ہوے زاہد مرید پیر مغان
واہ مرشد کو مانتا ہون مین

فقط دو ہاتھ سے ہی ایک مین جام ایک مین شیشہ
کہان وہ ہاتھ ہی اب جو پڑین ساقی کی گردن مین

کریگا قتل آخر رشک کو قتل ہوئے دین
شفاعت کے لیے کیون لوگ اسکی پاؤن پڑتی مین

جان دی تب ملی مجھے راحت
موت سے کچھ مین شرمسار نہین

اس جرم پر بجا ہی سزا دے جو مجکو ہجر
جیتا رہا مین لذت روز وصال مین

فقط غرض کی ہی دنیا کہ جب نکلتی ہی جان
عزیز مردے کو گھر سے نکال دیتے ہین

غافل مری طرف سے ایسے جو ہو رہے ہو
آنکھین تو کھولو صاحب کس نیند سو رہے ہو

قاتل کا جب تمام زمانہ شریک ہو
اللہ رے کہ فیصلہ بسمل کا ٹھیک ہو

آہ کرنے پہ کیون بگڑتے ہو
تم تو صاحب ہوا سے لڑتے ہو

درپے دشمنی عاشق ناکام نہ ہو
خوبصورت ہو خدا کے لیے بدنام نہ ہو

خوشی مین نزع مین بھی یاس آس پاس نہو
کہ دیکھنے جو وہ آئے کہین اداس نہو

مہر و وفائی غیر کا جیسے گمان کرو
ترچھی نظر سے پہلے زرا امتحان کرو

نہین گھبرا دی پلکون نے چشم مست دلبر کو
لیا ہی دونون ہاتھون کسی میکش نے ساغر کو

شمشیر آبدار کہ اُس کا نظارہ ہی — دل ٹکڑے ٹکڑے ہے تو جگر پارہ پارہ ہی

جاری ہے بین دین یہ رسم زمانہ ہی — دریا کا ابر ابر کا دریا خزانہ ہے +

میرا جگر تو کانپ گیا اُس نگاہ سے — اُس سنگدل کا دل نہ ہلا میری آہ سی

مرض میرے افزون یہ ہوتے گیے — کہ عیسیٰ بھی بالین سے روتے گیے

دیوانگان زلف کا کب کام بند ہی — آواز شب کی سرمہ شب سے بلند ہی

دیکھے جو میری آنکھونمین حلقی پڑے ہوے — اُفتادہ یہ نئی ہے کہ وہ اٹھ کھڑے ہوے

کھلین پلکین نگہ اُس چشم افسون ساز سی نکلی — کہ لیلی پردہ محمل اٹھا کر ناز سے نکلی

پردہ اُلٹ کے جب وہ دیدار عام کرتا — ایوب صبر کرتے تو ہم سلام کرتے

تیز یون دل ترے کوچے کیطرف جاتا ہے — جس طرح تیر کوئی سوے ہدف جاتا ہے

شمع کو کس کی تجلی یہ نظر آتی ہے — تھوڑی تھوڑی جو یہ محفل مین جلی جاتی ہے

دل اُسکا نرم کیا یہ دل نوحہ گر کرے — ڈر ہے کہین نہ غیر کا نالہ اثر کرے

لٹک کر زلف نے کیا حسن ساقو نمین چھپایا ہے — تعجب کی جگہ ہے کہ وہ شمعون مین سمایا ہے

کیا تغافل ہی کہ سمجھا یار بیگانہ مجھے — سب نے جانا آج تک اُنسی نہ پہچانا مجھے

وہ ہم نازک دلونکو آنکھ دکھلای تو کیا گزرے — دکان شیشہ گر مین مست آجای تو کیا گزرے

اُس سنگ آستان سی جو اپنی جبین ملی — سمجھے کہ بادشاہی روی زمین ملی

میری گھر ہے قصد آنیکا تو آؤ ناز سے — پر ذرا چھپ کر سپہ تفرقہ پرداز سے

وہ درد ہے کہ اسکا مزا کچھ نہ پوچھیے — کہتا ہی دل کسی سے وہ اچھا نہ پوچھیے

درازی کا اگر دونو کی دیکھو ایک مطلب ہے — شب نے روز فرقت سے قیامت روز بی شب ہے

بتون کی روش کوئی کیا جانتا ہے — بڑے سے بے وفا ہین خدا جانتا ہے

دنیا سے کتنے اُٹھ گیے پر انجمن وہی — آئے بھی گل لیے بھی نکہت چمن وہی

کچھ شرم نہین خلق جو انکو نگران ہے — سمجھے نہ تھی مین تاب نظر انکو گمان ہے

یہ غش ناتوانی سے آنے لگے
کہ پانچون حواس اب ٹھکانے لگے

ایسا ہے کون اسکو جو میری خبر کری
ایک آہ ہی سو وہ بھی جو پیدا اثر کرے

ہین بڑی بیدرد یہ بت کسکے آگے روئیے
خاک بھی ہوتا نہین ہی آبرو کیون کھوئیے

ٹالتی ہین روز وہ یہ دل مرا مسرور ہی
آج کل تک بے کرینگے کیا قیامت دور ہے

کیا مزہ انجمن یار مین دل پاتا ہے
ذلتین روز اٹھاتا ہے وہین جاتا ہے

خوشی نظر کمین اندوہ و یاس مین آئی
اجل ہی کاش پری کے لباس مین آئی

گلا کٹا نہ ذرا اف بھی دادخواہی کی
چھری وہ تیز تری شرمگین نگاہی کی

ہجر مین نیند کا جھونکا اگر آجاتا ہے
پھر کوئی خواب مین ٹھوکر سی جگا جاتا ہے

فوج بہار باغ سے گرم شتاب ہے
تھالے سے جو شجر ہے وہ پا در رکاب ہے

اب یہ حالت ہی کہ واقف ہو کی حال زار سے
میری دشمن کرتے ہین میری سفارش یار سے

عشق سی پیری مین بھی کچھ لاگ باقی رہگئی
کاروان عمر گزرا آگ باقی رہگئی

ہے دختِ رز حلال تجھی کیا تمیز ہی
واعظ یہ زر خریدہ ہماری کنیز ہی

جان سمندر و دل پروانہ دے مجھے
اے سوز عشق ہمت مردانہ دی مجھے

دل چرایا ہے مرا پر وہ خجل کتنا ہے
فق ہوا جاتا ہی منہ چور کا دل کتنا ہے

ناتوانی کی ہمیں تہمت ہے
ناز اٹھانے کی اب بھی طاقت ہی

وہ دوپہر کو گھر سے ہمارے نکل گیے
ہم دن ڈھلا تو گور کی سانچے مین ڈھل گیے

یہ نکلا نتیجہ جو آے گیے
کہ اس در پہ بیٹھے اٹھاے گیے

یہ بھی اک بات ہے عداوت کی
روزہ رکھا جو ہم نے دعوت کی

کچھ کام نہین ہی انہین فریادرسی سے
رونیکا سبب کرتے ہین دریافت ہنسی سے

دل ہی پروانہ مرا پر وصل سی مایوس ہی
شمع تو ہی چار دیواری تری فانوس ہے

یار نے آئینہ دیکھا دشمن دل دو ہوئے
شکل کیا اب جان بچنے کی کہ قاتل دو ہوئے

ہے خدا ہی اگر پڑا جاوے خط لکھا اضطراب مین ہنسنے

کسی قاتل سے پوچھیے تعبیر کشتے دیکھے ہین خواب مین ہنسنے

دیکھکر چشم مست جی ڈوبا غوطے کھاے شراب مین ہنسنے

برسون جب دوڑی شوق دید مین ہم چھپ کے جب اک نگاہ کی ٹھہری

مین تو کیا دل مین مصور کی چبھی جاتی ہے کیا کہون نوک پلک کیا تری تصویر مین ہے

پسند آئی نہ دست جنون کی بیکاری جنون مین ناسلے پہنا ہے ہمین تمغہ

ہوئی کسی کے نہ ممنون صورت اخگر بدن سے مر کے بھی پیدا کیا کفن ہمنے

ہے عید کہ زندان سے مین آیا ہون سودائی ناخون سی نکلے کیون مری چھاتی نہین ہے

نیرنگی عالم ہی کا تماشا کی ہے تو اے دل نادان ابھی نیرنگ نیست نہین دیکھے

جو سیر شب ہجر دکھاتا ہے تصور ایسے تو تماشے شب وصلت مین نہ دیکھے

گریبان چاک دیکھے گا تو کیا کیا بدگمان ہوگا خداوندا کہین آنے نہ گھر یار ستے پہلے

جب سے پیدا ہوئی صیاد کے بس مین آئی پر نکلنے بھی نپاے کہ قفس مین آئی

مضمون کمر کہ اس کی دہن کا نکالیے ملکِ عدم کا کوئی تو رستا نکالیے

مجکو یہ شوق ہے کہ کہین جلد ہو وصال انکو یہ فکر ہے کوئی جھگڑا نکالیے

وحشتِ جنون کی ہم کو اذیت پسند ہے پھر کیا سمجھ کے پاؤن سی کانٹا نکالیے

بوسہ عطا ہو مجکو جو ہے قصد قتل کا مرتے ہوے کو دل سی تمنا نکالیے

ہم بتون سے امیدوار کرم کارخانے ہین اسکی قدرت کے

ہوا نہ وصل نصیب اب بھی التجاؤن سے زمین ہے سجدون سے تنگ آسمان دعاؤن سے

خالی نہ جام ہو سے ہی میخانے مین نہ خم خرد و بزرگ جو ہین یہان آفتاب ہے

دیتا نہین جواب بھی مجکو وہ ننگ سے مجکو گمان کہ بات مری لاجواب ہے

یہ دماغ انکو کہان تھا جو تکلم کرتے کاش سنکر مرے شکوون کو تبسم کرتے

ہمکو کیا کام ہے دنیا مین جو خیر آئی سہی
ہم تو آنسو یون زمین پر دیدۂ نمناک ڈالینگے

ہزار نالہ مرا آسمان تک پہنچے
قدم زمین پہ رکھو جو تم تو ہو یہ خوشی

جو ضعف دل کا یہی حال ہے تو عرش کجا
ان ابروؤن کو دیکھ کے حالت سقیم ہے

فرقت مین زندگی یہ عنایت خدا کی ہے
جینا کبھی دل چلانے کو تمہارے ہاتھ سے

عاشقون مین کہیے ایسا کون ہے
اسلیے در پر صدا دیتا ہو تمہین

ہو سنگے روز حشر اعضا تک گواہ
چھوٹی ہے قیامت شب فرقت ہی بڑی ہے

سب تر نظر خون یہ کس کا کہ حنا نے
اس بزم مین اے شوق نہ باہر ہوا دب سے

سینے کی صفائی نے کیا اسکے جو مجبور
آئینہ ہو لیے کے جو بوسہ نہ کیا شکر

پہری مرنیکی خبر جھوٹی اڑاتے ہین وہ روز
آپ ملتے نہیں ہین گھر مین کبھی

نشہ سے نے کر دیا اندھا
ممنون ناز کی ہون کہ وہ پاس ہو مرے

وصال یار سے تو بے تکلفی ہے یہان

کیا کہون اس سے کہ معشوق یہ ہرجائی ہے
کہان سے سر پہ پھر اب مصیبت خاک ڈالینگے

نہین امید کبھی اسکے کان تک پہنچے
اچھل اچھل کے زمین آسمان تک پہنچے

نہین امید کہ نالہ زبان تک پہنچے
تلوارین دہری مجھپہ پڑین دل دونیم ہے

آگے جو کچھ کہون تو شکایت خدا کی ہے
آخر گر کو موت قطرۂ آب حیات ہے

ہم برے ٹھہرے تو اچھا کون ہے
بول اٹھے شاید وہ اتنا کون ہے

جو ہمین بیگانے ہین اپنا کون ہے
اس چار پہر رات کی وہ ایک گھڑی ہے

چومے ہین تری ہاتھ تری پاؤن پڑی ہے
اللہ بچائے نگہ چشم غضب سے

اس آنکھ کی شوخی نے صدا دی کہ ادب سے
اب بند مرے ہوگئے شیرینی لب سے

کیا مسیحائی ہے غیرونکے جلانیکے لیے
کہتے ہین خانمان خراب مجھے

خاک سوجھے رہ صواب مجھے
اٹھ اٹھ کے بیٹھ جاتی ہین دامن کے بوجھ سے

کہو ادب سے کہ رکھی معاف آج مجھے

ٹالنے کو مجھی جب پاؤن سے لپٹا تو کہا
جا کسی روز تری سر کی قسم آئین گے

سختی نہ وہ بھی دیکھ سکی میری نزع کی
گھبرا کے روح خانۂ تن سے نکل گئی

کیا جانے کہان لی گئی اُس بت کی تمنا
اب آپ مین آنا مجھے دشوار ہوا ہے

دیت کیواسطے محشر مین کب ہون دامنگیر
شب تمو دہی منظور اپنے قاتل کی ہے

کون جاتا ہی کہین بے مطلب
جان لینے کو اجل آتی ہے

چھیڑا جو بہت مین نے کہا جیسے ہے حجاب
پردے کے نہ باہر کہین آواز نکلجائے

بتخانے کے دروازے پہ مدت سے پڑے ہین
شاید کبھی کچھ کام خدا ساز نکلجائے

سنتا ہون دعای سحری کرتی ہے تاثیر
امید کہان پر شب فرقت مین سحر کی

چراغِ رخ نے کیا صاف اُنکا پردہ فاش
سیاہ خانۂ گیسو مین دل چھپا سکے

رات کو آئی ہین پریان خواب مین مجکو نظر
تیرہ دن پہیر لگائین گے یہی تعبیر ہے

وصل مین وہ کیا کرینگے چاک اے دست جنون
پڑ رہی دامن کی اڑا امیر گریبان چھوڑ دے

گناہون سی مجھے اب ناتوانی باز رکھتی ہے
مے و خم دیکھکر جیا ہون تو نیت پھر نہین سکتی

قطرہ زن پھرتی ہی ہر سو جو ہوا پر بدلی
ڈھونڈتی ہی کہ کہان خاک ہے برباد مری

کیا کسی خوش چشم کا دیوانہ آیا باغ مین
دیکھتی ہی ہر طرف نرگس جو آنکھین پھاڑ کی

اک دن مرے گھر ماہ محرم مین تو آؤ
اب مہندی لگانیکا بہانہ تو نہین ہی

کس کو مین اپنی تنگدلی پر کرون گواہ
محشر مین وہ دہان و کمر دونون چھپ ہی

بیساختہ دل دکھا تو بولے
کیا جانیے آہ تھی یہ کس کی

مجھے جب دور سے دیکھا وہ بولے
کوئی ناوک فگن ہے یا نہین ہے

قدر مرنے کی ہم سمجھتے ہین
ہمت سے جھیلے ہین زندگانی کی

اک جا رہے ہمیشہ مگر مثل رنگ و بو
ہم سے نہ وہ جدا نہ کبھی اُن سی ہم ملے

افسانۂ سنگ و تیشہ ہے اور
یان صحبت ناخن و جگر ہے

بیٹھکر کون تری کوچے مین یار اُٹھتا ہی ـــ خاک ہوتی ہین کوئی دم مین غبار اُٹھتا ہی

روکتا ہو نہین زبان پہ کبھی ہو کر بیتاب ـــ دلِ نالان اُسے سینے مین پکار اُٹھتا ہے

ترے کوچے مین جو بیٹھا ہے جم کر ـــ وہ مین ہون اور میر النقش پا ہے

بنی ہے جبین تری زلف عنبرین کے لیے ـــ یہ میری جان مناسب نہین جبین کے لیے

بڑا ہی داغ سجود اور داغ عشق مین فرق ـــ کہ ہے یہ دل کے لیے اور وہ جبین کے لیے

ایسے روے مردم دنیا نہ دیکھین گے کبھی ـــ بلکہ آئینے مین مُنہ اپنا نہ دیکھین گے کبھی

دیکھکر میری تڑپ بولے فرشتے قبر مین ـــ یہ تماشا آج تک دیکھا نہ دیکھینگے کبھی

ہے بجا رنگ جو یہ تیری یہ خال کا ہے ـــ یہ بھی اک نقطہ مری نامۂ اعمال کا ہی

شورِ محشر کا سنا ذکر تو اُسنے یہ کہا ـــ وہ تو آوازہ مری پاؤنکی خلخال کا ہے

عجب دلچسپ نقشہ عالم ایجاد کرتا ہے ـــ جو آنکھین دیکھ لیتی ہین اُسی دل یاد کرتا ہے

نہ یہ ساعد نہ یہ بازو نہ یہ آنکھین نہ یہ ابرو ـــ فقط تیرا سا قد ہی اور کیا شمشاد کرتا ہی

دل بے آرزو بھی دے تو ہی لطف ـــ یون تو سب کچھ دیا خدا نے مجھے

ایمان لای کعبے مین اُس بت کو دیکھکر ـــ کچھ بتکدے مین جا کی برہمن نہین ہوے

دے کہین حکم نہ وہ گھر سے نکلوانیکا ـــ بیخودی جلد مجھی آپ سے باہر کر دے

اسواسطے ناصح کی مین سنتا ہون کہ شاید ـــ بات اُسکی زبان سے کوئی مطلب کی نکل جاے

جان لینے مین دم ذبح یہ جلدی ای موت ـــ اک ذرا اور توقف کہ مزا ملتا ہے

دینے تو دل چلی ہین اُسی شوق و ذوق مین ـــ پر دیکھیے وہ لی کہ نہ لے بے نیاز ہے

فارسی کیسی وہ ہندی بھی نہین پڑہ سکتا ـــ سیر دیکھو مری عرضی عربی مین گزری

نام عزت سے جو لیتے ہین وہ اب ـــ غیر بھی شاید مرا ہمنام ہے

ناصحون نے اُسی دیکھا تو نصیحت کیسی ـــ اُلٹی کرنی لگے اب اُس سی سفارش میری

کرونمین بندہ نوازی کا عشق کی کیا شکر ـــ ہزار زخم دیے ہین ہزار داغ مجھے

قطعاتِ تاریخ

منشی محمد ممتاز احمد صاحب آرزو خلف حضرت مصنف

ورق تصویر کا ہے ہر ورق ہر صفحہ آئینہ
کھچے جاتے ہیں کیوں دل آرزو کیوں ہوش اڑتے ہیں

مضامین حسن ہیں یا نازنینوں کا مجمع ہے
پری رویوں کی نقل یا حسینوں کا مرقع ہے
١٣١٤ھ

حکیم محمد عبد الکریم خان صاحب آزم فتحپوری

این نغمہ کلام کیست دانی
برہم دل و دیدہ کن نثارش

کاندر ہمہ دہر سحر جان است
دیوان امیر نکتہ دان است
١٣١٤ھ

مولوی محی الدین حسین خان صاحب تسنیم پروفیسر محبوب کالج سکندرآباد

زہے جوشِ طبعِ روانِ امیر
لکھی میں نے تسنیم تاریخ طبع

مضامین کا دریا ہے اک بہہ رہا
صنمخانۂ عشق ہے بے بہا
١٣١٤ھ

محمد جلیل حسن صاحب جلیل

سارے مصرع قدِ دلبر کا جواب
خوب دیکھا جو صنمخانۂ عشق

سارے مطلع رخِ انور کا جواب
پایا بتخانۂ آزر کا جواب
١٣١٣ھ

حضرت علی عبد القادر شمس القادری المدعو بہ مرشد علی الحنفی القادری البغدادی المتخلص بالجمال و العاصی

پرزے خط کے ہین دستِ قاصد مین
ایک کیا تنہو جواب لایا ہے

عاشق و معشوق دونون تیری دیوانے ہین یا
دامنِ یوسف گریبانِ زلیخا چاک ہے

شبِ فرقت تو ابد تک نہین ہونیکی تمام
تیرے عشاق کو اندیشۂ فردا کیا ہے

مین ہر اک سے جو خطا اپنی بیان کرتا ہون
ہے یہ مطلب کہ اسے کوئی ستمگر نہ کہے

دشمنون کا شکوہ کرتے ہین حضورِ دوستان
دوست جب دشمن ہو پہر کس سے شکایت کیجیے

تمام عمر اسے دیکہتا رہا ہون مگر
ہنوز حسرتِ دیدار یار باقی ہے

آئنے کی آنکہ سے اڑتی ہے جب عاشق کی آنکہ
چاہتی ہے ہین لو لذت تری دیدار کی

وعدۂ وصل سنے کیا بیخود
دیکھیے کیا وصال مین گزرے

پوچہہ نہ اس زمانے مین الفت کا حال کچہ
اک رسم تھی قدیم سو موقوف ہوگئی

خوشا تقدیر بلبل پیش گل کہتی ہے حال اپنا
نہ قاصد کی ضرورت ہے نہ حاجت ہے کبوتر کی

مجہے دشمن سمجہتی ہو تو پہر مجھ سے ہو کیون غافل
کوئی غافل نہین رہتا جہانمین اپنے دشمن سے

برہمن یا صنم کہتا ہے زاہد یا صمد یا رب
زبان جسکی ہے جو اسمین وہ تجکو یاد کرتا ہے

دو پیاس مین آب دم شمشیر تو ہم کو
اتنی بھی مروت تمہین اللہ نہین ہے

مشتاقِ ستم ہوگا نہ مجہسا کوئی بسمل
ہر زخم کی قاتل کی طرف آنکھ لڑی ہے

سینے پہ مری ہاتھ ہے اسکالی تسکین
تہم اے دل بیتاب کہین وہ نہ اچہل جائے

چمن اشک مجنون سے سیچا ہے شاید
کہ سنبل مین گیسوی لیلے کی بو ہے

آئنہ ہو نہین شاید جو دیکہتا ہے مجکو
ہندو ہو یا مسلمان اپنا سا جانتا ہے

خواب مین آئے تھے وہ غیر کے ساتھ
کھل گئی میری آنکھ خیر ہوئی

تکلیف ہے یہ شکر گدا کو ہے مناسب
شاہون کیطرح کچھ غم عالم تو نہین ہے

بے ادب کچھ ہم نہین خواہش ہم آغوشی کی کیا
دو نگاہین جب ملین گی ہم بغل ہو جائینگی

بالخیر

یہ سخن ہے لایق بزم سخن — جو سخن ہے قابل شاہ و وزیر
یہ کلام ایسا کلام استاد کلام — ہے نشان مصحفی شان امیر
محو ہو جاتے جو اسکو دیکھتے — ناسخ و آتش تو کیا مرزا و میر
فیض لیتے اس سے فغانی و فغان — داد دیتے اسکی ظہیر و ظہیر
مستند کیونکر نہو ایسا کلام — یہ کہا گویا ہے پتھر کی لکیر
بہاگنے کی راہ ڈہونڈین عیب جو — اپنا اپنا کان پکڑین حرف گیر
آج ہے یہ طوطی معجز بیان — بلبل ہندوستان کا ہمصفیر
ایسا استاد زمانہ ہے کہان — زندہ رکھے تو اسکو یارب قدیر
ہے یہی اے داغ اسکا سال طبع — کہدے تو زیبا خیالات امیر

۱۳۱۳ھ

ولہ

اس گنج سخن سے تا قیامت — محروم نہونگے طالب فیض
یہ داغ نے سال طبع لکہا — دیوان امیر صاحب فیض

۱۳۱۳ھ

محمد ضمیر حسن خان صاحب دل شاہجہانپوری

میرے استاد کا چہپا دیوان — تھا بلاغت کے چمن کا گل تر
اسکی تاریخ یہ لکہدے اے دل — اب فصاحت کا چہپا ہی دفتر

۱۳۱۳ھ

منشی امتیاز احمد خان صاحب راز

قالب طبع مین آیا جو صنمخانۂ عشق — جتنے مشتاق تھے بہرنے لگے دیوانے سے
راز تاریخ کہی مینے جو نکلا دیوان — نکل آئی ہے پری شیشۂ پریخانے سے

۱۳۱۳ھ

کرد عشق آباد دیوان را تمام
گفت تاریخش جمالِ عشقبار
حسنِ طبع عشق بنیان امیر
اسے ہمہ عشقیت دیوانِ امیر ۱۳۱۳ھ

ولہ

چھپا جو آپ کا دیوان تو شاعرون نے کہا
کہ آپ سعدیِ شیوا بیانِ عہد ہوے
جمال یہ زرِ شہوار سال کر دو نثار
امیر خسرو اہلِ زبان عہد ہوے ۱۳۱۳ھ

محمد حسام الدین صاحب حسام خلف مولوی حافظ محمد نور اللہ

کیسے کیسے ہین شعر حسن خیز
سمجھین وہ انکو ہون جو ذو معنی
مصرعِ سال بھی ہے باغ و بہار
ہین یہ الفاظ پھول بو معنی ۱۳۱۳ھ

حافظ محمد علی صاحب حفیظ جونپوری

لکھا ہے عطر گلہا سے مضامین
معطر بزم ارباب سخن ہے
حفیظ اچھا کھلا تاریخ کا پھول
نہین دیوان تر و تازہ چمن ہے ۱۳۱۳ھ

مقرب الخاقان استاذ السلطان بلبل ہند جہان استاد ناظم یار جنگ دبیر الدولہ

فصیح الملک نواب مرزا خان بہادر داغ دہلوی

واہ کیا دیوان کہا ہے لاجواب
ابتدا سے انتہا تک بے نظیر
شوخیِ الفاظ ہے یا برقِ شوخ
بارشِ مضمون ہے یا ابرِ مطیر
لفظ مصرع بیت سب جادو بھرے
دلفریب و دلستان و دلپذیر
ہر نکیلا شعر دل مین چبھ گیا
اس سے بڑھکر کوئی کیا ماریگا تیر

منشی سید قمر الدین صاحب قمر تحصیلدار ملازم دار الاقبال بھوپال

حسنِ صورت حسنِ معنی دونو مین یکتا ہے یہ
ہے نئی بندش نئے مضمون نیا ہر شعر ہے

فکرِ رنگین نے کہی تاریخ ترتیب اے قمر
دیکھنا کیا رنگ مین ڈوبا ہوا ہر شعر ہے
۱۳۰۶ھ

منشی امرناتھ صاحب آنہ ہیڈ کلرک پوسٹ ماسٹر جنرل لاہور

بت ہے بہزاد نہ ہے حسن صنمخانۂ عشق
نام ہی نام ہے مانی کا مین کچھ بھی نہین

یہ صنمخانہ ہے یارب کہ پریخانہ ہے
سامنے جسکے صنمخانۂ چین کچھ بھی نہین
۱۳۱۳ھ

منشی محمد فصیح اللہ خان صاحب تیر بنارسی

تیر دیوان اک چمن ہے
اشعار یہ پھولونکی ہین جھڑیان

کیسی ہے چمک دمک کی تاریخ
مصرع ہین یہ موتیون کی لڑیان
۱۳۱۳ھ

منشی محمد وجاہت حسین صاحب وجاہت مہتمم تصویر سخن

ہو سکے کیا وصف دیوان امیر
ہے سراپا دلپسند و دلپذیر

لکھ وجاہت مصرعِ تاریخِ طبع
بے بہا ہے یہ کلام بے نظیر
۱۳۱۳ھ

محمد حبیب حسن وحشی دیوبندی مقیم حال روڑکی

ہوا شاہد مدعا جلوہ گر
چھپا ہے کلام جناب امیر

ہے غنچہ خاطرِ مشتاقین
صبا ہے کلام جناب امیر

دل خلق مین صورتِ بوے گل
بسا ہے کلام جناب امیر
۱۳۱۳

سید زاہد حسین صاحب زاہد سہارنپوری

اشعار ہین یا گوہر شہوار کی لڑیان ۔ یہ لطف لطافت کسی دیوان مین کہان ہے
ترتیب کی تاریخ کہی مینے یہ زاہد ۔ دھوئی ہوئی کیا چشمۂ کوثر سے زبان ہے
۱۳۱۴ھ

سید ولایت احمد صاحب شمیم خیرآبادی انسپکٹر سعدآباد ضلع متھرا

عشاق کی جان یہ صنمخانہ ہے ۔ معشوقون کی ہے آن یہ صنمخانہ ہے
کہتا ہے شمیم دیکھکر حسن کلام ۔ اللہ کی شان یہ صنمخانہ ہے
۱۳۱۳ھ

مولوی محمد مظفر حسین صاحب صبا خلف اکبر مولوی یوسف علی مرحوم

اک پھول ہے گلشن مین صنمخانۂ عشق ۔ اک لعل ہے معدن مین صنمخانۂ عشق ۱۳۰۶
کیا حسن دکھاتا ہے صبا آنکھون کو ۔ اعجاز کے دامن مین صنمخانۂ عشق
۱۳۱۳ھ

مولوی محمد عبد الواسع صاحب صفا خلف مولوی یوسف علی مرحوم

صفا نزاکت مضمون دکھا رہی ہے بہار ۔ سخن کے باغ مین ہے تازہ گل صنمخانہ
برنگ لالہ ہے ہر شعر رنگ مین ڈوبا ۔ ڈھلا ہے حسن کے سانچے مین گل صنمخانہ
۱۳۱۳

منشی محمد مسعود احمد صاحب ضمیر خلف کوچک حضرت مصنف

گوہر و جوہر صنمخانے کے ساتھ ۔ دیکھکر بولا یہ چرخ چنبری
نور کی تاریخ ہے یہ اے ضمیر ۔ ایک جا ہین ماہ زہرہ مشتری
۱۳۱۳ھ

غلطنامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶	۱۸	جلانا	جلاتا	۱۳۴	۶	ہاشنا	ناآشنا	۲۵۶	حاشیہ	وحید	وجیہ
۷	۱۳	اِن	اُن	۱۴۰	۲۰	ہین	ہین	۲۶۵	۲	تربت	نزہت
۱۱	۲	بھی	ہی	۱۴۰	۲۱	ہین	ہین	۲۶۵	۴	جزوکل	جزو و کل
۱۳	۱۷	ترے	تیرے	۱۴۱	۱	شایہ	سایہ	۲۶۵	۴	ہوئی	ہوئے
۱۸	۷	تم	ہوتم	۱۴۲	۱	گنہگار	گناہگار	۲۷۲	۱	پے	پر
۲۲	۲۱	تری	تیری	۱۴۶	۱۷	آئنہ	آئینہ	۲۷۲	۱	نقاب	نقاب
۳۲	۱۳	تیری	تری	۱۵۵	۱۷	اپنے	اپنا	۲۷۴	۵	دود	درد
۴۷	۸	عدم	حرم	۱۶۳	۷	طرف	طرفہ	۲۸۵	۱۴	یون	یان
۴۸	۱۳	تھی	تھین	۱۷۳	۱۱	آئنے	آئینے	۲۹۷	۵	نہین	نہین نکلی
۴۹	۱۷	ظہور	ضرور	۱۷۹	۷	منزل	محفل	۳۱۱	۹	دیتی	دیتی
۵۳	۱۱	لشکر	شکر	۲۱۱	۲۱	تیری	تری	۳۲۳	۱۳	آنسوئن	آنسوون
۵۵	۱۱	چھاتی	چھالی	۲۲۴	۵	تڑپتے	تڑپنے	۳۴۰	۳	جو گئے نہ ملے	جو گئی نہ ملی
۵۵	۱۳	چوستا	چوسنا	۲۲۴	۲۱	کنگھیون	کنکھیون	۳۴۱	۱۴	نہین	ہے
۵۸	۸	مز	مرہ	۲۳۸	۷	آگنین	آگین	۳۵۸	۱۷	آئنہ	آئینہ
۹۳	۲۰	بتجانے	بتجانے لے	۲۴۴	۴	تری	تیری	۳۵۰	۱۹	پے	تپے
۱۰۹	-	برسانے	برساہے	۲۴۶	۱	چب	چپ	۳۷۳	۱	قمرالدین صاحب	قمرالدین احمد صاحب تخلص
۱۱۵	۹	مری	میری	۲۴۶	۷	چھٹنے	پھٹنے	۳۶۴	۲۰	ہجم	حجم
۱۲۸	۲	نگاہ	پناہ	۲۵۱	۱۰	کی ہنسی	کو ہنسی	۰	۰	۰	۰

عروس سخن ... ہے کلام جناب امیر
کہ ... ہے کلام جناب امیر
نکیون ختم ہو جا ... نا ہے کلام جناب امیر
نہ وحشی کو کیون فکر تاریخ ہو ... بھلا ہے کلام جناب امیر
یہ آنے لگی چار سو سے صدا ... نیا ہے کلام جناب امیر
۱۳۱۴ھ ۱۸۹۶ء

سید مومن حسین صاحب صفی امروہوی

مداح امیر لکھنوی کے ... ہین سارے سخن شناس انسان
دیوان دوم چھپا ہے ان کا ... ہر ایک کے تن مین پڑ گئی جان
لفظون سے عیان رخ معانی ... آئینہ ہے اس صفات حیران
ہر نقطے مین بے شمار نکتے ... ہر نکتے پہ نکتہ فہم قربان
خوش ہو کے کہی صفی نے تاریخ ... چھاپا یا بخدا یہ خوب دیوان
۱۳۱۴ھ

محمد قادر علی خان صوفی مہتمم مطبع مفید عام آگرہ

نواب رامپور کے استاد کا جواب ... دیکھا نہ آج تک تہ چرخ کہن سنا
غل ہے دیا انکے دوسرے دیوان کی طبع کا ... چھوڑا اکلون نے زمزمہ بلبل کا انسنا
قادر رہا جو گوش بر آواز ہر سال ... دل سے امیر سحر بیان کا سخن سنا
۱۳۱۴ھ

تمت بالخیر

اطلاع

اس دیوان کے ملحقات کا مجموعہ جسمین قصائد قطعات رباعیات تاریخین وغیرہ ہین انشاء اللہ جدا گانہ چھپے گا اسلیئے کہ اگر وہ سب چیزین اس دیوان کا ضمیمہ کیجاتین تو حجم بڑہجاتا اور یہ پسند نہوا کہ ملحقات کے انضمام سے دیوان کو طول دیا جای بلکہ اسی اختصار کی نظر سے احباب کی تاریخین بھی بہت ہی کم درج کی گئین اور تقریظین بالکل نہین لیگئین فقط